سائبہ وغیرہ کی تحریم کا کوئی حکم نہیں دیا اور نہ اس کی اجازت دی ہے اس لئے یہ جانور حلال ہیں اور حلال ہی رہیں گے۔ بندوں کی تحریم سے حرام نہیں ہوسکتے **۱۶۹** جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اپنی طرف سے تحریمیں مت کرو اور اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ مان لو کہ یہ چیزیں حرام نہیں ہیں۔ ای هلموا الی حکم اللہ ورسولہ بان هذہ الاشیاء غیر محرمۃ (مدارک ص ۲۳۷ ج ۱) تو وہ کہتے ہیں ہمیں اللہ و رسول کے حکم کی ضرورت نہیں ہمیں وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو دیکھا۔ ہمارے اسلاف و اکابر یہ تحریمات کرتے چلے آئے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی کرتے رہیں گے۔ اَوَ لَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ الخ باپ داد کی تقلید و اقتدا تو صرف اسی وقت کرنی چاہئے جب کہ وہ عالم ہوں اور ہدایت پر ہوں اور ان کی ہر بات دلیل و حجت پر مبنی ہو۔ لیکن اگر وہ جاہل اور گمراہ ہوں تو پھر ان کی

اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ

جواب ملا تھا وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی باتوں کو جاننے والا ف۱ ف۱

اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ

جب کہے گا اللہ ف۱۷۱ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے یاد کر میرا احسان جو ہوا ہے تجھ پر

وَعَلٰی وَالِدَتِکَ ۘ اِذْ اَیَّدْتُّکَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تف

اور تیری ماں پر۔ جب مدد کی میں نے تیری روح پاک سے ف۱۷۲ ف۲

تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُکَ

تو کلام کرتا تھا لوگوں سے گود میں اور بڑی عمر میں اور جب سکھائی میں نے تجھ کو

الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَالتَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ

کتاب اور تہہ کی باتیں اور توریت اور انجیل اور جب تو بنا تا تھا ف۳

مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْـَٔۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا

گارے سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں

فَتَکُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ

تو ہو جاتا تھا اڑنے والا میرے حکم سے اور اچھا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو

بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ کَفَفْتُ

میرے حکم سے اور جب نکال کھڑا کرتا تھا مُردوں کو میرے حکم سے ف۴ اور جب روکا میں نے

بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْکَ اِذْ جِئْتَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ

بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لیکر آیا ان کے پاس نشانیاں تو کہنے لگے

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ اِنْ ھٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۰﴾

جو کافر تھے ان میں اور کچھ نہیں یہ تو جادو ہے صریح ف۵

وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ ۚ

اور جب میں نے دل میں ڈال دیا حواریوں کے کہ ایمان لاؤ مجھ پر اور میرے رسول پر

وقف لازم

ل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص اس لئے کی گئی کہ بعض نصاریٰ ان کے نام پر بچے بھی ذبح کرتے تھے ۱۲

اقتدا جائز نہیں مشرکین کے باپ دادا بے علم اور گمراہ تھے۔ کیا وہ پھر بھی انہی کی راہ پر چلیں گے۔ الاقتداء انما یجوز بالعالم المھتدی وانما یکون عالما مھتدیا اذا بنی قولہ علی الحجۃ والدلیل (کبیر ج ۴ ص ۱۱۶) **۱۷۰** اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہئے اور دوسروں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہئے حالانکہ قرآن و سنت سے ثابت ہے کہ ہر شخص پر اپنی بساط اور اپنے علم کے مطابق تبلیغ فرض ہے۔ یہ الجھن اس وقت پیش آتی ہے جب انفسکم سے ہر آدمی کی اپنی جان مراد لی جائے۔ لیکن محقق مفسرین کی رائے یہ ہے۔ کہ یہاں انفسکم سے تمام اہل اسلام مراد ہیں اور مطلب یہ کہ ہے کہ اے ایمان والو تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعے تمام اہل اسلام کو ہلاکت اور اللہ کے عذاب سے بچاؤ۔ جب تم سب ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے اور تمہارا ایمان و عمل درست ہو جائے گا تو کفار و مشرکین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول اس پر دال ہے۔ امام ابن جریر فرماتے ہیں واصح التاویلات عندنا بتاویل ھذہ الآیۃ ما روی عن ابی بکر الصدیق فیھا وھو یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم الزموا العمل بطاعۃ اللہ و بما امرکم بہ وانتھوا عما نھاکم اللہ عنہ لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم یقول فانہ لایضرکم ضلال من ضل اذا انتم لزمتم العمل بطاعۃ اللہ وادیتم فیمن ضل من الناس ما الزمکم اللہ بہ فیہ من فرض الامر بالمعروف والنہی عن المنکر الذی ترکبہ او تحاول رکوبہ والاخذ علی یدیہ اذا رام ظلما (ابن جریر ج ۷ ص ۶۰) اور حضرت عبداللہ بن مبارک سے منقول ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں یہ آیت سب سے زیادہ تاکید کر رہی ہے قال عبداللہ بن المبارک ھذہ اوکد اٰیۃ فی وجوب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فانہ قال علیکم انفسکم یعنی علیکم اھل دینکم ... یعنی بان یعظ بعضکم بعضا ویرغب بعضکم بعضا فی الخیرات وینفرہ عن القبائح والسیئات الخ (کبیر ج ۳ ص ۶۵۸) اب اس آیت کا ماقبل سے ربط یہ ہوا کہ تحریمات غیر اللہ کے مضمون کا اعادہ کرنے کے بعد تمام اہل ایمان کو تاکید فرمائی کہ وہ ایک دوسرے کو توحید پر قائم رہنے اور دیگر نیک اعمال بجا لانے کی تلقین کریں اور شرک اور دیگر برائیوں سے ان کو روکیں **۱۷۱** یہ مبتدا ہے اور اثنان اس کی خبر ہے۔ خبر سے پہلے شَھَادَۃُ مضاف محذوف ہے اصل میں شَھَادَۃُ اثْنَیْنِ تھا مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو اسی کا اعراب دے کر اس کے قائم مقام کر دیا گیا۔ مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوۃِ یہ قید اتفاقی ہے کیونکہ نماز میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اس لئے شہادت کے سامنے ہو تو بہتر ہے۔ شرک فعلی کی نفی کے بعد شہادت (گواہی)

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ صاحب پوچھے گا کافروں کے سنانے کو کہ میں نے تم کو جن کی طرف بھیجا تھا انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا اور پیغمبر حوالے رکھیں گے اللہ کے علم پر کہ ہم کو دل کی خبر نہیں ظاہر کی ہے یہ ان کو سنایا جو مغرور ہیں پیغمبروں کی شفاعت پر تا معلوم کریں کہ اللہ کے آگے کوئی کسی کے دل پر گواہی نہیں دیتا اور کوئی کسی کی شفاعت نہیں کرتا ف۲ بنی اسرائیل کو روکا تجھ سے یعنی قتل کرنے سے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی نخست از سر خضوع و نیایش ایشان گویند در برابر نور به نسبت دانش تو ما را ہیچ دانش نیست بعد از ان گواہی دہند برامت خویش ۱۲ ف۲ یعنی برکات خطیرۃ القدس ۱۲ ف۳ یعنی از گور زندہ می برآوردی ۱۲

کے مضمون کا ذکر بظاہر بے ربط سا معلوم ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ اللہ کا کلام اس عیب سے پاک ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تحریمات اللہ، تحریمات غیر اللہ، نذور اللہ اور نذور غیر اللہ کے مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوگیا کہ غیب دان اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا نہ کوئی غیب دان ہے نہ متصرف و کارساز۔ اس لئے قسم بھی اللہ کے نام ہی کی کھانی چاہئے۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں سے بھی غیر اللہ کی قسم نہ لی جائے کیونکہ غیب دان اور کارساز صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں اور جس کے نام کی قسم کھائی جائے اس کا غیب دان اور کارساز ہونا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک واقعہ پیش آیا دو عیسائی اور ایک مسلمان اکٹھے تجارتی سفر پر روانہ ہوئے مسلمان بیمار ہوگیا اس نے ایک کاغذ پر اپنے سامان کی فہرست تیار کی اور اسے سامان میں چھپا دیا اور ان کو وصیت کی کہ وہ اس کا سامان اس کے وارثوں کو دیدیں۔ وہ فوت ہوگیا اس کے ساتھیوں نے اس کے سامان سے ایک نہایت قیمتی جام نکال لیا اور باقی سامان اس کے وارثوں کو دیدیا جب وارثوں نے سامان میں رکھی ہوئی فہرست میں جام کا ذکر دیکھا لیکن سامان میں اسے نہ پایا تو ان دونوں سے اس کا مطالبہ کیا انہوں نے کہا ہمیں اس کا علم نہیں۔ چنانچہ میت کے وارثوں نے یہ مقدمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے پیش کردیا آپ نے وارثوں سے گواہ طلب کئے ان کے پاس گواہ نہیں تھے اس لئے آپ نے وارثوں سے کہا کہ وہ ان سے کسی ایسی چیز کی قسم لیں جو ان کے دین میں بڑی سمجھی جاتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ قسم خواہ غیر مسلم سے لی جائے وہ صرف اللہ کے نام کی ہونی چاہئے نہ کہ غیر اللہ کی۔ یہ روایت ترمذی کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ فسالہم البینۃ فلم یجدوا فامرہم ان یستحلفوہ بما یعظم علی اھل دینہ فحلف فانزل اللہ یایھا الذین امنوا شھادۃ بینکم الخ (خازن ج ۲ ص۔۔) اس آیت میں فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ مقصودی جملہ ہے یعنی اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے اور اس میں غیر مسلم سے قسم لینے کی ضرورت پڑ جائے تو اس سے بھی اللہ کے نام ہی کی قسم لینی چاہئے۔ جیسا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ یہودی سے اس طرح قسم لی جائے واللہ الذی انزل التوراۃ علی موسیٰ علیہ السلام اور عیسائی سے واللہ الذی انزل الانجیل علی عیسیٰ علیہ السلام اور آتش پرست سے واللہ الذی خلق النار (ہدایہ وغیرہ) **۱۰۷** اِسْتَحَقَّآ اِثْمًا یعنی وہ خیانت اور جھوٹی شہادت سے گناہ کے مستحق ہوئے۔ اَلَّذِيْنَ سے ورثاء میت مراد ہیں اور اَلْاَوْلَيٰنِ سے وہ دونوں شخص مراد ہیں جنہوں نے میت کے مال میں خیانت کی اور پھر جھوٹی گواہی دی اور میت کے وارثوں کو نقصان پہنچایا المراد بالاولیان الوصیان اللذان ظہرت خیانتہما ۔۔۔۔ فمعنی استحق علیہم الاولیان خان فی مالہم وجنی علیہم الوصیان اللذان عثر علی خیانتہما (روح ج ۷ ص ۸) حاصل یہ کہ جب بعد میں معلوم ہو جائے کہ سفر میں جن دو آدمیوں کو میت نے وصیت کی تھی وہ خیانت مجرمانہ کے مرتکب ہوئے ہیں اور انہوں نے غلط بیانی کی ہے تو پھر میت کے وارثوں میں سے دو آدمیوں سے قسم لی جائے وہ اللہ کے نام کی قسم کھا کر اپنا بیان دیں کہ ان دونوں نے جھوٹ بولا ہے اور ہمارا بیان صحیح اور قابل قبول ہے اور ہم نے اپنے بیان میں حق سے تجاوز نہیں کیا۔ **۱۰۸** یہ شہادت کے مذکورہ بالا طریقہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی پہلے تو ان سے گواہی لی جائے جن کو میت نے وصی بنایا ہے۔ اگر ان کی خیانت اور کذب بیانی ظاہر ہو جائے تو پھر میت کے وارثوں سے قسم لی جائے۔ یہ طریقہ اصل مقصد حاصل کرنے کے لئے قریب ترین ذریعہ ہے۔ اس سے یا تو گواہ عذاب آخرت سے ڈر کر صحیح گواہی دیدیں گے یا پھر دنیا میں رسوائی کے ڈر سے سچی گواہی دیں گے کیونکہ انہیں یہ اندیشہ ہوگا کہ ان کی قسمیں رد کردی جائیں گی۔ اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ یعنی ان کی قسموں کے جھوٹی ثابت ہونے کے بعد قسم کھانے کا حق وارثوں کو دیا جائے گا۔ یہاں ایک شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ شرعی قانون کے مطابق قسم منکر دعویٰ کے ذمہ ہوتی ہے لیکن جب پہلے گواہوں کی خیانت ظاہر ہو جائے تو وارثوں پر قسم آتی ہے حالانکہ وہ مدعی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک حیثیت سے وارث بھی منکر ہیں کیونکہ وہ پہلے گواہوں کے اس دعوے کا انکار کر رہے ہیں کہ انہوں نے متوفی کا سارا مال بلا خیانت اس کے وارثوں کے حوالے کردیا ہے۔ **۱۰۹** پہلے نفی شرک فعلی کے سلسلے میں یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ غیب دان صرف اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی غیب دان نہیں اب یہاں قیامت کے دن پیش آنیوالا ایک واقعہ ذکر کرکے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ اور تو اور خود انبیاء علیہم السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی وہ بھی غیب دان نہیں تھے وہ نہ زندگی میں غیب جانتے تھے نہ موت کے بعد لوگ غیر اللہ کے نام کی نذریں اور نیازیں صرف اس لئے دیتے تھے کہ وہ ہماری حاجات کو جانتے اور ہمیں نفع نقصان پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ آج کل کے مشرکین کا بھی اپنے پیروں کے متعلق عقیدہ ہے۔ تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ صاف فرما دیا کہ انبیاء علیہم السلام تو غیب جانتے نہیں جو سب سے افضل ہیں۔ چنانچہ وہ قیامت کے دن صاف کہیں گے کہ ان کے پیچھے جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کا انہیں کچھ علم نہیں۔ پھر جو لوگ انبیاء علیہم السلام سے رتبہ میں کمتر ہیں وہ کس طرح غیب دان ہوسکتے ہیں۔ يَوْمَ ظرف کا عامل بعد میں مذکور ہے قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا۔ فیقول۔ یجمع پر معطوف ہے یعنی جس دن اللہ تمام رسولوں کو جمع کرکے ان سے یہ سوال کرے گا کہ تمہیں تبلیغ توحید کے بعد اپنی امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا اس دن وہ سب کہیں گے کہ ہمیں تو اس کا کچھ علم نہیں۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور تمام غیبوں کا جاننے والا صرف تو ہی ہے اور کوئی نہیں۔ یہ آیت حضرات انبیاء علیہم السلام سے علم غیب کی نفی پر برہان قاطع ہے۔ اس آیت میں مَاذَآ اُجِبْتُمْ کے دو معنی ہیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سوال تبلیغ کے وقت سے متعلق ہوگا کہ جب تم تبلیغ کرتے تھے اس وقت لوگوں نے تمہاری بات کو قبول کیا یا نہ تو وہ جواب دیں گے۔ لا علم لنا بباطن ما اجابوا امممنا (قرطبی ج ۶ ص ۳۶۰) یعنی ان کے باطن کو ہم نہیں جانتے تھے ہمیں صرف ان کے ظاہر کا علم تھا لیکن اس میں عبارت مقدر کرکے مطلب نکالنا پڑتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ یہ سوال انبیاء علیہم السلام سے ان کی وفات سے بعد کے حالات سے متعلق ہوگا کہ تمہاری وفات کے بعد ان لوگوں کے کیا حالات تھے کیا یہ تمہیں پکارتے رہے ہیں اور کیا تمہیں اس کا علم ہے تو اس کے جواب میں انبیاء علیہم السلام کہیں گے کہ اے اللہ بعد کے حالات کا تو ہمیں کوئی علم نہیں جیسا کہ اگلی آیت سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سوال کے جواب میں یہی کہیں گے۔ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ الخ اسی طرح سورۂ یونس ع ۳ میں ہے کہ جن انبیاء و اولیاء کو لوگ دنیا میں پکارتے رہے قیامت کے دن وہ صاف کہیں گے کہ ہمیں تو ان کی پکار وغیرہ کا کوئی علم نہیں۔ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ بہت سے مفسرین نے اس سوال کو بعد الوفات کے حالات سے متعلق قرار دیا ہے۔ امام رازی لکھتے ہیں لا علم لنا الا ان علمنا جوابہم لنا وقت حیاتنا ولا نعلم ما کان منہم بعد وفاتنا (کبیر ج ۳ ص ۶۹۹) اہل بدعت کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو معلوم تو سب کچھ ہوگا لیکن ہول قیامت کی وجہ سے وہ جواب نہیں دے سکیں گے اور علم کی نفی کردیں گے۔ یہ جواب دو وجوہ غلط ہے (۱) اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام قیامت کے ہول اور جزع فزع سے محفوظ ہوں گے اور ان پر کوئی گھبراہٹ طاری نہیں ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ (انبیاء ع ۷) یعنی جن لوگوں کے لئے حسنیٰ (جنت) کا وعدہ ہوچکا ہے۔ وہ قیامت کی فزع اکبر (سب سے بڑی گھبراہٹ) سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ (۲) اگر یہ مان لیا جائے کہ ان کو سب کچھ معلوم تھا تو اس صورت لا علم لنا واقعہ کے صریح خلاف اور جھوٹ ہوگا۔ **۱۱۰** تمام انبیاء علیہم السلام کے اجمالی ذکر کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خصوصیت سے ذکر فرمایا کیونکہ اس وقت انبیاء علیہم السلام میں سے ان کو غیب دان اور کارساز ماننے والے نصاریٰ تھے جو اس وقت علم و دانش میں اور عبادت و رہبانیت میں مشہور و معروف تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نذریں نیازیں دیتے ان کی خاطر بکرے وغیرہ بلکہ بعض لوگ اپنے بیٹے بھی ذبح کر دیتے تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خاص طور پر ذکر کرکے ان سے علم غیب اور الوہیت کی نفی فرمائی پہلے اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى سے لے کر اَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ... عَلِمْتَهٗ ... الْغٰلِبِيْنَ

تک اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ پر اپنے احسانات اور انعامات گنائے ہیں اور اصل سوال وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ (ع ۱۶) سے شروع ہوتا ہے۔ **۶۷۱** ظرف نِعْمَتِیْ سے متعلق ہے اور نعمۃ یہاں مصدر ہے۔ ای انعامی۔ ظرف لنعمتی ای اذکر انعامی علیکما وقت تائیدی لکما روح القدس سے حضرت جبرئیل مراد ہیں اور تائید کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل ع ہر وقت ان کے ساتھ رہتے تھے تکلم الناس یہ اَیَّدْتُّکَ کی ضمیر منصوب سے حال ہے مھد سے زمانہ شیر خوارگی مراد ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام نے معجزانہ طور پر باتیں کر کے اپنی والدہ مطہرہ کی پاک دامنی بیان کی اور کہل اس کو کہتے ہیں جس کے بال سفید ہونے لگیں حضرت مسیح کو چونکہ اس عمر سے قبل ہی اٹھا لیا گیا اس طرح یہ آیت ان کے دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ نزول کے بعد وہ کہولت کو پہنچیں گے اور باتیں کریں گے وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ یہ اذ ایدتک پر معطوف ہے الکتاب سے قرآن مجید اور الحکمۃ سے سنت نبوی مراد ہے یہ آیت بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ نزول کی دلیل ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان کو قرآن و سنت کا علم عطا فرمائے گا اور وہ ان دونوں کے مطابق ہی فیصلے کریں گے۔ تورات اور انجیل کا علم انکو رفع الی السماء سے پہلے حاصل تھا۔ **۷۷۱** یہ اور اسی طرح وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى اور وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور وَاِذْ اَوْحَیْتُ یہ سب بھی اِذْ اَیَّدْتُّكَ پر معطوف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے تھے یہاں ان کو بطور انعام ذکر فرمایا یعنی پرندے کا پتلا بنا کر اس میں جان ڈالنا، کوڑھی اور مادر زاد اندھے کو چنگا بھلا کر دینا اور مردوں کو زندہ کرنا۔ ہر معجزے کے ساتھ بِاِذْنِیْ کی صراحت کر کے اس طرف اشارہ فرما دیا کہ یہ تمام باتیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اختیار میں نہ تھیں یہ تمام امور میرے اختیار میں تھے اور میں نے اپنی قدرت سے ان کو مسیح کے ہاتھ پر ظاہر کیا اوحیت کے معنی القیت فی روعہم کے ہیں یعنی میں نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰ پر ایمان لے آئیں۔ **۸۷۱** یہ اِذْ اَیَّدْتُّكَ سے بدل ہے یہاں سے لیکر رکوع ۱۵ کے آخر تک نزول مائدہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کا ایک انعام تھا کیونکہ جب ان سے ان کی قوم نے آسمان سے دستر خوان اتارنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی دعا قبول فرما کر معجزانہ طور پر آسمان سے دستر خوان نازل فرمایا۔ جن حواریین نے مائدہ کا مطالبہ کیا تھا وہ مخلص مومن تھے

قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ (۱۱۱) اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ
تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں جب کہا حواریوں نے **۸۷۱**
یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ
اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تیرا رب کر سکتا ہے کہ اتارے
عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر ہو تم
مُّؤْمِنِیْنَ (۱۱۲) قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ
ایمان والے **۹۷۱** **ف۱** بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھاویں اس میں سے اور مطمئن ہو جاویں
قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ
ہمارے دل اور ہم جان لیویں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور رہیں ہم اس پر
الشّٰهِدِیْنَ (۱۱۳) قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ
گواہ **ف۲** کہا عیسیٰ بیٹے مریم نے **۰۸۱** اے اللہ رب ہمارے
اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا
اتار ہم پر خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے
لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ
پہلوں اور پچھلوں کے واسطے اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے سب سے بہتر
الرّٰزِقِیْنَ (۱۱۴) قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ
روزی دینے والا **ف۳** کہا اللہ نے میں بیشک اتاروں گا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم میں ناشکری
بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ
کریگا اس کے بعد تو میں اس کو وہ عذاب دوں گا جو کسی کو نہ دوں گا
الْعٰلَمِیْنَ (۱۱۵) ع وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ
جہان میں **ف۴** **ف۵** اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ **۱۸۱** مریم کے بیٹے تو نے

ع ۱۵

ملے یہ بدل بھر کا دو جگہ پہلے اذ قال کا اعادہ ہے۔ اور یہ ظرف قال موخر کے متعلق ہے

موضح قرآن **ف۱** ہو سکے یہ معنی کہ ہمارے واسطے تمہاری دعا سے اس قدر خرق عادات کرے یا نہ کرے فرمایا ڈرو اللہ سے یعنی بندہ چاہیئے اللہ کو نہ آزماوے کہ میرا کہا مانتا ہے یا نہیں۔ اگرچہ خاوند بہتیری مہربانی کرے **ف۲** یعنی برکت کی امید پر مانگتے ہیں اور معجزہ ہمیشہ مشہور رہے آزمانے کو نہیں **ف۳** کہتے ہیں وہ خوان اترا یک شنبہ کو کہ وہ روز نصاریٰ کی عید ہے جیسے ہم کو روز جمعہ **ف۴** بعضے کہتے ہیں وہ خوان اترا چالیس روز تک پھر بعضوں نے ناشکری کی یعنی حکم ہوا تھا کہ فقیر اور مریض کھاویں محفوظ اور چنگے بھی لگے کھانے پھر قریب اسی آدمی سور اور بندر ہو گئے یہ عذاب پہلے یہود میں ہوا تھا پیچھے کسی کو نہیں ہوا اور بعضے کہتے ہیں کہ اترا نہیں یہ تہدید سن کر مانگنے والے ڈر گئے نہ مانگا لیکن پیغمبر کی دعا عبث نہیں اور اس کلام میں نقل کرنا بے حکمت نہیں شاید اس دعا کا اثر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی امت میں آسودگی مال سے ہمیشہ رہے اور جو کوئی ان میں ناشکری کرے یعنی دل کے چین سے عبادت میں نہ لگے بلکہ گناہ میں خرچ کرے تو شاید آخرت میں سب سے زیادہ عذاب پاوے اس میں مسلمان کو عبرت ہے کہ اپنا مدعا خرق عادت کی راہ سے نہ چاہے کہ پھر اس کی شکر گزاری بہت مشکل ہے۔ اسباب ظاہری پر قناعت کرے تو بہتر ہے۔ اس قصے میں بھی ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ کے آگے حمایت پیش نہیں جاتی۔

فتح الرحمن **ف۱** حاصل اینست کہ الہام فرستاد بسوی حواریان دران مدت کہ معجزہ طلب کردند و بر حسب مراد دیدند ۱۲ **ف۲** بعد ازان خوانی نازل شد از آسمان بروی گوشت و نان پس خوردند و سیر شدند واللہ اعلم ۱۲۔

اور از دیاد یقین اور عینی مشاہدے کی خاطر اس معجزے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ **١٧٩** حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر واقعی تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرو اور اس معجزے کا مطالبہ نہ کرو کیونکہ جب طلبیدہ
اور منہ مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو اس پر اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ قَالُوْا نُرِيْدُ الخ اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے سامنے آسمان سے دستر خوان اترے اور ہم
اس میں سے کھانا تناول کریں تاکہ ہمارا یقین اور پختہ ہو جائے اور آپ کی صداقت کا ہمیں مشاہدہ ہو جائے اور ہم اس واقعہ کی ان لوگوں کے سامنے گواہی دیں جو اس وقت موجود نہ ہوں۔ **١٨٠**
یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے جس میں انہوں نے اللہ سے مائدہ اتارنے کی التجا کی قَالَ اللّٰهُ اللہ نے فرمایا میں ایک بار چھوڑ بار بار مائدہ اتارنے کو تیار ہوں لیکن یاد رکھو مائدہ اترنے کے بعد جو شخص انکار

قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ
کہا لوگوں کو کہ ٹھہرا لو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے کہا **١٨٢**
سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ
تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں اگر میں نے
قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ
یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے
اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (١١٦) مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ
بیشک تو ہی ہے جاننے والا چھپی باتوں کا **ف١** میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ
اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ
بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا اور میں ان سے خبردار تھا **١٨٣** جب تک
فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ
ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی **ف٢** اور تو
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (١١٧) اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ
ہر چیز سے خبردار ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے **١٨٤**
وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (١١٨) قَالَ اللّٰهُ
اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا فرمایا اللہ نے **١٨٥**
هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ
یہ دن ہے کہ کام آوے گا سچوں کے ان کا سچ ان کے لئے ہیں باغ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ
جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں رہا کریں گے انہی میں ہمیشہ اللہ راضی ہوا
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (١١٩) لِلّٰهِ مُلْكُ
ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے یہی ہے بڑی کامیابی اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت **١٨٦**

کرے گا اسے ایسا سخت عذاب دوں گا کہ دنیا میں ایسا سخت عذاب کسی اور کو نہیں دوں گا۔ چنانچہ مائدہ اتار گیا جن کو اللہ نے توفیق دی ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا اور جنہوں نے اس کے بعد کفر کیا اللہ نے ان کو دنیا میں خنزیر بنا دیا اور آخرت میں بھی ان کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب مائدہ اترنے کے بعد کفر کرنے پر سخت عذاب کی دھمکی نازل ہوئی تو انہوں نے کہا پھر ہمیں مائدہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اللہ نے مائدہ نہیں اتارا لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ مائدہ اترا تھا اور یہی صحیح ہے۔ واختلف العلماء فی المائدۃ ھل نزلت ام لا فالذی علیہ الجمھور وھو الحق نزولھا الخ (قرطبی ج ٦ ص ٣٦٩) والجمھور علی الاول وعلیہ المعول (روح ج ٧ ص ٦٢) **١٨١** یا بعید عہد کی وجہ سے پہلے وَاِذْ قَالَ کا اعادہ ہے اور ظرف کا متعلق قَالَ مؤخر ہے یعنی قَالَ سُبْحٰنَكَ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات گنا کر ان سے اصل سوال پوچھے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ الخ یعنی تیرے بعد تیری امت نے تجھ کو اور تیری والدہ کو معبود بنا لیا تھا وہ تم دونوں کو غیب دان اور کارساز سمجھ کر حاجات میں غائبانہ پکارتے اور تمہارے نام کی نذریں منتیں دیتے تھے کیا تو ہی نے ان انعامات کے ہوتے ہوئے ان کو یہ تعلیم دی تھی کہ تم مجھے اور میری ماں کو خدا کے سوا معبود اور کارساز بنا لینا اور حاجات میں پکارنا۔ **١٨٢** یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سوال مذکور کا جواب ہوگا۔ جواب پانچ شقوں پر مشتمل ہے پہلی شق سُبْحٰنَكَ اے میرے اللہ! تو اس سے پاک ہے کہ تیرا کوئی شریک ہو، تیرے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور نہ کوئی تیرے سوا نذر و منت کا مستحق ہے۔ دوسری شق۔ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ الخ میرے لئے یہ بات ہرگز جائز نہ تھی کہ میں ایسا دعویٰ کروں جس کا مجھے کوئی حق نہیں کیونکہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو غیب دان اور متصرف و کارساز ہو اور مجھ میں یہ صفتیں موجود نہ تھیں۔ تیسری شق اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ اے میرے اللہ! تو تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ تجھے

ا اصل مقصود یہ سوال ہے یعنی ان انعامات کی موجودگی میں تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ تم مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لینا۔ ١٢ پہلا اِذْ قَالَ (رکوع ١١) اس قال کے متعلق ہے اس لئے یہاں اذکر نکالنے کی ضرورت نہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب ہے جو پانچ شقوں پر ہے۔ ٢ پہلی شق ١٢ ٣ دوسری شق ١٢ ٤ تیسری شق ١٢ ٥ چوتھی شق ١٢ ٦ پانچویں شق ١٢ ٧ سورت کے دعویٰ مضمون کا خلاصہ نفی شرک فی التصرف نفی شرک فی العلم ٨ نفی شرک فی الذات ٩ ترغیب و تحریض ١٢

میرے دل کی باتیں بھی معلوم ہیں اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ کے سوا کارساز بنا لو تو تجھے اس کا علم ہوتا۔ چوتھی شق مَا قُلْتُ لَهُمْ اے میرے اللہ! مجھے تو نے رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا اور مجھے توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو میں نے ان سے وہی کچھ کہا جس کا تو نے مجھے حکم فرمایا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے اور صرف اسی کو غیب دان اور کارساز سمجھو اور اسی کو پکارو۔ پانچویں شق وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا الخ میرے اللہ! جب تک میں ان میں موجود رہا اس وقت تک تو ان کی نگرانی کرتا رہا اور ان کو خالص تیری توحید کی ٹھیک ٹھیک تعلیم دیتا رہا لیکن جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا اس کے بعد کا مجھے علم نہیں وہ کیا کرتوت کرتے رہے۔ اس وقت تو ہی ان کا نگہبان تھا یہاں تَوَفّٰی کے معنی پورا پورا لے لینے

فتح الرحمٰن **ف١** مترجم گوید خدائے تعالیٰ روز قیامت نعمتہائے خود عیسیٰ علیہ السلام یاد دہد بعد ازاں سوال کند کہ خود را الٰہ می گفتی یا نہ بجہت تاکید و برائے قطع شبہ نصاریٰ بابلغ وجوہ واللہ اعلم ١٢ **ف٢** یعنی بر آسمان بردی مرا ١٢

کے ہیں کیونکہ تَوَفَّیْتَنِیْ یہاں کُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا کے مقابلے میں آیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ توفی سے یہاں موت مراد نہیں. قرآن مجید میں موت کے مقابلے میں لفظ حیات آیا ہے اور توفی کے مقابلے میں لفظ حیات استعمال نہیں ہوا لفظ توفی کی تحقیق سورۂ آل عمران کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۱۵۳ حاشیہ نمبر ۱۸۳؎ لفظ شَہِیْدٌ کی پوری تحقیق سورہ بقرہ کی تفسیر میں حاشیہ (۲۷۳) کے تحت ص پر گذر چکی ہے ۱۸۴؎ اس کی جزا محذوف ہے اور فَاِنَّہُمْ عِبَادُکَ اس کی دلیل ہے ای لم یلحقك بتعذیبہم اعتراض لانك المالك المطلق لہم (روح ص ج ۸) اسی طرح اِنْ تَغْفِرْ کی جزا بھی محذوف ہے ای لم یلحقك عجز بذلك ولا استقباح فانك القوی القادر علی جمیع المقدورات (روح). یعنی اگر تو ان کو عذاب دینا چاہے تو اس میں تجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور تو ان کا مالک علی الاطلاق ہے اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو ایسا کر سکتا ہے تو اس سے عاجز نہیں اور نہ اس میں کوئی قباحت ہے کیونکہ تو قادر مطلق ہے اور تمام مقدورات تیری مشیت وقدرت کے تحت داخل ہیں۔ ۱۸۵؎ یہ ایمان والوں، توحید کو ماننے والوں اور نیک اعمال بجالانے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔
۱۸۶؎ لِلّٰہِ خبر مقدم ہے اور تقدیم خبر افادۂ حصر کے لئے ہے یعنی زمین وآسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات اللہ ہی کیلئے ہیں لا لعیسٰیؑ وامہ نہ کہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام کے لئے اس میں سورت کے خلاصہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں بالذات نفی شرک فی التصرف کا ذکر ہے اور ضمناً نفی شرک فعلی بھی اس میں آگئی یعنی جب زمین وآسمان کی بادشاہی اور تمام اختیارات وتصرفات اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں اور کسی کے لئے نہیں تو نذر ونیاز کا مستحق بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں نہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ علیہما السلام اور نہ ان کے سوا کوئی اور ۱۸۷؎ بقرینۂ ماقبل یہاں بھی حصر ہے یعنی صرف وہی ہر چیز پر قادر ہے لا عیسٰیؑ وامہ نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام۔
فائدہ ۔ رکوع ۳ میں نفی شرک فی التصرف پر یہ دلیل پیش کی گئی تھی۔ وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر سورت کے آخر میں ذرا اختصار سے اسی دلیل کا اعادہ کر کے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ سورۂ مائدہ کا محور اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جب سب کچھ اللہ کے قبضے اور تصرف میں ہے تو وہی کارساز ہے۔ حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے قبضہ اور اختیار میں کچھ نہیں۔ اس لئے وہ کارساز بھی نہیں اور نذر ونیاز کے مستحق بھی نہیں۔

خصوصیّات سورۂ مائدہ

(۱) اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف۔ نفی شرک فعلی کے سلسلے میں چار مسائل بیان ہوئے۔ تحریمات غیر اللہ تین عنوانوں سے اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ (ع ۱)، لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ (ع) اور مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْ بَحِیْرَۃٍ الخ (ع ۱۴)۔ تحریمات اللہ۔ اس کے دو عنوان ہیں غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ (ع ۱) اور لَیَبْلُوَنَّکُمُ اللّٰہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الصَّیْدِ الخ (ع ۱۳)، غیر اللہ کی نذر ونیاز:۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ مَآ اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ (ع ۱) اور مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ۔ اللہ کی نذریں۔ اس کے بھی دو عنوان ہیں۔ لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّہْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْہَدْیَ الخ (ع ۱)، اور جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ الخ۔
۲۔ شرک فی التصرف میں زیادہ زور حضرت مسیح اور حضرت مریم علیہما السلام سے غیب دان اور کارساز ہونے کی نفی پر دیا گیا ہے۔ اور دلائل کی بجائے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ ان کے غیب دان اور کارساز سمجھنے والے کافر ہیں اور سرسری طور پر اختصار کے ساتھ

سورۂ مائدہ میں آیات توحید

(۱) قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّہْلِکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ط وَلِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (ع ۳)
(۲) قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ ط اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰىہُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ (ع ۱۰)
(۳) لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ م وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّآ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط (ع ۱۰)
(۴) قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ط وَاللّٰہُ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ (ع ۱۰)
(۵) لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِیْہِنَّ ط وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (ع ۱۶)

سورۃ انعام

ربط باقی سورتوں کی طرح یہاں بھی سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام کے درمیان دو قسم کا ربط ہے (۱) ربط معنوی اور (۲) ربط اسمی۔ ربط معنوی یہ ہے کہ سورۂ مائدہ میں جن دو مضمونوں کو بیان کیا گیا یعنی نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف یا نفی شرک اعتقادی، سورۂ انعام میں انہی دونوں مضمونوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ سورۂ مائدہ میں پہلے نفی شرک فعلی اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا ذکر تھا لیکن سورۂ انعام میں ترتیب ذکر اس کے برعکس ہے۔ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۱۴ میں وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ تک نفی شرک فی التصرف کا بیان ہے اور اس کے بعد فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ سے لے کر سورت کے آخر تک نفی شرک فعلی کا ذکر ہے۔ دونوں سورتوں میں ان مضامین کے بیان میں بوجوہ ذیل فرق ہے۔

نفی شرک فی التصرف:- (۱) سورۂ مائدہ میں شرک فی التصرف کرنے والوں پر صرف فتوے صادر کئے گئے ہیں کہ وہ کافر ہیں۔ جیسا کہ فرمایا لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ (ع ۱۰ و ۱۰) اور لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (ع ۱۰) لیکن شرک فی التصرف کے بطلان پر دلائل قائم نہیں کئے گئے۔ البتہ صرف ایک دلیل ذکر کی گئی ہے۔ یعنی وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ الخ (ع ۳) اس کے برعکس سورۂ انعام میں اس کے بطلان پر دلائل عقل و نقل اور وحی قائم کئے گئے ہیں اور دلائل کے سلسلے میں ہر چند دلائل کے بعد ان کا ثمرہ اور نتیجہ بھی ذکر کیا گیا ہے (۲) سورۂ مائدہ میں شرک فی التصرف کے رد میں خطاب نصاریٰ سے ہے اور صرف حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کے غیب دان، متصرف و مختار اور کارساز ہونے کی نفی کی گئی ہے لیکن سورۂ انعام میں تعمیم کی گئی ہے اور مذکورہ صفات کی ہر غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے خواہ کوئی ہو۔ (۳) نفی شرک فی التصرف کے سلسلۂ دلائل کے ساتھ ساتھ مشرکین کے شبہات اور ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے سوالات کا جواب بھی دیا گیا ہے۔ سوالات کی تعداد سات ہے جن میں سے بعض صراحۃً مذکور ہیں اور بعض جوابات کے ضمن میں۔ اور اس کے پہلو بہ پہلو تبلیغ اور اشاعت توحید کے طریق کار کی تعلیم بھی دی گئی ہے کہ لوگوں کے سامنے مسئلہ توحید کس طرح پیش کرنا چاہئے اور اس کی تبلیغ کا احسن طریق کیا ہے لیکن سورۂ مائدہ میں ان باتوں میں سے کوئی بات مذکور نہیں (۴) اختتام دلائل سے ذرا پہلے مشرکین کے انکار کی وجوہات کا بیان شروع ہو جاتا ہے۔ یعنی جب مسئلہ توحید بالکل واضح ہو گیا اور شرک فی التصرف کے بطلان پر ہر قسم کے دلائل بھی قائم کر دیئے گئے، مشرکین کے شکوک و شبہات کا بھی ازالہ کر دیا گیا اور مسئلہ توحید کی تبلیغ بھی نہایت عمدہ اور احسن طریق سے کی گئی ہے۔ تو ان تمام باتوں کے باوجود وہ مسئلہ توحید کو کیوں نہیں مانتے اور اس کے انکار پر کیوں اڑے ہوئے ہیں۔ یہ وجوہات بھی سات ہیں۔

نفی شرک فعلی:- دونوں سورتوں میں مسئلہ نفی شرک فعلی کے بیان میں وجوہ ذیل سے فرق ہے (۱) سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کے بیان کے لئے تین تعبیریں اختیار کی گئی ہیں۔ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ۔ لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ الخ اور سورۂ انعام میں انکے علاوہ تحریمات غیر اللہ کی باقی شقیں بیان کی گئی ہیں۔ (۲) نفی شرک فعلی کے تحت غیر اللہ کی نذروں میں مَا ذُبِحَ سے جانوروں کا حکم صراحۃً بیان کیا گیا خواہ بوقت ذبح ان پر بسم اللہ پڑھی جائے یا نہ اور مَآ اُهِلَّ میں اناج وغیرہ کا حکم ضمناً مذکور تھا لیکن سورۂ انعام میں نذر غیر اللہ کی بہت سی صورتوں کا حکم صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح چوپایوں سے غیر اللہ کی نذر و نیاز دینا حرام ہے۔ اسی طرح غلوں، پھلوں اور میووں سے بھی غیر اللہ کی نذر و منت ناجائز اور حرام ہے۔ (۳) مائدہ میں مشرکین کے دلائل ذکر نہیں کئے گئے لیکن انعام میں شرک پر مشرکین کی سب سے بڑی دلیل ذکر کی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ مشرکین کی بڑی سے بڑی دلیل بھی کس قدر نامعقول اور کمزور ہے۔ مشرکین کی شرک اور تحریمات غیر اللہ کے جواز پر بڑی سے بڑی دلیل یہ ہے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ (ع ۱۸) (۴) سورۂ مائدہ میں نفی شرک فعلی پر کوئی دلیل قائم نہیں کی گئی۔ لیکن سورۂ انعام میں دلیل نقل اور دلیل وحی کا ذکر کیا گیا۔ دلیل نقل یہ ہے ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ الخ اور دلیل وحی یہ ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ (ع ۲۰) (۵) سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کے مقابلے میں تحریمات اللہ کا ذکر کیا گیا اور سورۂ انعام میں بطور تتمہ تحریمات اللہ کی باقی شقیں بیان کی گئی ہیں اور اس میں اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر نہیں کیا گیا۔

ربط اسمی:- اللہ تعالیٰ تم پر اپنے انعامات کا مائدہ (دستر خوان) نازل فرمائے گا بشرطیکہ تم انعام و حرث (چوپایوں اور کھیتیوں) میں غیر اللہ کی نیازیں نہ دو اور غیر اللہ کی تحریمیں نہ کرو۔

خلاصہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اس سورت میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں اس لحاظ سے اس سورت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لیکر رکوع ۱۴ میں اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ تک ہے اس میں نفی شرک فی التصرف کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ دوسرا حصہ اس کے متصل بعد فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ سے لیکر رکوع ۱۹ میں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تک ہے جس میں نفی شرک فعلی کا مضمون ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا سے دونوں مسئلوں پر دلیل نقلی اور وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ سے دونوں پر دلیل وحی ذکر کی گئی ہے یعنی پہلے تورات میں بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں۔ پھر تورات کے بعد قرآن میں بھی دونوں مسئلوں کی وضاحت کی گئی ہے اس لئے قرآن کی پیروی کرو۔ پھر سورت کے آخری رکوع میں قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ سے آخر سورت تک دونوں مضمونوں کا اجمالی طور پر اعادہ کیا گیا ہے دونوں مضمونوں کو ہر قسم کے دلائل سے مدلل و مبرہن کیا ہے۔

پہلا حصہ

پہلے حصے میں دلائل کے علاوہ مضامین کے تین اور سلسلے ضمناً بھی آگئے (۱) سلسلہ رد شبہات مشرکین (۲) سلسلۂ طریق تبلیغ اور (۳) سلسلہ بیان وجوہ انکار مشرکین۔ ہر سلسلہ سات شقوں پر مشتمل ہے۔

نفی شرک فی التصرف پر دلائل

پہلے حصے میں نفی شرک فی التصرف پر عقلی ونقلی اور وحی کے سولہ دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ گیارہ دلائل عقلیہ، دو دلائل نقلیہ اور تین دلائل وحی سلسلۂ دلائل کے درمیان چند دلائل کے بعد تین بار ان کا ثمرہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ پہلی عقلی دلیل اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا یَعْدِلُوْنَ (ع ۱) اس دلیل کا مدعٰی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کارساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ دوسری عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (ع ۲) یعنی جب تم زمین وآسمان کا مالک اللہ ہی کو مانتے ہو تو سوائے اس کے کارساز بھی کوئی نہیں۔ اس کے بعد تخویف اخروی ہے۔ تیسری عقلی دلیل وَلَهٗ مَا سَکَنَ فِی الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (ع ۲) چوتھی عقلی دلیل وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهٗ تا وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ (ع ۲) یعنی نفع وضرر اللہ کے اختیار میں ہے لہٰذا اس کے سوا کوئی متصرف وکارساز نہیں۔ اس کے متصل بعد قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً سے لے کر اِنَّنِیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ تک مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا نتیجہ بیان کیا گیا ہے۔ مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں۔ اس کے بعد زجریں اور تخویفیں ہیں۔ پانچویں عقلی دلیل وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ تا یُحْشَرُوْنَ (ع ۴) ہر جاندار کا روزی رساں اور کارساز اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس کے بعد زجر ہے۔ چھٹی عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰهِ تا تُشْرِکُوْنَ (ع ۴) اس کے بعد تخویف اخروی ہے۔ ساتویں عقلی دلیل قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَکُمْ تا ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ (ع ۵) دلیل نمبر ۲ سے معلوم ہوا کہ متصرف ومختار اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے بعد قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰهِ سے چھٹی دلیل کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد زجر وتخویف اور بشارت وغیرہ کا ذکر ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ تا لِیُقْضٰی اَجَلٌ مُّسَمًّی (ع ۷) اس سے ثابت ہوا کہ اصول، ان کے تحت کلیات اور کلیات کے جزئیات سب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ نویں عقلی دلیل علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْکُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تا ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِکُوْنَ (ع ۸ ۲۶) یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں اس کے بعد تخویفیں اور زجریں ہیں پھر قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَلَا یَضُرُّنَا سے وَهُوَ الَّذِیْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ (ع ۹) تک مذکورہ پانچوں عقلی دلیلوں کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ زمین وآسمان کا کلی علم غیب صرف اللہ ہی کو ہے اور اس کے سوا کوئی غیب دان اور متصرف وکارساز نہیں۔ دسویں عقلی دلیل وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تا وَهُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ گیارہویں عقلی دلیل اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی تا یُؤْمِنُوْنَ (ع ۱۲) اس کے بعد ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ سے لے کر وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ تک مذکورہ دونوں دلیلوں کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ ان دونوں دلیلوں سے واضح ہوتا ہے کہ کارساز اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی متصرف وکارساز نہیں۔

دلائل نقلیہ نفی شرک فی التصرف پر دو نقلی دلیلیں ذکر کی گئی ہیں (۱) دلیل نقلی تفصیلی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے علاوہ سترہ انبیاء علیہم السلام سے اور اجمالی تمام انبیاء علیہم السلام سے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ تا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ (ع ۹) اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ سترہ انبیاء علیہم کے نام گنا کر اور باقیوں کا اجمالی ذکر کرکے سب کی طرف سے بیان فرمایا کہ وہ سب شرک سے بیزار اور توحید کے مبلغ تھے۔ وہ سب اللہ ہی کو غیب دان اور متصرف وکارساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے تھے۔ دوسری نقلی دلیل امم سابقہ کے علماء سے بیان کی گئی ہے وَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ تا فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ (ع ۱۴) یعنی اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) کے علماء بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ توحید آپ پر اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے اور وہ حق ہے۔

دلائل وحی نفی شرک فی التصرف پر تین دلائل وحی ذکر کیے گئے ہیں۔ پہلی دلیل وحی وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ (ع ۲) یعنی سب سے بڑی شہادت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اور اس نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار اور نافع وضار نہیں۔ دوسری دلیل وحی وَهٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ الخ (ع ۱۱) یعنی پہلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم یہ تھی کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں اور سب کے آخر میں ہم نے اپنے آخری رسول پر یہ کتاب (قرآن) نازل کی جو پہلے تمام نبیوں کی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے۔ تیسری دلیل وحی اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الخ (ع ۱۳) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی وحی کا اتباع کروں کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف ومختار اور کارساز نہیں۔

ردِّ شبہاتِ مشرکین

پہلے حصے میں مشرکین کے سات شبہات یا سوالات کا جواب دیا گیا ہے ان میں سے بعض یہاں مذکور ہیں اور بعض یہاں مذکور نہیں بلکہ قرآن مجید میں کسی دوسری جگہ مذکور ہیں۔ پہلا سوال یہ تھا کہ خدا کی طرف سے ان کے نام پر لکھی ہوئی کتاب آئے جسے وہ خود پڑھ لیں یہ سوال سورۂ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا کِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ سے مذکور ہے یہاں وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ کِتٰبًا فِیْ قِرْطَاسٍ (ع ۱) سے اس کا جواب دیا کہ اگر ہم لکھی لکھائی کتاب نازل کرتے تو اس میں بھی یہی مسئلہ توحید ہی مذکور ہوتا اور وہ اسے بھی جھٹلا دیتے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ اس پیغمبر کے ساتھ فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کی صداقت کا اعلان کرتا یہ سوال یہاں وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ (ع ۱) میں مذکور ہے اور سورۃ الفرقان میں اس پر یہ اضافہ ہے۔ فَیَکُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا (ع ۱) اور وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ (ع ۱) سے اس کا جواب دیا گیا کہ اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ نازل کیا جاتا تو انکار کرنے کی صورت میں انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور لحہ بھر مہلت نہ دی جاتی۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو پیغمبر بھیجنا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر کیوں نہ بھیج دیا یہ سوال بھی یہاں مذکور نہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت قُلْ لَّوْ کَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِکَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَکًا رَّسُوْلًا (ع ۱) سے مفہوم ہوتا ہے اس کا جواب وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَکًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ (ع ۱) میں دیا گیا کہ اگر فرشتہ رسول بنا کر بھیجا جاتا تو لامحالہ انسانی شکل ہی میں آتا اور ان کا اعتراض اسی طرح بحال رہتا۔ چوتھا سوال یہ تھا کہ ان کا منہ مانگا معجزہ کیوں نہیں ان کو دے دیا جاتا تو اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ معجزہ اتارنے پر تو قادر ہے لیکن اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے حالانکہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ لوگ ایمان لائیں یہ سوال وجواب وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ تا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ (ع ۴) میں مذکور ہے۔ پانچواں سوال یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دولت مند آدمی کو رسول بنا کر کیوں نہ بھیجا یہ سوال سورۂ زخرف ع ۳ میں وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ سے ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹا سوال یہ تھا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو ہمیں غیب کی باتیں بتاتا اور ملک شام کی منڈیوں میں اشیاء کے نرخ بتا دیتا یہ سوال حدیث میں مذکور ہے۔ ساتواں سوال یہ تھا کہ یہ پیغمبر خوب ہے کہ ہماری طرح بازار سے سودا سلف خریدتا اور کھاتا پیتا ہے۔ اگر پیغمبر ہوتا تو ایسا نہ کرتا یہ سوال سورۃ الفرقان ع ۱ میں مذکور ہے۔ وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ

اَلطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ ان تینوں سوالوں کا جواب قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ (ع ۵) سے دیا گیا۔

طریقۂ تبلیغ کی تعلیم

نفی شرک فی التصرف کے بیان میں سات طریقہائے تعلیم مذکور ہیں۔ طریق تعلیم اوّل قُلْ اَغَیْرَ اللّٰہِ اَتَّخِذُ وَلِیًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ (ع ۲) آپ اعلان کردیجئے کہ جو اللہ آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جو خود بے نیاز اور سب کا کارساز ہے کیا اسے چھوڑ کر میں غیر اللہ کو کارساز بنا لوں؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ طریق تعلیم دوم قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ الخ مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کروں اور مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں۔ طریق تعلیم سوم قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ تمہیں نہ تو اللہ کا خوف ہے نہ اس کے عذاب کا ڈر لیکن میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک بناؤں اور اس کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز سمجھوں تو وہ مجھے عذاب میں مبتلا کردے۔ طریق تعلیم چہارم قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (ع ۷) آپ فرمادیجئے مجھے تو ان معبودانِ باطلہ کو پکارنے سے منع کردیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ طریق تعلیم پنجم قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَکُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ میں تمہاری باطل خواہشات کی پیروی نہیں کرسکتا اگر میں ایسا کروں تو گمراہی میں جا پڑوں اور ہدایت سے دور ہوجاؤں کیونکہ تمہاری خواہشات یہ ہیں کہ میں بھی غیر اللہ کو غیب دان اور کارساز سمجھوں حالانکہ یہ صریح گمراہی ہے۔ طریق تعلیم ششم قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَکَذَّبْتُمْ بِهٖ میرے پاس تو اللہ کی توحید کے واضح دلائل موجود ہیں ان کی موجودگی میں میں توحید کی راہ کو کس طرح چھوڑ سکتا ہوں۔ تم نے تو کور باطنی کی وجہ سے اس کی تکذیب کردی۔ طریق تعلیم ہفتم قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ جس چیز یعنی عذاب کا تم مطالبہ کررہے ہو اگر وہ چیز میرے اختیار میں ہوتی تو کب کا میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہوچکا ہوتا لیکن یہ سب کچھ اللہ کے اختیار و تصرف میں ہے میرے بس میں نہیں ہے۔ ساتواں طریق تعلیم نفی شرک فی التصرف پر دلیل بھی بن سکتا ہے کہ غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

بیانُ وُجُوہِ اِنکارِ مشرکین

سورۂ انعام میں مشرکین کے انکار کی سات وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ پانچ حصہ اول میں اور دو حصہ دوم میں۔ ہر وجہ لفظ کَذٰلِکَ سے بیان کی گئی ہے۔ ان جگہوں میں کاف تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے۔ پہلی وجہ وَکَذٰلِکَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الخ (ع ۷) یعنی وہ ماننے والوں کو حقیر سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ جس دین کو ایسی معمولی پوزیشن کے لوگوں نے مانا ہے بھلا وہ بھی سچا ہوسکتا ہے؟ دوسری وجہ یہ تھی کہ مسئلہ توحید جس قدر زیادہ کھول کر بیان کیا جاتا اور مشرکین کے کرتوت جس قدر واضح کئے جاتے اسی قدر ان کا بغض وعناد زیادہ ہوجاتا اور وہ انکار کرنے لگتے۔ وَکَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ (ع ۷) میں دوسری وجہ بیان کی گئی ہے۔ تیسری وجہ وَکَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ (ع ۱۳) یعنی ہم آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن مشرکین پیغمبر علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ کسی سے سیکھ کر آیا ہے۔ چوتھی وجہ کَذٰلِکَ زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ (ع ۷) مشرکین کو مشرکانہ اعمال خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہیں اس لئے وہ مسئلہ توحید کو نہیں مانتے۔ آگے چل کر وَکَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ میں اس وجہ کا اعادہ کیا گیا ہے۔ پانچویں وجہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ الخ (ع ۱۴) یہ ماقبل سے علی سبیل الترقی ہے۔ یعنی شیاطین انس اور شیاطین جن نبی کے دشمن ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے رہتے ہیں اور ان کو پیغمبر سے یہ کہہ کر بدظن کرتے رہتے ہیں کہ یہ توحید نبیوں اور ولیوں کا بے ادب ہے۔ چھٹی وجہ وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا فِیْ کُلِّ قَرْیَةٍ اَکٰبِرَ مُجْرِمِیْهَا الخ (ع ۵) ہر بستی کے بڑے لوگ عموماً مجرم ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو مکر فریب سے گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ ساتویں وجہ وَکَذٰلِکَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (ع ۱۵) شرک کی وجہ سے تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور متحدہ طور پر مسئلہ توحید کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج کل کے مشرکین کے رد و انکار کی وجوہ بھی بعینہٖ یہی ہیں۔

دوسرا حصہ

دوسرے حصہ میں شرک فعلی کی صرف تین شقوں کا ذکر ہے۔ (۱) تحریمات غیر اللہ (۲) تحریمات اللہ اور (۳) نذر و غیر اللہ۔ چوتھی شق یعنی اللہ کی نذر و نیاز کا ذکر اس سورت میں نہیں کیا گیا کیونکہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی نفی سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ نذریں منتیں صرف اللہ کے نام کی دینی چاہئیں۔

تحریماتِ غیر اللہ

سورۂ مائدہ میں تحریمات غیر اللہ کو تین عنوانوں سے ذکر کیا گیا جیسا کہ ابھی بیان ربط میں مذکور ہوا۔ سورۂ انعام میں اس مسئلہ کو چار مختلف عنوانات سے ذکر کیا گیا ہے۔ جو تحریمات غیر اللہ کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں (۱) فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ۔ تا۔ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ (ع ۱۴) یعنی جن چوپایوں کو تم نے غیر اللہ کی خاطر نامزد کر رکھا ہے مثلاً سائبہ، بحیرہ وغیرہ جب ان کو خالص اللہ کا نام لیکر ذبح کیا جائے تو انہیں کھاؤ۔ جن چوپایوں کو اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ان کو تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔ انہیں کھاؤ اور تحریمات کو اٹھاؤ۔ (۲) وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ۔ تا۔ اِنَّهٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (ع ۱۶) اس عنوان کے تحت تحریمات مشرکین کی چار صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ اوّل کچھ چوپایوں اور کھیتیوں کو وہ اپنے معبودانِ باطلہ کے لئے نامزد کردیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کو کوئی نہیں کھا سکتا۔ دوم کچھ چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام کردیتے تھے۔ سوم جن چوپایوں کو غیر اللہ کی خاطر حرام کردیتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ چہارم بعض مادہ چوپایوں کے متعلق وہ فیصلہ کردیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو ان کے مردوں کے لئے حلال ہے اور ان کی عورتوں کے لئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں کے لئے جائز ہے۔ فرمایا یہ تمام صورتیں باطل اور ان کی خود ساختہ ہیں اس پر ان کو سخت سزا ملے گی تم ان تحریمات کو اٹھاؤ اور ان چیزوں کو کھاؤ۔ (۳) اس کے بعد وَحَرَّمُوْا

مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ سے تحریمات غیر اللہ کا اعادہ کیا گیا ہے (۴) وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا - تا - اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا (ع ۱۷) یہاں اللہ تعالیٰ نے چوپایوں کی آٹھ انواع بیان فرمائیں - ضَأن - نر و مادہ (دنبہ اور دنبی) یہاں بھیڑ اور مینڈھا بھی اس میں داخل ہیں - مَعز - نر و مادہ (بکری اور بکرا) ابل - نر و مادہ (اونٹ اور اونٹنی) بقر - نر و مادہ (گائے اور بیل) بھینس اور بھینسا بھی بقر میں داخل ہیں - اور پھر مشرکین سے ان اشیاء کی تحریم پر عقلی اور نقلی دلیل کا مطالبہ کیا - فرمایا کیا اللہ نے ان چوپایوں کے نروں کو حرام فرمایا ہے یا ان کی ماداؤں کو یا ان بچوں کو جو ماداؤں کے ارحام میں ہیں - کیا اس پر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل ہے ؟ اگر نہیں تو نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ الخ تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کر دو - یہ مشرکین کو ایک قسم کا چیلنج ہے - لیکن مشرکین کے پاس چونکہ کوئی دلیل نہیں تھی نہ عقلی نہ نقلی اس لئے عاجز ہو کر کہنے لگے وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ (ع ۱۸) یعنی اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم شرک کریں اور اپنی طرف سے تحریمیں کریں -

تحریمات اللہ

سورۂ مائدہ میں تحریمات اللہ کی صرف ایک صورت بیان کی گئی یعنی غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ لیکن سورۂ انعام میں تحریمات اللہ کی باقی ماندہ بہت سی صورتیں ذکر کی گئی ہیں - سورۂ انعام میں تحریمات اللہ کا ایک دفعہ ذکر کیا گیا ہے - قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ - تا - ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (ع ۱۹) ان آیتوں میں حسب ذیل تحریمات الٰہیہ مذکور ہیں - شرک ہر قسم - عقوقِ والدین - اور ان کی حق تلفی - قتل اولاد - تمام فواحش و منکرات - قتل ناحق - اکل مالِ یتیم ناحق - ناپ تول میں کمی بیشی وغیرہ -

غیر اللہ کی نذر و نیاز

سورہ مائدہ میں نذر غیر اللہ کو مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ سے ذکر کیا گیا لیکن سورۂ انعام میں اس مسئلہ کو پانچ مختلف عنوانوں کے ساتھ چار دفعہ ذکر کیا گیا ہے جس میں نذر غیر اللہ کی تمام صورتیں آگئی ہیں - (۱) وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ (ع ۱۴) یعنی جو چیزیں تم پر حرام ہیں ان کی تفصیل اللہ تعالیٰ تمہیں بتا رہا ہے - یہاں نذر غیر اللہ کا ذکر اجمالی ہے تفصیل آگے آ رہی ہے - (۲) وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا - تا - فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ (ع ۱۶) یہاں انعام (جانوروں) کے ساتھ حرث (غلہ اور پھل وغیرہ) کا ذکر بھی صراحت سے کیا گیا ہے جس طرح جانوروں سے غیر اللہ کی نذر حرام ہے اسی طرح غلوں میووں اور پھلوں سے بھی حرام ہے - وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ - تا - فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ میں نذر غیر اللہ کی ایک اور صورت کا ذکر کیا بعض مشرکین اپنے معبودان باطلہ کی خاطر اپنے بچوں کو ان کی بھینٹ چڑھا دیتے - اس آیت میں اس مشرکانہ فعل کی مذمت فرمائی - (۳) قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْآ اَوْلَادَهُمْ الخ سے نذر غیر اللہ تیسری بار ذکر کیا گیا (۴) وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ - تا - اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (ع ۱۷) یہاں مختلف قسم کی پیداوار پھلوں میووں کی انواع و اقسام کا ذکر کر کے فرمایا کہ ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں سے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز مت نکالو - (۵) قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا - تا - فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (ع ۱۸) یہاں نذر غیر اللہ کو فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ سے تعبیر کیا گیا -

سورت کے دونوں حصوں کے اختتام پر ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا الخ (ع ۱۹) سے دونوں مضمون (نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی) پر دلیل نقلی، اور وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ الخ (ع ۲۰) سے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی پیش کی گئی ہے - یعنی پہلے تورات میں نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی کو تفصیل سے بیان کیا گیا - پھر قرآن نے بھی تورات کے مطابق اعلان کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی غیب دان اور کارساز نہیں - نیز اس نے تحریمات مشرکین کو حلال اور غیر اللہ کی نذر و نیاز کو حرام قرار دیا ہے - پھر خاتمہ سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین اعلان کرائے گئے ہیں - (۱) قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ - تا - وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی اللہ نے عقلی اور نقلی دلائل سے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو شرک سے سخت بیزار تھے (۲) قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ - تا - وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ یعنی میں اللہ کے سوا کسی کو غیب دان اور کارساز نہیں سمجھتا ہوں اور میری تمام عبادتیں اور میرا مرنا جینا سب کچھ محض اللہ کے لئے ہے جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے (۳) قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ یعنی جو اللہ کائنات کے ذرے ذرے کا مالک اور رازق ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں ؟ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا یہ تو عقل و نقل کے صریح خلاف ہے - سورت کے آخر میں اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ سے مسئلہ توحید کا انکار کرنے والوں کے لئے تخویف اخروی اور وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سے مسئلہ توحید کو ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے -

حصۂ اول

نفی شرک فی التصرف یا نفی شرک اعتقادی

سورۂ انعام سے قرآن مجید کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو سورۂ بنی اسرائیل کے آخر تک ہے۔ اس حصے کا مرکزی مضمون ربوبیت ہے یعنی اس حصے میں زیادہ تر یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر چیز کو پیدا کرنے کے بعد اس کو حدِ کمال تک پہنچانے والا اور ہر چیز کی دیکھ بھال کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ **ـــه**

الَسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾
آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ اَوْ سِتٌّ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا
سورۂ انعام مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو پچھتر یا چھہتر آیتیں ہیں اور ۲۰ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ
سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین اور بنایا

الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ
اندھیرا اور اجالا پھر بھی یہ کافر اپنے رب کے ساتھ

يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى
اوروں کو برابر کئے دیتے ہیں ف۱ وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا

اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ﴿۲﴾ وَ
ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک ف۲ پھر بھی تم شک کرتے ہو اور

هُوَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَفِى الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ
وہی ہے اللہ آسمانوں میں ف۳ اور زمین میں جانتا ہے تمہارا چھپا اور

جَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ﴿۳﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ
کھلا اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی

مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴﴾
ان کے رب کی نشانیوں میں سے مگر کرتے ہیں اس سے تغافل

فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ
سو بے شک جھٹلایا انہوں نے حق کو جب ان تک پہنچا سو اب

خلاصہ کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے کہ سورۂ انعام کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۱۴ میں وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ تک ہے اس حصے میں نفی شرک فی التصرف کا ذکر کیا گیا ہے اور مسئلہ توحید پر عقلی و نقلی اور وحی سے گیارہ دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ نو دلائل عقلیہ، دو نقلی دلیلیں اور تین دلائل وحی۔ **حمد** سے صفات الوہیت مراد ہیں جیسا کہ سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے ملاحظہ ہو ص حاشیہ ۲ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ایک دعویٰ ہے یعنی وہ تمام صفات کارسازی جنہیں تم اپنے معبودوں کے لئے ثابت کرتے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور تمہارے معبودوں میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ اَلَّذِىْ اسم موصول تعلیل کے لئے ہے اور اس کا صلہ مذکورہ دعویٰ پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔ اندھیرے اور اجالے کو بنانے والا اور تمام انسانوں کو پیدا کرنے والا اور ان کے تمام حالات کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا کارساز اور متصرف بھی وہی ہے اس لئے اسی کو پکارو۔ چونکہ مشرکین اس بات کو مانتے تھے کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان ع ۳) اس لئے اس مسلمہ حقیقت کو بطور حجت ذکر فرمایا۔ **ـــه** ظلمت سے گمراہی اور نور سے ہدایت مراد ہے۔ چونکہ گمراہی کے راستے بہت ہیں اور نجات و ہدایت کا راستہ ایک ہی ہے یعنی اسلام۔ اس لئے ظلمات کو جمع اور نور کو واحد استعمال کیا گیا۔ لان المراد بالظلمة الضلال. هو متعدد وبالنور الهدى وهو واحد (روح ج ۷ ص۸۵) ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ میں ثُمَّ استبعاد کے لئے ہے یعنی جب تم کو معلوم ہو گیا کہ ہر شئے کا خالق اور مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات عقل سے بعید ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دو اور اس کو اللہ کی طرح متصرف سمجھو وثم للاستبعاد (جامع البیان ص۱۱۲) وثم لاستبعاد ما وقع من الذين كفروا (روح ج ۷ ص۸۵) **ـــه** اس میں حصر ہے۔ یعنی اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اس طرح اس آیت کے باقی حصوں میں بھی حصر ہے وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ یعنی مقررہ اجل کی اسی ہی کو خبر ہے اور اس کا علم اسی کے پاس ہے۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ۔ ثُمَّ یہاں بھی استبعاد کے لئے ہے تمترون ــــ مِرْيَةٌ سے ہے یا مِرَآءٌ سے پہلی صورت میں اس کے معنی ہوں گے۔ پھر تم شک کرتے ہو اور دوسری صورت میں

موضح قرآن ف۱ اندھیرا اجالا یعنی رات دن ہے اور اشارت میں راہِ غلط کو اندھیرا کہتے ہیں اور راہِ صحیح کو اجالا۔ سو راہ صحیح ایک ہے اس کے سوائے سب راہیں غلط ہیں وہ بہت ہیں۔ ف۲ وعدہ یعنی فنا کا وقت سو ایک اجل ہے ہر شخص کی وہ نہیں جانتا پر فرشتے جانتے ہیں اور ایک اجل ہے سب خلق کی سو کوئی نہیں جانتا اس اجل سے قیاس کر لیا اس اجل کو اور شک نہ لائے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معبودانِ باطل را ۱۲ ف۲ یعنی برائے قیامِ قیامت ۱۲ ف۳ یعنی متصرف فرمانروا ۱۲

پھر تم جھگڑا کرتے ہو تشکون من المریۃ او تجادلون من المراء ومعنے ثم استبعاد (مدارک ج ۲ ص۳) ۵ لفظ اَللّٰہ سے وصف مشہور مراد ہے یعنی فاعل اور متصرف اب حرف جار لفظ اللّٰہ کے متعلق ہوگا اور ظرفیت کا معنی درست ہوگا ۔ اس آیت کی ابتداء میں حصر ہے اس لئے اس کے باقی حصوں میں بھی حصر ہوگا یعنی زمین و آسمان میں وہی متصرف ہے اور وہی تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو ۔ یہ صفتیں اللّٰہ کے سوا کسی اور میں نہیں ہیں ۔ لہٰذا اس کے سوا متصرف و کارساز بھی کوئی نہیں ۔
۶ وَمَا تَاْتِيْهِمْ سے يَسْتَهْزِءُوْنَ تک منکرین پر زجر و شکوہ ہے اور اٰیات سے دلائل توحید مراد ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں بقرینہ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ ۔ تا ۔ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (انبیاء ع ۱ ر ۲) فقد كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ حق کے تین معنی ہیں ۔ اول اظہار حق ، دوم سچی بات ، سوم ظاہر اور واضح بات ۔ یہاں تیسرا معنی مراد ہے ۔ جب انہوں نے ایک ایسی حقیقت کا انکار کر دیا جو بالکل واضح اور ظاہر ہے تو وہ عذاب کے مستحق ہیں جیسا کہ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ کی فاء فصیحہ اس پر دال ہے ۔ ۷ انباء سے دنیا اور آخرت کا عذاب مراد ہے ۔ المراد ما یعم ذلک (العقوبات العاجلة والعقوبات التی تحل بھم فی الاٰخرة من عذاب النار ونحوہ (روح ج ۷ ص۹۳) ۸ یہ تخویف دنیوی ہے ۔ مَكَّنّٰهُمْ تمکین کے معنی قدرت و ہمت عطا کرنے کے ہیں ۔ مِنْ تَحْتِهِمْ میں مضاف محذوف ہے ای تحت اشجارھم او تحت قصورھم یا یہ قبضہ اور تصرف سے کنایہ ہے یعنی وہ نہریں ان کے قبضہ و تصرف میں تھیں ۔ بِذُنُوْبِهِمْ ۔ با سببیہ ہے ۔ یعنی ان کے گناہوں اور دعویٰ توحید نہ ماننے کے سبب سے ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ۔ ۹ یہ مشرکین کے سات شبہات میں سے پہلے شبہ کا جواب ہے ۔ مشرکین کہتے تھے کہ جب تک آپ آسمانوں پر جا کر وہاں سے لکھی لکھائی کتاب نہ لے آئیں اس وقت تک ہم ایمان نہیں لائیں گے جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل ع ۱۰ میں ہے وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۔ تو اس کا جواب دیا کہ اگر ہم کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب ان پر نازل کر دیں جسے یہ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیں لیکن پھر بھی یہ مشرکین اور کفار وہی کچھ کہیں گے جو اب کہتے ہیں کہ یہ تو بس کھلا ہوا جادو ہے ۔ ۱۰ یہ دوسرا شبہ ہے ۔ مشرکین کہتے تھے کہ پیغمبر کے ساتھ ایک فرشتہ بھی آنا چاہئے تھا جو انکی طرف لوگوں کو دعوت دیتا اور اسکے دعوے کی تصدیق کرتا جیسا کہ الفرقان رکوع ۱ میں لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۔ تو اس کا جواب دیا وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ یعنی اگر پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ فرشتہ آتا اور مشرکین اس کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیتے اور اس کے بعد اگر وہ پیغمبر کا انکار کر دیتے تو انہیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور کچھ سوچنے کی انہیں ہرگز مہلت نہ دی جاتی ۔ ۱۱ یہ تیسرے شبہ کا جواب ہے ۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر اللّٰہ کو پیغمبر بھیجنا منظور تھا تو کسی فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیج دیتا بشر کو اس نے پیغمبر کیوں بنایا ہے تو اس کا جواب دیا کہ اگر فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجتے تو لا محالہ انسانی اور بشری

يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑤ اَلَمْ
آ جاتی ہے ان کے آگے حقیقت اس بات کی جس پر ہنستے تھے ف۱ ف۲ ف۷ کیا
يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ
دیکھتے نہیں کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے ف۸ امتیں جن کو جما دیا تھا ہم نے
فِى الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ
ملک میں اتنا کہ جتنا تم کو نہیں جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے ان پر آسمان کو
عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۠ وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِىْ مِنْ
لگاتار برستا ہوا اور بنا دیں ہم نے نہریں بہتی ہوئی
تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ
ان کے نیچے ف۲ پھر ہلاک کیا ہم نے ان کو ان کے گناہوں پر اور پیدا کیا ہم نے ان
بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ
کے بعد اور امتوں کو اور اگر اتاریں ہم تجھ پر
كِتٰبًا فِىْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ
لکھا ہوا کاغذ میں ف۹ پھر چھو لیویں وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے البتہ کہیں گے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑦ وَ
کافر یہ نہیں ہے مگر صریح جادو ف۱ ف۳ اور
قَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا
کہتے ہیں کیوں نہیں اترا اس پر کوئی فرشتہ ف۴ اور اگر ہم اتاریں فرشتہ
لَّقُضِىَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ⑧ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ
تو طے ہو جاوے ف۱۰ قصہ پھر ان کو مہلت بھی نہ ملے ف۵ ف۴ اور اگر ہم رسول بنا کر بھیجتے
مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ⑨
کسی فرشتہ کو تو وہ بھی آدمی کی ہی صورت پر ہوتا ف۱۱ ف۶ اور ان کو اسی شبہ میں ڈالتے جس میں اب پڑ رہے ہیں

موضح قرآن ف۱ یعنی جس کی قسمت میں ہدایت نہیں اس کا شبہ کبھی نہیں جاتا ف۲ کہتے تھے کہ ہمارے دیکھتے فرشتہ اترے سو جب آدمی فرشتوں کو دیکھیں تو عالم غیب ظاہر ہو گئے پھر عمل کی خرابی غیب سے ظاہر میں آنے لگے ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باصدق آن خبر ۱۲ ف۲ زیر مساکن ایشاں ۱۲ ف۳ مترجم گوید یعنی تعصب ایشاں بمرتبہ است کہ اگر نزول کتاب را بحس ظاہر ببینند نیز انکار کنند واللّٰہ اعلم ۱۲ ف۴ یعنی بوجہی کہ آنرا بحس ظاہر ببینند ۱۲ ف۵ یعنی ظہور ملائکہ بانوجہ مستلزم ہلاک ایشانست در حکمت الٰہی ۱۲ ف۶ یعنی شکل مردی ۔ ۱۲

سکل ہی میں بھیجتے تو اس صورت میں بھی اس کے بارے میں ان کے دلوں میں وہ شبہات ہوتے جواب ہیں کہ یہ تو بشر ہے فرشتہ نہیں۔ **۱۲** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ ابوجہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ اور دیگر مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام سے بھی ان کی قوم کے سرکش اور معاند لوگ اسی طرح استہزاء اور تمسخر کیا کرتے تھے۔ آخر ان کو ان کی شرارتوں کی سزا مل گئی۔ تسلیة لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عما یلقاہ من قومہ کالولید ابن المغیرۃ وامیۃ بن خلف وابی جہل واضرابھم (روح ج ۷ ص ۱۰۱) حَاقَ بمعنی نَزَلَ یعنی نازل ہوا۔ اور مِنْهُمْ میں مِن بمعنی باء ہے اور هُمْ ضمیر سے رسل اور مؤمنین مراد ہیں۔ **۱۳** یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی آپ ان منکرین اور مستہزئین سے کہیں کہ زمین میں چل پھر کر ان لوگوں کا انجام دیکھو جنہوں نے مبلغین توحید حضرات انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی۔ **۱۴** یہ مسئلہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم یعنی دلیل میں ایک ایسی حقیقت ذکر کی گئی ہے جسے مشرکین بھی مانتے تھے کہ جو کچھ بھی زمین و آسمان میں ہے سب کا مالک اللہ ہی ہے۔ قُلْ لِّلّٰهِ یہاں ہمزۂ استفہام تقریری مقدر ہے اصل میں تھا قُلْ اَ لِلّٰهِ مطلب یہ ہے کہ سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ یعنی اللہ نے اپنی مخلوق پر رحم کرنا اپنے ذمہ لے لیا ہے لَيَجْمَعَنَّكُمْ الخ اِلٰی بمعنی فِی ہے اور یہ منکرین کیلئے تخویف اخروی ہے۔ **۱۵** یہ تیسری عقلی دلیل ہے، یہ آیت از قبیل «علفتها تبنًا وماءً باردًا» ہے کیونکہ سکون تو صرف رات میں ہوتا ہے۔ دن میں لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں اس لئے النہار سے پہلے اس سے مناسب فعل محذوف ہے اصل میں تھا وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَمَا انْتَشَرَ فِي النَّهَارِ جیسا کہ الفرقان ع ۵ میں ہے وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا۔ تقدیم ظرف مفید حصر ہے۔ یعنی رات دن میں جو بھی ساکن و متحرک ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور کسی کا نہیں وَهُوَ السَّمِيْعُ اَیْ لِكُلِّ شَيْءٍ الْعَلِيْمُ اَیْ بِكُلِّ شَيْءٍ یعنی ہر چیز کا سننے والا اور ہر چیز کا جاننے والا اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں لہٰذا اس کے سوا متصرف و کارساز بھی کوئی نہیں۔ یہاں تعریف خبر مفید حصر ہے۔ **۱۶** یہ پہلا طریق تعلیم ہے۔ وَلِيًّا یعنی کارساز فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ یہ اللہ کی صفت ہے یعنی ہر چیز کو ابتداءً پیدا کرنے والا۔ آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ان مشرکین

ع

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ

اور بلاشبہ ہنسی کرتے رہے ہیں رسولوں سے تجھ سے پہلے **۱۲** پھر گھیر لیا انہ

سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ قُلْ

ہنسی کرنے والوں کو اس چیز نے کہ جس چیز پر ہنسا کرتے تھے **۱** تو کہہ دے

سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کہ سیر کرو ملک میں **۱۳** پھر دیکھو کیا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

انجام ہوا جھٹلانے والوں کا پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ کہ ہے آسمانوں **۱۴**

وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ

اور زمین میں کہہ دے اللہ کا ہے اس نے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ

البتہ تم کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن تک کہ اس میں کچھ شک نہیں جو لوگ

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَهٗ مَا

نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ

سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿١٣﴾ قُلْ

کہ آرام پکڑتا ہے رات میں اور دن میں **۱۵** اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا کہہ دے **۱۶**

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کیا اور کسی کو بناؤں اپنا مددگار اللہ کے سوا جو بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اس کو کوئی نہیں کھلاتا تو کہہ دے مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٤﴾

پہلے حکم مانوں **۱۷** اور تو ہرگز نہ ہو شرک والا

سے کہدیں جو آپ کو اپنے عاجز معبودوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں کہ کیا میں اس اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو کارساز مان لوں جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور سب کا روزی دینے والا ہے اور خود سب سے بے نیاز ہے۔ **۱۷** یہ دوسرا طریق تعلیم ہے۔ لَا تَكُوْنَنَّ سے پہلے قیل لی محذوف ہے یعنی مجھے تو یہ حکم ملا ہے کہ میں اللہ کے سامنے سب سے پہلا سر جھکانے والا ہوں۔ نیز مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین کے نظریات و اعمال میں سے کچھ بھی قبول نہ کروں اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کا مفہوم تفصیل سے انعام کے آخری رکوع میں قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الخ میں بیان کیا گیا ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی جزاء کلمہ کہ بطریق سخریہ با ایشاں می گفتند ۱۲

۱۸ یہ تیسرا طریق تعلیم ہے۔ یعنی تم لوگ تو اللہ کی معرفت اور اس کی پہچان سے بے بہرہ ہو اس لئے دن رات اس کی نافرمانیوں میں منہمک ہو اور اس کے ساتھ شرک کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں اس کے عذاب کا کوئی ڈر خطرہ نہیں لیکن مجھے تو خطرہ ہے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں گا تو اس کے سخت عذاب کی لپیٹ میں آجاؤں گا۔
۱۹ یہ مسئلہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے ضُرٌّ سے مراد ہر تکلیف ہے۔ مثلاً بیماری، تنگدستی، مصیبت وغیرہ اسی طرح خیر سے ہر وہ بھلائی مراد ہے جس سے انسان کو خوشی اور سرور حاصل ہو۔ مثلاً تندرستی، دولت، آرام وراحت وغیرہ۔ آیت میں خطاب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد ہر مخاطب ہے۔ یعنی اگر اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت یا تکلیف آجائے تو اللہ کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا نہ کوئی پیغمبر، نہ ولی اور نہ کوئی فرشتہ اور جن۔ اور اگر اللہ تعالیٰ آرام وراحت پہنچانا چاہے تو اسے بھی کوئی نہیں روک سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تکلیف پہنچانے پر بھی اور خیر پہنچانے پر بھی۔ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ما قبل کی علت ہے اور وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ کی جزا محذوف ہے۔ ای فلا رادّ لفضلہ بقرینۃ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ (یونس ع ۱۱) ۲۰ یہ بھی دلیل ہی کا حصہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی اپنی مخلوق پر غالب و قاہر ہے اور کسی کے سامنے عاجز و مغلوب نہیں ہو سکتا وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ اور وہی حکمت والا اور وہی ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔ تینوں صفت کے صیغوں پر الف لام افادۂ حصر کیلئے ہے واللام ھنا وفیما تقدم للقصر (روح ص ۱۱۱ ج ۷) اس عقلی دلیل سے اللہ تعالیٰ کا کمال قدرت اور کمال علم ثابت ہو گیا۔ لہٰذا جب اس کے سوا کوئی قادر مطلق اور غیب دان نہیں تو اس کے سوا کارساز بھی کوئی نہیں۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ اشارۃ الی کمال القدرۃ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ اشارۃ الی کمال العلم (بحر ج ۴ ص ۹۹) ۲۱ یہ گذشتہ چاروں عقلی دلیلوں سے متعلق ہے۔ شَهَادَةً تمیز بمعنی قسم ہے۔ یعنی کونسی چیز بڑی ہے از روئے قسم کے با شہادۃ بمعنی گواہی ہے۔ یعنی سب سے بڑی گواہی کس کی ہے۔ قُلِ اللّٰهُ الخ آپ فرما دیں سب سے بڑی گواہی تو اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے گذشتہ عقلی دلائل سے اور آگے دلیل وحی سے بیان فرما دیا ہے کہ غیب دان اور متصرف و مختار وہی ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۲۲ یہ نفی شرک فی التصرف پر دلیل وحی کی طرف اشارہ ہے۔ ۲۳ یہ مذکورہ چاروں عقلی دلائل کا ثمرہ ہے۔ شَهَادَةً سے یہاں شہادت عقلی مراد ہے۔ یعنی اے مشرکین کیا ان مذکورہ عقلی دلائل کی موجودگی میں تمہاری عقلی اس بات کو مانتی ہے کہ اللہ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہو سکتے ہیں جو صفات الوہیت میں اس کے شریک ہوں اور غیب دان اور کارساز ہوں۔ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ آپ فرما دیں میری عقل تو اس بات کو نہیں مانتی۔ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کلمۂ اِنَّمَا حصر کے لئے ہے۔ اور مجھے تمہارے شرک اور مشرکین کے شرک سے بیزاری اور براءت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں تمہارے شرک اور تمہارے معبودوں کی عبادت سے بیزار ہوں۔

قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ
تو کہہ میں ڈرتا ہوں ۱۸ اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی ایک بڑے دن کے
عَظِیْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ یُّصْرَفْ عَنْهُ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ
عذاب سے جس پر سے ٹل گیا وہ عذاب اس دن تو اس پر
رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ
رحم کر دیا اللہ نے اور یہی ہے بڑی کامیابی اور اگر
یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا
پہنچاوے تجھ کو اللہ کچھ سختی ۱۹ تو کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں سوا
هُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ
اس کے اور اگر تجھ کو پہنچاوے بھلائی تو وہ ہر چیز پر
قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ
قادر ہے ف اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر ۲۰ اور وہی ہے
الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۸﴾ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ
بڑی حکمت والا سب کی خبر رکھنے والا تو پوچھ سب سے بڑا گواہ کون ہے ۲۱
قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ
کہہ دے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درمیان اور اترا ہے مجھ پر ۲۲
هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ
یہ قرآن تاکہ تم کو اس سے خبردار کر دوں اور جس کو یہ پہنچے
اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ
کیا تم گواہی دیتے ہو ۲۳ کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہیں
قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ
تو کہہ دے میں تو گواہی نہ دوں گا کہہ دے وہی ہے معبود ایک اور میں

۱۸ تیسرا طریق تعلیم ... ۲۰ وھو العلیم الخبیر ... مذکورہ چاروں دلائل ... متعلق ہے ... شہادۃ تمیز بمعنی قسم ... وحی کی طرف اشارہ ... مذکورہ چاروں دلائل عقلیہ

کے بعد کیا تمہاری عقل مانتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور متصرف ہے۔ کیا ایسا ہے؟ میری عقل تو نہیں مانتی۔ یہ آخر میں اعلان براءت ہے میں تمہارے معبودوں سے بیزار ہوں ۔۱۲

موضح قرآن ف معلوم ہوا کہ بھلائی پہنچایا چاہتا ہے
فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اظہار حق کردن ۱۲

بَرِيٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
بیزار ہوں تمہارے شرک سے ۲۴ جن کو ہم نے دی ہے کتاب
يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ
وہ پہچانتے ہیں اس (قول) کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جو لوگ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَنْ
نقصان میں ڈال چکے اپنی جانوں کو وہی ایمان نہیں لاتے اور اس
اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ
۲۵ سے زیادہ ظالم کون جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلا دے اس کی
بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ
آیتوں کو بلا شک بھلائی نصیب نہیں ہوتی ظالموں کو اور جس دن ہم جمع کریں گے
جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَيْنَ
ان سب کو ۲۶ پھر کہیں گے ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا تھا کہاں ہیں
شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ لَمْ
شریک تمہارے جن کا تم کو دعویٰ تھا پھر نہ
تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا
رہے گا ان کے پاس کوئی فریب مگر یہی کہیں گے ۲۷ قسم ہے اللہ کی جو ہمارا رب ہے ہم نہ تھے
مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ
شرک کرنے والے دیکھو تو کیسا جھوٹ بولے اپنے اوپر
وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْهُمْ
اور کھوئی گئیں ان سے وہ باتیں جو بنایا کرتے تھے اور بعضے ان میں
مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ
کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف ۲۸ اور ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے

۲۴ الکتاب سے تورات اور انجیل اور موصول سے یہود و نصاریٰ ہر دو فریق مراد ہیں اور یَعْرِفُوْنَهٗ میں ضمیر منصوب سے قول مذکور یعنی کلمۂ توحید کی حقانیت مراد ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں "می شناسند حقیقت ایں قول یعنی کلمۂ توحید (فتح الرحمٰن) اس کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اس معنی کے اعتبار سے اس آیت کا ربط ماقبل کے ساتھ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ عام مفسرین نے ضمیر کا مرجع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو قرار دیا ہے لیکن اس صورت میں یہ آیت ماقبل سے الگ ہو جاتی ہے۔ اس مضمون میں ایک حدیث بھی وارد ہے لیکن اس آیت کی تفسیر اس پر موقوف نہیں جیسا کہ سیاق و سباق اس پر شاہد ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ علماء یہود و نصاریٰ کو کلمۂ توحید کے مضمون کی سچائی اور حقانیت کا اس طرح یقین ہے جس طرح انہیں اپنی اولاد کی پہچان کا یقین ہے۔ ۲۵ زجر ہے مشرکین کے لئے اور استفہام انکار کے لئے ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور اللہ کے نیک بندوں کو خدا کے شریک بناتا ہے اور توحید کی آیتوں اور توحید کے دلائل کا انکار کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم ہے اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور ظالم لوگ جو توحید کو مٹانے پر تلے ہوئے ہیں اور جو دن رات شرک کرتے ہیں آخرت میں ان کی نجات نہیں ہوگی تو جو اظلم (یعنی سب سے بڑے ظالم) ہیں ان کی بدرجہ اولیٰ نہیں ہوگی۔ ۲۶ یہ مشرکین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ شُرَكَاۗؤُكُمْ اس سے وہ نیک پیر اور بزرگ مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں حاجت روا اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ یعنی قیامت کے دن جب ہم سب کو میدانِ محشر میں جمع کریں گے تو مشرکین سے کہیں گے کہ آج تمہارے وہ کارساز اور سفارشی کہاں ہیں جن کے متعلق تمہارا خیال تھا کہ وہ ہر مشکل اور ہر مصیبت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج تم پر بہت بڑی مصیبت آپڑی ہے آج وہ تمہاری مدد کے لئے کیوں نہیں آئے۔ ۲۷ فِتْنَةٌ کے معنی گمراہی کے ہیں اور یہاں اس سے مشرکین کا جواب مراد ہے۔ چونکہ مشرکین کا جواب صریح جھوٹ ہوگا اس لئے اسے فِتْنَةٌ سے تعبیر فرمایا ثُمَّ لَمْ یکن جوابھم الا ان قالوا سمّٰی فتنة لانه کذب (مدارک ج ۲ ص ۶ فی البحر ج ۴ ص ۹۵ والقرطبی ج ۶ ص ۴۰۲ یقرب منه) حضرت شیخ قدس سرہ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ کا ترجمہ اس طرح فرماتے تھے پھر نہیں ہوگا گندا جواب ان کا۔ مشرکین جب اپنے کو بے بسی اور بیچارگی کے عالم میں پائیں گے تو خیال کریں گے کہ وہ دنیا میں شرک کرنے کا سرے سے انکار ہی کر دیں۔ شاید اس طرح عذاب سے بچ جائیں۔ اس خیال پر وہ یہ جھوٹ بولیں گے اور اللہ کے نام کی قسم کھا کر یہ جھوٹا جواب دیں گے کہ وہ سرے سے مشرک تھے ہی نہیں اور انہوں نے دنیا میں ہرگز شرک نہیں کیا جیسا کہ دوسری جگہ ان کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا (مومن ع ۸) "بَلْ" اضرابیہ ہے۔ پہلے تو کہیں گے کہ آج ہمارے سفارشی اور کارساز غائب ہو گئے ہیں پھر اس بات سے اعراض کر کے فوراً کہیں گے کہ ہم تو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہی نہیں تھے۔ ۲۸ یہ زجر ہے۔ یعنی ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو آپ کی باتیں غور سے سنتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے دلوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ ان کے دلوں پر ہم نے پردے ڈال دیئے ہیں اور ان سے سمجھنے کی قوت سلب کر لی گئی ہے۔ یعنی ان کے دلوں پر مہر جباریت لگا دی گئی ہے اور ان کے کانوں کو ہم نے بہرہ کر دیا ہے اور وہ حق بات نہیں سن سکتے وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ الخ مہر جباریت کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہو چکی ہیں۔ اس لئے اگر ان کو تمام معجزات دکھا دیئے جائیں تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

موضح قرآن ف۱ یہاں گواہی فرمایا قسم کو یعنی میں قسم کھاتا ہوں، اللہ کی اس سے زیادہ کون قسم ہوگی ۱۲ ـــــ فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کلمۂ توحید ۱۲

۲۹ حتّٰی انتہائے غایت کے لئے ہے یعنی ماننا تو در کنار وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ جب وہ پیغمبر علیہ السلام کے پاس آتے ہیں تو ان کے سامنے جھگڑنا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے کیا ہیں اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ یعنی یہ پیغمبر جو کچھ بیان کرتا ہے یہ تو محض اگلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں ہیں یہ کافروں کی انتہائی ذہنی اور کور چشمی تھی کہ وہ سچے واقعات کو جھوٹا کہتے تھے۔ یہ گذشتہ قوموں کے سچے واقعات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عبرت اور نصیحت کے لئے بیان کئے ہیں تا کہ لوگ ان میں غور و فکر کر کے عبرت حاصل کریں۔ تائیدًا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (الاعراف ع ۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ جب مشرکین اپنے انکار پر پختہ ہو جاتے ہیں تو کسی دلیل کو نہیں مانتے تو پھر اہل توحید سے جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ ۳۰ یہاں کافروں کی دو بری خصلتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں اور انہیں اس کے سننے سے منع کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ وہ خود بھی قرآن سے دور بھاگتے ہیں وَاِنْ یُّھْلِکُوْنَ الخ مگر اس طرح وہ پیغمبر علیہ السلام کا، قرآن کا اور مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے الٹا اپنے آپ ہی کو ہلاکت و تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں۔ ۳۱ یہ تخویف اخروی ہے۔ یٰلَیْتَنَا حرف ندا یہاں محض اظہار حسرت کے لئے ہے اس سے کسی کو خطاب مقصود نہیں۔ حرف ندا یَا جس طرح ندا اور استغاثہ کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح ندبہ، تعجب، شوق، حسرت اور محبت کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم قبیل باب التفسیر میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو چھوٹی بچیاں گلی کوچوں میں یا محمداہ یا محمداہ کہتی پھر رہی تھیں۔ اس سے ان کا مقصد ندا اور پکار نہ تھا بلکہ وہ محض عقیدت اور محبت کے اظہار کے طور پر یہ کہہ رہی تھیں۔ ۳۲ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں یُخْفُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ ان کے وہ گندے عقیدے جنہیں وہ دنیا میں چھپاتے پھرتے تھے لیکن اس پر شبہ وارد ہوتا ہے کہ وہ تو اپنے عقیدے کو اعلانیہ ظاہر کرتے تھے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ یہاں باب افعال وجدان کے لئے ہے۔ اور یخفون کے معنی ہیں یجد ونہ مخفیًا یعنی جس چیز کو دنیا میں وہ نہیں دیکھ سکتے تھے بلکہ اسے پوشیدہ پاتے تھے وہ چیز قیامت کے دن ظاہر ہو کر ان کے سامنے آجائے گی اور اس سے مراد جہنم کی آگ ہے۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ۔ قیامت کے دن مشرکین خواہش کریں گے کہ انہیں واپس دنیا میں لوٹا دیا جائے تو وہ سچے مومن بن جائیں گے اور شرک و کفر کے قریب بھی نہیں بھٹکیں گے۔ فرمایا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر انہیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تب بھی وہ نہیں مانیں گے۔ اور اس عذاب کو بھول جائیں گے۔ ۳۳ یہ شکوی ہے اور لَعَادُوْا پر معطوف ہے۔ یعنی اگر انہیں دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تو یہ حسب سابق توحید کے ساتھ بعث بعد الموت کا بھی انکار کریں گے اور کہیں گے کہ بس یہ دنیا کی

اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ یَّرَوْا

ہیں پردے تا کہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں

کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْکَ یُجَادِلُوْنَکَ

تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں ان پر یہاں تک کہ جب آتے ہیں ۲۹ تیرے پاس تجھ سے جھگڑنے

یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۵﴾

کو تو کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہے یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی

وَھُمْ یَنْھَوْنَ عَنْہُ وَیَنْئَوْنَ عَنْہُ ۚ وَاِنْ یُّھْلِکُوْنَ

اور یہ لوگ روکتے ہیں اس سے ۳۰ اور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے

اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ وُقِفُوْا

مگر اپنے آپ کو اور نہیں سمجھتے اور اگر تو دیکھے ۳۱ جس وقت کہ کھڑے

عَلَی النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ

کئے جاویں گے وہ دوزخ پر پس کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جاویں اور ہم نہ جھٹلاویں اپنے

رَبِّنَا وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷﴾ بَلْ بَدَا لَھُمْ مَّا

رب کی آیتوں کو اور ہو جاویں ہم ایمان والوں میں ف کوئی نہیں بلکہ ظاہر ہو گیا جو

کَانُوْا یُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا

چھپاتے تھے پہلے ۳۲ اور اگر پھر بھیجے جاویں تو پھر بھی وہی کام کریں جو

نُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ ھِیَ اِلَّا

سے منع کئے گئے تھے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں اور کہتے ہیں ۳۳ ہمارے لئے زندگی نہیں مگر

حَیَاتُنَا الدُّنْیَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ

یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا ف اور کاش کہ تو دیکھے ۳۴ جس وقت

وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ ؕ قَالَ اَلَیْسَ ھٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰی

وہ کھڑے کئے جاویں گے اپنے رب کے سامنے فرمایگا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں

[illegible]

موضح قرآن ف یعنی دوزخ کے کنارے پر پہنچ کر حکم ہوگا کہ ٹھہرو۔ تو کافروں کو توقع پڑے گی کہ شاید ہم کو پھر دنیا میں بھیجیں تو اب کی بار کفر نہ کریں۔ ایمان لاویں۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس واسطے انہیں نہیں ٹھہرایا بلکہ اس تدبیر سے ان کے منہ اقرار کروایا کہ ہم نے کفر کیا تھا حالانکہ پہلے منکر ہوئے تھے کہ ہم شریک نہ کرتے تھے اور پھر بھیجنا ان کو عبث ہے۔

فتح الرحمٰن ف یعنی منکر حشر اند ۱۲

زندگی ہی اصل زندگی ہے اور اس کے بعد کوئی قیامت اور حشر ونشر وغیرہ نہیں۔ یا اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ پر عطف ہے یا استیناف ہے یعنی یہ لوگ دنیا میں ایسا کہا کرتے تھے
عطف علی لعادوا یعنی لوردوا قالوا او علی انھم لکاذبون یعنی وھم الذین قالوا ذلک فی الدنیا ۔ ۔ ۔ اواستیناف بذکرما قالوہ فی الدنیا (مظہری
صـ۲۳۵ ج ۳) ۳۴ؔ یہ جواب شکوہ ہے مع تخویف اخری۔ قیامت کے دن جب مشرکین خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت فرشتے بطور تبکیت ان سے سوال کریں گے کہ کیا یہ قیامت اور عذاب
برحق نہیں؟ قَالُوْا بَلٰی الخ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں خدا کی قسم یہ سب کچھ برحق ہے۔ پھر انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا کہ اپنے کفر وشرک کی وجہ سے آج عذاب چکھو۔ ۳۵ؔ

وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۰﴾
قسم ہے اپنے رب کی فرمائے گا تو چکھو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے
قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ
تباہ ہوئے وہ لوگ ۳۵ؔ جنہوں نے جھوٹ جانا ملنا اللہ کا یہاں تک کہ جب آپہنچے گی ان پر
السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِیْهَا ۙ
قیامت اچانک تو کہیں گے اے افسوس کیسی کوتاہی ہم نے اس میں کی
وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا
اور وہ اٹھائیں گے اپنے بوجھ ۳۶ؔ اپنی پیٹھوں پر خبردار ہو جاؤ کہ برا بوجھ ہے
یَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ
جس کو وہ اٹھائیں گے ۳۷ؔ اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور
لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾ قَدْ
آخرت کا گھر بہتر ہے پرہیزگاروں کے لئے ۳۸ؔ کیا تم نہیں سمجھتے ہم کو ۳۹ؔ
نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَیَحْزُنُكَ الَّذِیْ یَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ
معلوم ہے کہ تجھ کو غم میں ڈالتی ہیں ان کی باتیں سو وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے
وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ
لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں اور جھٹلائے گئے ہیں ۴۰ؔ
رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰۤى
بہت سے رسول تجھ سے پہلے پس صبر کرتے رہے جھٹلانے پر اور ایذا پر یہاں تک کہ
اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ
آپہنچی ان کو مدد ہماری اور کوئی نہیں بدل سکتا اللہ کی باتیں اور تجھ کو پہنچ چکے ہیں
مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳۴﴾ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ
کچھ حالات رسولوں کے اور اگر ۴۱ؔ تجھ پر گراں ہے

یہ بھی تخویف اخروی ہے ان کے لئے جو اللہ کی لقاء یعنی قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ یٰحَسْرَتَنَا الخ یہاں بھی حرف ندا اظہار تأسف کے لئے ہے مَا فَرَّطْنَا میں مَا مصدریہ ہے ای علی تفریطنا قیامت کے دن مشرکین کہیں گے کہ دنیا میں ایمان وعمل میں کوتاہی کرنے پر ہمیں سخت افسوس ہے۔ اَوْزَارَھُمْ، وِزْرٌ کی جمع ہے جسکے معنی بوجھ کے ہیں اور اس سے مراد مشرکانہ اعمال ہیں۔
۳۶ؔ مشرکین چونکہ دنیا کی دولت اور شان وشوکت پر مغرور ہو کر حق کا انکار کرتے تھے اس لئے ان کی اصلاح کے لئے دنیا کی بے ثباتی اور اس کے ساز وسامان کی حقارت اور قلت کا ذکر فرمایا کہ جس دنیا پر تم اس قدر مغرور ہو کر اس کی وجہ سے حق کا انکار کر رہے ہو وہ تو چند روزہ نمائش ہے اور آخرت کے مقابلے میں بالکل ہیچ ہے یہ مضمون قرآن مجید میں کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ (۱) لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ (آل عمران ع ۲۰) (۲) فَلَا یَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ (مومن ع ۱) ان دونوں آیتوں میں تقلب مصدر قلت وحقارت کیلئے ہے (۳) وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ الاٰیۃ (کہف ع ۶) (۴) اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ (حدید ع ۳) تیسری آیت میں دنیا کی تمثیل اور چوتھی آیت میں لعب ولہو کے الفاظ بھی قلت وحقارت پر دلالت کرتے ہیں ۳۷ؔ اس کا مفعول الشرک مقدر ہے ای یتقون الشرک (خازن ج ۲ ص ۲۰ وجلالین ص۔) جو لوگ شرک سے بچتے ہیں اور نیک اعمال بجالاتے ہیں آخرت میں انہی کیلئے بہتری اور بھلائی ہے۔ ۳۸ؔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت ہی محبت آمیز انداز میں تسلی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر نہایت شفیق اور مہربان تھے۔ اور آپ کی آرزو تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور جہنم کی آگ سے بچ جائیں مگر معاندین ماننے کے بجائے الٹے نہ صرف آپ کی تکذیب کرتے بلکہ آپ سے استہزاء کرتے اور تکلیفیں دینے کی کوششیں کرتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی اور فرمایا کہ ہمیں خوب معلوم ہے کہ مشرکین کی تکذیب اور ایذا کی باتیں آپ کو غم میں ڈال رہی ہیں لیکن آپ غم نہ کریں یہ ظالم آپ کو نہیں جھوٹا کہتے آپ کو تو اب بھی صادق وامین سمجھتے ہیں لیکن محض ضد وعناد کی وجہ سے اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ایک دفعہ اخنس بن شریق اور ابوجہل کہیں تنہائی میں ملے تو اخنس نے ابوجہل سے کہا کہ اس وقت ہم دونوں کے سوا یہاں اور کوئی نہیں، سچ بتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچا ہے یا جھوٹا۔؟ ابوجہل نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا وہ سچا ہے لیکن بات یہ ہے کہ جب تمام اعزازات تو اس کا خاندان لے گیا تو باقی قریش کے حصہ میں پھر کیا رہ گیا اس لئے ہم اس کی نبوت کو کس طرح

فتح الرحمٰن ۳۵ؔ یعنی گناہان خویش را ۱۲ ۳۶ؔ یعنی عمل بد بشکل چیزے در نہایت زشتی وناخوشی شدہ بر پشت او بنشیند ۱۲۔

مان لیں نقال ابوجہل ویحك واللہ ان محمد الصادق وما کذب محمد قط ولکن اذا ذھبت بنو قصی باللواء والسقایۃ والحجابۃ والنبوۃ فماذا یکون لسائر قریش (ابن کثیر ج ۲ صفحہ ۱۳۱) ۳۹ یہ بھی ماقبل ہی کا حصہ ہے۔ یعنی آپ سے پہلے جو پیغمبر گذرے ہیں ان کی بھی اسی طرح ان کی قوموں نے تکذیب کی اور انہیں تکلیفیں دیں تو انہوں نے صبر کیا اور اپنے فرض تبلیغ کی ادائیگی میں لگے رہے یہاں تک کہ ہماری مدد آ پہنچی اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ اپنے انبیاء ؑ کی مدد کرتا ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتا ہے۔ ۴۰ یہ زجر ہے۔ مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ اگر آپ ان کے مطلوبہ معجزات دکھا دیں تو وہ ایمان لے آئیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھا دیئے جائیں تو شاید وہ ایمان لے آئیں اور اعراض نہ کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر مشرکین کا اعراض آپ سے اور قرآن سے محض معجزات نہ ملنے کی وجہ سے ہے اور ان کا اعراض آپ کو ناگوار ہے تو آپ ان کو معجزات دکھلا دیں اور اگر آپ میں طاقت ہے تو آپ زمین میں سوراخ کر کے یا آسمان پر سیڑھی لگا کر کوئی معجزہ لے آئیں اور ان کو دکھلا دیں مطلب یہ ہے کہ معجزہ آپ کے قبضے میں نہیں جیسا کہ فرمایا اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ نیز فرمایا وَمَا کَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ (مومن ع ۸) ۴۱ ای ولکن لیبلو کم بقرینہ سورۂ مائدہ یعنی آپ یہ خیال چھوڑ دیں کہ سب لوگ ایمان لے آئیں۔ اگر یہ بات اللہ کو منظور ہوتی تو وہ جبراً تمام لوگوں کو ہدایت پر جمع کر دیتا مگر اس نے ایسا اس لئے نہیں کیا تاکہ ہر شخص کی آزمائش ہو جائے اور ہر آدمی سوچ سمجھ کر راہ اختیار کرے۔ ۴۲ یسمعون کے معنی یُنِیْبُوْنَ کے ہیں یعنی صرف وہی لوگ حق کو قبول کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی طرف رغبت ہو بقرینہ وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ (مومن ۲۶) اور الموتیٰ (مردے) سے یہاں کفار و مشرکین مراد ہیں کیونکہ ان کے دل ایمان و توحید سے خالی ہونے کی وجہ سے مردہ اور بے جان ہیں۔ والموتیٰ ای الکفار کما قال الحسن ورواہ عنہ غیر واحد ... وفی اطلاق الموتیٰ علی الکفار استعارۃ تبعیۃ مبنیۃ علی تشبیہ کفرھم وجھلھم بالموت (روح ج ۷ ص ۱۴۳) ۴۳ یہ شکویٰ اور سوال ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں کوئی ایسی نشانی کیوں نہیں دکھائی جاتی جسے دیکھ کر ہم مان لیں۔ اَللّٰہُ قَادِرٌ الخ سے اس کا جواب دیا گیا کہ معجزہ دکھانے پر تو اللہ تعالیٰ قادر ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اگر منہ مانگے معجزے کا انکار کیا جائے تو فوراً ہلاکت آجاتی ہے اور مہلت نہیں ملتی۔ اس لئے بندوں کی خیر خواہی اور بہتری اسی میں ہے کہ ان کا مطلوبہ معجزہ نہ دکھایا جائے۔ قال ابن عطیۃ لا یعلمون انھا لو انزلت ولم یومنوا لعوجلوا بالعذاب (بحر ج ۴ ص ۱۱۸) ۴۴ یہ توحید پر پانچویں دلیل عقلی ہے۔ دَابَّۃ کے بعد فی الارض اور طائر کے بعد یطیر بجناحیہ صفات کاشفہ ہیں یعنی تمہارے

اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي

ان کا منہ پھیرنا تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ ڈھونڈ نکالے کوئی سرنگ

الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ

زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر لا دے ان کے پاس ایک معجزہ ۴۰ اور اگر

شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

اللہ چاہتا تو ۴۱ جمع کر دیتا سب کو سیدھی راہ پر سو تو مت ہو

الْجٰهِلِيْنَ ۳۵ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ

نادانوں میں ف۱ ماننے وہی ہیں ۴۲ ف۲ جو سنتے ہیں

وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۳۶ وَقَالُوْا

اور مُردوں کو زندہ کرے گا اللہ پھر اس کی طرف لائے جاویں گے ف۳ اور کہتے ہیں

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ

کیوں نہیں اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب کی طرف سے ۴۳ ف۲ کہہ دے کہ اللہ کو قدرت

عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۳۷

ہے اس بات پر کہ اتارے نشانی لیکن ان میں اکثر نہیں جانتے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ

اور نہیں ہے کوئی چلنے والا ۴۴ زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے

اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ

مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح ہم نے نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۳۸ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا

پھر سب اپنے رب کے سامنے جمع ہوں گے ۴۵ اور جو جھٹلاتے ہیں ہماری آیتوں کو ۴۶

صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَ

وہ بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے اور

موضح قرآن ف۱ کافر مانگتے تھے کہ نبی ہے تو اس کے ساتھ ہمیشہ ایک نشانی رہے کہ ہر کوئی دیکھے اور یقین لا دے سو شاید حضرت کا دل بھی چاہتا ہو اس واسطے تربیت فرمائی کہ اللہ کے تابع رہو اسکو منظور ہوتا تو بن نشانی سب کے دل پھیر لاتا۔ ف۲ یعنی سب سے توقع نہ رکھو کہ مانیں جن کے دل میں اللہ نے کان نہیں دیئے وہ سنتے نہیں تو وہ کس طرح مانیں مگر یہ کافر کہ مثال مردے کی ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید یعنی از انجا اگر میتوانی معجزہ بیاری حاصل آنست کہ تفویض کن بر خدا واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی دعوتِ اسلام ۱۲ ف۳ یعنی از ان نشانہا کہ می طلبید ۱۲

علاوہ باقی تمام جاندار مخلوق بھی تمہاری طرح مختلف جماعتیں ہیں اور تمہاری طرح محتاج اور ضرورتمند ہیں ان سب کا رازق اور متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں
مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ معتزلہ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لکھنے میں تفریط نہیں کر رہے اور کتاب سے مراد فرشتوں کے دفتر ہیں۔ اب یہ تخویف اخروی
ہوگی اور اہل سنت کے نزدیک کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ عن الحسن وقتادۃ ان المراد بالکتاب الکتاب الذی عند اللہ تعالیٰ وھو مشتمل علی ما کان وما یکون
وھو اللوح المحفوظ (روح ج ۷، ص۱۴۵) اسی طرح شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ نے لکھا ہے۔ ۴۵ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ پہلے جانوروں اور پرندوں کے ذکر سے وہم

مَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر ۳ تو کہہ دیکھو تو ۴۶
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ
اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوا
تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ
کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اسی کو پکارتے ہو ۴۷
فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ
پھر دور کر دیتا ہے اس مصیبت کو جس کے لئے اس کو پکارتے ہو ۴۸ اگر چاہتا ہے اور تم بھول جاتے
مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ
ہو جن کو شریک کرتے تھے اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت سی امتوں پر تجھ سے پہلے ۴
فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾
پھر ان کو پکڑا ہم نے ۴۹ سختی میں اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑاویں
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ
پھر کیوں نہ گڑگڑائے جب آیا ان پر عذاب ہمارا ۵۰ لیکن سخت ہو گئے
قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾
دل ان کے اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان نے جو کام وہ کر رہے تھے
فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ
پھر جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی ۵۱ کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے
كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ
ہر چیز کے ۵ یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوئے ان چیزوں پر جو ان کو دی گئیں پکڑ لیا ہم نے ان کو
بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ
اچانک پس اس وقت وہ رہ گئے ناامید ۶ پھر کٹ گئی جڑ ان ۵۲

ع ۱۳ / ۱۰

مرتبط: ...از توحید پر چوتھی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ... ۱۲ ... عذاب ... سنت ... ۱۲
مرتبط: تخویف دنیوی ۵۳ ... اعمال شرکیہ ... ۱۲ ... مسئلہ توحید ... ۱۲ ... یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ... جیسا کہ قوم نوح کا حال ہوا۔ ۱۲

ہوتا ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کے ساتھ ان کا بھی حشر ہوگا لیکن ایسا نہیں۔ یہاں صرف انسانوں کا حشر مراد ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی روایت سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یقتص للجماء من القرناء تو یہ حقیقت پر محمول نہیں بلکہ یہ اس سے کنایہ ہے کہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائیگا اور اگر بالفرض جانوروں کا حشر بھی مراد لیا جائے تو ان کے حشر سے مراد موت ہوگی نہ کہ جزا و سزا جیسا کہ جامع البیان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے حشر کل شیٔ الموت سوی الجن والانس (ص۱۱۳) تحت قولہ و اذا الوحوش حشرت۔ ۴۶ یہ تکذیب کرنے والوں کے لئے زجر ہے۔ یعنی جو لوگ ضد و عناد کی وجہ سے آیات الٰہی کو جھٹلاتے ہیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ جاتی ہے اور وہ کفر و شرک کے اندھیروں میں سرگرداں پھرتے ہیں نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ حق بات کہہ سکتے ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب منکرین ضد و عناد کی وجہ سے حق کا انکار کرتے ہیں تو حق تعالیٰ ان سے فہم کی استعداد سلب کر لیتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دیتا ہے لیکن جسے چاہتا ہے یعنی جو لوگ انابت کرتے ہیں تو ان کو قبول حق کی استعداد عطا فرما دیتا ہے۔ ۴۷ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ امام فراء کہتے ہیں کہ اَرَاَیْتَ دو معنوں میں مستعمل ہے اول رویت عین دوم بمعنی اَخْبِرْنِیْ مثلاً کہا جاتا ہے اَرَاَیْتَكَ ای اخبرنی۔ اس صورت میں ضمیر ثانی خواہ واحد ہی کی ہو (كَ) یا تثنیہ (كُمَا) اور جمع (كُمْ) کی اعراب میں اس کا کوئی مقام نہیں ہوتا اور اس کی حیثیت محض ایک حرف کی ہوتی ہے جو مخاطب کی حالت افراد اور تثنیہ و جمع کا اظہار کرتا ہے) من الکبیر ج۴ ص۶۳۔ علامہ رضی لکھتے ہیں کہ یہاں رؤیت بصری ہے یا قلبی اور اَرَاَیْتَ بمعنی اَبْصَرْتَ ہے یا بمعنی عرفت اور صرف ایک مفعول کو چاہتا ہے (جو یہاں حالکہ محذوف ہے) اور مجازاً اخبرنی (مجھے بتا) کے معنی میں مستعمل ہے اور ہمیشہ عجیبہ حالت سے استفسار کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ذھب الرضی تبعا لغیرہ ان رای ھنا بصریۃ وقیل قلبیۃ بمعنے عرف وھی علی القولین

موضح قرآن ف یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں سب جہان میں ہیں۔ ہر قسم کے جانوروں کا کارخانہ ایک قاعدے پر باندھا ہے۔ انسان کا بھی ایک قاعدہ رکھا ہے وہ پیغمبروں کی زبان سے انکو سکھاتا ہے اگر دھیان کریں۔ یہی نشانی بس ہے پیغمبروں کے قول پر لیکن بہرا اور گونگا اندھیرے میں پڑا کیا دیکھے اور کیا سمجھے اور یہ جو فرمایا چھوڑی نہیں ہم نے لکھنے میں کوئی چیز یعنی لوح محفوظ میں سب لکھا ہے ف۲ یعنی گنہگار کو حق تعالیٰ تھوڑا سا پکڑتا ہے۔ اگر وہ گڑگڑایا اور توبہ کی تو بچ گیا اور اگر اتنی پکڑ نہ مانی تو پھر اس کو بھلا وا دیا اور خوبی کے دروازے کھولے۔ جب خوب گناہ میں غرق ہوا تو بے خبر پکڑا گیا۔ یہ اشارہ ہے کہ آدمی کو گناہ پر تنبیہ پہنچے تو شتاب توبہ کرے یہ راہ نہ دیکھے کہ اس سے زیادہ پہنچے تو یقین کروں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی پیغامبر ان ۱۲ ف۲ یعنی باستدراج نعمتہائے فراواں دادیم ۱۲

متعد لواحد واصل للفظ الاستفهام عن العلم والعرفان او الابصار الا انه تجوز به عن معنی اخبرنی ولا یستعمل الا فی الاستخبار عن حالة عجیبة لشئ (روح ج ۷ ص۱۴۳) اس کے بعد استفہام کا ہونا ضروری ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر یہاں مذکور ہے یعنی اَغَیْرَ اللّٰہِ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ مشرکین سے فرمائیں مجھے بتاؤ اگر تم پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت آپہنچے تو کیا پھر بھی تم غیر اللہ ہی کو پکارو گے بَلْ اِیَّاہُ یہ اس کا جواب ہے یعنی اس وقت تم غیر اللہ کو نہیں پکارو گے بلکہ اللہ کے سوا تم جن معبودوں کو پکارتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے اور صرف ایک اللہ ہی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے گا تو تم سے وہ مصیبت دور فرما دے گا جس کے لئے تم نے اسے پکارا ہے۔ اس مضمون کی مندرجہ ذیل آیتوں سے تائید ہوتی ہے۔ (۱) فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (عنکبوت ع ۷) (۲) دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ ھٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ (یونس ع ۳) (۳) فَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ (بنی اسرائیل ع ۷) مشرکین چونکہ آنحضرت ؐ سے سنا کرتے تھے کہ اگر وہ ایمان نہیں لائیں گے اور شرک کو چھوڑ کر توحید کو نہیں مانیں گے تو ان پر اللہ کا عذاب آئے گا اس لئے مشرکین جب دریاؤں اور سمندروں میں اپنی کشتیوں اور جہازوں کو غضب ناک لہروں میں گھرے ہوئے دیکھتے تو گمان کرتے کہ شاید یہ وہی خدا کا عذاب ہے اور فوراً خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے **۴۸** اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی دعا اور پکار کا قبول ہونا ضروری نہیں اس آیت کی روشنی میں قَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (مومن ع ۶) کا مطلب بھی واضح ہوگیا کہ اس کا منشا یہ ہے کہ مصائب و بلیات میں مجھ ہی کو پکارو قبول کرنے کی طاقت اور قدرت صرف مجھ ہی میں ہے یہ مطلب نہیں کہ میں ہر شخص کی پکار کو قبول ضرور کر لوں گا۔ **۴۹** یہ تخویف دنیوی ہے یعنی جن امتوں نے آپ سے پہلے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا ہم نے دنیا میں ان کو جسمانی بیماریوں اور مالی پریشانیوں میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ ضد سے باز آجائیں اور عاجزی اختیار کریں اور کفر و انکار سے توبہ کر لیں۔ اَلْبَاْسَآءِ سے قحط اور تنگدستی مراد ہے اور الضَّرَّآءِ سے بیماری اور مال و جان کا نقصان الاول القحط والجوع والثانی المرض ونقصان الانفس والاموال (مدارک ج ۲ ص۱۰) **۵۰** جب دنیا میں ان پر ہمارا عذاب آیا تو بجائے اس کے کہ وہ گڑگڑا کر ہم سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور توبہ و استغفار کرتے انہوں نے انتہائی سنگدلی سے کام لیا اور اپنے کفر و انکار پر اڑے رہے۔ کیونکہ شیطان کی تسویل اور وسوسہ اندازی سے وہ اپنے مشرکانہ اعمال و اقوال کو اعمال صالحہ سمجھنے لگے۔ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ میں مَا سے مشرکانہ اعمال مراد ہیں۔ **۵۱** مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے اور نسیان سے ترک مراد ہے ای ترکوا ما دعاھم الرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام الیہ ورددوہ علیھم (روح جلد ۷ ص۱۵۸) جب مشرکین نے ضد و عناد سے مسئلہ توحید کا انکار کر دیا تو ہم نے ان کو دنیا میں بطور استدراج دولت مند کر دیا اور ان کی باگ ڈھیلی چھوڑ دی یہاں تک کہ اچانک ہمارے عذاب نے ان کو آلیا معاندین اور ضد کرنے والوں کے ساتھ ہماری سنت مستمرہ یہی ہے۔ حتی اذا فرحوا ای بغیر الحق

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۴۵ قُلْ

ظالموں کی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا تو کہہ

اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰہُ سَمْعَکُمْ وَاَبْصَارَکُمْ وَخَتَمَ

دیکھو تو **۴۳** اگر چھین لے اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کر دے

عَلٰی قُلُوْبِکُمْ مَّنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِہٖ ۭ اُنْظُرْ

تمہارے دلوں پر تو کون الٰہ رب ہے اللہ کے سوا جو تم کو یہ چیزیں لا دیوے دیکھ

کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ ھُمْ یَصْدِفُوْنَ ۝۴۶ قُلْ

ہم کیونکر طرح طرح سے بیان کرتے ہیں باتیں پھر بھی وہ کنارہ کرتے ہیں ف۱ تو کہہ

اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ بَغْتَۃً اَوْ جَھْرَۃً

دیکھو تو **۵۴** اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا اچانک یا ظاہر ہو کر

ھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۷ وَمَا نُرْسِلُ

تو کون ہلاک ہوگا جز ظالم لوگوں کے سوا ف۲ اور ہم رسول نہیں

الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ

بھیجتے **۵۵** مگر خوشی اور ڈر سنانے کو پھر جو کوئی ایمان لایا **۵۶**

وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝۴۸

اور سنور گیا تو نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں

وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا یَمَسُّھُمُ الْعَذَابُ بِمَا کَانُوْا

اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو ان کو پہنچے گا عذاب اس لئے کہ وہ

یَفْسُقُوْنَ ۝۴۹ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ

نافرمانی کرتے تھے تو کہہ میں نہیں کہتا **۵۷** تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ

اور نہ میں جانوں غیب کی بات اور نہ میں کہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں **۵۸** میں تو اسی پر چلتا ہوں

موضح قرآن ف۱ یعنی توبہ کو دیر نہ کرے جو کان اور آنکھ اور دل اس وقت ہے شاید پھر نہ ملے۔ ف۲ یعنی شاید اس دیر میں عذاب پہنچ جاوے تو اگر توبہ کر چکا ہو اس عذاب سے بچ رہے۔ فائدہ۔ فتح الرحمٰن میں یوں ترجمہ کیا ہے کیا ہلاک کئے جاویں یعنی ہلاک نہ ہو دیں مگر ظالم لوگ۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی ہلاک نشوند۔

یعنی مغرور ہوگئے۔ **۵۲** پھر اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح پکڑتا ہے اور ان پر ایسا عذاب نازل کرتا ہے کہ ان کی بالکلیہ جڑ ہی کٹ جاتی ہے اور ان کی نسل ہی تباہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قوم نوح کا حشر ہوا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تمام صفات کارسازی اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مشرکین جن معبودان باطلہ کو متصرف اور مشکل کشا سمجھتے تھے ان میں سے کوئی بھی ان کو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکا۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ ہی کارساز اور مافوق الاسباب متصرف ہے اور کوئی نہیں۔ تائید۔ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (احقاف ع۴) اور فَمَا اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ (ھود ع۹) **۵۳** یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اَرَاَيْتُمْ کی تحقیق حاشیہ (۴۶) میں گذر چکی ہے سمع اور بصر سے یا ظاہری حواس مراد ہیں یا باطنی لیکن بقرینہ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان سے باطنی سمع و بصر مراد ہے کیونکہ ختم علی القلوب سے سمجھنے کی استعداد سلب کر لینا مراد ہے۔ سرکشی اور عناد کی وجہ سے فہم کی استعداد سلب کر لی جاتی ہے اور اسی حالت کو مہر لگا دینا کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور جو مان لیتے ہیں اور اس پر قائم ہو جاتے ہیں ان کے حق میں وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ارشاد ہوتا ہے ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ میں ثُمَّ استبعادیہ ہے اور يَصْدِفُوْنَ ای یعرضون یعنی ہم آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ پھر بھی اعراض کرتے ہیں۔ **۵۴** یہ علیحدہ دلیل نہیں بلکہ چھٹی عقلی دلیل کا اعادہ ہے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ اَرَاَيْتَ کے بعد استفہام ضرور آتا ہے خواہ مذکور ہو خواہ مقدر۔ گذشتہ آیت کے قرینہ سے یہاں اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ یا فمن یدفعه مقدر ہے اور هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ علیحدہ جملہ ہے ظالمون یعنی مشرکین کیونکہ انہوں نے شرک کی وجہ سے اپنی جانوں پر ظلم کیا یعنی المشرکین لانهم ظلموا انفسهم بالشرك (خازن ج۲ ص۱۱) **۵۵** یہ سوال مقدر کا جواب ہے سوال پہلے گذر چکا ہے کہ اگر یہ اللہ کا سچا رسول ہوتا تو ہمیں معجزات مقترحہ دکھاتا وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ الخ **۵۶** ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا یہ نہ ماننے والوں کیلئے تخویف اخروی ہے۔ **۵۷** یہ پانچویں سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو بڑا مالدار ہوتا جیسا کہ انہوں نے کہا تھا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (زخرف ع۳) اور فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ (زخرف ع۵) وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ یہ چھٹے سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہوتا تو ہمیں ملک شام کے میوہ جات کے نرخ بتا دیتا تاکہ ہم فائدہ حاصل کر لیتے وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ یہ ساتویں سوال کا جواب ہے سوال یہ تھا کہ اگر یہ رسول ہے تو کھاتا پیتا کیوں ہے جیسا کہ سورۂ فرقان میں ان کا قول نقل کیا گیا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ (ع۲) **۵۸** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اعلان کرا دیا کہ نہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ لیکن اہل بدعت اس آیت میں عجیب بیہودہ تحریف کر کے اس کا جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کے تمام خزانے موجود تو تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں سے یوں کہیں کہ میں زبان سے تو اس بات کا دعوی نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اگرچہ فی الواقعہ ہیں ضرور۔ اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کا عطف عِنْدِيْ پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ میں تم سے یہ بھی نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا بلکہ میں تو غیب جانتا ہوں۔ مَعَاذَ اللّٰهِ یہ صریح قرآن مجید کی تحریف ہے اور یہ مطلب خود قرآن کے سیاق و سباق کے خلاف ہے۔ کیونکہ پھر آیت کے اگلے حصے میں بھی یہ کہنا پڑے گا کہ میں تم سے یہ دعوی بھی نہیں کرتا کہ میں فرشتہ نہیں بلکہ میں تو فرشتہ ہوں اور یہ صریح غلط ہے۔ لہذا جس طرح وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ کا عطف عِنْدِيْ پر نہیں ہو سکتا اس کا عطف لامحالہ لَآ اَقُوْلُ پر ہی ہے اسی طرح وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ کا عطف بھی لامحالہ لَآ اَقُوْلُ پر ہی ہے۔

۵۹ یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ یعنی جو لوگ اللہ سے ڈرتے اور اس کے حکم کی تعمیل میں سعی کرتے ہیں، انابت کرتے ہیں، ضد نہیں کرتے۔ جیسا کہ فرمایا فَاَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا (النجم ع ۲) ۶۰ یہ زجر ہے یعنی جو لوگ خالصاً اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اسی کی خوشنودی ڈھونڈتے ہیں۔ آپ ان کو اپنی مجلس سے نہ ہٹائیں آپ پر ان کا کوئی بوجھ نہیں اور نہ ان پر آپ کا کوئی بوجھ ہے۔ سب کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ ای جزاءھم و رزقھم علی اللہ وجزاءک و رزقک علی اللہ لا غیرہ (قرطبی) ج ۷ ص ۴۳۳ آپ کے اور ان کے درمیان محض ایمان اور عمل صالح کا تعلق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں آپ ان لوگوں کو دھتکار کر ظالموں میں سے ہو جائیں۔ ۶۱ اب تک دعویٰ توحید پر ساتھ عقلی دلیلیں پیش ہو چکی ہیں۔ اب یہاں سے منکرین کے انکار کی وجوہ کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے کہ ایسے واضح عقلی دلائل کے باوجود منکرین توحید کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ یہ انکار کی پہلی وجہ ہے اور کاف اس میں تشبیہ کے لئے نہیں بلکہ بیان کمال کے لئے ہے

کاف بیان کمال کے لئے ہے۔ لِیَقُوْلُوْا میں لام عاقبت کیلئے ہے۔ اس وجہ کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین جو دولت مند تھے وہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتے تھے اور دولت مند اسلام کی طرف سبقت کرنے کی وجہ سے ان کا حسد کرتے تھے الکفار الاغنیاء کانوا یحسدون فقراء الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم علی کونھم سابقین فی الاسلام متسارعین الی قبولہ (روح ج ۷ ص ۱۶۲)

۶۲ یہ ایمان والوں کے لئے بشارت ہے کَتَبَ عَلٰی نَفْسِہٖ یعنی یہ مشرکین اگرچہ تم کو حقیر سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہ فضل و احسان ایمان والوں کے لئے رحمت و شفقت اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اس لئے جو مومن غلطی کے بعد سچی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور معاف فرمائے گا

اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَ الْبَصِیْرُ ؕ
جو میرے پاس اللہ کا حکم آتا ہے تو کہہ دے کب برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا
اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰ وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ
سو کیا تم غور نہیں کرتے ف۱ اور خبردار کردے اس قرآن سے ۵۹ ان لوگوں کو جنکو ڈر ہے
اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
اس کا کہ وہ جمع ہوں گے اپنے رب کے سامنے اس طرح پر کہ اللہ کے سوا نہ کوئی ان کا
وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۝۵۱ وَ لَا تَطْرُدِ
حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا تاکہ وہ بچتے رہیں ف۲ ف۳ اور مت دور کر ۶۰
الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ
ان لوگوں کو جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام
یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ
چاہتے ہیں اسی کی رضا تجھ پر نہیں ہے ان کے حساب میں سے
مِّنْ شَیْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ
کچھ اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر ہے کچھ
فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۵۲ وَ كَذٰلِكَ
کہ تو ان کو دور کرنے لگے پس ہو جاوے گا تو بے انصافوں میں ف۳ اور اسی طرح
فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ
ہم نے آزمایا ہے بعضے لوگوں کو بعضوں سے ۶۱ تاکہ کہیں کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے
عَلَیْهِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ ۝۵۳
فضل کیا ہم سب میں کیا نہیں ہے اللہ خوب جاننے والا شکر کرنے والوں کو ف۴
وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ
اور جب آویں تیرے پاس ۶۲ ہماری آیتوں کے ماننے والے تو کہہ دے تو سلام ہے

ع ۵/۹ ۱۱

ترجمہ ۱۲ ۵۹ تخویف اخروی ۶۰ یعنی احکام الٰہیہ میں سعی کرتے ہیں اور انابت کرتے ہیں ضد نہیں کرتے ہیں ۱۲ تائید ۔ اعرض عمن تولی عن ذکرنا ۔ ۶۰ زجر ۱۲ یعنی ایک دوسرے پر کسی کی مشفقت نہیں اور علاقہ فقط احکام الٰہیہ سے ۱۲ ۶۱ یہ منکرین کی پہلی وجہ ۔ کاف ایمان الکمال ۱۲ لام عاقبت ۔ ۶۲ بشارت ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی پیغمبر آدمی کے سوا کچھ اور نہیں ہو جاتے کہ ان سے محال باتیں طلب کرے۔ ایک اندھے اور دیکھتے کا فرق ہے۔ ۱۲ ف۲ یعنی یہ سن کر گناہ سے بچتے رہیں۔ ۱۲ ف۳ کافروں میں بعضے سرداروں نے حضرت سے کہا کہ تمہاری بات سننے کو ہمارا جی چاہتا ہے لیکن تمہارے پاس بیٹھتے ہیں رذلے ہم ان کے پاس برابر نہیں بیٹھ سکتے اس پر یہ آیت اتری یعنی خدا کے طالب اگرچہ غریب ہیں انہی کی خاطر مقدم ہے ۱۲ ف۴ یعنی دولت مندوں کو غریبوں سے آزمایا ہے کہ ان کو ذلیل دیکھتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ یہ کیا لائق ہیں اللہ کے فضل کے اور اللہ ان کے دل دیکھتا ہے کہ اللہ کا حق مانتے ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ رؤسا کفار با آنحضرت گفتند کہ ما را عار است کہ با فقراء مسلمین صحبت داریم ایشان را از مجلس خود دیگر کن تا با تو بہ نشینیم خدائے تعالیٰ این آیت فرستاد ۱۲

عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ

تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو کہ جو کوئی

مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ

کرے تم میں سے برائی ناواقفیت سے پھر اس کے بعد توبہ کرلے

وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

اور نیک ہو جاوے تو بات یہ ہے کہ وہ ہے بخشنے والا مہربان ف۱ اور اسی طرح ۶۳ ہم تفصیل

الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ

سے بیان کرتے ہیں آیتوں کو اور تاکہ کھل جاوے طریقہ گنہگاروں کا ف۱ تو کہہ دے

اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

مجھ کو روکا ۶۴ گیا ہے اس سے کہ بندگی کروں انکی جنکو تم پکارتے ہو اللہ

اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ

کے سوا تو کہہ میں نہیں چلتا تمہاری خوشی پر بیشک اب تو میں بہک جاؤنگا اور نہ

اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ

رہوں گا ہدایت پانے والوں میں تو کہدے کہ مجھ کو شہادت پہنچی میرے رب کی

وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ

اور تم نے اس کو جھٹلایا میرے پاس نہیں جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو حکم کسی

الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ﴿۵۷﴾

کا نہیں سوا اللہ کے بیان کرتا ہے حق بات اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ

تو کہہ اگر ہوتی میرے پاس ۶۵ وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو طے ہو چکا ہوتا

بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۸﴾

جھگڑا درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو

ع ۶ ۵ ۱۲

۶۳ یہ عدم تسلیم کی دوسری وجہ ہے یعنی جس قدر مشرکانہ عقائد کی برائی کھول کر بیان کی جاتی ہے اسی قدر ان کے بغض اور کفر میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ میں واؤ کے بارے میں تین اقوال ہیں (۱) اس کا معطوف علیہ کوئی مناسب فعل محذوف ہے۔ مثلاً لِتُبَيِّنَ سَبِيْلَهُمْ (۲) یہ جملہ مذکورہ کے مضمون پر معطوف ہے (۳) زائدہ ہے۔ **۶۴** چوتھا طریق تعلیم یعنی مجھے اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ میں ان باطل معبودوں کو پکاروں جن کو تم پکارتے ہو۔ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ الخ یہ پانچواں طریق تعلیم ہے یعنی مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں تمہاری خواہشات اور تمہارے خود ساختہ دین کی پیروی کروں اگر میں ایسا کروں گا تو ہدایت کی راہ سے بھٹک کر گمراہ ہو جاؤں۔ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ یہ چھٹا طریق تعلیم ہے۔ یعنی میرے پاس تو اللہ کی طرف سے دلائل موجود ہیں جو میں تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ باقی رہا وہ عذاب جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کر رہے ہو وہ میرے اختیار و تصرف میں نہیں وہ صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ لله وحده من غير ان يكون لغيره سبحانه دخل ما فيه بوجه من الوجوه (روح ج ۷، ص ۱۶۹) **۶۵** یہ ساتواں طریق تبلیغ ہے نیز سوال مقدر کا جواب ہے یعنی جب ہم مانتے نہیں تو ہم پر عذاب لے آؤ تو اس کا جواب دیا گیا کہ کہہ دو یہ میرے قبضے میں نہیں غائبانہ حکم اور تصرف صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔

موضح قرآن **ف۱** یعنی غریب مسلمانوں کا دل بڑھا اور خوشی سُنا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** ظاہر از نزدیک مترجم آنست کہ این واؤ زائدہ است مثل واؤ وفتحت ابوابها ۱۲ **ف۲** یعنی عقوبت در اختیار من نیست ۱۲۔

ربط ساتواں طریق تبلیغ مع جواب سوال مقدر یعنی جب ہم مانتے نہیں تو عذاب لاؤ، جواب دیا کہ عذاب لانا میرے قبضے میں نہیں۔ ۱۲

۶۶ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ نیز سوال مقدر کا جواب ہے کہ اگر تم عذاب نہیں لا سکتے تو یہ تو بتاؤ کہ عذاب کب آئے گا۔ اس کا جواب دیا کہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے اور عندہ کا ظرف کی تقدیم افادۂ حصر کے لئے ۔ فرشتہ مقرر نہیں ۱۲ ۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَ
اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ۶۶ ۓ کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور
يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ
وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا
وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ
مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے
الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ
اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب
مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ
مبین میں ہے ۱ؕ اور وہی ہے کہ قبضہ میں لے لیتا ہے تم کو رات میں ۲ؕ اور جانتا ہے
مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى
جو کچھ تم کر چکے ہو ۶۷ دن میں پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اس میں تاکہ پورا ہو
اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا
وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم کو لوٹ جانا ہے پھر خبر دے گا تم کو اس کی
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ
جو کچھ تم کرتے ہو اور وہی غالب ہے ۶۸ اپنے بندوں پر
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ
اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آ پہنچے تم میں سے کسی کو
الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ
موت تو قبضہ میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اور وہ کوتاہی نہیں کرتے ۳ؕ
رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ
پھر پہنچائے جاویں گے اللہ کی طرف جو مالک ہے ان کا سچا سن رکھو حکم اسی کا ہے اور وہ

ع ۵ / ۱۳

[۱] آٹھویں عقلی دلیل یعنی ہر ذرہ ذرہ کو جاننے والا حاضر و ناظر اللہ ہی ہے اور جواب سوال مقدر ہے اگر تم عذاب نہیں لا سکتے تو بتاؤ عذاب کب آئے گا۔ تو ارشاد ہوا مجھے اس کا بھی علم نہیں ۱۲ ۔

ویعلم ما فی البر والبحر یہ قاعدہ کلیہ کی جزئیات ہیں اور یہاں بھی حصر ہے وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ الخ یعنی ان اشیاء اور جزئیات کے احوال متغیرہ کو بھی صرف اللہ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ کِتٰبٍ مُّبِيْنٍ اس سے مراد اعمال نامے ہیں جو فرشتوں کے پاس ہوتے ہیں یا اس سے لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے اور یہی اولیٰ اور راجح ہے۔ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ وھو علم اللہ او اللوح المحفوظ (مدارک ج ۲ ص ۱۳)

۶۷ جَرَحْتُمْ کے معنی کَسَبْتُمْ کے ہیں اور بالنھار میں با بمعنی فی ہے یعنی جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو وہ سب معلوم ہے۔ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ۔ فیہ کی ضمیر سے نہار ثانی مراد ہے۔

۶۸ یہ تخویف دنیوی ہے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا اہل بدعت اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ایک فرشتہ عزرائیل ایک وقت میں ہزاروں جگہ حاضر و ناظر ہو کر ہزاروں انسانوں کی جانیں قبض کر لیتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ اس آیت سے ان کا اعتراض باطل ہو گیا کیونکہ یہاں رُسُلُنَا جمع کے صیغہ سے معلوم ہوا کہ قبض ارواح پر صرف ایک فرشتہ ہی مقرر نہیں بلکہ اس کے ماتحت ہزاروں لاکھوں فرشتے ہیں جو اس کام پر مقرر ہیں ان کو ملائکۃ الموت یا ملک الموت (بارادۂ اسم جنس) کہتے ہیں اس لئے صرف ایک فرشتہ ہی تمام انسانوں کی جانیں نہیں قبض کرتا بلکہ وہ تو صرف حکم خداوندی کے ماتحت اپنے ماتحتوں کو حکم دیتا ہے لہٰذا اہل بدعت کا مدعیٰ باطل ہے۔ اس کی تائید اور کئی آیتوں سے ہوتی ہے۔ مثلاً سورۂ اعراف ع ۴ میں فرمایا حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ اہل بدعت سورۂ سجدہ کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (ع ۱) وہ کہتے ہیں یہاں ملک الموت واحد کا صیغہ ہے جس سے ایک فرشتہ مراد ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واحد کا صیغہ نہیں بلکہ اسم جنس ہے جو قلیل اور کثیر دونوں کے استعمال ہوتا ہے۔

موضح قرآن ۱ؕ یعنی لوح محفوظ ہیں ۲ؕ یعنی سوا حکم کے کسی کی خاطر نہیں کرتے۔

فتح الرحمٰن ۱ؕ یعنی انواع علم غیب ۱۲ ۲ؕ یعنی وقت نوم ۱۲ ۔

٦٩ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے وہ شدائد و مشکلات مراد ہیں جو خشکی پر یا سمندروں میں انسانوں کو گھیر لیں عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما شدائدھما واھوالھما التی تبطل الحواس وتدھش العقول (روح ج ۷، ص ۱۷۹) یعنی جب مشرکین شدائد و مشکلات میں گھر جاتے ہیں تو سب کچھ بھول کر صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں تو جب اللہ ہی متصرف وکارساز ہے تو مصیبت دور ہو جانے کے بعد اپنے معبودوں کو کیوں پکارتے ہو اور پھر شرک کرنا شروع کر دیتے ہو۔ **٧٠** یہ تخویف دنیوی ہے یعنی اگر تم انکار ہی کرتے چلے جاؤ گے تو اللہ تعالی اس پر بھی قادر ہے کہ دنیا میں ہر طرف سے تم پر عذاب نازل کر دے اور تم میں بغض و عداوت ڈال کر تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور تم آپس میں لڑنے لگو۔ **٧١** یہ زجر ہے۔ لکل نبا مستقر۔ نبأ کے معنی خبر یا امر (معاملہ) مستقر یعنی وقت استقرار اور وقوع مطلب یہ کہ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے جب اس کا وقت آجاتا ہے تو اس کے وقوع میں ہرگز تاخیر نہیں ہوتی مثلاً جب معاندین کا انکار اور ضد انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اللہ کا عذاب آجاتا ہے وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ تخویف اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ **٧٢** یہ زجر ہے يَخُوْضُوْنَ یعنی بحث و تمحیص کرتے اور آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جب مشرکین آیتوں سے تمسخر کرنے لگیں تو آپ ان کے پاس مت بیٹھیں ہاں اگر وہ کوئی اور موضوع چھیڑ دیں تو پھر آپ تبلیغ کے لئے ان کی مجلس میں بیٹھ سکتے ہیں بَعْدَ الذِّكْرٰى یعنی نصیحت کرنے کے بعد یا امر خداوندی یاد آجانے کے بعد، مطلب یہ کہ اگر آپ کو ان سے اعراض کرنے کا حکم یاد نہ رہے اور آپ ان کے پاس بیٹھے رہیں تو جب آپ کو یاد آجائے اسی وقت وہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کے بعد وہاں نہ بیٹھیں یا مطلب یہ ہے کہ ان کو نصیحت کرنے کے بعد وہاں نہ بیٹھیں۔

اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿٦٢﴾ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ

بہت جلد حساب لینے والا ہے ف۱ تو کہہ کون تم کو بچا لاتا ہے **٦٩** جنگل کے اندھیروں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ

سے اور دریا کے اندھیروں سے ف۲ اس وقت میں کہ پکارتے ہو تم اس کو گڑگڑا کر اور چپکے سے کہ اگر

اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ

ہم کو بچا لیوے اس بلا سے تو ہم ضرور احسان مانیں گے تو کہہ دے

اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ

اللہ تم کو بچاتا ہے اس سے اور ہر سختی سے پھر بھی تم

تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ

شرک کرتے ہو تو کہہ اسی کو قدرت ہے **٧٠** اس پر کہ بھیجے

عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ

تم پر عذاب اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے

اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ

یا بھڑا دے تم کو مختلف فرقے کر کے اور چکھا دے ایک کو لڑائی ایک کی ف۳

اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَ

دیکھ کس کس طرح سے ہم بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ وہ سمجھ جاویں **٧١** اور

كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ

اس کو جھوٹ بتلایا تیری قوم نے **٧١** حالانکہ وہ حق ہے تو کہہ دے کہ میں نہیں تم پر

بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾

داروغہ ہر ایک خبر کا ایک وقت مقرر ہے اور قریب ہے کہ اس کو جان لو گے

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ

اور جب تو دیکھے **٧٢** ان لوگوں کو کہ جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں تو ان سے کنارہ کر

توحید پر نویں دلیل عقلی علی سبیل الاعتراف ۱۲ — تخویف دنیوی ۱۲ — زجر ۱۲ — نبا ای امر مستقر ای وقت استقرار ۔ تخویف اخروی ۱۲ — زجر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک لحظے میں آدمی کی عمر کی بھلائی برائی واضح کر دے ف۲ قرآن شریف میں اکثر کافروں کو عذاب کا وعدہ دیا ہے یہاں کھول دیا کہ عذاب وہ بھی ہے جو اگلی امتوں پر آسمان سے یا زمین سے اور یہ بھی ہے کہ آدمیوں کو آپس میں لڑا دے اور ایکوں کو قتل یا قید یا ذلیل کرے۔ حضرت نے سمجھ لیا کہ اس امت پر یہی ہوگا۔ اکثر عذاب الیم اور عذاب مہین اور عذاب شدید اور عذاب عظیم انہی باتوں کو فرمایا ہے اور آخرت کا عذاب بھی ہے ان پر جو کافر ہی مرے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی از مصیبتہائے بیابان و دریا ۱۲ ف۲ یعنی افواج متعددہ پیدا شود و بایکدیگر جنگ کنند ۱۲۔

سے یہ زجر ہے یعنی ان لوگوں کو چھوڑ دیئے جنہوں نے لہو و لعب کو اپنا دین بنا رکھا ہے۔ مثلاً غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور غیر اللہ کے لئے نحر بھی کرتے ہیں ایسے لوگوں سے آپ تعلقات منقطع کر لیں، البتہ تذکیر و تبلیغ کرتے رہیں۔ (الثانی) اِتَّخَذُوْا
ما هو لعب ولهو من عبادة الاصنام
وغيرها دينًا لهم (الثالث) ان
الكفار كانوا يحكمون في دين الله
بمجرد التشهي والتمني مثل تحريم السوائب
البحائر... فعير الله تعالى عنهم بانهم اتخذوا دينهم
لعبا ولهوا (كبير ص ج) جیسا کہ آج کل مشرک
پیر سارنگی، ڈھولک اور دوسرے ساز بجا کر معرفت
الٰہی حاصل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سے
یہ تخویف اخروی ہے اَنْ تُبْسَلَ یہ ابسال
سے مضارع مجہول ہے۔ ابسال کے معنی روکنے
یا محروم کرنے کے ہیں۔ ان تبسل ای تحبس
(روح) او تحرم الثواب (راغب) اَنْ سے پہلے
لام اور اَنْ کے بعد لا مقدر ہے ای لئلا تبسل
یا اَن تبسل سے پہلے مضاف محذوف ہے
ای مخافة ان تبسل او كراهة ان تبسل
(روح) یعنی آپ ایسے لوگوں سے تعلقات
معاشرت قطع کر لیں لیکن ان کو اللہ کے عذاب
سے ڈراتے رہیں شاید یہ لوگ ایمان لے
آئیں اور اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ثواب سے
محروم ہو کر ہلاک نہ ہو جائیں کیونکہ جس نے دنیا
میں حق کو قبول نہ کیا آخرت میں اس کے لئے
جہنم کے سوا کچھ نہیں وہاں کوئی مددگار اور
سفارشی نہیں ہوگا۔ ۵ے عَدْلٌ کے معنی
فِدْیَۃٌ کے ہیں۔ اگر بالفرض (کیونکہ واقعہ میں
تو ایسا نہیں ہو سکے گا) کوئی مجرم شخص قیامت
کے دن فدیہ دیکر عذاب سے بچنا چاہے گا تو
اس سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہ وہی لوگ
ہوں گے جو اپنی بدعملی اور کفر و شرک کی وجہ سے
ثواب اور اجر سے محروم ہوں گے اس لئے انہیں
کفر و انکار کی وجہ سے آخرت میں شدید ترین
عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا
یہاں تک کہ مشغول ہو جاویں کسی اور بات میں اور اگر
يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى
بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت بیٹھ یاد آ جانے کے بعد
مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۶۸ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ
ظالموں کے ساتھ ف۱ اور پرہیزگاروں پر
يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ
نہیں ہے جھگڑنے والوں کے حساب میں سے کوئی چیز لیکن
ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۶۹ وَذَرِ الَّذِيْنَ
ان کے ذمہ نصیحت کرنی ہے تاکہ وہ ڈریں ف۲ اور چھوڑ دے ان کو ۳ے
اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ
جنہوں نے بنا رکھا ہے اپنے دین کو کھیل اور تماشا اور دھوکا دیا ان کو دنیا کی زندگی
الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ ق
نے اور نصیحت کر ان کو قرآن سے ۴ے تاکہ گرفتار نہ ہو جاوے کوئی اپنے کئے میں
لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ
کہ نہ ہو اس کے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارش کرنے والا اور اگر
تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ
بدلے میں دے ۵ے سارے بدلے تو قبول نہ ہوں اس سے وہی
الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ
لوگ ہیں جو گرفتار ہوئے اپنے کئے میں ان کو پینا ہے
حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۷۰
گرم پانی اور عذاب ہے دردناک بدلے میں کفر کے ف۳

ع ۱۴

۱ے یعنی نصیحت کرنے کے بعد معاملہ ہو جانے کے ۱۲

۲ے زجر ۱۲
۳ے یعنی اپنی خواہشات
غیروں کو پکارنا
یا سارنگی وغیرہ بجا کر معرفت الٰہی حاصل
کرنا ۱۲
۴ے تخویف اخروی ۱۲
۵ے ان بمعنی لو
کیونکہ واقعہ میں یہ نہ ہو سکے گا ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جب جاہل دین پر عیب پکڑیں اس مجلس سے سرک جائے اور اگر خطرہ ہو کہ باتوں میں مشغول ہو کر سرکنا بھول جاوے تو سوا نصیحت کے وقت ان میں بیٹھنا ہی موقوف کرے ف۲ یعنی کوئی چاہے کہ ایسے جاہلوں پاس نصیحت کو بھی نہ بیٹھے فرمایا کہ اگر نہ بیٹھے تو اپنے اوپر گناہ نہیں ان کے گمراہ رہنے کا لیکن نصیحت بہتر ہے کہ شاید ان کو ڈر ہو تو نصیحت والا ثواب پاوے ف۳ چھوڑ دے یعنی صحبت نہ رکھ ان سے مگر نصیحت کر دے کہ کوئی بے خبر نہ پکڑا جائے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا

تو کہہ دے کیا ہم پکاریں اللہ کے سوا ایسے ان کو جو نہ نفع پہنچا سکیں ہم کو اور نہ

يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

نقصان اور کیا پھر جاویں ہم الٹے پاؤں اس کے بعد کہ اللہ سیدھی راہ دکھا چکا

كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ

ہم کو مثل اس شخص کے کہ رستہ بھلا دیا ہو اس کو جنوں نے جنگل میں جبکہ وہ حیران ہے

لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ

اس کے رفیق بلاتے ہیں اس کو رستہ کی طرف کہ چلا آ ہمارے پاس تو کہہ دے

اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ

کہ اللہ نے جو راہ بتلائی وہی سیدھی راہ ہے ف۵۶ اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہیں

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

پروردگار عالم کے اور یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور ڈرتے

اتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ

رہو اللہ سے اور وہی ہے جس کے سامنے تم سب اکٹھے ہو گے اور

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ

وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر

وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ

اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا ف۱ فتا اسی کی بات سچی ہے اور

لَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَيْبِ

اسی کی سلطنت ہے جس دن پھونکا جاوے گا صور جاننے والا چھپی

وَالشَّهَادَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾ وَاِذْ

اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا جاننے والا ف۲ اور یاد کر جب

ل۱ اور لہ توحید سابقہ کے بعد دوسرا شرک

ل۲ قبل لنا ھذا الکلام محذوف ہے بقرینہ ماقبل یا ما قبل متکلم ہے سیف ۱۲

ل۳ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے مع العالیہ الیسپۃ

ل۴ ای لاظہار الحق

ل۵ دلیل نقلی تفصیلی از ابراہیم علیہ السلام اور ثمرہ انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً بطور دستخط ۱۲

ف۶۷ یہ گذشتہ پانچ عقلی دلیلوں کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ یعنی یہ ثابت ہو گیا کہ (۱) ہر جاندار کا روزی رساں اللہ تعالی ہے (۲) تمام مصائب و مشکلات وہی آسان کرتا ہے (۳) انسانی حواس اور طاقتیں اسی کے قبضے میں ہیں (۴) زمین و آسمان اور بحر و بر کا کلی اور تفصیلی غیب بھی صرف وہی جانتا ہے اور (۵) بحر و بر کے شدائد اور ہر کرب و ضرر سے وہی نجات دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ مالک و مختار متصرف و کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالی ہی ہے دوسرا کوئی نہیں تو کیا اس کے باوجود ہم اللہ کے سوا ایسوں کو پکاریں جنہیں ہمارے نفع و نقصان کا ذرہ برابر اختیار نہیں جو نہ متصرف و مختار ہیں نہ غیب دان اگر ہم ایسا کریں تو ہم ہدایت کے بعد الٹے پھر گمراہ ہو جائیں گے کیونکہ شرک سب سے بڑی گمراہی ہے كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الخ یعنی اس صورت میں ہماری حالت اس شخص کی مانند ہو گی جسے شیاطین نے صراط مستقیم سے بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو اور اس کے دوسرے ساتھی اسے سیدھی راہ کی طرف بلا رہے ہوں لیکن بدقسمتی سے وہ سننے والوں کی آواز تو سن سکتا ہے مگر سیدھی راہ نہیں دیکھ سکتا۔ ف۶۸ ان مذکورہ دلائل کے ہوتے ہوئے ہم غیر خدا کو تو پکارنے سے رہے یہ تو سراسر گمراہی ہے اور ہدایت کا راستہ وہی ہے جو اللہ نے ہمیں بتایا ہے یعنی توحید کا راستہ اور ہمیں تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اس اللہ کے سامنے ہی جھکیں جو تمام دنیا جہان والوں کا پروردگار اور مربی ہے وان اقیموا اس سے پہلے قیل لنا مقدر ہے بقرینہ ماقبل۔ ف۶۹ یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے بالحق میں با بمعنی لام ہے لے الحق سے پہلے مضاف محذوف ہے ای لاظہار الحق یعنی یہ زمین و آسمان اور یہ سارا جہاں حق اور توحید کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور اس کی قدرت کا ٹھکانا کیا جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز فوراً وجود میں آ جاتی ہے قوله الحق اسی کی بات سچی اور مبنی بر حقیقت ہے له الملك الخ قیامت کے دن اسی کی حکومت ہو گی اور اس کے سوا مجازی طور پر بھی کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہو گا عالم الغيب والشهادة غیب و شہادت کا کلی علم بھی اسی ہی کو ہے اور کسی کو نہیں ماقبل اور مابعد کے قرینے سے یہاں بھی حصر مراد ہے۔ اس عقلی دلیل سے ثابت ہو گیا کہ کارساز و متصرف اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

موضح قرآن ف یعنی حشر ف۲ اوپر جو فرمایا کہ مسلمان چاہئے کافروں سے کہیں کہ ہم دیوانے کی طرح بھکتے نہیں اس پر آگے قصہ فرمایا حضرت ابراہیم کا کہ جب اپنے نزدیک معبود برحق پا لیا پھر قوم کے بہکانے سے نہ بہکے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چیزے را ۱۲ ۔

قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ

کہا ابراہیم نے ف۷۹ اپنے باپ آزر کو ف۸۰ کہ تو مانتا ہے بتوں کو خدا میں دیکھتا ہوں کہ تو اور تیری قوم صریح گمراہ ہیں ف۸۱ اور اسی طرح ف۸۲ ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات آسمانوں اور زمینوں کے اور تاکہ اس کو یقین آجاوے ف۸۳ پھر جب اندھیرا کر لیا اس پر رات نے دیکھا اس نے ایک ستارہ ف۸۴ بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا تو بولا میں پسند نہیں کرتا غائب ہو جانے والوں کو پھر جب ف۸۵ دیکھا چاند چمکتا ہوا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اگر نہ ہدایت کرے گا مجھ کو رب میرا تو بیشک میں رہوں گا گمراہ لوگوں میں پھر جب دیکھا سورج جھلکتا ہوا ف۸۶ بولا یہ ہے رب میرا یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ غائب ہو گیا بولا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو میں نے متوجہ کر لیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے

ف۷۹ یہ توحید پر پہلی نقلی دلیل ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً تصدیق و تائید اور دستخط کے طور پر۔ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا لقب ہے اور ان کا نام بقول زجاج باتفاق مؤرخین تارح (بتاء مثناۃ فوقانیہ والف و راء مہملہ مفتوحہ وحاء مہملہ اور بعض نے خاء معجمہ کہا ہے) تھا امام ابن جریج سے بھی تارح منقول ہے۔ حضرت ابن عباس، امام مجاہد، سدی، سعید بن مسیب اور سلمان تیمی کہتے ہیں کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا لقب ہے۔ اول الذکر تینوں بزرگ کہتے ہیں کہ آزر ایک بت کا نام تھا اس صورت میں اس سے قبل مضاف محذوف ہوگا یعنی عَابِدُ اٰزَرَ بعض نے کہا ہے آزر ان کی زبان میں بمعنی مخطی (خطاکار اور غلط راہ پر چلنے والے) کے ہیں۔ سلمان تیمی کہتے ہیں آزر بمعنی اعوج (ٹیڑھا) ہے۔ آزر مشرک ہونے کی وجہ سے خطاکار اور ٹیڑھے راستے پر گامزن تھا اس لئے اس لقب سے ملقب کیا گیا۔ (کذا من الروح ج ۷ ص۱۹۴ والکبیر ج ۴ ص۱۰۲)

ف۸۰ آزر وزن فعل اور علمیت یا وصفیت کی وجہ سے غیر منصرف، اور وہ اَبِیْهِ کا عطف بیان ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ ان کا چچا تھا اور چچا کو باپ کہنا عربی زبان کے محاورات میں عام ہے۔ علامہ سیوطی نے اس پر قرآن مجید کی آیت وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ (شعراء ع۱۱) سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اس آیت میں ساجدین (سجدہ کرنے والوں) سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد مراد ہیں اور تَقَلُّبْ سے پشت بہ پشت منتقل ہونا مراد ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء و اجداد موحد تھے ان میں کوئی مشرک نہیں تھا اس لئے آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہیں تھا بلکہ چچا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا جیسا کہ قرآن مجید کی نص سے ظاہر ہے اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اور قرآن میں ساجدین سے صحابہ کرام مراد ہیں جیسا کہ آیت کے سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ شاہ عبدالقادر دہلوی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "یعنی جب تو تہجد کو اٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل۔" حق تو یہی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کرام کے ایمان و کفر کی بحث میں ہرگز نہیں پڑنا چاہئے۔ مسئلہ کی زیادہ تحقیق سورۂ شعراء کے آخر رکوع میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ

ف۸۱ اس میں کاف بیان کمال کے لئے ہے یعنی یوں زمین و آسمان کے عجائب ابراہیم علیہ السلام کو دکھانا یہ ہمارا ہی کمال ہے، اور نُرِیْ فعل مضارع، ماضی کی جگہ استعمال کیا گیا ہے ای عرّفناہ وبصّرناہ (روح)۔ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے زمین و آسمان کے عجائبات اور قدرت خداوندی کی آیات مراد ہیں۔ وَلِیَكُوْنَ اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای لیستدل بہ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ف۸۳ هٰذَا سے پہلے بقرینۂ عرف ہمزۂ استفہام محذوف ہے گویا یہ کلام بطریق ارخاء العنان ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ستارہ پرست تھی اور وہ ان کو ستاروں کا تغیر احوال مشاہدہ کرا کے اس سے اللہ کی توحید اور ستاروں کی عاجزی و بیچارگی پر استدلال کرنا چاہتے تھے چنانچہ جب انہیں غروب آفتاب کے بعد سیارہ مشتری نظر آیا تو انہوں نے قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کیا یہ میرا رب ہے؟ اور تمہاری طرح میں بھی اس کو رب مان لوں اچھا ذرا ٹھہر جاؤ دیکھو اس

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ کے کلام میں تا کے ساتھ اور آتا ہے۔ یعنی اللہ کو ہر کام خود بھی مقصود ہے اور واسطے دوسرے کے بھی مقصود ہے یہ نہیں کہ واسطے بغیر کام نہ کر سکے۔ مثلاً بندہ تخم ڈالے واسطے درخت کے اس بغیر درخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ کو اس بغیر بھی ہو سکتا ہے لیکن درخت بھی مقصود ہے اور اسطرح اگانا بھی مقصود ہے یہی معنی ہیں کہ اللہ کے فعل میں غرض نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی چنانکہ بر وی ظاہر کردیم کہ بتان لائق عبادت نیستند نیز ظاہر ساختیم کہ ستارہ و ہرچہ در آسمان ہا است و زمین لائق عبادت نیست و واؤ در ولیکون زائدہ است واللہ اعلم ۱۲۔

کا حشر کیا ہوتا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَ جب وہ تارہ غروب ہوگیا تو قوم کو سنا کر فرمایا لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ میں ایسے خداؤں کو پسند نہیں کرتا جو ایک حال پر نہ رہیں اور نہ میں ایسے متغیر الحال معبودوں کی ربوبیت کا معتقد ہوں۔ ۸۳ پھر جب چمکتا ہوا چاند دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے، کیا میں بھی اس کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں؟ فَلَمَّآ اَفَلَ الخ لیکن جب چاند بھی غروب ہوگیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ نے مجھے ہدایت نہ دی ہوتی اور مجھے سیدھی راہ نہ دکھائی ہوتی تو آج میں بھی ان ستارہ پرست مشرکین کی طرح گمراہ ہوتا۔ ۸۴ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ سورج نکل آیا ہے تو فرمایا یہ ان سب سے بڑا ہے کیا میرا رب ہے لیکن جب وہ بھی غروب ہوگیا تو فرمایا اب میری حجت تم پر قائم ہو چکی اور تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے معبود کس قدر ناپائیدار ہیں اس لئے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں ان تمام

فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا
بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں
مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ
ہوں شرک کرنے والا ف اور اس سے جھگڑا کیا ۸۵ اس کی قوم نے بولا
اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ
کیا تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو اللہ کے ایک ہونے میں اور وہ مجھ کو سمجھا چکا اور میں ڈرتا نہیں ۸۶
مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ
ہوں ان سے جن کو تم شریک کرتے ہو اس کا مگر یہ کہ میرا رب ہی کوئی تکلیف پہنچانی
شَیْــًٔـا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا
چاہے ف احاطہ کر لیا ہے میرے رب کے علم نے سب چیزوں کا کیا تم
تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ
نہیں سوچتے اور میں کیونکر ڈروں ۸۷ تمہارے
اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ
شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے اس بات سے کہ شریک کرتے ہو
بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ
اللہ کا ان کو جس کی نہیں اتاری اس نے تم پر کوئی دلیل
فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ
اب دونوں فرقوں میں کون مستحق ہے دلجمعی کا بولو اگر تم
تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا
سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لے آئے ۸۸ اور نہیں ملا دیا انہوں
اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ
نے اپنے یقین میں کوئی نقصان انہی کے واسطے ہے دلجمعی اور وہی ہیں

وقف لازم

۱؎ چوتھی دلیل ۱۲
۲؎ پانچویں دلیل ۱۲
۳؎ معبودان باطلہ ۱۲
۴؎ مستثنیٰ منقطع ہے یعنی اگر کچھ مجھ کو پہنچ گیا تو یہ بھی اللہ کی طرف سے ہوگا ۱۲
۵؎ معبودان باطلہ ۱۲
۶؎ ای معبودیتہ ۱۲
۷؎ یہ بھی ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے یا ادخال الٰہی ہے ۱۲

معبودان باطلہ سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ میں تو اس سے پہلے ہی باطل معبودوں سے منہ موڑ کر اپنا چہرہ اس منزہ صفات کی طرف پھیر چکا تھا جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور میں نے کبھی مشرکین کا عقیدہ قبول نہیں کیا۔

فائدہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب نے ابتداء میں اپنی بعض کتابوں میں لکھا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں جو شخص وفات مسیح کا قائل ہو وہ مشرک ہے لیکن بعد میں جب اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو وہ خود وفات مسیح کا قائل ہوگیا تو اس پر اعتراض کیا گیا کہ پہلے تو مشرکانہ عقیدے پر تھا اور نبی نبوت سے پہلے بھی شرک سے پاک ہوتے ہیں تو اس کا جواب دیتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذکورہ واقعہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ نبیوں سے قبل نبوت شرک جیسا گناہ بھی سرزد ہو سکتا ہے (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ صریح کفر ہے۔ قادیانی نے ان آیتوں میں دیدہ دانستہ تحریف کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس واقعہ کے بعد اللہ کی توحید کا علم ہوا جو سراسر غلط ہے۔ وہ اس واقعہ سے قبل بھی موحد ہی تھے شرک تو اکبر الکبائر ہے اور اللہ کے نبی قبل نبوت صغیرہ گناہوں سے بھی پاک ہوتے ہیں لَئِنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ صیغہ ماضی منفی اور اسی طرح اِنِّیْ وَجَّهْتُ ماضی کا صیغہ اور پھر آگے چل کر فرمایا وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ یہاں بھی وَقَدْ هَدٰىنِ ماضی کا صیغہ ہے پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ یہ تمام قرائن اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس واقعہ سے قبل بھی توحید پر ہی تھے اور یہ طرز استدلال انہیں اللہ کی طرف سے ان کی قوم پر بطور حجت عطا ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام بارہ سال تک غار میں رہے اس کے بعد انہیں غار سے نکالا گیا یہ بے بنیاد ہے۔

۸۵ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی طرف سے مامور ہو کر شرک کی مذمت کی تو ان کی مشرک قوم ان سے جدال و مخاصمت پر اتر آئی تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ کی توحید کے بارے میں مجھ سے جھگڑا کرتے ہو حالانکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے دلائل ثلثہ یعنی عقلی، نقلی توحید کی سیدھی راہ دکھائی ہے فِی اللّٰهِ یہاں مضاف محذوف ہے۔ ای فی توحیدہ ... وقد ھدانی الی التوحید (مدارک ج ۲ ص ۱۶) ای بالدلائل الثلاثۃ۔ **۸۶** یہ سوال مقدر کا جواب ہے مشرکین نے دوران مخاصمت یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے معبودوں کی مخالفت چھوڑ دو ورنہ وہ تمہیں نقصان پہنچائیں گے تو اس کا جواب دیا کہ جن کو تم کارساز اور متصرف سمجھ کر اللہ کی عبادت اور پکار میں شریک کرتے ہو وہ بالکل بے بس ہیں میں ان سے ہرگز نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر مجھے کوئی نقصان پہنچ

موضح قرآن ف حضرت ابراہیم لڑکے تھے قوم کو دیکھا کہ خالق آسمان و زمین کا اللہ کو کہتے ہیں اور اپنی حاجت اور مراد کے واسطے کوئی مورتیں پوجتا ہے کوئی تارہ چاند سورج چاہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہرا رکھوں مورتوں سے اول ہی ناخوش ہوئے پھر کوئی تارہ ٹھہرایا پھر وہ غائب ہوا تو جانا کہ یہ ایک حال پر نہیں کوئی اور ہے اس پر حاکم آپ مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں نہ آتا۔ پھر چاند سورج میں بھی عیب پایا سب کو چھوڑ کر اسی ایک کو پکڑا جس کو سب مانتے ہیں کہ سب سے بڑا ہے اور عقل صحیح چاہئے کہ جب ایک کو مانا اس سے کون کام نہیں ہو سکتا کہ دوسرا درکار ہو۔

منح الرحمٰن ف یعنی از انواع محنت ۱۲۔

بھی گیا تو میں سمجھوں گا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر حاوی اور ہر شئی کو محیط ہے۔ ۸۷ مَآ اَشْرَکْتُمْ میں مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ اور صلہ میں عائد محذوف ہے ای ما اشرکتموہ اسی
طرح مَا لَمْ یُنَزِّلْ میں بھی مَا سے معبودان باطلہ مراد ہیں اور بِہٖ میں مضاف محذوف ہے ای بعبودیتہ یعنی ڈرنا تو تمہیں چاہئے جو علیم وقدیر اور متصرف وکارساز ہستی کے ساتھ اس کے لاچار بندوں
کو شریک بناتے ہو جن کے معبود ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں، میں تمہارے ان معبودان باطلہ سے کیوں ڈروں جو بے بس اور بے اختیار ہیں فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اب تم ہی بتاؤ کہ عذاب سے امن وسلامتی کا مستحق کون ہے تم شرک کرنے والے یا میں شرک سے دور رہنے والا اور صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے والا۔ اگلی آیت میں اس سوال کا جواب ہے ۸۸ یہ پہلے سوال کا جواب ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے یا ادخال الہی ہے۔ ظُلْمٌ سے مراد شرک ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۶۶ میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے گھبرا کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم وزیادتی نہ کی ہو اس پر سورۂ لقمان کی آیت اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ نازل ہوئی۔ یعنی امن وسلامتی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اللہ کی توحید کو مانا اور پھر اس میں ذرہ برابر شرک کی ملاوٹ نہ کی ؎

۸۹ تِلْکَ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گذشتہ استدلال کی طرف اشارہ ہے اشارۃ الی جمیع احتجج بہ ابراھیم علیہ السلام علی قومہ (مدارک ج ۲ ص ۱۶)

۹۰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد اجمالی طور پر تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا سترہ پیغمبروں کا ذکر نام لیکر اور باقیوں کا اشارے سے۔ انبیاء علیہم السلام کے ذکر میں بھی نہایت ہی عمدہ ترتیب ملحوظ رکھی گئی۔ پہلے چاروں یعنی حضرت ابراہیم، اسحاق یعقوب اور نوح علیہم السلام اصول انبیاء ہیں پھر داؤد اور سلیمان علیہما السلام بہت بڑے بادشاہ تھے، حضرت ایوب اور یوسف علیہما السلام کو زندگی میں بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بڑے بڑے معجزے عطا کئے گئے۔ زکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس علیہم السلام بہت بڑے عابد وزاہد تھے اور اسمٰعیل، الیسع، یونس اور لوط علیہم السلام کے ادیان کی زیادہ شہرت نہیں ہوئی اور نہ ان کے اتباع تھے (من البحر ج ۴ ص ۱۷۴) وَمِنْ

ع ۹ / ۱۵

مُهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ
سیدھی راہ پر ہیں اور یہ ۸۹ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی تھی ابراہیم کو
عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ
اس کی قوم کے مقابلے میں درجے بلند کرتے ہیں ہم جس کے چاہیں تیرا رب
حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ
حکمت والا ہے جاننے والا اور بخشا ہم نے ابراہیم کو ۹۰ اسحٰق اور یعقوب
كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ
سب کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت کی ہم نے ان سب سے پہلے اور اس کی
ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ
اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو
وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾
اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو
وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ
اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں
الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ
نیک بختوں میں اور اسمٰعیل اور الیسع کو اور یونس کو
وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَمِنْ
اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت کی
اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ
ہم نے بعضوں کو ۹۱ ان کے باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور ان کو ہم نے پسند کیا
وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ
اور سیدھی راہ چلایا یہ

۸۵ یعنی دلیل ۸۶ یہ چاروں انبیاء اصول انبیاء ہیں ۸۷ ضمیر مجرور راجع بنوح علیہ السلام ہے کیونکہ یونس علیہ السلام کی صورت میں ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے نہیں ہو سکتے ۸۸ یہ دونوں بہت بڑے بادشاہ تھے ۸۹ ان دونوں نے بڑی مصیبتیں جھیلیں ۹۰ یہ دونوں کو بہت سے معجزے ملے ۹۱ یہ چاروں بڑے عابد تھے ۹۲ ان چاروں کے دین کی شہرت نہیں ہوئی ۹۳ یعنی ان میں سے جن کے باپ تھے ۹۴ نفر بینہ ذریاتہم و اخوانہم ۱۲

ذُرِّیَّتِہٖ کی ضمیر کو اگر ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع کیا جائے تو لوط علیہ السلام تو برادرزادہ ہونے کی وجہ سے ان کی ذریت میں شامل ہو جائیں گے لیکن یونس علیہ السلام اس میں شامل نہیں ہو سکتے اس لئے ضمیر کا مرجع نوح علیہ السلام کو بنانا ہی صحیح ہے۔ ۹۱ سترہ نبیوں کا نام بنام ذکر کرنے کے بعد اب یہاں باقی انبیاء علیہم السلام کا اجمالاً ذکر فرمایا یعنی مذکورہ نبیوں کے آباء واجداد میں سے، ان کی اولاد میں سے اور ان کی برادری میں سے جتنے بھی نبی گذرے ہیں ان سب کو ہم نے باقی مخلوق پر برتری عطا کی اور ان سب کو صراط مستقیم (سیدھی راہ) یعنی راہ توحید کی طرف راہنمائی کی وَمِنْ اٰبَآئِہِمْ (مذکورہ بالا نبیوں کے باپوں میں سے) اس سے مراد یہ ہے کہ جن انبیاء کے باپ تھے اسی طرح وَمِنْ ذُرِّیّٰتِہِمْ وَاِخْوَانِہِمْ کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان میں سے جن کے اولاد اور بھائی تھے یہ مطلب نہیں کہ ان میں سے ہر ایک کا باپ بھی تھا اور ہر ایک کی ۔

اولاد بھی تھی جیساکہ قادیانی کہتے ہیں اور اس سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے باپ کے وجود پر استدلال کرتے ہیں۔ ۹۲ ذٰلِکَ سے ھَدَیْنٰھُمْ سے مفہوم مصدر کی طرف اشارہ ہے ای الهدی الی الطریق المستقیم ھو ھدی اللہ (بحر ج ۴ ص۱۷۵، روح ج ۷ ص۲۱۵) وَلَوْ اَشْرَکُوْا الخ اس کی ضمیر سے تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہیں جن کا پہلے صراحتہً یا کنایۃً ذکر ہو چکا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا شرک کرنا اگرچہ محال ہے لیکن اگر بالفرض وہ بھی شرک کر گذرتے تو ان کے بھی تمام اعمال ضائع ہو جاتے اس تعبیر سے شرک کی انتہائی شناعت وقباحت کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ ۹۳ ان کو ہم نے کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائی یعنی رسولوں پر کتابیں اور صحیفے نازل کئے اور ہر صاحب کتاب کے بعد آنے والے نبی پر پہلی کتاب کا اتباع لازم قرار دیا یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت منقطع ہو گیا۔ فَاِنْ یَّکْفُرْ بِھَا

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ

اللہ کی ہدایت ہے ۹۲ اس پر چلاتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

یہی لوگ تھے ۹۳ جن کو دی ہم نے کتاب اور شریعت

وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ

اور نبوت پھر اگر ان باتوں کو نہ مانیں مکہ والے تو ہم نے

وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾ اُولٰٓئِكَ

ان باتوں کے لئے مقرر کر دیئے ہیں ایسے لوگ جو ان سے منکر نہیں ۹۴ یہ وہ لوگ

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ

تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے ۹۴ سو تو چل ان کے طریقہ پر

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ

تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض

اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو ۹۵ اور نہیں پہچانا انہوں نے ۹۵ اللہ کو پورا

ع ۸ ۱۰ ۱۶

قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ

پہچاننا جب کہنے لگے کہ نہیں اتاری اللہ نے کسی انسان پر کوئی

شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ

چیز پوچھ تو کس نے اتاری ۹۶ وہ کتاب جو موسیٰ لے کر

مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

آیا تھا روشن تھی اور ہدایت تھی لوگوں کے واسطے جس کو تم نے

الخ کی ضمیر سے آیات یا نبوت مراد ہے اور ھٰٓؤُلَآءِ اسم اشارہ سے اہل مکہ اور قَوْمًا سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہیں یعنی اگر مشرکین مکہ آیات توحید کو یا نبوت کو نہیں مانتے تو نہ مانیں ہم ایک قوم کو آیات توحید اور نبوت انبیاء پر ایمان لانے کے لئے مقرر کر چکے ہیں اور وہ ایسے راسخ الایمان اور دائم الیقین ہیں کہ کسی بھی وقت ان کے ایمان میں ذرا بھر بھی فرق نہیں آ سکتا لیسوا بھا بکٰفرین ای فی وقت من الاوقات بل مستمرون علی الایمان بھا ... قال ابن عباس ومجاهد ھم الانصار واھل المدینة وقیل اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم مطلقاً (روح ج ۷ ص۲۱۶، ابو السعود ج ۴ ص۱۷۸)

۹۴ ھَدَی کے بعد ھُمْ عائد محذوف ہے اور اُولٰٓئِکَ سے مذکور الصدر تمام انبیاء علیہم السلام مراد ہیں یعنی یہ تمام انبیاء علیہم السلام صرف ایک اللہ ہی کو متصرف وکارساز مانتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے تھے اس لئے آپ بھی مسئلہ توحید میں ان کے نقش قدم پر چلیں۔ اس سے مراد صرف ایمان وتوحید اور اصول دین ہیں تمام احکام وشرائع مراد نہیں کیونکہ شرائع تمام انبیاء علیہم السلام کی مختلف رہی ہیں والمراد بھُداھم طریقتھم فی الایمان باللہ وتوحیدہ واصول الدین دون الشرائع فھی مختلفة (مدارک ج ۲ ص۱۷)

۹۵ یہ یہود پر شکوی ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ما عظموا اللہ حق تعظیمه اور ابو العالیہ فرماتے ہیں ما وصفوه حق صفته اور قَدَرُوا کی ضمیر سے جمہور کے نزدیک یہود مراد ہیں اور اِذْ ظرف۔ قَدَرُوا کے متعلق ہے (روح) مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ یعنی آج تک اللہ نے کسی بشر پر اپنا کوئی کلام نازل نہیں کیا اس سے ان کا مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر طعن کرنا تھا کہ جب آپ بھی بشر ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر بھی اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ ۹۶ یہ جواب شکوی ہے اور یہود کے قول نامعقول کا رد ہے کہ اگر تمہارے قول کے مطابق اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں فرمایا تو بتاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جن کو تم بشر مانتے ہو یہ تورات کس نے نازل کی جو سراپا نور ہدایت تھی جسے تم بھی اللہ کی کتاب مانتے ہو اور یہ بھی مانتے ہو کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ الخ یہ جملہ استینافیہ ہے اور اس میں علماء یہود کی ایک شرارت کا ذکر کیا گیا ہے یعنی یہ تورات وہی کتاب ہے جس کے بہت حصوں کو تم اپنی خواہشات نفسانیہ کے مطابق محرف ومبدل کر کے مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے ہو اور اپنے ماننے والوں اور عقیدتمندوں کو دکھا کر ان پر ظاہر یہ کرتے ہو کہ یہ اللہ کی کتاب تورات کی آیتیں ہیں جسے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ اس طرح تورات کے جو مسائل تمہاری خواہشات کے خلاف اور مذہبی پاپائیت کی بنیادیں ہلا دینے والے ہیں ان کو چھپاتے ہو اور جو تمہاری خواہشات کے مطابق ہیں ان کو بیان کرتے ہو۔ آجکل کے علماء سوء کا بھی بالکل یہی وطیرہ ہے وہ قرآن میں تحریف لفظی تو کر نہیں سکتے اس لئے اپنے من گھڑت مسائل کے مطابق آیتوں کا مطلب اپنی طرف سے گھڑ کر عوام کو سنا دیتے ہیں۔ ۹۷ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نزول وحی کی دوسری دلیل ہے یعنی تورات کے ہی ذریعے تمہیں ان امور غیبیہ کا علم حاصل ہوا جنہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہارے آباؤ اجداد۔ قُلِ اللّٰهُ بقرینہ سوال یہاں فعل محذوف ہے ای انزلہ اللہ یہ گذشتہ سوال

[Margin notes: ۹۲ یعنی پہلی کتاب کا اتباع ... ۹۳ یعنی ... مکہ ... القضاء ... ۹۴ یعنی تمام انبیاء علیہم السلام اللہ ہی کو متصرف ... ۹۶ جواب شکوی و دلیل اول برائے صداقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۲]

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی مہاجران وانصار وسائر اخیار ۱۲ ف ۲ یعنی چنانکہ انبیاء صبر کردند بر ایذاء کفار تو نیز صبر کن ۱۲۔

قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الخ کا جواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے کا حکم دیکر اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہود ضد وعناد کی وجہ سے حق کا انکار کریں گے اس لئے آپ یہ جواب دے دیں
وَهٰذَا كِتٰبٌ یعنی شرک فی التصرف پر دلیل وحی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نزول کتاب کا ذکر کرکے فرمایا یہ قرآن بھی ہم ہی نے اتارا ہے اور وہ مسئلہ توحید اور اصول دین میں تورات کی تصدیق کرتا ہے تو
پھر اس کو تم کیوں نہیں مانتے۔ ۹۸ یہ مشرکین کے لئے زجر ہے كَذِبًا سے شرک مراد ہے یعنی غیر اللہ کے لئے تحریمات کرنا اور غیر اللہ کی نذر ونیاز وغیرہ مثل عمرو بن لحی واتباعه القائلين بأن
الله حرم السوائب والحوامی الخ (مظهری ج۳ ص۲۳) اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ یہ شکوی ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے نبوت اور نزول وحی کا دعوی کیا تھا وَمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ الخ جیسا کہ مشرکین نے کہا تھا لَوْ نَشَآءُ

قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ
ورق ورق کرکے لوگوں کو دکھایا اور بہت سی باتوں کو تم نے چھپا رکھا ہے
وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ۭ
اور تم کو سکھلا دیں ۹۷ جن کو نہ جانتے تھے تم اور تمہارے باپ دادے ف۱
قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾
تو کہہ دے کہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے ان کو اپنی خرافات میں کھیلتے رہیں ف۲
وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ
یہ قرآن کتاب ہے جو کہ ہم نے اتاری برکت والی تصدیق کرنیوالی ان کی جو
بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ
اس سے پہلی ہیں اور تاکہ تو ڈراوے مکہ والوں کو اور اس کے
حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ
آس پاس والوں کو اور جن کو یقین ہے آخرت کا
يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾
وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہ ہیں اپنی نماز سے خبردار ف۳
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا
اور اس سے زیادہ ظالم ۹۸ کون جو باندھے اللہ پر ف۴ بہتان
اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّ
یا کہے مجھ پر وحی اتری اور اس پر وحی نہیں اتری کچھ بھی اور
مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ
جو کہے کہ میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا ف۵ اور
تَرٰٓي اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ
اگر تو دیکھے جس وقت ۹۹ کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور

مراد دلیل نقلی ہے برکات صداقت موسیٰ علیہ السلام یعنی ان کی نبوت کے ذریعہ تم کو امور غیبیہ پر مطلع کیا گیا ۱۲ ... دلیل وحی ... نفی شرک فی التصرف ... ترغیب یعنی دو ... یہی دو دلیلیں اس پیغمبر صلی اللہ علیہ ... صداقت پر ... [illegible] ... ای للتبیین ... ای ... شکوی ... تخویف اخروی ... ای شدائد الموت ۱۲

لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا ۹۹ یہ تخویف اخروی ہے غَمَرٰتِ الْمَوْتِ یعنی موت کی شدائد اور سختیاں بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ہاتھ پھیلانے والے روح قبض کرنے کے لئے یا مارنے کے لئے ای بالعذاب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہم یضربون وجوههم وادبارهم...... وذهب بعضهم ان هٰذا تمثيل لفعل الملٰئكة فی قبض ارواح الظلمة بفعل الغريم الملح يبسط يده الی من عليه الحق ويعنف عليه فی المطالبة ولا يمهله الخ (روح ج ۷ ص ۲۲۳) بِمَا كُنْتُمْ میں با سببیہ ہے یعنی یہ عذاب تمہیں اللہ پر افتراء کرنے اور اس کی آیتوں سے انکار واستکبار کی وجہ سے دیا جائے گا۔ ۱۰۰ فُرَادٰی۔ فَرْدٌ یا فَرِيْدٌ کی جمع ہے اور یہ ضمیر خطاب سے حال ہے مَا خَوَّلْنٰكُمْ ای ما اعطيناكم یعنی ہم نے جو تمہیں مال ودولت دی تھی شُفَعَآءَكُمْ وہ نیک پیر اور اولیاء اللہ جن کو مشرکین خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر ان کی عبادت کرتے اور ان کی نذریں نیازیں دیتے تھے۔ یہ مشرکین سے کہا جائے گا کہ آج تم سب تنہا اور اکیلے میدان حشر میں آئے ہو آج تمہارے ساتھ نہ وہ مال و دولت ہے۔ نہ انصار واعوان جن پر تم مغرور تھے اور نہ آج تمہارے وہ سفارشی ہی تمہارے ساتھ ہیں جن کو تم اللہ کی عبادت، ربوبیت اور پکار میں شریک کیا کرتے تھے۔ اور جن کے بارے میں تمہیں یقین تھا کہ وہ ہر آڑے وقت میں تمہارے کام آئیں گے۔ آج وہ کہاں ہیں۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ ای الوصل بینکم آج تمہارے اور ان کے درمیان تمام تعلقات منقطع ہو چکے ہیں اور تمہاری تمام خواہشیں اور آرزوئیں خاک میں مل چکی ہیں۔

موضح قرآن ف۱ ام القری نام ہے مکے کا اس کے معنے بستیوں کی جڑ یا اس واسطے کہ تمام عرب کا مرجع تھا یا کہتے ہیں کہ پانی میں سے زمین اول یہی کھلی ہے اور آس پاس سے مراد عرب ہے جب تک انہی پر حکم تھا یا سارا جہاں ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کتمان آیات تورات را قرآن اظہار کرد والاسابق بہ یقین نمید انستند ۱۲ ف۲ حاصل آنست کہ اگر یہود گویند حق تعالیٰ ہیچ بشر وحی نمی فرستد نقض کردہ شود بہ تورات واگر گویند نمی فرستد استبعاد فرستادن قرآن مجرد تعصب است پس اذ قالوا بجای ان قالوا گفتہ شد ۱۲ ف۳ انذار اولاعرب را کردہ شد کہ زبان عربی می فہمند وثانیاً جمیع اہل زمین را بواسطہ ترجمہ پس اینجا انذار اول مراد است مانند آیت هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ الآیۃ ودر آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ اعم از اولی وثانوی ۱۲ ف۴ یعنی اعتقاد کرد مثلاً بحائر وسوائب از امر الہی است واتفاق سلف دلیل بر آنست واللہ اعلم ۱۲ ف۵ یعنی انشاء کتابی مثل قرآن خواہم کرد وانشاء را بطریق مشاکلت انزال گفتہ شد ۱۲

الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا
فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو
اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ
اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب
بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ
اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں
وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ
اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے اور البتہ
جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
تم ہمارے پاس آگئے [illegible] ایک ایک ہو کر جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تم کو پہلی بار
وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ
اور چھوڑ آئے تم جو کچھ اسباب ہم نے تم کو دیا تھا اپنی پیٹھ کے پیچھے اور
مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ سفارش والوں کو جن کو تم بتلایا کرتے تھے
اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ
کہ ان کا تم میں ساجھا ہے البتہ منقطع ہو گیا تمہارا علاقہ
وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ ع ۱۱/۱۷
اور جاتے رہے کہ جو دعوے کہ تم کیا کرتے تھے اللہ ہے کہ
فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
پھوڑ نکالتا ہے ۱۰۱ دانہ اور گٹھلی نکالتا ہے مردہ سے زندہ
وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى
اور نکالنے والا ہے زندہ سے مردہ یہ ہے اللہ پھر تم کدھر

لے مارنے کے لئے قبض ارواح کے لئے ۱۲

لے یہ بینک پیر ہی حق ہیں کہ ای وصلکم ۱۲

لے دلیل توحید عقلی نمبر گیارہ یعنی مارح متعلق میں الشرکی کے اور کوئی نہیں ۱۲

۱۰۱ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے یعنی ہر چیز میں متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ یہ دلیل یہاں سے لیکر اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ تک ممتد ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بہت سے نشانات عالم علوی اور عالم سفلی سے متعلق بیان فرمائے ہیں اَلْحَبُّ حبۃ کی جمع ہے حبۃ کے معنی دانے کے ہیں۔ النوی۔ نواۃ (گٹھلی) کی جمع ہے۔ جب دانہ یا گٹھلی کو زمین میں بو دیا جاتا ہے تو دست قدرت ان میں شگاف ڈال دیتا ہے جس میں سے پودا پھوٹ نکلتا ہے۔ وہ حیّ (جاندار۔ مومن یا پرندے) سے مَیّت (بے جان۔ کافر یا انڈے) کو نکالتا ہے اور میت سے حی کو یعنی کافر سے مومن کو پیدا کرتا ہے اور بے جان انڈے سے جاندار بچہ پیدا کرتا ہے۔ یہ تینوں باتیں عالم سفلی سے تعلق رکھتی ہیں۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ الخ یعنی جو ہستی ان مذکورہ بالا صفات کی مالک ہے۔ حقیقت میں وہی اِلٰہ ہے اور وہی متصرف و کارساز ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ۱۰۲ صبح کو چیرنے والا۔ صبح دن کے لئے بمنزلۂ تخم (بیج) ہے جس طرح بیج کو چیر کر اس سے پودا نکالتا ہے اسی طرح صبح سے دن کی روشنی کو نمودار کرتا ہے۔ سَكَنًا۔ مَا یسکن الیہ جس چیز سے سکون و اطمینان حاصل کیا جائے رات کو سَكَنًا فرمایا کیونکہ دن بھر کی تھکاوٹ رات میں آرام و راحت سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ حُسْبَانًا مصدر ہے یعنی سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنا دیا ان کی گردش سے موسموں کے اختلاف کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ نیز ان کی حرکت سے وقت کی پیمائش کی جاتی ہے۔

فتح الرحمٰن مٹ یعنی میز نند ۱۲ -

تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ

بھکے جاتے ہو پھوڑ نکالنے والا صبح کی ۱۰۳ روشنی کا اور اس نے رات

سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ

بنائی آرام کو اور سورج اور چاند حساب کے لئے یہ

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ

اندازہ رکھا ہوا ہے زور آور خبردار کا اور اسی نے

جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ

بنا دیئے تمہارے واسطے ستارے کہ ان کے ۱۰۳ وسیلہ سے راستہ معلوم کرو

ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

اندھیروں میں جنگل اور دریا کے البتہ ہم نے کھول کر بیان کر دیئے پتے

لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ

ان لوگوں کے لئے جو جانتے ہیں اور وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا ۱۰۴

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ؕ

ایک شخص سے پھر ایک تو تمہارا ٹھکانا ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ

قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ﴿٩٨﴾ وَ

البتہ ہم نے کھول کر سنا دیئے پتے اس قوم کو جو سوچتے ہیں اور

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا

اسی نے اتارا ۱۰۵ آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے

بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

اس سے اگنے والی ہر چیز پھر نکالی اس میں سے سبز کھیتی

نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ

جس سے ہم نکالتے ہیں دانے ایک پر ایک چڑھا ہوا اور کھجور کے

سا صبح دن کے راہ بمنزلہ نیند کے ہے۔ ۱۲

ٰ مستقر ای فی الدنیا مستودع ای فی الآخرۃ ۱۲

۱۰۳ رات کے اندھیروں میں، جنگلوں اور سمندروں میں سفر کرنے والے مسافر اگر راہ سے بھٹک جائیں تو مختلف ستاروں کے ذریعے وہ اپنی منزل مقصود کی صحیح سمت معلوم کر کے صحیح و سالم اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے یہ امور عالم علوی یا نظام شمسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۰۴ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور احسان ہے کہ اس نے زندگی جیسی نعمت عطا فرمائی اور تمام انسانوں کو ایک جان (آدم علیہ السلام) سے پیدا فرمایا اور ہر ایک کے لئے ایک مستقر اور ایک مستودع بنایا۔ مستقر اور مستودع کی تفسیر میں اقوال مختلف ہیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں مستقر (رہنے کی جگہ) سے دنیا مراد ہے اور مستودع سے آخرت ؎ فمستقر فی الدنیا ومستودع فی الآخرۃ ۱۲ ۱۰۵ آسمان سے بارش بھی وہی برساتا ہے۔ بارش سے تمام کھیت سرسبز و شاداب ہو جاتے ہیں اناج کثرت سے پیدا ہوتا ہے، کھجور کے درخت پھل سے لد جاتے ہیں، انگور، زیتون اور انار کے باغات بھی لہلہانے لگتے ہیں۔ جن کا پھل شکل و صورت میں ایک جیسا ہونے کے باوجود ان کا رنگ، ذائقہ اور حجم مختلف ہوتا ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ الخ ان مذکورہ امور میں ایمان والوں کو اللہ کی توحید پر بڑے بڑے دلائل نظر آتے ہیں یہ تمام امور اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ کی قدرت اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے لہٰذا وہی متصرف و کارساز ہے اور کوئی نہیں۔ ۱۰۶ یہ زجر اور شکوی ہے شرکاء مبدل منہ ہے اور الجن اس سے بدل ہے برائے اظہار حقارت۔ یعنی ان جنوں کو انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھا ہے وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ اور انہوں نے اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑلی ہیں وہ انبیاء اور اولیاء کو اللہ کے بیٹے اور فرشتوں کو اس کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں ان کا خیال تھا کہ جس طرح اولاد باپ کو بہت محبوب ہوتی ہے اور وہ ان کی ہر بات مان لیتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام، اولیاء کرام اور ملائکہ اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں اس لئے اسے ان کی ہر بات ماننی پڑتی ہے یہود و نصاری نے اللہ کے لئے بیٹے تجویز کئے تھے اور مشرکین مکہ نے بیٹیاں اما

الذین اثبتوا البنین فھم النصاری وقوم من الیھود واما الذین اثبتوا البنات فھم العرب الذین یقولون الملائکۃ بنات اللہ (کبیر ج ۴ ص۱۲۲)

موضح قرآن ف اول سپرد ہوتا ہے ماں کے پیٹ میں کہ آہستہ آہستہ دنیا کے اثر پیدا کرے پھر آ کر ٹھہرتا ہے دنیا میں پھر سپرد ہوگا قبر میں کہ آہستہ آہستہ اثر آخرت کے پیدا کرے پھر جا ٹھہرے گا جنت میں یا دوزخ میں ۱۲

مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ
گابھے میں سے پھل کے گچھے جھکے ہوئے اور باغ
اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا
انگور کے اور زیتون کے اور انار کے آپس میں ملتے جلتے
وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ
اور جدا جدا بھی ف۱ دیکھو ہر ایک درخت کے پھل کو جب
وَيَنْعِهٖ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
وہ پھل لائے اور اس کے پکنے کو ان چیزوں میں نشانیاں ہیں واسطے
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ
ایمان والوں کے اور ٹھہراتے ہیں ۱۰۶؎ اللہ کے شریک جنوں کو
وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ
حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے اور تراشتے ہیں اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں
بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا
جہالت سے وہ پاک ہے ۱۰۷؎ اور بہت دور ہے ان باتوں سے جو
۱۲ ع ۹ ۱۸ يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
یہ لوگ بیان کرتے ہیں نئی طرح پر بنانے والا ۱۰۸؎ آسمان اور زمین کا
اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ
کیونکر ہو سکتا ہے اس کے بیٹا حالانکہ اس کے کوئی
صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ
عورت نہیں اور اس نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر
شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ
چیز سے واقف ہے یہی اللہ ۱۰۹؎ تمہارا رب ہے نہیں ہے کوئی معبود

۱؎ قرآن مجید میں ... ابداع ... معانی و بیان اور بدیع ... ایک ... کلام کو ... حالات کے مطابق لانا ... یعنی بیان ... چار ... اور ... ترکیب ... مقتضائے ... کیا جا سکتا ہے ... اور فن بیان ... مقتضائے حال ... تعقید کا بھی خیال رکھا جاتا ہے یہ فن بدیع ہے ۱۲ ۲؎ زعم و شکوی ۱۲ ۳؎ مبدل منہ ۱۲ ۴؎ الجن یہ بدل ہے برائے حقارت ۱۲ ۵؎ جواب شکوی ۱۲ ۶؎ یعنی اللہ کی طرف صاحبہ (بیوی) کی نسبت تو تم بھی نہیں کرتے تو ولد (بیٹے) کی نسبت کیسے کرتے ہو ۷

۱۰۷؎ یہ جواب شکوی ہے اللہ تعالیٰ مشرکین کے ان بہتانوں سے بالکل پاک اور منزہ ہے، اس نے کسی کو بیٹا یا بیٹی نہیں بنایا وہ بے نیاز ہے اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں وہ خود مختار متصرف و کارساز ہے۔ اس کا ارادہ کسی کے ماتحت نہیں۔ ۱۰۸؎ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی ولد پر چار دلیلیں ذکر فرمائی ہیں یہ پہلی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی اور عالم سفلی کو عجیب و غریب نظام کے ساتھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ فاعل علی الاطلاق ہے۔ اسے کسی ولد یا نائب کی ضرورت نہیں۔ دوسری دلیل اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ الخ یعنی اللہ تعالیٰ کے بیٹا کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ اس کے بیوی ہی نہیں۔ مطلب یہ کہ تم اللہ کی طرف صاحبہ کی نسبت تو نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی نسبت کیوں کرتے ہو حالانکہ ولد صاحبہ (بیوی) کے بغیر نہیں ہو سکتا یعنی اگرچہ تم حقیقی ولد کی نسبت نہیں کرتے ہو لیکن ولد کی طرح نائب تو کہتے ہو جو سراسر غلط ہے۔ تیسری دلیل وَخَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ اس نے تو ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے۔ ہر چیز اس کی مخلوق ہے۔ جسے تم اللہ کا ولد کہتے ہو وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق اپنے خالق کی ولد ہو۔ چوتھی دلیل وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات کے ذرے ذرے کا علم ہے اور وہ ماضی، حال اور مستقبل کی تمام چیزوں کو جانتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو اسکا ولد ہو۔ پہلی، تیسری اور چوتھی دلیل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی ولد یعنی نائب نہیں اور دوسری دلیل سے ولد حقیقی کی نفی کی گئی ہے۔ ۱۰۹؎ دلیل اور جواب شکوی کے بعد ثمرہ ذکر فرمایا یعنی جب کارساز اور غیب دان صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں تو صرف اسی کو پکارو۔ پہلے چار دلائل عقلیہ کے بعد ان کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔ پھر نویں دلیل عقلی کے بعد دوسرا ثمرہ بیان کیا گیا۔ اب یہاں گیارہویں عقلی دلیل کے بعد تیسری بار دلائل کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل کو اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بعد ذہن خود بخود ان نتائج کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

فتح الرحمن ۱؎ ف۱ یعنی در صورت درخت و ثمر مانند یکدیگر است و در طعم مخالف یکپارہ شیرین و یکپارہ ترش یا تلخ ۱۲۔

ف۱۱۱ یعنی دنیا میں انسانی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتیں دنیا میں اس کی ذات محض اپنی صفات سے معلوم ہوتی ہے جو دلائل کے ضمن میں بیان ہو چکی ہیں وَهُوَ اللَّطِيفُ یہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ سے متعلق ہے الْخَبِيرُ یہ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ سے متعلق ہے بطریق لف ونشر مرتب (وَهُوَ اللَّطِيفُ) ای العالم بدقائق الامور و مشکلاتها الخبیر العلیم بظواهر الاشیاء وخفیاتها وهو من قبیل اللف والنشر (مدارک ج ۲ ص ۲۱) ف۱۱۱ بَصَائِرُ سے دلائل توحید مراد ہیں فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ۔ جس نے مسئلہ توحید قبول کر لیا اس نے اپنے ہی بھلے کا کام کیا وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا اور جو شرک پر قائم رہا اس نے اپنا نقصان کیا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ میں تم پر نگران نہیں ہوں میں تو صرف اللہ کی طرف سے منذر و مبشر ہوں وانما انا منذر واللہ تعالیٰ هو الذی یحفظ اعمالکم ویجازیکم علیها (روح ج ۷ ص ۲۴۷) اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کارساز اور غیب دان نہیں تھے۔ ف۱۱۲ یہ نہ ماننے کی تیسری وجہ ہے یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور یہ مشرکین ان سے اعراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر کسی سے سیکھ کر آیا ہے وَلِيَقُولُوا سے پہلے معطوف علیہ محذوف ہے ای لیسعد بها قوم و یشقی بها آخرون ولیقولوا الخ ومعنی (درست) قرأت وتعلمت (روح) ف۱۱۳ یہ دوسری دلیل وحی ہے یعنی آپ کی طرف اللہ کی جانب سے یہ وحی آچکی ہے کہ اللہ کے سوا کارساز اور غیب دان کوئی نہیں۔ لہذا اسی کو پکارو۔ اس لئے آپ وحی ربانی کے پابند رہیں اور مشرکین کے عقائد باطلہ اور اقوال فاسدہ سے اعراض کریں اور ان کی پروا نہ کریں۔ ف۱۱۴ اس کے بعد وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ (مائدہ ع ۷) یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو جبراً ایمان کی توفیق دے دیتا اور کوئی آدمی شرک نہ کرتا مگر یہ ایمان اختیاری نہ ہوتا اور اس طرح ابتلاء و امتحان کی حکمت مفقود ہو جاتی۔ حفیظا ذمہ دار، وکیل داروغہ، آپ کے ذمہ صرف تبلیغ ہے اگر وہ نہ مانیں تو اس کی ذمہ داری آپ پر نہیں اور نہ آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے کہ آپ ان کو ماننے پر مجبور کریں۔

إِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ

سوا اس کے پیدا کرنے والا ہر چیز کا سو تم اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر

كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٠٢﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَ

چیز پر کارساز ہے نہیں پا سکتیں اس کو آنکھیں ف۱۱۱ اور

هُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾

وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو اور وہ نہایت لطیف خبردار ہے ف۱

قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ

تمہارے پاس آچکیں ف۱۱۱ نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے پھر جس نے دیکھ لیا

فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ

سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے نقصان کو اور میں نہیں تم پر

بِحَفِيظٍ ﴿١٠٤﴾ وَكَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا

نگہبان اور یوں طرح طرح ف۱۱۲ سے سمجھاتے ہیں آیتیں اور تاکہ وہ کہیں

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٠٥﴾ اتَّبِعْ

کہ تو نے کسی سے پڑھا ہے اور تاکہ واضح کر دیں ہم اس کو واسطے سمجھ والوں کے ف۲ تو چل ف۱۱۳

مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

اس پر جو حکم تجھ کو آوے تیرے رب کا کوئی معبود نہیں سوا

هُوَ ۖ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٦﴾ وَلَوْ

اس کے اور منہ پھیر لے مشرکوں سے اور اگر

شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۗ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

اللہ چاہتا ف۱۱۴ تو وہ لوگ شرک نہ کرتے اور ہم نے نہیں کیا تجھ کو ان پر

حَفِيظًا ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٧﴾

نگہبان اور نہیں ہے تو ان پر داروغہ

موضح قرآن ف۱ یعنی آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ اسکو دیکھ لے مگر جو وہ آپ کو دکھا دے اس واسطے کہ لطیف ہے۔

فتح الرحمن ف۲ احتمال بود کہ کفار گویند کہ پیغمبر رسابقہ را خواندہ و آنچہ میگوئی ماخوذ از کتب سابقہ است نہ وحی الٰہی پس خدائے تعالیٰ قرآن را بوجہی نازل ساخت و بوجہی گوناگون بیان کرد کہ مجال ایں شبہہ نماند زیرا کہ ایں قسم بیان از خواندن کتب سابقہ نمی آید بدون وحی الٰہی واللہ اعلم ۱۲۔

۱۱۵ے یَدْعُوْنَ کے بعد عائد محذوف ہے ای یدعونھم۔ یعنی ان کے معبودان باطلہ کو بھی گالیاں نہ دو اگرچہ وہ حقیقت میں بھی برے ہوں ایسا نہ ہو کہ مشرکین عناد اور جہالت کی وجہ سے اللہ کو گالیاں دینے لگیں لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے اس لئے اللہ کو گالیاں دینا ان سے کس طرح متصور ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات غیظ و غضب کی وجہ سے انسان آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور اس سے اس قسم کی غلطی صادر ہو جاتی ہے ولا اشکال بناء علی ان الغضب الغیظ قد یحملھم علی ذلک الا تری ان المسلم قد تحملہ شدۃ غیظہ علی التکلم بالکفر (روح ج ۷، ص ۲۵۲) یا بحذف مضاف اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا مراد ہے وقیل المراد بسب اللہ تعالیٰ سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (روح) یا مراد تمام مومنین ہیں کیونکہ مشرکین ان کو محض توحید کی وجہ سے گالیاں دیتے ہیں تو ان کو گالیاں دینا گویا کہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دینا ہے۔ **۱۱۶ے** یہ نہ ماننے کی چوتھی وجہ ہے یعنی مشرکین کو ان کے مشرکانہ اعمال اچھے اور خوبصورت نظر آتے ہیں اس لئے وہ ان کو چھوڑ کر توحید کی طرف نہیں آتے۔ **۱۱۷ے** زجر بطور شکوی وہ بڑی پکی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر ان کو معجزہ دکھایا جائے تو وہ مان لیں گے۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ الخ جواب شکوہ آپ فرما دیں معجزات تو اللہ کے اختیار میں ہیں میرے اختیار میں نہیں ہیں۔ انما الاٰیٰت عند اللہ لا عندی فکیف اجیئکم الیھا او اٰتیکم بھا والمعنی ھو القادر علیھا لا انا حتی اٰتیکم بھا (روح ج ۷، ص ۲۵۳) **۱۱۸ے** چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی آرزو تھی کہ مشرکین کا مطلوبہ معجزہ آجائے تاکہ وہ ایمان لے آئیں اس لئے یہاں کُمْ ضمیر جمع سے خطاب میں ان کو بھی شامل فرمایا گیا اور فرمایا کہ تمہیں یہ بات معلوم نہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ اگر ان کو مطلوبہ معجزہ دے بھی دیا جائے تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لئے معجزہ دکھانا حکمت کے خلاف ہے۔ نیز ان کی بہتری اسی میں ہے کہ ان کو معجزہ نہ دکھایا جائے کیونکہ مطلوبہ معجزہ کے انکار کے بعد فوری عذاب آجاتا ہے اور مہلت نہیں ملتی قیل للمؤمنین تتمنون ذلک وما یدریکم انھم یومنون۔ حاصل الکلام ان القوم طلبوا من الرسول معجزات قویۃ وحلفوا انھا لو ظھرت لاٰمنوا فبین اللہ تعالیٰ انھم وان حلفوا علی ذلک الا انہ تعالیٰ عالم بانھا لو ظھرت لم یومنوا (کبیر ج ۴ ص ۱۸۵) **۱۱۹ے** واؤ تعلیلیہ ہے اور یہ لَا یُؤْمِنُوْنَ کی علت ہے

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ
اور تم لوگ برا نہ کہو ان **۱۱۵ے** کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا
فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ ؕ کَذٰلِکَ
پس وہ برا کہنے لگیں گے اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے اسی طرح
زَیَّنَّا لِکُلِّ اُمَّۃٍ عَمَلَھُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ
ہم نے مزین **۱۱۶ے** نظر میں ان کے اعمال کو پھر ان سب کو اپنے رب کے پاس
مَّرْجِعُھُمْ فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾
پہنچنا ہے تب وہ جتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ کرتے تھے
وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ
اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی **۱۱۷ے** تاکید سے کہ اگر
جَآءَتْھُمْ اٰیَۃٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِھَا ؕ قُلْ
آوے ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور اس پر ایمان لاویں گے تو کہہ دے
اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ وَمَا یُشْعِرُکُمْ ۙ
کہ نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور تم کو اے مسلمانو کیا خبر ہے **۱۱۸ے**
اَنَّھَآ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ وَ
کہ وہ نشانیاں آویں گی تو یہ لوگ ایمان لے ہی آویں گے اور
نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَھُمْ وَاَبْصَارَھُمْ کَمَا
ہم الٹ دیں گے **۱۱۹ے** ان کے دل اور ان کی آنکھیں جیسے کہ
لَمْ یُؤْمِنُوْا بِھٖۤ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّنَذَرُھُمْ
ایمان نہیں لائے نشانیوں پر پہلی بار اور ہم چھوڑے رکھیں گے
فِیْ طُغْیَانِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ ع
ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے **ف**

ع ۱۳ ۱۹

اور کما لم یؤمنوا۔ نقلب افئدتھم کی تعلیل ہے یعنی جب پہلی بار ان کے پاس آیتیں آئیں تو انہوں نے ضد و عناد کی وجہ سے ان کا انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی اس لئے اب اگر وہ منہ مانگا معجزہ دیکھیں گے تو ہم ان کے دلوں اور ان کی آنکھوں کو پھیر دیں گے اور وہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم ان کو سرکشی میں سرگرداں چھوڑ دیں گے اور یہ پھیر دنیا تکوینی اسباب کے تحت ہو گا۔ ضد و عناد کی وجہ سے چونکہ ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے اس لئے ان کی باطنی اور قلبی بصیرت دونوں ماؤف ہو چکی ہیں۔

موضح قرآن ف یعنی جن کو اللہ ہدایت دیتا ہے اول ہی حق سن کر انصاف سے قبول کرتے ہیں اور جس نے پہلے ہی ضد کی، اگر نشانی بھی دیکھے تو کچھ حیلہ بنا لے فرعون ان نشانیوں پر ایمان نہ لایا۔

۱۲۰ یہ ما قبل ہی کی تفصیل ہے۔ یعنی اگر ہم ان کے مطلوبہ معجزات ان کو دکھا دیں مثلاً ان پر فرشتے اتار دیں (لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ الخ) اور مردے زندہ ہو کر ان سے باتیں کرنے لگیں (فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (دخان ع ۲) اور ہر چیز جو وہ چاہیں اٹھا کر ان کے سامنے کر دیں تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے۔ گمراہی کے تین درجات (۱) سلب انابت الی اللہ (۲) ضلال اور (۳) مہر جباریت میں سے تینوں ان میں موجود تھے ۱۲۱ زخرف القول۔ یعنی غلط اور باطل بات جسے خوبصورت بنا کر پیش کیا جائے یہ نہ ماننے کی پانچویں وجہ ہے علی سبیل الترقی۔ جس طرح شیاطین جن و انس ہر پیغمبر کے دشمن ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے پیغمبر کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن (شیاطین انس و جن) یہ کام سرانجام دے رہے ہیں اور مسئلہ توحید کے خلاف لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے پھر رہے ہیں۔ مثلاً یہ شخص بے ادب ہے اور بزرگوں کی بے ادبی کرتا ہے اس سے بچو۔ تائید۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ (حج ع ۷) یعنی جب اللہ کا پیغمبر اللہ کی آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سناتا اسوقت شیطان لوگوں کے دلوں میں اس کے بارے میں وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا۔ ۱۲۲ یعنی مائل ہو جائیں اِلَيْهِ کی ضمیر زخرف القول کی طرف راجع ہے وَلِتَصْغٰٓى۔ غُرُوْرًا پر معطوف ہے کیونکہ وہ مفعول لہٗ ہے بمعنی لیغروھم یا واؤ زائدہ ہے اور لِتَصْغٰٓى جعلنا کے متعلق ہے وليرضوه وليقترفوا۔ لِتَصْغٰٓى پر معطوف ہیں۔ یعنی تاکہ وہ اسی زخرف القول، جھوٹی بات کو پسند کریں اور بد اعمالیوں میں منہمک رہیں۔ ۱۲۳ یعنی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بیان ہو گیا اور اس نے اپنی کتاب بھی اتار دی جس میں صاف صاف فرما دیا کہ سب کچھ جاننے والا اور سب کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو۔ اب میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ مشرکین قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے اور ہمارے درمیان یہود یا نصاریٰ کے کسی بہت بڑے عالم کو حَکَم (جج) مقرر کر لیں تاکہ وہ آپ کے بارے میں اور آپ کے دین کے بارے میں اپنی کتاب کا فیصلہ سنا دے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کو حَکَم نہیں مان سکتا۔ (رد ۷)

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ
اور اگر ہم ۱۲۰ اتار دیں ان پر فرشتے اور باتیں کریں

الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا
ان سے مردے اور زندہ کر دیں ہم ہر چیز کو ان کے سامنے

مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَ
تو بھی یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں مگر یہ کہ چاہے اللہ

لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ ۝۱۱۱ وَكَذٰلِكَ
لیکن ان میں اکثر جاہل ہیں اور اسی طرح ۱۲۱

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ
کر دیا ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن شریر آدمیوں کو

وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ
اور جنوں کو جو کہ سکھاتے ہیں ایک دوسرے کو ملمع کی ہوئی

الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ
باتیں فریب دینے کے لئے اور اگر تیرا رب چاہتا تو وہ لوگ یہ کام نہ کرتے

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۱۲ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ
سو تو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ اور اس لئے کہ مائل ہوں ان ۱۲۲

اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ
ملمع کی باتوں کی طرف ان کے دل جن کو یقین نہیں آخرت کا اور

لِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ۝۱۱۳
وہ اس کو پسند بھی کر لیں اور کئے جاویں جو کچھ برے کام کر رہے ہیں ف ۱

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ
سو کیا اب اللہ کے ۱۲۳ سوا کسی اور کو منصف بناؤں حالانکہ اسی نے ف ۲

موضح قرآن ف ۱ یہ کئی آیتیں اس پر اتریں ہیں کہ کافر کہنے لگے مسلمان اپنا مارا کھاتے ہیں اور اللہ کا مارا نہیں کھاتے فرمایا کہ ایسے فریب کی باتیں ملمع شیطان سکھاتے ہیں انسانوں کو شبہ ڈالنے کو عقل کا حکم نہیں۔ حکم اللہ کا ہے۔ آگے کھول کر سمجھا دیا کہ مارنے والا سب کا اللہ ہے لیکن اس کے نام کو برکت ہے جو اس کے نام پر ذبح ہوا سو حلال ہے جو بغیر اس کے مر گیا سو مردار۔

فتح الرحمن ف ۱ یعنی آنچہ لائق ایشاں است ۱۲ ف ۲ در سور نہائے مکیہ مذکور شدہ است کہ یہود تصدیق میکنند قرآن را و در سور نہائے مدنیہ مذکور شدہ است کہ یہود تکذیب میکنند آنرا و وجہ تطبیق آنست کہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ بود ہنوز دعوت یہود نکرده بود ہمہ بصدق قرآن معترف بودند کہ حکم آن بر عرب لازم است و برعکس از ایشان انکار نکرد و چون ہجرت فرمود ایشانرا دعوت کرد بعناد در آمدند در سیرت ابن اسحاق چند قصہ بایں مضمون مذکور است واللہ اعلم ۱۲ یا میداانند کہ نزول وحی میشود و آدمی را خدائے تعالیٰ پیغامبر میسازد در حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم و در قرآن دلائل صدق موجود است ۱۲ ع از اینجا تا آخر در بعض نسخ مطبوعہ یافتہ نشد ۱۲ سجاد بخاری۔

۱۲۴ے الکتاب سے تورات وانجیل مراد ہے اور موصول سے علماء یہود ونصاریٰ مراد ہیں۔ والمراد بالکتاب التوراۃ والانجیل۔۔۔۔ والمراد بالموصول اما علماء الیہود والنصاریٰ الخ (روح ج ۸ ص۹) یہ علماء یہود ونصاریٰ سے دلیل نقلی ہے یعنی وہ تورات وانجیل کی روشنی میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ قرآن میں مسئلہ توحید اور اس کے علاوہ جو کچھ نازل ہو رہا ہے وہ سب حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے فلا تکونن میں خطاب ہر سامع کو ہے ۱۲۵ے کلمۃ سے یا اللہ کا دین مراد ہے یا دعوائے توحید۔ وتمت ای بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ و دلائل الوحی یعنی دعوائے توحید عقل ونقل اور وحی کے دلائل سے کامل اور واضح ہو چکا ہے لا مبدل لکلمتہ اس دعوائے توحید کو بدلنے والا کوئی نہیں وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ واؤ تعلیلیہ ہے

أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ
اتاری تم پر کتاب واضح اور جن لوگوں کو
آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ
ہم نے کتاب دی ہے ۱۲۴ے وہ جانتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے
مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
تیرے رب کی طرف سے ٹھیک سو تو مت ہو
الْمُمْتَرِينَ ﴿١١٤﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ
شک کرنے والوں میں سے ۱۲۵ے اور تیرے رب کی بات پوری
صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ
سچی ہے اور انصاف کی کوئی بدلنے والا نہیں اس کی بات کو
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾ وَإِن تُطِعْ
اور وہی ہے سننے والا جاننے والا اور اگر تو کہنا مانے گا ۱۲۶ے
أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن
اکثر ان لوگوں کا جو دنیا میں ہیں تو تجھ کو بہکا دیں گے
سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَ
اللہ کی راہ سے وہ سب تو چلتے ہیں اپنے خیال پر اور
إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ
سب اٹکل ہی دوڑاتے ہیں وقف تیرا رب خوب ۱۲۷ے
أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ
جاننے والا ہے اس کو جو بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہی خوب جاننے والا ہے
بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ
ان کو جو اس کی راہ پر ہیں سو تم کھاؤ اس جانور ۱۲۸ے میں سے جس پر نام لیا گیا ہے

اور یہ ما قبل کی علت ہے اور مبتدا اور خبر معرفہ ہونے کی وجہ سے یہ ترکیب مفید حصر ہے۔ یعنی ہر چیز کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہر چیز کو جاننے اور سننے والا ہوتا تو اسے بدلنے کا اختیار بھی ہوتا اذ لیس فلیس سورۂ کہف میں فرمایا۔ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمتہ اور اس کی دلیل ولن تجد من دونہ ملتحدا سے بیان فرمائی مطلب یہ کہ جب ہر چیز کو سننے اور جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں تو اس کے کلمات کو بدلنے والا بھی کوئی نہیں۔ ۱۲۶ے یہ زجر ہے اکثر من فی الارض سے مراد مشرکین ہیں والمراد باکثرھم الکفار (روح) سبیل اللہ سے مراد توحید باری تعالیٰ یعنی اگر آپ کفار ومشرکین کی بات مان لیں گے تو وہ تو آپ کو توحید کی راہ سے ہٹانے ہی کی کوشش کریں گے اِنْ يَتَّبِعُوْنَ الخ آپ کے پاس تو اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے اور آپ کا علم علم الیقین ہے مگر مشرکین کے پاس ظن وتخمین کے سوا کچھ نہیں وہ محض ظن کی بنا پر شرک کر رہے ہیں يَخْرُصُوْنَ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اللہ کی طرف ولد ونائب) اور شرکاء کی نسبت کرتے ہیں والمراد

انھم یکذبون علی اللہ تعالیٰ فیما ینسبون الیہ جل شانہ کاتخاذ الولد وجعل عبادۃ الاوثان ذریعۃ الیہ سبحانہ (روح ج ۸ ص۱۲)

۱۲۷ے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ (راہ توحید) سے گمراہ ہو چکے ہیں اور ان کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہیں۔ یہ مشرکین گمراہ ہیں اور آپ کو بھی اپنی راہ پر ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں آپ ان سے خبردار رہیں۔

حصّہ دوم نفی شرک فعلی

۱۔ تحریمات غیر اللہ ۲۔ تحریمات اللہ ۳۔ نذور غیر اللہ

سورۂ انعام کے حصہ اول میں نفی شرک اعتقادی کا بیان تھا۔ اب دوسرے حصے میں نفی شرک فعلی کا بیان ہے۔ یہ حصہ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ (۱۴۶) سے لے کر ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ

۱۲۸ے فتح الرحمن یعنی آنچہ کافران در باب تحریم وتحلیل اشیاء شبہات میکردند باطل است ۱۲

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (ع ۱۹) تک ہے اس حصے میں شرک فعلی کی تین شقیں مذکور ہیں۔ تحریمات غیر اللہ چار عنوانوں سے۔ تحریمات اللہ ایک دفعہ اور نذر غیر اللہ کو بھی چار عنوانوں سے ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ خلاصہ میں تفصیل سے مذکور ہو چکا ہے اور آگے آ رہا ہے۔ ۱۲۸ء تحریمات غیر اللہ کا ذکر پہلی بار ما سے مراد وہ جانور ہیں جن کو مشرکین نے اپنے معبودوں کی تعظیم اور خوشنودی کے لئے اپنی طرف سے حرام کر رکھا تھا یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام وغیرہ فرمایا جن جانوروں کو خالصۃً اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو ان کو کھاؤ یعنی جن چیزوں کو اللہ نے حلال کیا ہے ان کو حلال سمجھو اور اپنی طرف سے ان کو حرام نہ کرو اور اپنی طرف سے تم نے جو تحریمات کر رکھی ہیں ان کو اٹھاؤ۔ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوْا الخ مذکورہ (بحیرہ سائبہ وغیرہ) جانوروں میں سے جن کو خالصۃً اللہ کا نام لیکر ذبح کیا گیا ہو تم کھاؤ مطلب یہ ہے کہ ان کو حلال سمجھو۔

إِنْ كُنْتُمْ بِآيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ
اگر تم کو اس کے حکموں پر ایمان ہے اور کیا سبب کہ تم
أَلَّا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ
نہیں کھاتے اس جانور میں سے کہ جس پر نام لیا گیا ہے اللہ کا اور وہ
قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا
واضح کر چکا ہے ۱۲۹ء جو کچھ کہ اس نے تم پر حرام کیا ہے مگر جب کہ
اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ
مجبور ہو جاؤ اس کے کھانے ۱۳۰ء پر وفے اور بہت لوگ بہکاتے پھرتے ہیں
بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
اپنے خیالات پر بلا تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے
بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَ
حد سے بڑھنے والوں کو اور چھوڑ دو کھلا ہوا گناہ ۱۳۱ء اور
بَاطِنَهٗ ۗ إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْإِثْمَ
چھپا ہوا جو لوگ ۱۳۲ء گناہ کرتے ہیں
سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا
عنقریب سزا پاویں گے اپنے کئے کی وفا اور اس میں سے نہ
تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ
کھاؤ جس پر ۱۳۳ء نام نہیں لیا گیا اللہ کا اور
إِنَّهٗ لَفِسْقٌ ۗ وَإِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلٰى
یہ کھانا گناہ ہے اور شیطان دل میں ڈالتے ہیں
أَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ
اپنے رفیقوں کے تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کا کہا مانا

۱۲۹ء غیر اللہ کی نذر و نیاز کی حرمت کا پہلی بار ذکر۔ یہاں اجمال ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ قَدْ فَصَّلَ ماضی کا صیغہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ محرمات کی تفصیل پہلے ہو چکی ہے۔ تفصیل کہاں ہوئی ہے؟ اس سوال کے جواب میں اگر سورۂ مائدہ کا نام لیا جائے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ سورۂ انعام مکی ہے اور سورۂ مائدہ مدنی ہے اور انعام کے بعد نازل ہوئی اس لئے وہ مراد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مولانا اشرف علی تھانوی رح نے سورۂ نحل مراد لی ہے کیونکہ وہ نزول میں انعام پر مقدم ہے لیکن اس میں اشکال یہ ہے کہ نحل میں تفصیل نہیں اس میں صرف چار محرمات کا ذکر ہے۔ میتہ، دم، خنزیر اور مَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ جبکہ زیادہ تفصیل تو خود انعام میں موجود ہے اس لئے حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس سے محرمات کی یہی تفصیل مراد ہے جو انعام میں مذکور ہے اور قَدْ فَصَّلَ کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس سے قبل تفصیل کر چکا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ ان چیزوں کو تفصیل سے ذکر کر رہا ہے جو تم پر حرام ہیں جیسا کہ اس کے بعد رکوع ۱۹ کی ابتدا میں قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ الخ سے محرمات کو تفصیل سے ذکر فرمایا جیسا کہ سورۂ نور کی ابتدا میں فرمایا سُوْرَةٌ أَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا
امام رازی نے بھی اسی کے قریب قریب ہی اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ فرماتے ہیں الاولی ان یقال المراد قوله بعد هٰذه الآية قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗ وَهٰذِهِ الْآيَةُ وان كانت مذكورة بعد هٰذه الآية بقليل الا ان هٰذا القدر من التاخير لا يمنع ان يكون هو المراد والله اعلم (کبیر ج ۴ ص۲۰۰)
۱۳۰ء یہ مَا حَرَّمَ سے استثناء ہے اور اس میں حالت اضطرار کا حکم بیان کیا گیا کہ حالت اضطرار میں یعنی جب بھوک کی وجہ سے زندگی تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو تو بقدر سد رمق محرمات میں سے کھا لینا جائز ہے۔ وَإِنَّ كَثِيْرًا الخ بہت سے لوگ دوسروں کو اپنے من گھڑت دین کی باتیں سنا سنا کر اللہ کے اصل دین توحید سے بہکاتے ہیں اس سے مشرک اور گمراہ مولوی اور پیر مراد ہیں۔ مثلاً احبار و رہبان اور قسیسین جو لوگوں کو گمراہ کرتے تھے الْمُعْتَدِيْنَ اللہ کی مقررہ حدود سے تجاوز کرنے والے، غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرنے والے اور غیر اللہ کے لئے نذریں نیازیں دینے والے بھی اس میں داخل ہیں۔ ۱۳۱ء ظَاهِرَ الْإِثْمِ جو گناہ ظاہری اعضاء سے کئے جائیں مثلاً شرک فعلی وغیرہ بَاطِنَهٗ جو گناہ دل سے کئے جائیں مثلاً شرک اعتقادی وغیرہ الشرك الجلي والخفي (مدارک ج ۲ ص۲۲) المراد بظاهر الاثم افعال الجوارح وباطنه افعال القلوب الخ (خازن ج ۲ ص۱۴۶) ۱۳۲ء یہاں الاثم سے مذکورہ ظاہری اور باطنی اثم ہی مراد ہے یہ تخویف اخروی ہے شرک فعلی اور شرک اعتقادی کرنے والوں کے لئے۔ ۱۳۳ء جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہیں لیا گیا انہیں مت کھاؤ یعنی ان کو حلال

موضح قرآن ف یعنی کافروں کے بہکانے پر نہ ظاہر میں عمل کرو نہ دل میں شبہ رکھو۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید یعنی میتہ حرام است الا وقت ضرورت تناول آن رخصت است واللہ اعلم ۱۲ -

نہ سمجھو وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ۔ جن جانوروں پر خالص اللہ کا نام نہ لیا جائے بلکہ غیر اللہ کا نام لیا جائے ان کو حلال جاننا فسق اور کفر ہے۔ فسق سے اس کا کامل درجہ یعنی کفر مراد ہے وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ ای من الجن والانس۔ یعنی شیاطین جن وانس اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے اور ان کو مشرکانہ افعال کی ترغیب دیتے ہیں وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اگر تم نے اے جماعت مؤمنین ان کی بات مان لی اور تحریمات لغیر اللہ کو حرام اور نذور غیر اللہ کو حلال جاننے لگے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو یاد رکھو پھر تم بھی ان جیسے مشرک ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محرمات کو حلال جاننا اور اس کے حلال کو حرام جاننا بھی شرک ہے قال الزجاج فیہ دلیل علی ان کل من احل شیئا مما حرم اللہ او حرم شیئا مما احل اللہ تعالیٰ فھو مشرک الخ (کبیر ج ۴ ص ۲۰۳) ۱۳۴ بشارت

ع ۱۴ / ۱

اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ

تو تم بھی مشرک ہوئے ف۱ بھلا ایک شخص جو کہ ۱۳۵ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ

وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

کر دیا اور ہم نے اس کو دی روشنی کہ لئے پھرتا ہے اس کو لوگوں میں

كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ

برابر ہو سکتا ہے اس کے کہ جس کا حال یہ ہو کہ پڑا ہے اندھیروں میں وہاں سے نکل نہیں سکتا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

اسی طرح مزین کر دیئے کافروں کی نگاہ ۱۳۵ میں ان کے کام ف۲

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا

اور اسی طرح کئے ہیں ہم نے ہر بستی میں گنہگاروں کے سردار

لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَمَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ

کہ حیلے کیا کریں وہاں اور جو حیلہ کرتے ہیں سو اپنی ہی جان پر

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ

اور نہیں سوچتے ف۳ اور جب آتی ہے ان کے پاس ۱۳۶ کوئی آیت

قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ

تو کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ مانیں گے جب تک کہ نہ دیا جاوے ہم کو جیسا کہ دیا گیا ہے

رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

اللہ کے رسولوں کو ف۴ اللہ خوب جانتا ہے اس موقع کو کہ جہاں بھیجے

رِسٰلَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ

اپنے پیغام عنقریب پہنچے گی گنہگاروں کو ۱۳۷ ذلت

عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

اللہ کے ہاں اور عذاب سخت اس وجہ سے کہ وہ مکر کرتے تھے

وقف منزل · وقف لازم

مع تخویف۔ یہ مومن و کافر اور موحد و مشرک کی تمثیل ہے۔ کفر و شرک کو موت اور ظلمت سے اور ایمان و توحید کو حیات اور نور سے تشبیہ دی یعنی جو شخص پہلے کافر و مشرک تھا اللہ نے اس کے مردہ دل کو زندگی عطا فرمائی اور اسے ایمان کی توفیق دے کر ہدایت کی روشنی عطا کی وہ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جو کفر و شرک کے اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور ایمان کی توفیق اور ہدایت کی روشنی سے محروم ہے كَذٰلِكَ زُيِّنَ الخ یہ انکار کی چوتھی وجہ کا اعادہ ہے ۱۳۵ یہ نہ ماننے کی چھٹی وجہ ہے۔ اَكٰبِرَ جَعَلْنَا کا مفعول اول اور مُجْرِمِيْهَا مفعول ثانی یا برعکس لِيَمْكُرُوْا لام عاقبت یعنی ہر بستی کے بڑے بڑے لوگ مجرم ہوتے ہیں اور دین حق کے خلاف مکر و فریب کی چالیں سوچتے اور لوگوں کو قبول حق سے روکتے رہتے ہیں وَمَا يَمْكُرُوْنَ الخ مکر و فریب کا وبال خود ان کی اپنی جانوں پر پڑے گا۔ اس سے وہ دین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یعنی ما یحیق ھذا المکر الا بھم لان وبال مکرھم یعود علیھم (خازن ج ۲ ص ۴۱) ۱۳۶ یہ شکوی ہے جب انکو کوئی معجزہ دکھایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں وہ معجزات نہ دکھائے جائیں جو پہلے رسولوں نے دکھائے تھے اَللّٰهُ اَعْلَمُ الخ جواب شکوی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ مرتبہ رسالت کی اہلیت کس شخص میں ہے اسی طرح اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ کون اور کس قسم کا معجزہ کس موقع کے مناسب ہے اور وہ اپنی حکمت بالغہ کے مطابق معجزات کا اظہار فرماتا ہے۔ تمہاری خواہشات کا پابند نہیں۔ حصن حصین میں ہے کہ یہ مقام قبولیت دعا کا ہے جب تلاوت کنندہ اس آیت پر پہنچے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی حاجت کے لئے دعا مانگے۔ ۱۳۷ یہ تخویف اخروی ہے صَغَارٌ ذلت و رسوائی بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ باء سببیہ ہے یعنی یہ سزا ان کو دین اسلام کے خلاف مکر و فریب کے جال بچھا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے ملے گی۔

بشارت مع تخویف · مومن نہ ماننے کی چوتھی وجہ کا اعادہ · وجہ نہ ماننے کی چھٹی · اور مضاف الیہ · جعلنا کا مفعول اول اور مجرمیہا · ثانی · شکوی · جواب شکوی · یہ مقام قبولیت دعا · تخویف اخروی

موضح قرآن ف۱ یعنی شرک فقط یہی نہیں کہ کسی کو سوائے خدا کے پوجے بلکہ شرک حکم میں بھی ہے کہ اور کا مطیع ہو جاوے۔ ف۲ اوپر ذکر تھا مردے کا یہاں کافر پر یہی مثال فرمائی یعنی اول جہان میں سب مردے تھے پھر جس کو ایمان ملا وہ زندہ ہوا اور روشنی پائی کہ اس کے منہ پر سب لوگ دیکھتے ہیں روشنی ایمان کی اور جس کو ایمان نہ ملا وہ اندھیروں میں پڑا رہا۔ ف۳ یعنی ہمیشہ کافروں کے سردار حیلے نکالتے رہے ہیں تا عوام الناس پیغمبر کے مطیع نہ ہو جاویں جیسے فرعون نے معجزہ دیکھا تو حیلہ نکالا کہ سحر کے زور سے سلطنت لیا چاہتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مراد ازین وسوسہ آنست کہ اہل جاہلیت میگفتند حرا کشتہ خود را بخورید و کشتہ خدا را نخورید ۱۲ ف۲ یعنی کافر بود ہدایت کردیمش ۱۲ ف۳ چنانکہ رؤسا کفار مکہ در نصرت کفر سعی میکردند ۱۲ ف۴ یعنی بر ہر کسی از ما جبرائیل فرود آید و وحی نازل شود ۱۲

۱۳۸ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے جسے وہ ہدایت دینا چاہے اس کے سینے میں وسعت پیدا کر دیتا ہے اور اسے قبول حق کی توفیق عطا کر دیتا ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہے اس کا
سینہ تنگ کر دیتا ہے اور اس سے قبول حق کی توفیق سلب کر لیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ اس کے قانون تکوینی کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ منیبین کو ہدایت دیتا ہے اور معاندین کو گمراہ کرتا ہے۔ ضد وعناد
کی وجہ سے ان کے دلوں میں قبول حق کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ **۱۳۹** یہ مذکورہ بیان کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تحریمات غیر اللہ کو اٹھانا اور غیر اللہ کی نذور کو حرام جاننا شرک اعتقادی اور شرک
فعلی سے اجتناب کرنا یہ تمام چیزیں ہی صراط مستقیم اور یہی اللہ کا دین ہے جو اس نے مقرر فرمایا ہے۔ ای ھٰذا الدین الذی شرعناہ لك یا محمد بما اوحینا الیك ھٰذا القراٰن ھو

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ
سو جس کو اللہ چاہتا ۱۳۸ ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو
لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ
واسطے قبول کرنے اسلام کے اور جس کو چاہتا ہے کہ گمراہ کرے کر دیتا ہے
صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي
اس کے سینہ کو تنگ بے نہایت تنگ گویا وہ زور سے چڑھتا ہے
السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ
آسمان پر اسی طرح ڈالے گا اللہ عذاب کو
عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَهٰذَا صِرَاطُ
ایمان نہ لانے والوں پر اور یہ ہے ۱۳۹ راستہ
رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
تیرے رب کا سیدھا ہم نے واضح کر دیا نشانیوں کو غور کرنے
يَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ
والوں کے واسطے انہی کے لئے ہے ۱۴۰ سلامتی کا گھر اپنے رب کے ہاں اور
هُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ وَيَوْمَ
وہ ان کا مددگار ہے بسبب ان کے اعمال کے اور جس دن ۱۴۱
يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ
جمع کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی واقعی تم نے
اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ
بہت کچھ تابع کر لئے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے ان کے دوستدار
مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ
آدمیوں میں سے اے رب ہمارے کام نکالا ہم نے ایک دوسرے سے

۱۳۸ ترغیب ۱۲
۱۳۹ زجر ۱۲
۱۳۹ ای المذکور من قبل یعنی شرک اعتقادی او فعلی سے اجتناب کرنا ۱۲
۱۴۰ بشارت اخروی ۱۲
۱۴۱ تخویف اخروی ۱۲
۱۴۲ اس سے پہلے یقول مقدر ہے ۱۲
۱۴۳ یعنی جنوں نے انسانوں کی تابعداری ۱۲

صراط اللہ المستقیم الخ (ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷۵)
۱۴۰ بشارت اخروی ہے ضمیر مجرور قوم یذکرون کی طرف راجع ہے۔ یعنی جو لوگ اللہ کی آیتوں سے نصیحت حاصل کرتے اور ان کے مطابق عمل کرتے ہیں آخرت میں ان کے لئے سلامتی اور امن ہے اور یہ ان کے اعمال صالحہ کی جزاء ہوگی۔ **۱۴۱** یہ تخویف اخروی ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ اس سے پہلے یَقُوْلُ مقدر ہے اِسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ تم نے بہت سے انسانوں کو اپنے تابع کر لیا اور بہت سوں کو گمراہ کیا اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ضمیر مجرور الجن کی طرف راجع ہے اور اولیاء سے مراد متبعین ہیں وقال اولیاء الجن ای الکفار من الانس (بحر ج ۴ ص ۲۲۰) ای الذین اطاعوھم واتبعوھم (روح ج ۸ ص ۲۵) جن لوگوں نے دنیا میں شیاطین کی پیروی کی وہ اظہار ندامت اور اعتراف جرم کے طور پر کہیں گے اے اللہ بیشک ہم ایک دوسرے سے (یعنی جن انسانوں سے اور انسان جنوں سے) فائدہ اٹھاتے رہے ہیں اور آج اس میعاد پر آ پہنچے ہیں جو تو نے مقرر کر رکھی تھی یعنی قیامت۔ ایک دوسرے سے فائدہ اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں بعض مشرک جنوں کی پناہ ڈھونڈتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ وہ جنوں کی پناہ میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف جنوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ انسانوں کی نظروں میں معظم و مقدس ہو جاتے ہیں۔ عن الحسن وابن جریج والزجاج وغیرھم ان استمتاع الانس بهم انهم كانوا اذا سافر احدهم وخاف

الجن قالوا اعوذ بسید ھٰذا الوادی واستمتاعهم بالانس اعترافهم بانهم قادرون علی اعاذتهم واجارتهم (روح. قال ابن عباس ایضا ومقاتل استمتاع الانس بالجن قال بعضهم اعوذ بعظیم ھٰذا الوادی من شر اهله اذا بات بالوادی فی سفره واستمتاع الجن بالانس افتخارهم علی قومهم وقولهم قد سدنا الانس حتی صاروا یعوذون بنا (بحر)

موضح قرآن **ف** اول فرمایا تھا کہ کافر قسمیں کھاتے ہیں کہ ایک آیت دیکھیں تو البتہ یقین لاویں اور اب فرمایا کہ ہم نہ دیں گے ایمان تو کیونکر لاویں گے بیچ میں مردہ ملا کر کیسے حیلے نقل کئے اب اس بات کا جواب فرمایا کہ جسکی عقل سیدھی طرف چلے کہ اپنی بات نہ چھوڑے جو دلیل دیکھے کچھ حیلہ بنالے وہ نشان ہے گمراہی کا اور جسکی عقل چلے انصاف پر اور تکبر نہ کرے یہ نشان ہدایت کا انکو لوگوں میں نشان ہیں گمراہی کے انکو کوئی آیت اثر نہ کریگی **ف ۲** یعنی جبر نہ کرے گا کہ زبردستی اس کی عقل کو دل نہ دیتا سیدھی راہ ہے۔

فتح الرحمن **ف ۱** یعنی بفہمانند ش حقیقت اسلام و محاسن آن ۱۲ **ف ۲** یعنی ہر چند میخواہند حقیقت اسلام و محاسن آن بفہمند نمی توانند ۱۲ **ف ۳** یعنی ای شیاطین ۱۲ **ف ۴** یعنی تابعان ایشان از کفار ۱۲ **ف ۵** یعنی متبوعان خوش وقت شدند بتابعان و تابعان محظوظ شدند از متبوعان ۱۲

١٤٢ھ یہ ماقبل سے استثناء ہے اور اس سے معلوم ہوا ہے کہ مشرکین کو کبھی کبھی دوزخ سے باہر نکالا جائے گا اور اس سے مراد وہ وقفہ ہے جب ان کو ما رحمیم (گرم پانی) پلانے کے لئے باہر لایا جائے گا۔ یا جب ان کو طبقہ زمہریر یہ میں داخل کیا جائے گا۔ (روح) یا کوئی اور عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ فرمایا سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (روح) کذا قال الشیخ قدس سرہ **١٤٣ھ** نہ ماننے کی ساتویں وجہ۔ یعنی بوجہ شرک تمام مشرکین ایک دوسرے کے دوست بن جاتے ہیں اور دعوائے توحید کو قبول نہیں کرتے۔ جیسا کہ سورۂ عنکبوت ۲۶ میں ہے اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ

وَبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِیْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ؕ قَالَ النَّارُ
اور ہم پہنچے اپنے اس وعدہ کو جو تو نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا ف۱ فرمائیگا آگ
مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
ہے گھر تمہارا رہا کرو گے اسی میں مگر جب چاہے اللہ ف۲ ۱۴۲ھ
اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ وَكَذٰلِكَ
البتہ تیرا رب حکمت والا خبردار ہے ف۱ اور اسی طرح
نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا
ہم ساتھ ملا دینگے ۱۴۳ھ گنہگاروں کو ایک کو دوسرے سے ان کے
یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ
اعمال کے سبب اے جماعت جنوں ۱۴۴ھ کی اور انسانوں کی کیا نہیں
یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْكُمْ
پہنچے تھے تمہارے پاس رسول تمہی میں کے کہ سناتے تھے تم کو
اٰیٰتِیْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ
میرے حکم اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے پیش آنے سے
قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ
کہیں گے کہ ہم نے اقرار کر لیا اپنے گناہ کا اور ان کو دھوکا دیا دنیا کی
الدُّنْیَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا
زندگی نے اور قائل ہو گئے اپنے اوپر اس بات کے کہ وہ
كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ یَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ
کافر تھے ف۲ ف۱ یہ اس واسطے کہ تیرا ۱۴۵ھ رب ہلاک کرنے والا نہیں
الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلٍّ
بستیوں کو ان کے ظلم پر اور وہاں کے لوگ بے خبر ہوں ف۲ اور ہر ایک کے ۱۴۶ھ لئے

ع ١٥ ٢

دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا
جس طرح مشرک پیر کے مرید باہم پیر بھائی ہوتے ہیں اور اہل توحید کی بات نہیں مانتے **١٤٤ھ** تخویف اخروی ہے اور اس سے قبل یُقَالُ لَهُمْ مقدر ہے یعنی قیامت کے دن ان سے یہ کہا جائے گا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا یہ کفار جن و انس کی طرف سے اعتراف ہوگا کہ بلا شبہ ان کے پاس اللہ کے رسول آئے مگر وہ دنیوی عیش میں منہمک اور ظاہری شان و شوکت پر مغرور ہو گئے اور اللہ کے رسولوں کا انکار کر دیا۔ **١٤٥ھ** اشارہ مضمون مذکور کی جانب ہے یعنی ہم اپنی آیتیں بیان کرنے والے، ڈر سنانے والے اور خوشخبری دینے والے رسولوں کو اس لئے بھیجتے ہیں تاکہ لوگوں پر ہماری حجت قائم ہو جائے اور یہ بات ہمارے دستور کے خلاف ہے کہ لوگ ہمارے احکام سے بیخبر ہوں اور ان کے پاس کوئی رسول نہ بھیجا ہو۔ اور پھر ان کو ہلاک کر دیا جائے ای لا یھلکھم حتی یبعث الیھم رسولا (بحر ج ۴ ص ۲۲۲) **١٤٦ھ** لِكُلٍّ کی تنوین مضاف الیہ محذوف کے عوض ہے اصل میں تھا لکل عامل بطاعة اللہ او بمعصیته درجات ای منازل یبلغھا بعمله ان کان خیرا فخیر وان کان شرا فشر (خازن ج ۲ ص ۱۵۲) یعنی ہر مومن و کافر کو اس کے اعمال کے مطابق درجہ ملے گا۔ جس طرح مومن و کافر کے درجات میں تفاوت ہے اسی طرح مومنوں اور کافروں کے درجات میں بھی کثرت و قلت حسنات و سیئات کے اعتبار سے تفاوت ہو گا۔

موضح قرآن ف۱ دنیا میں جو انسان بت پوجتے ہیں وردہ فی الحقیقت جن ہیں اس خیال پر کہ وہ ہماری حاجت پوری کر دینگے انکو نیازیں چڑھاتے ہیں جب آخرت میں وہ جن اور انسان برابر پکڑے جاویں گے تب یوں عذر کرینگے کہ ہم نے پوجا نہیں لیکن آپس کی کارروائی کر لی تھی اور یہ جو فرمایا کہ آگ میں رہا کریں مگر جو چاہے اللہ اس واسطے کہ اگر عذاب دوزخ دائم ہے تو اسی کے چاہنے سے ہے وہ چاہے تو موقوف کرے لیکن ایک چیز چاہ چکا **ف۲** اس سورہ میں اوپر مذکور ہوا کہ اول کافر اپنے کفر کا انکار کریں گے پھر حق تعالیٰ تدبیر سے ان کو قائل کرے گا۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی برائے حساب ماپس در حق ما چہ حکم است ۱۲ **ف۲** یعنی در حق اہل نجات ۱۲ **ف۳** مراد آنست کہ آیا نیامدہ اند یعنی از مجموع جن و انس و آن صادق است بہودن رسل از انس مبعوث بانس و جن ۱۲ **ف۴** یعنی قبل از بعث رسل عقوبت نمی آید ۱۲۔

۱۴۷ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یہاں اگر کسی کے دل میں یہ اشکال پیدا ہو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت اور صفت عذاب دونوں کو کیوں جمع کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں کو بیان کرنا مقصود ہے کہ بیشک اللہ رحیم اور مہربان ہے۔ لیکن نافرمانوں کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے۔ تائید وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ تم نہیں مانو گے تو وہ تمہیں ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو آباد کر دے گا جس طرح تم سے پہلے لوگوں کی جگہ تم کو دی۔ إِنَّ مَا تُوعَدُونَ الخ

دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ
درجے ہیں ان کے عمل کے اور تیرا رب بے خبر نہیں

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ
ان کے کام سے اور تیرا رب بے پروا ۱۴۷ ہے رحمت والا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ
اگر چاہے تو تم کو لے جاوے اور تمہارے پیچھے قائم کر دے

مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ
جس کو چاہے۔ جیسا تم کو پیدا کیا اوروں کی اولاد

اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ ؕ اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ
سے جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور آنے والی ہے اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
عاجز نہیں کر سکتے تو کہہ دے اے لوگو ۱۴۸ تم کام کرتے رہو اپنی جگہ پر

اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ
میں بھی کام کرتا ہوں سو عنقریب جان لو گے تم کہ کس کو ملتا ہے

عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾
عاقبت کا گھر بالیقین بھلا نہ ہوگا ظالموں کا

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ
اور ٹھہراتے ہیں اللہ ۱۴۹ کا اس کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مواشی میں

نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا
ایک حصہ پھر کہتے ہیں یہ حصہ اللہ کا ہے اپنے خیال میں اور یہ

لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى
ہمارے شریکوں کا ہے سو جو حصہ ۱۵۰ ان کے شریکوں کا ہے وہ تو نہیں پہنچتا

ع ۱ تخویف دنیوی یعنی بیشک اللہ تعالیٰ مہربان تو ہے لیکن عذاب دینے کے طریقے بھی اس کو معلوم ہیں۔ اور وہ دے بھی سکتا ہے ۱۳۰ ع ۲ تخویف اخروی

ع نیازات غیر اللہ کا دوسری بار بیان تفصیل اس میں وہ صورتیں بیان کی گئی ہیں ۱۲

تمہیں جس چیز (عذاب یا قیامت) کا وعدہ دیا جا رہا ہے وہ آ کر رہے گی۔ اللہ کے وعدے میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اور نہ تم ہی اس کو روکنے کی قدرت اور طاقت رکھتے ہو۔ ۱۴۸ یہاں اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ تک تخویف اخروی ہے۔ ۱۴۹ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کا دوسری بار ذکر ہے پہلے قَدْ فَصَّلَ الخ میں اجمالاً ذکر کیا یہاں قدرے تفصیل سے ذکر فرمایا یعنی مشرکین نہ صرف چوپایوں ہی سے غیر اللہ کا حصہ نکالتے ہیں بلکہ وہ غلوں اور پھلوں سے بھی غیر اللہ کی نذر و نیاز مقرر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف وہی جانور حرام نہیں جسے غیر اللہ کی تعظیم کیلئے ذبح کیا جائے بلکہ وہ بھی حرام ہے جو زندہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کے طور پر دیدیا جائے۔ مشرکین زمین کی پیداوار سے اور جانوروں سے اپنے معبودوں کی نیاز کے حصے معین کر دیتے تھے اور ساتھ اللہ کا حصہ بھی متعین کرتے تھے۔ ۱۵۰ اپنے معبودانِ باطلہ کی نذر و نیاز کے حصول کو اللہ کی نذر کے مصارف میں خرچ نہیں کرتے تھے لیکن اللہ کی نذروں کو اپنے معبودوں کی نذروں کے مصارف میں خرچ کر دیتے تھے۔ ای فما عینوه لشرکائهم لا یصرف الی الوجوه التی یصرف الیها ما عینوه لله تعالی وما عینوه لله تعالی یصرف الی الوجوه التی

فتح الرحمٰن ف اہل جاہلیت احکامی چند اختراع کردہ بودند از انجملہ آنست کہ از زراعت و مواشی پارہ برائی خدا مقرر میکردند و پارہ برائے بتان و حصۂ خدا بر مساکین و ضیفان صرف میکردند و حصۂ بتان بآستانہ بتان بمیر سانیدند پس اگر چیزی از حصۂ خدا در حصۂ بتان مخلوط میشد ترک میکردند کہ خدا حاجت ندارد و اگر حصۂ بتان در حصۂ خدا مخلوط میشد آنرا جدا میکردند کہ بتان محتاج اند و از انجملہ آنست کہ قتل دختران تجویز میکردند و پیشوایان ایشان بدین معنی فتوی دادہ بودند و از انجملہ آنست کہ بعض زراعت و مواشی را حجر میساختند کہ غیر سدنہ بتان کسی دیگر نخورد و آنچہ برای بتان ذبح میکردند نام خدا بران نمیگرفتند و از انجملہ آنست کہ چون بحائر و سوائب بچہ میزادند اگر زندہ بودی مردان را حلال میدانستند نہ زنان را و اگر مردہ بودی ہمہ را حلال میدانستند خدا تعالی رد این مذاہب باطلہ فرمود و آنچہ حکم حق است بیان فرمود و محرماتی کہ از اہل ملل بران متفق اند ذکر کرد واللہ اعلم ۱۲۔

۱۵۱ یہ غیر اللہ کی نذر و نیاز کی ایک تیسری شق کا بیان ہے۔ جس طرح مشرکین پھلوں، غلوں اور چوپایوں سے غیر اللہ کا حصّہ نکالتے تھے اسی طرح وہ اپنی اولاد میں سے بھی بعض کو اپنے معبودوں کی نذر کے طور پر ذبح کرتے تھے وقیل انہم کانوا ینذرون لاحدہم اذا بلغ بنوہ عشرۃ نحر واحد منہم (روح ج ۸ ص ۳۱) شُرَكَآؤُهُمْ۔ زَيَّنَ کا فاعل اور قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ اس کا مفعول ہے۔ چونکہ معبودوں سے محبت وعقیدت ان سے یہ کام کراتی تھی اور اسی وجہ سے وہ اس کام کو عبادت سمجھتے تھے اس لئے مجازاً فعل تزیین کو شرکاء کی طرف منسوب کیا گیا **۱۵۲** یہ تحریمات غیر اللہ کا دوسری بار ذکر ہے۔ یہاں باقی ماندہ صورتوں میں سے چار کا ذکر ہے (۱) هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ کچھ چوپایوں اور کھیتوں کو وہ اپنے معبودوں کے لئے مقرر کر دیتے تھے اور کہتے تھے انہیں کوئی نہیں کھا سکتا (۲) وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا بعض نامزد چوپایوں پر سواری کرنے اور بوجھ لادنے کو حرام سمجھتے تھے (۳) وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا جن چوپایوں کو وہ غیر اللہ کے لئے نامزد کرتے تھے ذبح کے وقت ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے (۴) وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا الخ بحائر وسوائب کے بارے میں وہ یہ فیصلہ کر دیتے تھے کہ ان کے پیٹ کا بچہ اگر زندہ پیدا ہو تو مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام ہوگا اور اگر مردہ پیدا ہو تو دونوں جنسوں کے لئے حلال ہوگا۔ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ ان معبودوں کے لئے تحریمیں کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے کہ ہم نے اس کے برگزیدہ بندوں کی تعظیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس فعل کو اپنی ذات مقدسہ پر افترا قرار دیا۔ اور اس افترا پر ان کو تخویف اخروی سنائی۔

اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ؕ

اللہ کی طرف اور جو اللہ کا ہے وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کی طرف

سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ

کیا ہی بُرا انصاف کرتے ہیں ف۱ اور اسی طرح مزین ۱۵۱ کر دیا بہت سے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ

مشرکوں کی نگاہ میں ان کی اولاد کے قتل کو ان کے شریکوں نے ف۲

لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ

تاکہ ان کو ہلاک کریں اور رلا ملا دیں ان پر ان کے دین کو اور

شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

اللہ چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے سو چھوڑ دے وہ جانیں اور ان کا جھوٹ

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ

اور کہتے ہیں کہ یہ مواشی ۱۵۲ اور کھیتی ممنوع ہے اس کو کوئی نہ کھاوے

اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ

مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے موافق اور بعضے مواشی پر چڑھنا حرام کیا

ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ

اور بعض مواشی کے ذبح کے وقت نام نہیں لیتے اللہ

اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا

اللہ پر بہتان باندھ کر عنقریب وہ سزا دیگا ان کو اس کا

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ

جھوٹ کی اور کہتے ہیں جو کچھ ان مواشی

هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ

کے پیٹ میں ہے ف۳ اس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہے

ف۱ نذر غیر اللہ کی تیسری صورت کا ذکر ہے ۱۲
ف۲ یعنی ان کے ساتھ مشرکانہ محبت کی وجہ سے وہ قتل اولاد کو بھی پسندیدہ نفع سمجھ رہے ہیں۔ اس ہر یا الامر عاقبت کار ہے ۱۲
ف۳ واو بمعنی مع اور ما یفترون سے مراد مشرکین
ف۴ تحریمات مشرکین کا دوسری بار ذکر ہے اس میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں ۱۲۔ پہلی صورت ۱۲۔ دوسری صورت ۱۲۔ تیسری صورت ۱۲۔ چوتھی صورت ۱۲

موضح قرآن ف۱ کافر اپنی کھیتی میں سے اور مواشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے۔ پھر بعض جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے ان سے زیادہ ڈرتے اب جاننا چاہئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کہ اس کی راہ میں جن کو دلوا دیا ہے انکو دینا اس کا فائدہ اس کو نہیں پہنچتا اسکی حکم برداری ہے اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب سے فائدہ دینے والے کو پھر جو کسی بزرگ کے واسطے کچھ دے اگر اسی وضع پر دے تو شرک ہے جس پر اللہ نے الزام دیا مگر اس بزرگ کو اپنی جگہ ٹھہراوے کہ اس کی طرف سے اللہ کی راہ میں جن کو کہا ان کو دے تو حکم برداری ہے۔ اللہ کی اور چیز فقیر کو اور ثواب اس شخص کے بدلے اس بزرگ کو یا اس کو فقیر کی جگہ ٹھہراوے کہ چیز اس کی کر دے پھر اس کی چیز لوگوں کے کام آئی تو اس کو ثواب ہوا یہ صورت مشکوک ہے پہلی صورت بے شک ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی شیاطین کہ وسوسہ کردہ اند یا پیشوایان کہ مذہب قرار دادہ اند ۱۲ **ف۲** یعنی در حکم بحائر وسوائب باشد ۱۲

١٥٣ اس آیت میں بالاختصار دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا ہے قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ میں نذر غیر اللہ کا اور وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ میں تحریمات غیر اللہ کا اِفْتِرَآءً مصدر بمعنی اسم فاعل حَرَّمُوْا کے فاعل سے حال واقع ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ کا اور تحریمات غیر اللہ کا تیسری بار ذکر ہے۔ **١٥٤** یہ نذر غیر اللہ کا چوتھی بار ذکر ہے یہاں سے اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ تک غلوں، پھلوں اور میووں کی مختلف انواع واقسام کا ذکر کر کے فرمایا ان سے خالص اللہ کا حق ادا کرو اور ان میں غیر اللہ کی نذر و نیاز مت دو مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ بعض مفسرین نے ان دونوں صفتوں کو انگور سے متعلق کیا ہے یعنی بعض انگور ایسے ہیں جن کے لئے لکڑی کے عرش (چھپر) بنا کر ان پر ان کو چڑھایا جاتا ہے اور بعض ویسے ہی زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ بعض کے نزدیک معروشات سے انگور اور دوسری اسی قسم کی بیلیں مراد ہیں جو عریش پر چڑھائی جاتی ہیں اور غیر معروشات سے تناور درخت مراد ہیں۔ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ یعنی یہ پھل اور میوے شکل وصورت اور رنگ میں تو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن ذائقہ میں مختلف ہیں۔ کوئی میٹھا کوئی ترش اور کوئی تلخ۔ متشابها فی اللون غیر متشابه فی الطعم (مدارک ج ٢ ص ٢٢) **١٥٥** یعنی مذکورہ بالا اشیاء میں سے اللہ کا حق ادا کرو جو اس نے تم پر فرض کیا ہے واٰتوا حقه الذی اوجبه الله تعالٰی (روح) مشرکین زمین کے حاصلات سے اللہ کا حصہ تو پہلے بھی نکالتے تھے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا الخ (ع ١٦) اس لئے یہاں مراد یہ ہے اٰتُوْا حَقَّهٗ خَالِصَةً یعنی زمین کی پیداوار سے صرف اللہ ہی کا حق ادا کرو اور اس میں سے نذر و نیاز صرف اللہ ہی کے نام کی دو وَلَا تُسْرِفُوْا امام مجاہد اور امام زہری کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی نافرمانی میں خرچ نہ کرو المعنی لا تنفقوا فی معصية الله تعالٰی (روح ج ٨ ص ٣٨) امام مقاتل فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ معبودانِ باطلہ کو چوپایوں اور زمین کی پیداوار میں شریک نہ کرو یعنی ان سے ان کے نام کی نذریں نیازیں مت دو قال مقاتل المراد لا تشرکوا الاصنام فی الحرث والانعام (روح۔ خازن ج ٢ ص ١٥٥)

عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ

ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مردہ ہو تو اس کے کھانے میں سب

شُرَكَآءُ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ

برابر ہیں وہ سزا دے گا ان کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا

عَلِيْمٌ ﴿١٣٩﴾ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ

جاننے والا ہے ف بیشک خراب ہوئے ١٥٣ جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو

سَفَهًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ

نادانی سے بغیر سمجھے اور حرام ٹھہرا لیا اس رزق کو جو اللہ نے

افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا

ان کو دیا بہتان باندھ کر اللہ پر بیشک وہ گمراہ ہوئے اور نہ آئے

مُهْتَدِيْنَ ﴿١٤٠﴾ ۧ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ

سیدھی راہ پر ف اور اسی نے پیدا کئے ١٥٤ باغ

مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ

جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں ف اور جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے ف٢ اور کھجور کے

وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَ

درخت اور کھیتی کہ مختلف ہیں ان کے پھل اور پیدا کیا زیتون کو اور

الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا

انار کو ایک دوسرے کے مشابہ اور جدا جدا بھی ف٣ کھاؤ

مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ

ان کے پھل میں سے جس وقت پھل لاویں اور ادا کرو ١٥٥ انکا حق جس دن

حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ

ان کو کاٹو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو خوش نہیں آتے

ع ١٦ / ٣

س ١ اس میں دونوں مضمونوں کا اعادہ ہے ١٢ سے ٢ نیازات غیر اللہ کا اعادہ ١٢ سے ٣ تحریمات مشرکین کا اعادہ ١٢ سے ٣ یعنی اپنی تحریمات اور نیازات کو اللہ کی رضا کا موجب سمجھ کر یہی اللہ پر افتراء ہے ١٢ سے ٣ نیازات مشرکین کا تیسری بار ذکر ہے یہاں سے اور پھلوں کی مختلف انواع و اقسام کا ذکر ہے ١٢ اسکا حق ادا کرو یعنی خالص اللہ کا یعنی سب پیداوار کا اللہ ہی ہے غیروں کی نذر نہ نکالو ١٢

موضح قرآن ف١ ایک یہ مسئلہ بھی بنایا تھا کہ جانور ذبح کیا اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کھاویں اور عورتیں نہ کھاویں اور مردہ نکلے تو سب کھاویں بے سند مسئلہ بنانا گناہ سخت ہے اس پر ان کو الزام دیا ہمارے دین میں مرد عورت کا کچھ فرق نہیں اگر زندہ نکلے تو ذبح کر کے حلال ہے بغیر ذبح مردار اور اگر مردہ نکلے اور معلوم ہو کہ جان پڑی تھی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہیں **ف٢** بیٹیوں کا مارنا روا رکھتے تھے اور یہ سخت وبال ہے۔

فتح الرحمٰن ف١ یعنی درختانِ انگور و مانند آن ١٢ **ف٢** یعنی درختان بر ساق ایستادہ ١٢ **ف٣** یعنی افراد ہر نوعی باعتبار صورت مانند یکدیگر اند و باعتبار مزہ نہ ١٢۔

۱۵۶ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا دونوں جَنّٰتٍ پر معطوف ہیں۔ یہ تحریمات غیر اللہ کا چوتھی بار تفصیل سے ذکر ہے حَمُوْلَةً سے وہ چوپائے مراد ہیں جو بوجھ اٹھاتے ہیں اور فرش سے وہ مراد ہیں جنہیں ذبح کے لئے زمین پر گرایا جاتا ہے یا جن کے بالوں سے بنے ہوئے فرش زمین پر بچھائے جاتے ہیں کُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ یعنی ان میں سے جو حلال ہیں انہیں کھاؤ اور زمانۂ جاہلیت کی تحریمات کو اٹھاؤ اور اللہ کا شکر بجالاؤ اور شیطان کی پیروی میں اللہ کی حلال چیزوں کو حرام نہ کرو۔ ای مما احله الله لكم ولا تحرموا كفعل الجاهلية وهذا نص فی الاباحة وازالة ما سنه الكفار من البحيرة والسائبة (بحر ج۴ ص۲۳۹) **۱۵۷** یہ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا سے بدل ہے یہاں حلال چوپایوں کی آٹھ جوڑوں میں تقسیم فرمائی اثنین (دو) سے ہر جگہ نر و مادہ مراد ہے

الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ

بیجا خرچ کرنے والے **ف** اور پیدا کئے مواشی میں بوجھ اٹھانے والے **۱۵۶** اور

فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا

زمین سے لگے ہوئے کھاؤ اللہ کے رزق میں سے اور مت چلو

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۴۲﴾

شیطان کے قدموں پر وہ تمہارا دشمن ہے صریح **ف۲**

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ

پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ **۱۵۷** بھیڑ میں سے دو اور

الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ

بکری میں سے دو پوچھ تو کہ دونوں نر اللہ نے حرام کئے ہیں یا

الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ

دونوں مادہ یا وہ بچہ کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان

الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

دونوں مادہ کے بتلاؤ مجھ کو سند سے **۱۵۸** اگر تم سچے ہو

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ

اور پیدا کئے اونٹ میں سے دو **۱۵۹** اور گائے میں سے دو

قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

پوچھ تو دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ بچہ

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ اَمْ كُنْتُمْ

کہ اس پر مشتمل ہیں بچہ دان دونوں مادہ کے کیا تم

شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ

حاضر تھے **۱۶۰** جس وقت تم کو اللہ نے یہ حکم دیا تھا پھر اس سے زیادہ ظالم کون **۱۶۱**

ضَاْنٌ سے اس نے نر و مادہ پیدا کیا یعنی دنبہ اور دنبی۔ مینڈھا اور بھیڑ بھی یہاں اسی میں داخل ہے۔ اور ایک جوڑا معز کا پیدا فرمایا یعنی بکرا اور بکری قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ الخ استفہام انکار و توبیخ کے لئے ہے دبحر) اور اس میں مشرکین سے اس خود ساختہ تحریم پر دلیل عقلی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ یعنی اللہ نے یہ دونوں جوڑے تمہارے انتفاع کے لئے پیدا فرمائے ہیں اب تم بتاؤ کہ تم نے ان کے نر و مادہ اور مادہ کے پیٹ کے بچے کے بارے میں اپنی طرف سے حلت و حرمت کے جو احکام وضع کر رکھے ہیں یہ تم نے کہاں سے اخذ کئے ہیں۔ ان کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے کیا اللہ نے ان جوڑوں کے نروں کو حرام کیا ہے؟ یا ماداؤں کو یا ان بچوں کو جو ابھی مادہ جانوروں کے رحموں ہی میں ہیں۔ اگر کسی جانور کا نر ہونا اسکی حرمت کی علت ہے تو ہر نر جانور حرام ہونا چاہئے اور اگر اس کا مادہ ہونا حرمت کی علت ہے تو اس صورت میں تمام مادہ جانور حرام ہونے چاہئیں اور اگر بچے کا مادہ کے رحم میں ہونا اسکی حرمت کا سبب ہے تو ہر چوپایہ (نر و مادہ) حرام ہونا چاہئے تو اس سے معلوم ہوا کہ ان کی بلا وجہ تحریم محض تسویل شیطان اور تلبیس ابلیس ہے فلو عُلل بالذکورة وجب ان یحرم الذکر او بالانوثة فکذلک او باشتمال الرحم وجب ان یحرما لاشتمالها علیهما (بحر)

۱۵۸ عِلْمٍ سے یہاں نقلی دلیل مراد ہے۔ یعنی اگر تمہارے پاس ان مزعومہ تحریمات پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں تو کوئی نقلی دلیل ہی پیش کرو۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کا قول یا گذشتہ کتب سماویہ میں سے کسی کا کوئی حوالہ۔ **۱۵۹** اسی طرح ابل کا اس نے جوڑا پیدا کیا یعنی اونٹ اور اونٹنی اور بقر سے ایک جوڑا۔ بیل اور گائے۔ بھینس اور بھینسا بھی اسی میں داخل ہیں قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ الخ اس کی تقریر وہی ہے جو حاشیہ (۱۵۷) میں گذر چکی ہے۔ **۱۶۰** اس سے دلیل وحی کی نفی مقصود ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی کیا تم بقائمی ہوش و حواس سن رہے تھے جب اللہ نے تم کو اس تحریم کا حکم دیا تھا؟ مطلب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا حاصل یہ کہ ان تحریمات باطلہ کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں نہ عقلی و نقلی اور نہ دلیل وحی۔ **۱۶۱** یہ زجر ہے اور دفاع تفریعیہ ہے یعنی جب تمہارے پاس کسی قسم کی کوئی دلیل نہیں تو تم اپنی طرف تحریمیں کرنے کی وجہ سے اللہ پر افترا کر رہے ہو اور تم سب سے بڑے ظالم ہو۔ کیونکہ جو شخص لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی طرف سے احکام وضع کر کے خداوند تعالیٰ پر افترا کرتا ہے وہ سب سے بڑا ظالم اور گنہگار ہے اس سے بڑھ کر کوئی بدکردار نہیں ہو سکتا۔

موضح قرآن **ف** اس کا حق دو جس دن کٹے یعنی زکات اور مال کی زکات ہے برس کے بعد اور اس کی زکات اسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو اسکے محصول میں حق اللہ ہے۔ اگر پانی دیئے سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ **ف۲** لدنے والے اونٹ اور بیل اور دنبے بکری اور بھیڑ۔

فتح الرحمن **ف۱** یعنی نقل صحیح بیارید از ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام و از کتب الہیہ ۱۲۔

۱۶۲؎ یہ نذر غیر اللہ کا پانچویں بار ذکر ہے۔ اس آیت میں نذر غیر اللہ فِسۡقًا اُهِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ سے تعبیر کیا گیا ہے فِسۡقًا کا مضاف محذوف ہے۔ جسے حذف کرکے اس کو اس کے قائم مقام کیا گیا ہے ای ذات فسق اور یہ موصوف مقدر کی صفت ہے ای کلمۃ ذات فسق یعنی فسق و معصیت کا دہ کلمہ بھی حرام ہے۔ جس کے ذریعے غیر اللہ کی نذر مانی جائے۔ لہٰذا نذر غیر اللہ بطریق اولی حرام ہے۔ یہ تفسیر حضرت شیخ قدس سرہٗ کے قول کے مطابق ہے۔ دیگر مفسرین کے نزدیک اصل میں شَیۡئًا فِسۡقًا ہے اور اس کو عین فسق اس لئے قرار دیا کہ یہ فعل انتہائی فسق اور اللہ کی نافرمانی سے ناشی ہے۔

۱۶۳؎ یہ سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ تھا کہ اگر ان چیزوں کے علاوہ باقی تمام چیزیں حلال ہیں تو ہر ذی ظفر (کھروالا) جانور جس کی انگلیاں پھٹی ہوئی نہ ہوں اور گائے اور بکری کے بعض حصے یہود پر کیوں حرام کیے گئے تو اس کا جواب دیا گیا کہ ان چیزوں کی حرمت نہ سب کے لئے تھی نہ ابدی تھی۔ بلکہ یہ چیزیں تو صرف یہود پر بطور سزا حرام کی گئیں جیسا کہ فرمایا۔ ذٰلِكَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِبَغۡیِهِمۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ یعنی یہ چیزیں ہم نے ان پر ان کی سرکشی اور ان کے کفر و عناد کی سزا کے طور پر حرام کی تھیں۔

مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ
جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے

بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ؏ ﴿۱۴۴﴾
بلا تحقیق بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالم لوگوں کو

ع ۱۷ / ۴

قُلۡ لَّاۤ اَجِدُ فِیۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ
تو کہہ دے کہ میں نہیں ۱۶۲؎ پاتا اس وحی میں کہ مجھ کو پہنچی ہے کسی چیز کو حرام کھانیوالے پر

یَّطۡعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنۡ یَّكُوۡنَ مَیۡتَةً اَوۡ دَمًا مَّسۡفُوۡحًا
جو اس کو کھاوے مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو یا بہتا ہوا خون

اَوۡ لَحۡمَ خِنۡزِیۡرٍ فَاِنَّهٗ رِجۡسٌ اَوۡ فِسۡقًا اُهِلَّ
یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جاوے

لِغَیۡرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ
اللہ کے سوا کسی اور کا پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جاوے نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی

فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَعَلَی الَّذِیۡنَ هَادُوۡا
تو تیرا رب بڑا معاف کرنے والا ہے نہایت مہربان ف۱ ط۱ اور یہود پر ۱۶۳؎

حَرَّمۡنَا كُلَّ ذِیۡ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الۡبَقَرِ وَالۡغَنَمِ
ہم نے حرام کیا تھا ہر ایک ناخن والا جانور اور گائے اور بکری میں سے

حَرَّمۡنَا عَلَیۡهِمۡ شُحُوۡمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتۡ
حرام کی تھی ان کی چربی مگر جو لگی ہو

ظُهُوۡرُهُمَاۤ اَوِ الۡحَوَایَاۤ اَوۡ مَا اخۡتَلَطَ بِعَظۡمٍ ؕ
پشت پر یا انتڑیوں پر یا جو چربی کہ ملی ہو ہڈی کے ساتھ

ذٰلِكَ جَزَیۡنٰهُمۡ بِبَغۡیِهِمۡ ۫ۖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۱۴۶﴾
یہ ہم نے ان کو سزا دی تھی ان کی شرارت پر اور ہم سچ کہتے ہیں ف۲

۱؎ نذر غیر اللہ کا پانچویں بار ذکر ۱۲

۲؎ جواب سوال مقدر ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جو جانور کھانے دستور ہیں ان میں سے یہی حرام ہے ف۲ مواشی ہیں سے ناخن دار یعنی اونٹ ان پر حرام تھا سو ان کی بے حکمیوں سے ان پر سخت پکڑا تھا اصل یہ چیزیں حرام نہیں۔

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید مراد حصر اضافی است بہ نسبت بہیمۃ الانعام وآن اصناف ثمانیہ مذکور است سگ و شیر و باز وغیر آن اگرچہ حرام است از بہیمۃ الانعام نیست و دران بحث ندا شتند ۱۲۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ
پھر اگر تجھ کو جھٹلاویں ۱۶۴ تو کہہ دے کہ تمہارے رب کی رحمت میں بڑی
وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ
وسعت ہے اور نہیں ٹلے گا اس کا عذاب گنہگار
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿١٤٧﴾ سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ
لوگوں سے ف۱ اب کہیں گے ۱۶۵ مشرک اگر
شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا
اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ہم اور نہ ہمارے باپ دادے اور نہ ہم حرام کر
مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
لیتے کوئی چیز اسی طرح جھٹلایا کئے ۱۶۶ ان سے اگلے
حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ؕ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ
یہاں تک کہ انہوں نے چکھا ہمارا عذاب تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے
مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ؕ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا
پاس ف۲ کہ اس کو ہمارے آگے ظاہر کرو تم تو نری اٹکل پر
الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ﴿١٤٨﴾ قُلْ
چلتے ہو اور صرف تخمینے ہی کرتے ہو ف۳ تو کہہ دے
فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ
بس اللہ کا الزام پورا ہے ۱۶۷ سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت کر دیتا تم
اَجْمَعِيْنَ ﴿١٤٩﴾ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ
سب کو ف۴ تو کہہ کہ لاؤ ۱۶۸ اپنے گواہ جو
يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا
گواہی دیں اس بات کی کہ اللہ نے حرام کیا ہے ان چیزوں کو پھر اگر وہ ایسی گواہی دیں

۱۶۴ یہ لوگ اللہ کے حکم پر مغرور رہیں اور تکذیب پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ آپ فرمادیں بیشک اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ لیکن اس کا عذاب بھی بڑا سخت اور اٹل ہوتا ہے جو کسی مجرم سرکش و معاند سے ٹل نہیں سکتا۔ ۱۶۵ یہ شکوی ہے اور شرک پر مشرکین کی سب سے بڑی دلیل کا تذکرہ ہے۔ یعنی مشرکین عنقریب اپنے مشرکانہ افعال کے جواز میں یہ دلیل پیش کریں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا کہ ہم شرک نہ کریں تو ہم اور ہمارے باپ دادا کبھی شرک فی التصرف نہ کرتے اور نہ غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتے تو اس سے معلوم ہوا کہ ہم جو کچھ کرتے رہے ہیں اللہ اس پر راضی ہے۔ سبحان اللہ ہذا بہتان عظیم۔ ۱۶۶ جواب شکوی ہے۔ یعنی ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق کی تکذیب کی اور اسی طرح کی بے سرو پا دلیلیں پیش کیں۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب نے انہیں آگھیرا۔ قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ یعنی پہلی دلیل تو بالکل واہی اور لغو ہے آپ ان سے فرمائیں اگر تمہارے پاس گذشتہ انبیاء علیہم السلام سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ پیش کرو۔ دلیل تمہارے پاس کیا ہوگی تم تو ہر بات ظن وتخمین سے کہتے اور دین کے معاملے میں بھی محض ظن فاسد کی پیروی کرتے ہو۔ ۱۶۷ الحجة البالغة وہ واضح دلیل جو قوت ومتانت میں انتہار کو پہنچی ہوئی اور ہر لحاظ سے کامل ہو۔ یعنی مشرکین کے پاس تو کوئی معمولی سی دلیل بھی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے پاس مضبوط اور محکم دلائل ہیں جن سے اس نے توحید کے ہر پہلو کا اثبات اور شرک کے ہر پہلو کا رد فرمایا ہے۔ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ اس کے بعد وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ مقدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا اگرچہ وہ ایسا کر سکتا تھا، کیونکہ اس طرح امتحان وابتلار کی حکمت فوت ہو جاتی ۱۶۸ هَلُمَّ اسم فعل بمعنی امر ہے ای احضروهم اور شُهَدَآءَ سے مشرکین کے اکابر اور رؤسار اور ان کے مقتدار و پیشوا مراد ہیں جنہوں نے ان کو گمراہ کر رکھا تھا۔ فرمایا مشرکین سے کہو کہ وہ اپنے پیشواؤں کو بلائیں تاکہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ اللہ نے ان اشیار کو حرام کیا ہے اور اس پر دلائل بھی پیش کریں۔ اس سے مقصود علی رؤس الاشہاد ان کی تذلیل وتفضیح ہے۔ کیونکہ ان تابعین کی طرح ان کے متبوعین بھی دلائل سے تہی دست ہیں۔ وهم کبراؤهم الذين اسسوا اضلالهم والمقصود من احضارهم تفضيحهم والزامهم وان لا متمسك لهم كمقلديهم (روح ج ۸ ص ۵۲) ۱۶۹ اگر مشرکین کے پیشوا، آپ کے سامنے یہ جھوٹی بات کہہ دیں کہ واقعی اللہ نے ان اشیار کو حرام کیا ہے تو فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ آپ ان کی بات کی ہرگز تصدیق نہ کریں کیونکہ یہ صریح جھوٹ اور سراسر باطل ہے یا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اس بات کی شہادت دیدیں تو آپ انہیں ان کی موافقت نہ کریں ای فلا تصدقهم فانه كذب بحت (روح) ای لا توافقهم لانهم كذبة فی شهادتهم كما ان الشهود كذبة فی دعواهم (بحر ج ۴ ص ۲۴۵) ۱۷۰ ان کے پاس دلائل تو ہیں نہیں وہ جو کچھ کہیں گے خواہشات نفسانیہ کے تحت کہیں گے۔ اس لئے آپ ان کی پیروی نہ کریں وہ تو اللہ تعالیٰ کی واضح آیات کی تکذیب کر رہے ہیں، آخرت پر ان کا ایمان نہیں ہے اور وہ اللہ کے ساتھ شریک بنا رہے ہیں۔ ۱۷۱ یہ تحریمات الہیہ کا ذکر ہے۔ سورۂ مائدہ میں تحریمات الہیہ کی صرف ایک صورت مذکور تھی یعنی غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اور باقی ماندہ صورتیں سورۂ انعام کی اس آیت میں ذکر کی گئی ہیں اس سورت میں مسئلہ نذر غیر اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی رحمت کی سمائی سے اب تک تم بچے ہو لیکن نہ جانو کہ عذاب پھر گیا ف۲ کافروں کا شبہ ہے کہ اگر ہمارے کام اللہ کو پسند نہ ہوتے تو ہم کو کرنے نہ دیتا اس کا جواب فرمایا کہ اگلوں کو گناہ پر کیوں پکڑا معلوم ہوا کہ وہ بھی ایک مدت کام ناپسند کرتے تھے اور اللہ نہ پکڑتا تھا آخر پکڑا ف۳ یعنی تمہاری غلطی ثابت ہو چکی کہ دلیل نہیں رکھتے تو بھی نہ مانو تو علامت ہے کہ تمہاری قسمت میں ہدایت نہیں رکھی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی نقلی از کتب الہی ۱۲۔

کا ذکر نہیں کیا گیا اَلَّا تُشْرِکُوْا امر کے محرمات الٰہیہ میں سب سے پہلے شرک کو ذکر کیا گیا اور پھر قتل سے روکا گیا درمیان میں والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اگر ماں باپ بھی شرک کرنے پر مجبور کریں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت بھی جائز نہیں جیسا کہ سورۂ عنکبوت ع ا میں فرمایا وَاِنْ جَاھَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا ۱۷۲ مذکورہ محرمات کے علاوہ حسب ذیل امور کو بھی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے۔ فواحش ظاہرہ و باطنہ یعنی بے حیائی کی تمام صورتیں خواہ وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ قتل نفس ناحق۔ مال یتیم کا ناجائز طریقے سے کھانا۔ ناپ تول میں کمی بیشی کر کے کسی کی حق تلفی کرنا۔ جھوٹی شہادت دینا اور فیصلے میں بے انصافی کرنا وغیرہ یہ تمام

فَلَا تَشْهَدْ مَعَهُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَآءَ
تو تو نہ اعتبار کر ان کا ۱۶۹ اور نہ چل ان کی خوشی پر ان کی
الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
جنہوں نے جھٹلایا ہمارے حکموں کو اور جو یقین نہیں کرتے
بِالْآخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ
آخرت کا اور وہ اپنے رب کے برابر کرتے ہیں اوروں کو ۱۷۰ تو کہہ
تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا
کہ تم آؤ میں سنا دوں جو حرام کیا ہے تم پر تمہارے رب نے کہ
تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۖ
شریک نہ کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو
وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ ۖ نَحْنُ
اور مار نہ ڈالو اپنی اولاد کو مفلسی سے ہم
نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ۖ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ
رزق دیتے ہیں تم کو اور ان کو اور پاس نہ جاؤ بے حیائی کے کام کے ۱۷۲
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۖ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
جو ظاہر ہو اس میں سے اور جو پوشیدہ ہو اور نہ مار ڈالو اس جان کو
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ
جس کو حرام کیا ہے اللہ نے مگر حق پر ۱۷۳ تم کو یہ حکم کیا
بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ
ہے تاکہ تم سمجھو اور پاس نہ جاؤ یتیم کے
الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ
مال کے مگر اس طرح سے کہ بہتر ہو یہاں تک کہ پہنچ جاوے

ع ۱۸/۵

محرمات الٰہیہ ہیں یعنی ان امور کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے لہٰذا ان کی تحریم کو باقی رکھو اور ان کو حلال مت سمجھو۔ ۱۷۳ یہاں قول سے عام مراد ہے شہادت، فیصلہ اور دیگر امور یعنی جب تم گواہی دو یا کوئی جھگڑا چکاؤ تو اس میں کسی کی جانبداری مت کرو بالکل سراسر عدل و انصاف سے کام لو اگرچہ تمہاری شہادت اور تمہارے فیصلے کی زد تمہارے کسی رشتہ دار پر پڑتی ہو۔ (واذا قلتم) قولاً فی حکومۃ او شھادۃ او نحوھما (فاعدلوا) فیہ وقولوا الحق (روح ج ۸) ۱۷۴ یہ سابقہ دونوں آیتوں میں مذکورہ احکام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ان آیتوں میں جو احکام مذکور ہوئے ہیں یہی میری سیدھی راہ ہے اور یہی میرا وہ دین ہے جو میں نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔ لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور باقی تمام راستوں کو چھوڑ دو۔ وان ھذا الذی وصیتکم بہ وامرتکم بہ فی ھاتین الآیتین ھو صراطی یعنی طریقی ودینی الذی ارتضیتہ لعبادی (خازن ج ۲ ص ۱۶۵) ۱۷۵ سورت کے دونوں مضمونوں یعنی نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فعلی کو ذکر کرنے کے بعد آخر میں دونوں مضمونوں پر ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل وحی ذکر کی گئی۔ اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل نقلی پیش کی گئی ہے ثُمَّ یہاں تعقیب ذکری کے لئے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مذکور بیان کے بعد یہ بھی سن لو یہ مطلب نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اس کے بعد دی گئی تَمَامًا بمعنی اتمامًا۔ اٰتَیْنَا کا مفعول لہ ہے یعنی نعمت دین کے اتمام کے لئے ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی یا تَمَامًا بمعنی تاما الکتاب سے حال ہے۔ یعنی وہ کتاب (تورات) کامل و مکمل تھی اور اس میں یہ دونوں مضمون مذکور تھے۔ نفی شرک فی التصرف اور نفی شرک فعلی (تحریمات غیر اللہ ناجائز اور نذر و غیر اللہ حرام ہیں) عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ یعنی اس شخص کے لئے جو نیک روی اختیار کرے۔ تَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ اور اس (تورات) میں وہ تمام ضروری احکام و مسائل مذکور تھے جن کی دین میں ضرورت تھی۔

فائدہ ایک حدیث میں آتا ہے فتجلی لی کل شیءٍ یعنی میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی۔ اہل بدعت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی پر استدلال کرتے ہیں۔ ان کے استدلال کی بنیاد اس پر ہے کہ یہاں لفظ کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف اور ساقط الاعتبار ہے۔ دوم اگر بالفرض اسے مان لیا جائے تو یہ دعویٰ غلط ہے کہ یہاں کُلّ استغراق حقیقی کے لئے ہے بلکہ یہاں استغراق اضافی مراد ہے۔ اگر اس کو استغراق حقیقی پر محمول کیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تمام ما کان وما یکون اور تمام شرائع اور احکام کا علم آپ پر منکشف ہوگیا تو اس سے لازم آتا ہے کہ قرآن مجید کا نازل کرنا عبث اور بے فائدہ ہے۔ عیاذاً باللہ العظیم قرآن مجید میں اس کی بہت

فتح الرحمٰن ف ۱ یعنی معبودان باطل را ۱۲ ف ۲ یعنی بزنا ولواطت ۱۲ ف ۳ یعنی بقصاص و مثل آن ۱۲ ۔

اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ
اپنی جوانی کو اور پورا کرو ماپ اور تول کو انصاف سے
لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ
ہم کسی کے ذمہ وہی چیز لازم کرتے ہیں جس کی اس کو طاقت ہو اور جب بات کہو حق
فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ
تو حق کی کہو ۱۷۳ھ اگرچہ وہ اپنا قریب ہی ہو اور اللہ کا عہد
اَوْفُوْا ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱۵۲)
پورا کرو ف۲ تم کو یہ حکم کر دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو
وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ
اور حکم کیا کہ یہ ۱۷۴ھ راہ ہے میری سیدھی سو اس پر چلو اور
لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ
مت چلو اور رستوں پر کہ وہ تم کو جدا کر دیں گے
سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ
اللہ کے راستہ سے یہ حکم کر دیا ہے تم کو تاکہ تم
تَتَّقُوْنَ (۱۵۳) ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا
بچتے رہو پھر دی ہم نے ۱۷۵ھ موسیٰ کو کتاب واسطے پورا کرنے
عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ
نعمت کے نیک کام والوں پر اور واسطے تفصیل ہر شے کے
وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَاۗءِ رَبِّهِمْ
اور ہدایت اور رحمت کے لئے تاکہ وہ لوگ اپنے رب کے ملنے کا
يُؤْمِنُوْنَ (۱۵۴) وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
یقین کریں ف۳ اور ایک یہ کتاب ہے کہ ۱۷۶ھ ہم نے اتاری برکت والی

ع ۱۹

۱۷۳ھ ای افعل تمام تعلیم … ۲ نہ وہ ایسا کہ … بیل نہیں … دینی … دونوں … یعنی … یعنی … ۳ یعنی … جو اس کے … بیان ہے ۱۲

۲ دلیل وحی یعنی یہ کتاب بھی تورات کے موافق تحریمات غیر اللہ کو حلال اور نذر نیازات غیر اللہ کو حرام کہہ رہی ہے ۱۲

سی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ زیر تفسیر آیت میں بھی لفظ کل استغراق اضافی کے لئے ہے اور اس سے مراد وہ احکام ہیں جن کی دین میں ضرورت تھی علامہ آلوسی لکھتے ہیں ای بیانا مفصلا لکل مایحتاج الیہ فی الدین (روح ج ۸ ص۵۶) امام نسفی فرماتے ہیں بیانا مفصلا لکل مایحتاجون الیہ فی دینھم (مدارک ج ۲ ص۳۹) امام بغوی اور خازن رقمطراز ہیں یعنی وفیہ بیان لکل شئ یحتاج الیہ من شرائع الدین واحکامہ (معالم وخازن واللفظ لہ ج ۲ ص۱۶۶) ۱۷۶ھ یہ سورت کے دونوں مضمونوں پر دلیل وحی ہے یعنی یہ کتاب بھی تورات کے موافق تحریمات لغیر اللہ کو حلال اور نذور غیر اللہ کو حرام بتا رہی ہے۔ اس کی پیروی کرو اور اس کی مخالفت سے بچو۔ ۱۷۷ھ یہ اصل میں تھا کراھیۃ ان تقولوا یا لئلا تقولوا۔ طائفتین سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ یعنی ہم نے یہ کتاب (قرآن مجید) تم پر اتمام حجت کے لئے نازل کی تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہم سے پہلے یہود و نصاریٰ پر تورات و انجیل نازل ہوئی اور ہم ان کی تعلیم سے بے خبر تھے یا یہ عذر پیش نہ کرسکو کہ یہود و نصاریٰ کی طرح اگر ہم پر بھی کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بڑھ کر آسمانی کتاب کی پیروی کرتے اور ان سے بڑھ چڑھ کر راہ ہدایت پر گامزن ہوتے فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ الخ لہذا اتمام حجت کے طور پر اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کتاب آچکی ہے۔ جو کھلے دلائل سے بھرپور ہے۔ اور سیدھی راہ دکھاتی ہے اور جس کی پیروی باعث رحمت ہے ۱۷۸ھ یہ زجر ہے۔ فا تفریعیہ ہے۔ لہذا اب سب سے بڑا ظالم وہ ہوگا جو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرے اور ان سے منہ موڑے ۔ سَيَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ الخ یہ تخویف اخروی ہے ۱۷۹ھ یہ تخویف دنیوی ہے۔ عذاب دنیوی کی یہاں تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی مذکورہ دلائل و براہین کے باوجود وہ ایمان نہیں لا رہے ہیں۔ کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ موت کے فرشتے آپہنچیں اور ان کی جانیں قبض کرلیں تو موت کے بعد ان کی آنکھیں کھل جائیں گی یا یہ کہ ان پر اللہ کا عذاب آجائے یا قیامت کی نشانیوں میں سے کوئی ایسی نشانی دیکھ لیں جو ان کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ مگر ان تینوں صورتوں میں ایمان لانا بے سود ہوگا فرشتوں کے آنے سے قبض ارواح کے لئے یا اللہ کا عذاب لے کر آنا مراد ہے۔ يَاْتِيَ رَبُّكَ ای یاتی امر ربك بالعذاب (روح ج ۸ ص۶۲) ۱۸۰ھ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جس نشان کا یہاں ذکر ہے۔ اس سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا مراد ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس سے ہر وہ نشان مراد ہے جسے دیکھ کر لوگ ایمان لانے پر مجبور و مضطر ہو جائیں اور طلوع الشمس من المغرب بھی اس میں داخل ہے۔ جیسا کہ علامہ ابن صفی نے طلوع الشمس من المغرب کو بطور مثال پیش کیا ہے اور جن نشانات کے ظاہر ہونے پر ایمان فائدہ مند نہیں ہوگا ان کو اس میں منحصر نہیں کیا۔ آیت مع تفسیر ملاحظہ ہو (اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) کطلوع الشمس من المغرب (يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ) التی تضطرھم الی الایمان۔ (جامع البیان ص۱۳۰) فرعون بوقت غرق ایمان لے آیا تھا مگر اس کا ایمان قبول نہ ہوا۔ کیونکہ وہ ایمان اضطراری تھا اور ایمان لانے پر عذاب غرق نے اس کو مضطر کیا تھا۔ صحیح بخاری باب التفسیر میں ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من المغرب فاذا طلعت وراٰھا الناس اٰمنوا اجمعون وذلك لا ینفع نفسا ایمانھا ثم قرأ هَلْ يَنْظُرُوْنَ الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ آیت بطور استشہاد تلاوت فرمائی نہ کہ بطور تفسیر جن روایتوں سے تفسیر ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہ روایت بالمعنی ہے۔ لہذا اس آیت سے مطلق نشانات مراد ہیں۔ جنہیں دیکھ کر انسان ایمان لانے پر مجبور و مضطر ہو جائے اس کی تائید سورہ مومن ۹۶ کی اس آیت

موضح قرآن ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ پہلے حکم ہمیشہ سے جاری تھے پیچھے توریت اتری تو شرع اور مفصل ہوئی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی گواہی دہید یا حکم کنید ۱۲ ف۲ یعنی بہ نذر ادا ۱۲ ف۳ ظاہر نزدیک این بندہ آنست کہ حرام گردانید یم اشیاء مذکورہ را در ازل و بر قوم نوح و علم جرا باز داد یم موسیٰ را کتاب ۱۲۔

سے ہوتی ہے۔ فَلَمۡ یَكُ یَنۡفَعُهُمۡ اِیۡمَانُهُمۡ لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا ۱۸۱ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایمان کے غیر نافع ہونے کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں ایک یہ کہ اضطراری حالات کے رونما ہونے کے بعد ایمان لایا جائے۔ دوم یہ کہ بحالت ایمان اعمال صالحہ بجا نہ لائے جائیں۔ دوسری شق کا مقتضا یہ ہے کہ جس مومن نے کوئی نیک عمل نہ کیا اس کا ایمان بے کار ہے اور اس کی نجات نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ بات کتاب و سنت کی صریح نصوص اور اہل سنت و جماعت کے متفق علیہ مسلک کے سراسر خلاف ہے۔ چنانچہ معتزلہ اسی کے قائل ہیں۔ مفسرین نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں جو متداول تفسیروں میں مذکور ہیں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں یہ آیت علفتہا تبنًا وماءً باردًا کے قبیل سے ہے۔ اصل میں تھا لا ینفع نفسا عملها لم تكن كسبت في ايمانها خيرا یعنی دوسری شق میں اس سابق ایمان کے نافع ہونے کی نفی نہیں کی گئی جس میں عمل صالح نہ ہو۔ بلکہ اس شق سے اس عمل صالح کے نافع ہونے کی نفی مقصود ہے جو اضطراری حالات کے بعد واقع ہو۔ علامہ آلوسی نے بھی بعض علماء سے اسی قسم کا ایک جواب نقل کیا کانہ قیل لا ینفع نفسا ایمانها ولا كسبها في ايمانها خيرا لم يكن امنت من قبل او لم تكن كسبت خيرا (روح ج ۸ ص ۶۳)

فَاتَّبِعُوۡهُ وَاتَّقُوۡا لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۵۵﴾

سو اس پر چلو اور ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت ہو

اَنۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اُنۡزِلَ الۡكِتٰبُ عَلٰی

اس واسطے کہ کبھی ۱۸۲ تم کہنے لگو کہ کتاب جو اتری تھی سو انہی

طَآئِفَتَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِنَا ۪ وَاِنۡ كُنَّا عَنۡ

دو فرقوں پر جو ہم سے پہلے تھے اور ہم کو ان کے

دِرَاسَتِهِمۡ لَغٰفِلِيۡنَ ﴿۱۵۶﴾ اَوۡ تَقُوۡلُوۡا لَوۡ اَنَّاۤ

پڑھنے پڑھانے کی خبر ہی نہ تھی ف۱ یا کہنے لگو کہ اگر ہم

اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا الۡكِتٰبُ لَـكُنَّاۤ اَهۡدٰى مِنۡهُمۡ ۚ

پر اترتی کتاب تو ہم تو راہ پر چلتے ان سے بہتر

فَقَدۡ جَآءَكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَهُدًى

سو آ چکی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت

وَّرَحۡمَةٌ ۚ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَّبَ

اور رحمت اب اس سے زیادہ ظالم کون ۱۸۳ جو جھٹلا دے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنۡهَا ؕ سَنَجۡزِى الَّذِيۡنَ

اللہ کی آیتوں کو اور ان سے کترا وے ہم سزا دیں گے ان کو جو

يَصۡدِفُوۡنَ عَنۡ اٰيٰتِنَا سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ بِمَا

ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں بُرا عذاب بدلے میں

كَانُوۡا يَصۡدِفُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ

اس کترانے کے ف۲ کاہے کی راہ دیکھتے ہیں ۱۸۴ لوگ مگر یہی کہ

تَاۡتِيَهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَوۡ يَاۡتِىَ رَبُّكَ اَوۡ يَاۡتِىَ بَعۡضُ

ان پر آئیں فرشتے یا آئے تیرا رب ف۱ یا آئے کوئی ۱۸۰

ای کراہیۃ ان تقولوا ۱۲

۱۸۲ تخویف اخروی ہے اور اس سے مراد مشرکین کی جماعتیں ہیں جنہوں نے توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ عقائد کی بنیادوں پر مختلف فرقے بنا لئے۔ جو شخص اس سے فقہاء اسلام اور ائمہ دین کا باہمی فروعی اختلاف مراد لیتا ہے وہ قرآن میں صریح تحریف کا مرتکب ہے۔ ۱۸۳ یہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کے لئے بشارت ہے ۱۸۴ سورت کے اختتام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے تین اعلان کرائے گئے۔ پہلا اعلان۔ قُلۡ اِنَّنِىۡ هَدٰٮنِىۡ رَبِّىۡۤ الخ ای بالدلائل العقلیۃ والنقلیۃ یعنی اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف میری رہنمائی فرمائی ہے اور اسکی سچائی پر عقلی اور نقلی دلائل بھی قائم فرمائے ہیں۔ دِيۡنًا قِيَمًا یہ موصوف صفت صراط کے محل سے بدل ہے کیونکہ اصل معنی یوں ہیں ھدانی ربی صراطا مستقیما (روح ج ۸ ص ۷۰) ملۃ ابراھیم یہ بتقدیر اعنی منصوب ہے (روح) وما کان من المشرکین وہ ہر قسم کے شرک سے بیزار تھا شرک فعلی سے بھی اور شرک اعتقادی سے بھی ۱۸۵ یہ دوسرا اعلان ہے۔ اس کا حاصل بھی خالص توحید کا اعلان اور تمام اقسام شرک سے برأت کا اظہار ہے ان صلاتی نفی شرک اعتقادی کی طرف اشارہ ہے اور نسکی الخ نفی شرک فعلی کی طرف مالک و مختار متصرف و کارساز اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور نذر و منت کا مستحق بھی وہی ہے۔ لا شریک لہ ان تمام امور میں کوئی اس کا شریک نہیں ۱۸۶ یہ تیسرا اعلان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے کیا اسے چھوڑ کر میں کسی اور کو اپنا رب اور کارساز بنا لوں۔ جب ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی ہستی اسکی شریک ہو۔

موضح قرآن ف۱ یعنی یہ کتاب اتاری کہ تم کو عذر کی جگہ باقی نہ رہے ف۲ یعنی پہلی امتوں کا حال سن کر شاید تم کو ہوس آتی سو تم کو بھی ملی ویسی کتاب۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی باہلاک قوم ۱۲

۱۸۷ے مشرکین ایمان والوں سے کہا کرتے تھے کہ اِتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ تم ہماری راہ پر آجاؤ ہم تمہارے گناہوں کا ذمہ اٹھا لیتے ہیں۔ فرمایا جرم کی سزا صرف مجرم ہی کو ملے گی۔ یہ نہیں ہو سکے گا کہ ایک مجرم کے گناہ کی سزا کسی اور کو دی جائے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یہ تخویف اخروی ہے اور ماقبل کی تاکید ہے۔ ۱۸۸ے یہ ترغیب ہے۔ اللہ ہی نے تم کو تمہارے آباؤ اجداد کا جانشین بنایا ہے اور مختلف خوبیوں اور نعمتوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ کون تم میں سے اس کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور کون نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ یہ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی اور وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی کی طرف اشارہ ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اٰيٰتِ رَبِّكَ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ

نشانی تیرے رب کی ف۱ جس دن آئے گی ایک نشانی

رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ

تیرے رب کی یہ کام۔ نہ آئے گا کسی کے اس کا ایمان لانا

تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ

جو کہ پہلے سے ایمان نہ ۱۸۱ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کچھ

اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا

نیکی نہ کی تھی ف۲ تو کہہ دے تم راہ دیکھو ہم بھی

مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ

راہ دیکھتے ہیں ف۱ جنہوں نے راہیں ۱۸۲ نکالیں اپنے دین میں

وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ

اور ہو گئے بہت سے فرقے تجھ کو ان سے کچھ سروکار نہیں ف۳ ان کا

اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا

کام اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہی جتلا دے گا ان کو جو کچھ وہ

يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ

کرتے تھے ف۲ جو کوئی لاتا ہے ایک نیکی ۱۸۳ تو اس کے لئے اس کا دس

اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى

گنا ہے اور جو کوئی لاتا ہے ایک برائی سو سزا پاوے گا

اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ

اسی کے برابر اور ان پر ظلم نہ ہوگا تو کہہ دے مجھ کو ۱۸۴

هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا

سجھائی میرے رب نے راہ سیدھی دین

۱ے عملیات خروی ... جو ایمان لانا ... معطوف علیہ ... از قبیل عطف ... تمنا وعائی بارز ... یہ ترغیب معترضہ ... کوئی نہیں ... تخویف ... ۳ے اس سے مراد ہیں ... جماعتیں ... وغیرہ ... والے جماعتیں ... علطی ہے ... بشارت اخروی ۱۲ ... ۴ے تخویف اخروی ۱۲ ... ۳ے سورت کے خاتمہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین اعلانوں میں سے پہلا اعلان ۱۲ ... ای بالدلائل العقلیة والنقلیة ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی اللہ کی طرف سے جو حد تھی ہدایت کی سو آ چکی ..... نبی اور شرع اور کتاب جو یہ نہیں مانتے تو اب منتظر ہیں کہ اللہ آپ آوے یا قیامت کی نشانیاں دیکھیں تب یقین کریں سو جب قیامت کا نشان آوے گا یعنی آفتاب مغرب سے نکلے گا تب کافر کا ایمان اور عاصی کی توبہ قبول نہ ہوگی ف۲ یعنی توریت والوں نے کئی راہیں نکالیں تو ان میں تحقیقات نہ کر کہ صحیح کون اور غلط کون اپنی راہ صحیح پر رہ تم رہ دین میں جو باتیں یقین لانے کی ہیں ان میں فرق نہ چاہئے کہ اور جو کرتے ہیں اس کے طریقے کئی ہوں تو برا نہیں۔

فتح الرحمٰن

ف۱ یعنی طلوع شمس از مغرب یا دابۃ الارض ۱۲ ف۲ یعنی آں روز توبہ گناہ گار و ایمان کافر قبول نشود ۱۲۔ ف۳ یعنی از تو مؤاخذہ نخواہند کرد ۱۲۔

سورۂ انعام میں آیات توحید

۱- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ؕ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ؕ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝ (۱ع)۔ نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔

۲- وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (۲ع) نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔

۳- قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ (۲ع) نفی شرک فعلی۔

۴- وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ (۲ع) نفی شرک اعتقادی۔

۵- اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ (۲ع) نفی شرک اعتقادی صراحۃً اور فعلی ضمناً۔

۶- وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ (۴ع) نفی شرک اعتقادی۔

۷۔ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥ بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ٥ (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَیْرُ اللّٰهِ یَاْتِیْكُمْ بِهٖ (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ٥ (ع ۵) نفی شرک اعتقادی۔

قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (۱۶۱)

صحیح ملت ابراہیم کی جو ایک ہی طرف کا تھا اور نہ تھا شرک والوں میں

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۶۲)

تو کہہ کہ ۳ؔ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہان کا ہے

لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (۱۶۳)

کوئی نہیں اس کا شریک اور یہی مجھ کو حکم ہوا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں

قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْ رَبًّا وَّ هُوَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ ؕ وَ لَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَیْهَا ۚ

تو کہہ کیا اب میں اللہ کے سوا ۴ؔ تلاش کروں کوئی رب اور وہی ہے رب ہر چیز کا اور جو کوئی گناہ کرتا ہے سو وہ ۵ؔ اس کے ذمہ پر ہے

وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۚ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۱۶۴)

اور بوجھ نہ اٹھائے گا ایک شخص دوسرے کا پھر تمہارے رب کے پاس ہی سب کو لوٹ کر جانا ہے سو وہ جتلائے گا جس بات میں تم جھگڑتے ہو

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِیْعُ الْعِقَابِ ۖ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۶۵)

اور اسی ۶ؔ نے تم کو نائب کیا ہے زمین میں اور بلند کر دیئے تم میں درجے ایک کے ایک پر تاکہ آزمائے تم کو اپنے دیئے ہوئے حکموں میں بیشک تیرا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے

النصف — رکوع ۲۰

۱۰۔ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ع ۷) نفی شرک اعتقادی۔

۱۱۔ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ٥ وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ۚ ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ یُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ (ع ۸) نفی شرک اعتقادی۔

۱۲۔ قُلْ مَنْ یُّنَجِّیْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ٥ قُلِ اللّٰهُ یُنَجِّیْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ٥ (ع ۸) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَ لَا یَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰۤی اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (ع ۹) نفی شرک اعتقادی۔

۱۴۔ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ كُنْ فَیَكُوْنُ ۬ؕ قَوْلُهُ الْحَقُّ ؕ وَ لَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ؕ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ ٥ (ع ۹) نفی شرک فی التصرف۔

۱۵۔ وَ مَا نَرٰی مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ٥ (ع ۱۱) نفی شرک اعتقادی۔

۱۶۔ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰی تُؤْفَكُوْنَ (۱۳۶) — تا — ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ٥ (ع ۱۳) نفی شرک اعتقادی صراحۃً و فعلی ضمناً۔

۱۷۔ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰیٰتِهٖ مُؤْمِنِیْنَ ٥ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ (ع ۱۳) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ۔

۱۸۔ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْهِ (ع ۱۴) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔

۱۹۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِیْبًا — تا — وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا یَفْتَرُوْنَ ٥ (ع ۱۶) نفی شرک فعلی۔ نیازات غیر اللہ۔

۲۰۔ وَ قَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ — تا — وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ٥ (ع ۱۶) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ۔

۲۱۔ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ (ع ۱۶) نفی نیازات غیر اللہ و تحریمات غیر اللہ۔

۲۲۔ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ — تا — اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا (ع ۱۷) نفی شرک فعلی۔ تحریمات غیر اللہ

سورۂ اعراف

ربط سورۂ اعراف کو اپنے ماقبل یعنی سورۂ انعام کے ساتھ چھ طرح کا ربط ہے۔ اوّل ربطِ اسمی۔ اگر تم نے انعام (چوپایوں) اور حرث (زمین کی پیداوار) میں غیر اللہ کو شریک نہ کیا اور ان سے غیر اللہ کی نذریں نہ دیں تو اللہ تعالیٰ تم کو نہ صرف دوزخ سے بلکہ اعراف سے بھی بچا کر جنت میں داخل کریگا۔ دوسرا ربط۔ سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں مسئلہ کے دونوں پہلو نفی شرکِ اعتقادی اور نفی شرکِ فعلی تفصیل سے ذکر کئے گئے۔ اور ان کو دلائلِ عقل و نقل اور وحی سے مبرہن کیا گیا۔ اب سورۂ اعراف میں فرمایا جب مسئلہ واضح اور مدلل ہوچکا ہے تو اب جرأت و بہادری سے اس کی تبلیغ کرو اور بلا خوف و خطر اسے ہر ایک تک پہنچاؤ اور تمہارے دلوں میں تنگی اور پریشانی کا گذر ہرگز نہ ہونے پائے۔ تیسرا ربط سورۂ انعام میں نفی شرک فی التصرف پر دلائلِ عقلیہ تفصیل سے ذکر کئے گئے اور دلیل نقلی صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تفصیلاً مذکور ہوئی اور باقی انبیاء علیہم السلام سے اجمالاً۔ اب سورۂ اعراف میں ان انبیاء علیہم السلام میں سے بعض سے دلائل نقلیہ تفصیل سے ذکر کئے جائیں گے۔ چوتھا ربط انعام میں نفی شرکِ فعلی (نذر غیر اللہ اور تحریمات لغیر اللہ) کو تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ اب اعراف میں تحریمات لغیر اللہ کی صرف ایک نہایت اہم صورت کا ذکر کیا گیا یعنی ننگے ہوکر بیت اللہ کا طواف کرنا اور اسے قربِ خداوندی کا موجب سمجھنا۔ اور بوقت طواف کپڑے پہننے کو حرام اور گناہِ عظیم جاننا۔ پانچواں ربط سورۂ انعام میں پہلے نفی شرک فی التصرف اور اس کے بعد نفی شرکِ فعلی کا ذکر تھا لیکن سورۂ اعراف میں ترتیب اس کے برعکس اور سورۂ مائدہ کے موافق ہے یعنی پہلے نفی شرکِ فعلی کا ذکر ہے اور اس کے بعد نفی شرک فی التصرف کا۔ چھٹا ربط سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام میں نفی شرکِ فعلی اور نفی شرک فی التصرف کو دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔ اب سورۂ اعراف میں فرمایا۔ اس مسئلہ کی خوب تبلیغ کرو اور یاد رکھو اس کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں تمہیں مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا ان کو برداشت کرنا۔

خلاصہ اس سورت میں تین دعوے مذکور ہیں۔ پہلا دعویٰ۔ مسئلہ توحید (نفی شرکِ فعلی اور نفی شرک فی التصرف) کو جرأت و استقلال سے تبلیغ کرنا اور اس راہ میں جو تکلیفیں آئیں ان کی وجہ سے آزردہ خاطر نہ ہونا۔ یہ دعویٰ سورت کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ دوسرا دعویٰ جو احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ان کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی میں اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو۔ یہ دعویٰ اتبعوا ما انزل (ع ۱) سے لیکر ضل عنھم ما کانوا یفترون (ع ۶) تک میں مذکور ہے۔ پہلی آیت یعنی اتبعوا ما انزل الیکم الخ میں دوسرا دعوےٰ اجمالاً مذکور ہے۔ اس کے بعد قلیلا ما تشکرون (ع ۱) تک تخویف و تبشیر اور ترغیب و زجر ہے۔ پھر ولقد خلقنکم (ع ۲) سے لیکر رکوع ۲ کے آخر (ومنھا تخرجون) تک اصل دعویٰ کی تمہید ہے۔ اس کے بعد رکوع ۳ کی ابتدا یٰبنی اٰدم قد انزلنا الیکم لباسًا سے لیکر ولا ھم یحزنون (ع ۴) تک اصل مقصود یعنی دوسرے دعوے کا ذکر ہے۔ ان آیتوں میں چار دفعہ یٰبنی اٰدم کے خطاب سے اصل مقصود کا ذکر فرمایا۔ اے بنی آدم الباس تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپنے اور تمہاری زینت کیلئے بنایا ہے۔ اے بنی آدم! شیطان کے اغوا اور وسوسے میں آکر اپنا لباس مت اتار پھینکو جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ یعنی آدم و حوا علیہما السلام کا لباس اتروا دیا تھا۔ شیطان تمہارے دلوں میں وسوسے ڈال کر تم سے نئی نئی تحریمات کی اختراع کراتا ہے اور یہ بات شیطان ہی نے تمہارے دل میں بٹھائی ہے کہ ننگے ہوکر طواف کرنا عبادت اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ اے بنی آدم ہر عبادت کے وقت لباسِ زیب تن رکھا کرو اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو کھاؤ اور ان میں غیر اللہ کو شریک مت کرو۔ لباس اللہ نے تمہاری زینت کیلئے پیدا کیا ہے اسے پہنو اور اپنی طرف سے اس کے استعمال پر ناجائز پابندیاں مت لگاؤ اور بحالتِ عبادت (طواف، نماز وغیرہ) اس کے پہننے کو حرام مت سمجھو۔ اے بنی آدم! تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے جو تم کو میرے احکام پہنچائیں گے اور تمہیں میری توحید سنائیں گے لہٰذا تم ان کی پیروی کرنا اور شرک سے بچے رہنا اس کے بعد پھر رکوع ۶ کے اختتام تک بشارتیں، تخویفیں اور زجریں مذکور ہیں۔ تیسرا دعویٰ عیب دان، کارساز اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ یہ دعویٰ ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت سے لیکر رکوع ۷ کے آخر لقوم یشکرون تک میں مذکور ہے۔ اصل دعوے ذکر کرنے کے بعد وھو الذی یرسل الریٰح سے آخر رکوع تک مومن کے دل کیلئے زرخیز زمین اور کافر کیلئے بنجر زمین کی مثال بیان فرمائی جس طرح عمدہ زمین میں بارش کی وجہ سے سرسبز و شاداب کھیت اور باغات لہلہانے لگتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی آیتیں سنکر مومنین کے ایمان میں تازگی اور پختگی پیدا ہوجاتی ہے اور جس طرح ناقص اور بنجر زمین میں باوجود بارش کے کام کی کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی اسی طرح معاندین کے دلوں کی سیم و تھور زدہ زمین پر آیاتِ الٰہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور ان سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلتا بلکہ ان کے دلوں میں بغض و عناد اور ضد کی بیماری بدستور باقی رہتی ہے۔

تینوں دعوے ذکر کرنے کے بعد رکوع ۸ کی ابتدا لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ سے لیکر رکوع ۲۰ کے اختتام بما کانوا یظلمون تک میں چھ انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کئے گئے ہیں جو لف و نشر غیر مرتب کے طور پر مذکورہ تینوں دعوؤں ہی سے متعلق ہیں۔ پہلا قصہ حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو لقد ارسلنا نوحًا الی قومہ سے لیکر انھم کانوا قومًا عمین تک ہے۔ یعنی پورا رکوع ۸۔ دوسرا قصہ حضرت ھود علیہ السلام کا ہے جو والی عاد اخاھم ھودا سے لیکر وما کانوا مؤمنین (پورا رکوع ۹) میں مذکور ہے۔ اور تیسرا قصہ والی ثمود اخاھم صٰلحًا سے لے کر رکوع ۱۰ میں ولکن لا تحبون النّٰصحین تک میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ تینوں قصے تیسرے دعوے یعنی عیب دان اور کارساز صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا سے متعلق ہیں۔ ان تینوں قصوں سے معلوم ہوا کہ ان تینوں پیغمبروں نے اپنی تبلیغ کا آغاز اسی دعوے سے کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تینوں جگہوں میں ان کا حسب ذیل کلام نقل فرمایا یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ (ع ۸، ۹، ۱۰) ہر ایک نے اپنی قوم سے یہی کہا، اے میری قوم صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، حاجات و مشکلات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کارساز اور حاجت روا نہیں، نہ اس کے سوا کوئی عالم الغیب اور متصرف و مختار ہے۔ چوتھا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ہے ولوطًا اذ قال لقومہ سے لے کر فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین آخر رکوع ۱۰ تک میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ قصہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ دوسرا دعویٰ یہ تھا کہ اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو۔ اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام جانو اور اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو۔ قوم لوط علیہ السلام فسق و فجور میں اس حد تک منہمک ہوچکی تھی کہ ان کے دلوں سے گناہ اور بدکاری کی برائی اور حرام کی حرمت کا احساس ہی ختم ہوچکا تھا اور وہ محرمات الٰہیہ کے ساتھ حرام کا سا معاملہ نہیں کرتے تھے۔

پانچواں قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ہے جو والی مدین اخاھم شعیبا ۔ تا ۔ فکیف اٰسیٰ علیٰ قوم کفرین (پورا رکوع ۱۱) میں مذکور ہے۔ یہ قصہ دوسرے اور تیسرے دونوں دعووں سے متعلق ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کا اعلان یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے اور فاوفوا الکیل والمیزان ولا تبخسوا الناس اشیاءھم الخ یہ دوسرے دعوے سے متعلق ہے کیونکہ قوم شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ان محرمات (ناپ تول میں کمی بیشی کر کے کسی کا حق مار لینا اور زمین میں شر و فساد بپا کرنا وغیرہ) کو حرام نہیں جانتی تھی پانچوں قصوں کے بعد بطور تخویف دنیوی روئے سخن اہل مکہ کی طرف ہو گیا ہے یعنی رکوع ۱۲ کی ابتداء وما ارسلنا فی قریۃ من نبی سے رکوع ۱۳ میں ونطبع علیٰ قلوبھم فھم لا یسمعون تک۔

چھٹا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جو ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ بایٰتنا (ع ۱۳) تا ۔ فارسلنا علیھم رجزا من السماء بما کانوا یظلمون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ یہ قصہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی مسئلہ توحید کی تبلیغ میں مصائب و مشکلات کا سامنا ہوگا ان کا دلیری سے مقابلہ کرنا جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو راہِ حق اور اشاعت توحید میں فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے مصائب آلام کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے پوری ہمت و جرأت سے ان کا مقابلہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ گو مسلسل واقعات کا ایک سلسلہ ہے جو انہیں اپنی زندگی میں پیش آئے جن میں ہر ایک ایک کٹھن اور مشکل منزل کی شان رکھتا ہے۔

پہلا واقعہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے سامنے بھرے دربار میں اعلان توحید اور تبلیغ حق، فرعون کے مطالبہ پر اژدھا اور ید بیضاء کے معجزے دکھانا اور پھر فرعون کے لائے ہوئے جادوگروں (جن کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی) سے مقابلہ کرنا۔ یہ واقعہ ثم بعثنا من بعدھم بایٰتنا (ع ۱۳) تا وتوفنا مسلمین (ع ۱۴) میں مذکور ہے۔ دوسرا واقعہ فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ظلم و ستم فرعون کی طرف سے قوم موسیٰ علیہ السلام میں پیدا ہونے والے لڑکوں کے قتل کرنے اور لڑکیوں کو غلامی کے لئے زندہ رکھنے کا حکم۔ اور اس ظلم و ایذاء کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا صبر و تحمل سے برداشت کرنا۔ یہ واقعہ وقال الملأ من قوم فرعون اتذر موسیٰ ۔ تا ۔ فینظر کیف تعملون ۔ (پورا رکوع ۱۵) میں مذکور ہے۔ تیسرا واقعہ فرعون اور اس کی قوم پر مختلف صورتوں میں اللہ کے عذاب کا نازل ہونا۔ بحالت عذاب ان کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رفع عذاب کی دعا کے لئے درخواست کرنا اور یہ عہد کرنا کہ عذاب اٹھ جانے کے بعد وہ ایمان لے آئیں گے اور پھر رفع عذاب کے بعد عہد شکنی کرنا اور آخر کار فرعون کا لاؤ لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق ہونا یہ واقعہ ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین ۔ تا ۔ وما کانوا یعرشون (رکوع ۱۶) میں مذکور ہے۔ چوتھا واقعہ بنی اسرائیل کا دریا کے بارہ راستوں میں سے صحیح و سالم گذر جانا اور پار جا کر سرکشی پر اتر آنا اور مشرکوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بت پرستی کی اجازت چاہنا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ کے احسانات یاد دلا کر ان کو سمجھانے کی کوشش کرنا یہ واقعہ وجاوزنا ببنی اسرآءیل البحر ۔ تا ۔ وفی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم ۝ (رکوع ۱۶ کا آخر) میں بیان کیا گیا ہے۔

پانچواں واقعہ۔ تورات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بلانا، موسیٰ علیہ السلام کا ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنانا۔ کوہ طور پر رؤیت باری تعالیٰ کی آرزو کرنا۔ تجلی الٰہی کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو جانا۔ ان کی عدم موجودگی میں قوم کا بگڑ جانا، حضرت ہارون علیہ السلام کی تبلیغ توحید اور شرک سے روکنے کے باوجود گوسالہ سامری کی پرستش میں لگ جانا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تورات لے کر قوم میں واپس آنا۔ یہ واقعہ وواعدنا موسیٰ ثلٰثین لیلۃ (ابتدا رکوع ۱۷) ۔ تا ۔ لنکونن من الخٰسرین (ع ۱۸) میں مذکور ہے۔ چھٹا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر غضبناک ہونا، حضرت ہارون علیہ السلام کو ادائے فرائض میں کوتاہی کرنے کا الزام دینا، پھر ان کا معقول عذر سن کر اپنی لغزش پر اللہ سے دعا کرنا اس کے بعد گوسالہ پرستوں کے لئے تخویف دنیوی کا ذکر ہے یہ واقعہ ولما رجع موسیٰ الیٰ قومہ (ع ۱۸) ۔ تا ۔ ھم لربھم یرھبون (ع ۱۹) میں بیان کیا گیا ہے۔ ساتواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قوم کے ستر آدمیوں کو کلام الٰہی سننے کے لئے کوہ طور پر لے جانا، ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کو علانیہ دیکھنے کا مطالبہ کرنا، اس محال اور گستاخانہ مطالبہ پر ان کا ہلاک ہو جانا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان کا دوبارہ جی اٹھنا یہ واقعہ واختار موسیٰ قومہ (ع ۱۹) ۔ تا ۔ یھدون بالحق وبہ یعدلون (ع ۲۰) میں مذکور ہے۔ اس حصے میں ماننے والوں کے لئے بشارت کے سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آ گیا تھا اس لئے اس کے بعد بطور جملہ معترضہ قل یٰایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الخ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عالمگیر رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آٹھواں واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کیلئے پتھر سے بارہ پانی کے چشموں کا ظاہر ہونا۔ بنی اسرائیل پر بادلوں کا سایہ کرنا، ان پر من و سلویٰ کا اترنا اور ان کو سرزمین بیت المقدس میں اترنے کا حکم دیا جانا اور ان کا سرکشی سے حکم خداوندی کی مخالفت کرنا۔ یہ واقعہ وقطعنٰھم اثنتی عشرۃ اسباطا ۔ تا ۔ بما کانوا یظلمون (تمام رکوع ۲۰) میں مذکور ہے۔

قصص کے اختتام پر وسئلھم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر (ع ۲۱) ۔ تا ۔ لعلھم یرجعون (ع ۲۱) میں تخویفات کا ذکر ہے۔ اس کے بعد فخلف من بعدھم خلف سے ان برے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو نیک لوگوں کے جانشین ہوتے اور ان کا مسلک توحید چھوڑ کر شرک کرنے اور شرک پھیلانے میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دین کو دنیائے دنی کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں اور پھر کہتے کیا ہیں سیغفر لنا قیامت تو آنے دو ہماری ضرور بخشش ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹے گدی نشینوں کے اس باطل دعوے کو چار وجوہ سے رد فرمایا ہے۔ وجہ اول الم یؤخذ علیھم میثاق الکتٰب ۔ تا ۔ لا نضیع اجر المصلحین (ع ۲۱) یعنی اگر بدعملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو انہیں کتاب کی پیروی کرنے عہد و پیمان لینے کی کیا ضرورت تھی۔ وجہ دوم واذ نتقنا الجبل ۔ تا ۔ لعلکم تتقون اگر ایسے ہی بخشش ممکن ہوتی تو اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا عہد لینے کے لئے پہاڑ اٹھا کر ان کے سروں پر معلق نہ کیا جاتا۔ وجہ سوم واذ اخذ ربک من بنی اٰدم ۔ تا ۔ ولعلھم یرجعون (ع ۲۲) اگر اعتقادات حقہ اور اعمال صالحہ کے بغیر نجات ممکن ہوتی تو ہر فرد بشر سے توحید باری تعالیٰ کا عہد نہ لیا جاتا۔ وجہ چہارم واتل علیھم نبا الذی اٰتینٰہ ۔ تا ۔ وانفسھم کانوا یظلمون (ع ۲۲) بلعم باعور کو ہم نے ہدایت عطا کی مگر اس کے بعد نافرمانی کی وجہ سے ہم نے اسے ذلیل و خوار کر دیا۔ اگر بدعملی کے باوجود بخشش ہو سکتی ہوتی تو اسے ذلیل کرنے کی کیا ضرورت تھی اس کے بعد من یھد اللہ فھو المھتدی (ع ۲۲) ۔ تا ۔ وھم لا یبصرون (ع ۲۴) تمام آیتیں مذکورہ تینوں دعووں سے متعلق ہیں من یھد اللہ فھو المھتدی الخ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی آپ جرأت و دلیری سے مسئلہ پہنچا دیں ہدایت دینا یا نہ دینا اللہ کے اختیار میں ہے ولقد ذرأنا لجھنم کثیرا ۔ تا ۔ اولٰئک ھم الغٰفلون (ع ۲۲) یہ دوسرے سے متعلق ہے یعنی مشرکین جانوروں کی طرح ننگا ہوتے ہیں کوئی شرم اور عار محسوس نہیں کرتے۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ ۔ تا ۔ وبہ یعدلون (آخر رکوع ۲۲) یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے تمام اعلیٰ صفتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے وہی غیب دان اور کارساز ہے۔ اس لئے صرف اسی کو پکارو اور اس کے سوا کسی کو مت پکارو۔ والذین کذبوا بایٰتنا (ع ۲۳) ۔ تا ۔ وبشیر لقوم یؤمنون (ع ۲۳) یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی آپ بے دھڑک مسئلہ توحید بیان کریں جو نہ مانیں اور تکذیب کریں ایسے لوگوں کو ہم ڈھیل دیدیں گے اور جب پکڑیں گے سخت پکڑیں گے۔ ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ

ع ۲۴ - تا - اما انتم صامتون ○ دوسرے دعوے سے متعلق ہے۔ یعنی وہ اولاد حاصل کرنے کے لئے غیر اللہ کی نذریں نیازیں دیتے ہیں اِنّ الذین تدعون من دون اللہ - تا -
وھم لا یبصرون تیسرے دعوے سے متعلق ہے مشرکین اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں وہ نہ غیب دان ہیں نہ حاجت روائی کی قدرت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد
خذ العفو وامر بالعرف الخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ واخوانھم یمدونھم فی الغی ثم لا یقصرون ○ زجر ہے اور و اذا لم تاتھم بایۃ الخ
شکوی اور قل انما اتبع ما یوحی الی جواب شکوی ہے۔ ھذا بصائر من ربکم - تا - لعلکم ترحمون ترغیب الی القرآن۔ واذکر ربک فی نفسک الخ یعنی ہر حال میں صرف اللہ

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَتَانِ وَّسِتُّ اٰيَاتٍ وَّاَرْبَعٌ وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا

ﻟﻪ سورۂ اعراف مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی دو سو چھ آیتیں اور چوبیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓصٓ ① كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ

ﻟﻪ یہ کتاب ﺳﻪ اتری ہے تجھ پر سو چاہیئے کہ تیرا جی

حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ②

تنگ نہ ہو اسکے پہنچانے سے تاکہ تو ڈرائے اس سے اور نصیحت ہو ایمان والوں کو

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا

چلو اسی پر ﺳﻪ جو اترا تم پر تمہارے رب کی طرف سے اور نہ چلو

مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ③ وَ

اس کے سوا اور رفیقوں کے پیچھے ﻫﻪ تم بہت کم دھیان کرتے ہو اور

كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا

کتنی بستیاں ﺷﻪ ہم نے ہلاک کر دیں کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب راتوں رات

اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ④ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ

دوپہر کو سوتے ہوئے پھر یہی تھی ان کی پکار جس وقت

جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا

کہ پہنچا ان پر ہمارا عذاب ﻪ کہ کہنے لگے بے شک ہیں تھے

ظٰلِمِيْنَ ⑤ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ

گنہگار سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے ﻟﻪ ان سے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے

وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ⑥ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

اور ہم کو ضرور پوچھنا ہے رسولوں سے پھر ہم ان کو احوال سنا دینگے ﻓﻪ

ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔

۲ ﻪ المص یہ حروف مقطعات میں ہیں ان کی مراد اللہ ہی جانتا ہے، حروف مقطعات کی تفصیلی بحث سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ (ص ۵ حاشیہ ۲) جیسا کہ خلاصہ میں گذر چکا ہے سورۂ اعراف میں تین دعوے ذکر کئے گئے ہیں (۱) مسئلہ توحید کی جرأت و استقلال سے تبلیغ کرو اور اس سلسلہ میں جو تکلیفیں آئیں انہیں برداشت کرو اور دل میں تنگی نہ لاؤ (۲) نفی شرک فعلی یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی اتباع میں اپنی طرف سے تحریمات اختراع نہ کرو (۳) نفی شرک اعتقادی یعنی غیب دان اور متصرف صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو۔

پہلا دعوی

۳ ﻪ یہ دعوئ اولیٰ ہے۔ یعنی بہادر بن کر مسئلہ توحید پہنچاؤ اور دل میں کسی قسم کی تنگی نہ لاؤ اور مشرکین کی تکذیب کی پرواہ مت کرو حرج منہ بتبلیغ لانہ کان یخاف قومہ و تکذیبھم لہ و اعراضھم عنہ (مدارک ج ۲ ص ۳۳) کتاب خبر اور ھذا اس کا مبتدا محذوف ہے لتنذر بہ الخ یہ انزل کے متعلق اور فلا یکن فی صدرک حرج اسی پر متفرع ہے۔

دوسرا دعوی

۴ ﻪ یہاں سے دوسرے دعوے کی ابتداء ہوتی ہے اس آیت میں دوسرا دعوی بالاجمال مذکور ہے۔ یعنی اللہ کے نازل کردہ احکام کی پیروی کرو اور شیاطین کی پیروی نہ کرو۔ رکوع ۳ اور ۴ میں یعنی از یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسًا - تا - فذوقوا العذاب بما کنتم تکسبون یہ دعوی تفصیل سے مذکور ہے اس سے پہلے رکوع ۲ یعنی ولقد خلقنٰکم ثم صورنٰکم - تا - ومنھا تخرجون میں اس کی تمہید کا ذکر ہے۔ و لا تتبعوا من دونہ اولیاء - اولیاء سے یہاں شیاطین الانس والجن مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے، ان سے شرک کراتے اور ان کو خود ساختہ تحریمات پر آمادہ کرتے ہیں۔ اراد بالاولیاء الشیاطین شیاطین الانس والجن وانھم الذین یحملون علی عبادة الاوثان والاھواء والبدع ویضلون عن دین اللہ تعالیٰ (بحر ج ۴ ص ۲۹۰ وکذا فی الکبیر ج ۴ ص ۲۰۲) جیسا کہ اسی سورت کے تیسرے رکوع میں ارشاد ہے انا جعلنا الشیٰطین اولیاء للذین لا یؤمنون **۵ ﻪ** یہ تخویف دنیوی ہے اھلکنٰھا ای اھلکنا اھلھا۔ یعنی بہت سی بستیوں کے باسیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں بیاتًا مصدر بمعنی اسم فاعل اھلکنا کے مفعول سے حال واقع ہے مصدر واقع موقع الحال بمعنی بائتین۔ (مدارک ج ۲ ص ۳۳) قائلون - قیلولۃ سے ہے جس کے معنی دوپہر کے وقت نیند کرنے کے ہیں فما کان دعوٰھم الخ عذاب آنے سے پہلے تو وہ ضد و عناد کی وجہ سے مانتے نہ تھے لیکن جب ان کی بد اعمالیوں اور مسلسل تمرد و انکار کے سبب اللہ کا

فتح الرحمٰن ﻫﻪ یعنی معبودان باطل کہ دوست میگرفتند ۱۲ **ﻭﻪ** یعنی ہمہ اعمال ایشان را ۱۲۔

عذاب آجاتا تو اپنے قصور کا اعتراف کر لیتے مگر اس وقت پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ ۶ یہ تخویف اخروی ہے۔ ۷ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ قیامت کے دن جو میزان (ترازو)
نصب کیا جائے گا۔ اس میں کیا تولا جائے گا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ اعمال نامے تولے جائیں گے جن میں حسنات و سیئات لکھے جاتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ قیامت کے دن اعمال حسنہ
کو اچھی صورت میں اور اعمال سیئہ کو قبیح صورت
میں مصور و مجسم کیا جائے گا اور پھر ان کو ترازو کے
پلڑوں میں ڈال کر تولا جائے گا۔ قال بعضھم
توزن صحائف الاعمال المکتوبۃ فیھا
الحسنات والسیات..... وقال ابن عباس
یؤتی بالاعمال الحسنۃ علی صورۃ حسنۃ و
بالاعمال السیئۃ علی صورۃ قبیحۃ
فتوضع فی المیزان (خازن ج ۲ ص ۱۷۴)
۸ یہ بشارت اخروی ہے و من خفت
موازینہ الخ یہ تخویف اخروی ہے ۹
یہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت قبول
کرنے کی ترغیب ہے۔ مَعَایِشَ معیشۃ
کی جمع ہے مراد ذریعہ معاش ہے یعنی ہم نے
زمین میں تم کو تمکین دی اور اس میں تمہاری
روزی کے لئے کئی اسباب و ذرائع مہیا کئے اللہ کی
ان انعامات کے شکرانے میں تمہیں اس کے احکام
کا اتباع کرنا چاہئے اور اس کے رسول کی دعوت
کو دل و جان سے قبول کرنا چاہئے ۱۰ یہ دوسرے
دعوے کی تمہید ہے جو اس پورے رکوع میں ذکر
کی گئی ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے
سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم، ابلیس کی نافرمانی
اس کے مطعون و مطرود ہونے اور آدم و حوا
علیہما السلام سے اس کی عداوت اور اس کی وجہ
سے جنت میں ان کے برہنہ ہو جانے کا ذکر کیا گیا
ہے ثم قلنا الخ ثم یہاں تعقیب ذکری کے
لئے ہے ورنہ ماقبل سے مرتبط نہیں ہو سکے گا۔
کیونکہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اولاد آدم کی
پیدائش سے پہلے ہوا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ بھی
اس کے بعد بیان کرو۔ لہذا اس سے یہ مطلب
نکالنا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے بھی دنیا
میں انسان موجود تھے سراسر باطل ہے اور
کج فہمی پر مبنی ہے بعض مفسرین نے خلقنکم
اور صورنکم میں مضاف مقدر مانا ہے

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝٧ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ
اپنے علم سے اور ہم کہیں غائب نہ تھے اور تول ۷ اس دن
الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
ٹھیک ہو گی پھر جس کی تولیں بھاری ہوئیں ۸ سو وہی ہیں
الْمُفْلِحُوْنَ ۝٨ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ
نجات پانے والے اور جس کی تولیں ہلکی ہوئیں سو وہی ہیں
الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
جنہوں نے اپنا نقصان کیا اس واسطے کہ ہماری آیتوں
يَظْلِمُوْنَ ۝٩ وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِى الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا
کا انکار کرتے تھے ۹ اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں ۱۰ اور مقرر کر دیں
لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝١٠ وَلَقَدْ
اس میں تمہارے لئے روزیاں تم بہت کم شکر کرتے ہو اور ہم
خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ
نے تم کو پیدا کیا ۱۰ پھر صورتیں بنائیں تمہاری پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ
اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ
سجدہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سب نے مگر ابلیس ۱۱ نہ تھا
مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝١١ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ
سجدہ والوں میں کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب
اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّ
میں نے حکم دیا تجھ کو بولا میں اس سے بہتر ہوں مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور
خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝١٢ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ
اس کو بنایا مٹی سے کہا تو اتر یہاں سے تو اس لائق

خلقنا اباکم آدم علیہ السلام طینا غیر مصور ثم صورناہ الخ (روح ج ۸ ص ۸۶) لیکن ثم کو تعقیب ذکری پر محمول کرنے کی صورت میں اس تقدیر کی ضرورت نہیں رہتی۔
۱۱ ابلیس فرشتوں میں سے نہیں تھا لیکن سجدہ کرنے کا حکم اسے بھی ہوا تھا مطلب یہ ہوگا کہ فرشتوں کو حکم دیا تو وہ مان گئے اور ابلیس کو بھی حکم ہوا مگر وہ نہیں مانا۔ عرف عام میں ایسے
موقعوں پر حذف سے کام لیا جاتا ہے مثلاً کہا جاتا ہے فلاں شہر والوں کو وعظ کیا وہ مان گئے لیکن فلاں شہر والوں نے نہیں مانا یعنی انکو بھی وعظ کیا تھا لیکن وہ نہیں مانے۔

موضح قرآن ف ۱ ہر شخص کے عمل لکھے جاتے ہیں موافق وزن کے وہی کام ہے کہ صدق سے اور محبت سے موافق حکم کیا اور برمحل کیا تو اسکا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو

لَكَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ مِنَ الصَّاغِرِينَ

نہیں کہ تکبر کرے یہاں پس باہر نکل تو ذلیل ہے

قَالَ أَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٤﴾ قَالَ إِنَّكَ مِنَ

بولا کہ مجھے مہلت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں فرمایا تجھ کو

الْمُنظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ

مہلت دی گئی بولا تو جیسا ۱۲ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں بھی ضرور بیٹھوں گا انکی

صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ

تاک میں تیری سیدھی راہ پر ف۱ پھر ان پر آؤں گا ان کے

أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن

آگے سے اور پیچھے سے ۱۳ اور دائیں سے اور

شَمَائِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ

بائیں سے اور نہ پائے گا تو اکثروں کو ان میں شکر گذار ۱۴ کہا

اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُومًا مَّدْحُورًا ۖ لَّمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ

نکل یہاں سے ۱۵ برے حال سے مردود ہو کر جو کوئی ان میں سے تیری راہ پر چلیگا

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ

تو میں ضرور بھر دونگا دوزخ کو تم سب سے اور اے آدم رہ تو

أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا

اور تیری عورت جنت میں پھر کھاؤ جہاں سے چاہو اور

تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾

پاس نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم ہو جاؤ گے گنہگار

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ

پھر بہکایا ان کو شیطان نے تاکہ کھول دے ۱۶ ان پر وہ چیز کہ ان کی نظر سے پوشیدہ

ف بار سببیہ ہے اور ما مصدریہ ہے۔ شرعیات سے روکنا مراد ہے دنیا کی طرف مشغول کرنا حسنات سے روکنا اور برائیوں کی طرف متوجہ کرنا یا یہ چاروں طرف کنایہ ہیں ہر طرح سے گمراہ کرنے کا یہی معنی سیاق قرآن کے موافق ہے موحدین از ابن عباس

ہر لام قسمیہ ہے ای قلنا یا آدم ف لام عاقبت کا ہے کیونکہ شیطان کا مقصود ظاہر کرنا نہیں تھا اور نہ اس کو علم تھا کہ ایسا ہوگا صرف ان سے اللہ کے حکم کی مخالفت کرانی مقصود تھی۔

۱۲ ما مصدریہ اور بار سببیہ ہے اغویتنی ای بما اضللتنی وھو المروی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما (روح ج ۸ ص ۹۴) یعنی مجھ کو تیرے گمراہ اور بدراہ کر دینے کی وجہ سے میں آدم اور اولاد آدم کو گمراہ کرنے کے لئے تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا اور مختلف حیلوں سے ان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے کی کوشش کروں گا ۱۳ من بین ایدیھم سے آخرت پر ایمان لانے سے روکنا مراد ہے ومن خلفھم دنیا میں مشغول و منہمک کر دینا وعن ایمانھم نیکیوں سے روکنا وعن شمائلھم برائیوں کی ترغیب دینا مراد ہے۔ یا یہ چاروں ہر طریقہ سے گمراہ کرنے سے کنایہ ہے اور یہی معنی سیاق قرآن کے مطابق ہے الظاھر ان اتیانہ من ھذہ الجھات الاربع کنایۃ عن وسوستہ واغوائہ لہ والجد فی اضلالہ من کل وجہ یمکن (بحر ج ۴ ص ۲۷۶) ۱۴ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں یہاں شاکر بمعنی موحد ہے قال ابن عباس معناہ ولا تجد اکثرھم موحدین (خازن ج ۲ ص ۱۷۸) ۱۵ منھا کی ضمیر سے جنت یا زمرۂ ملائکہ یا آسمان مراد ہے مذءوما ای مذموما (برا) مدحورا ای مطرودا (راندۂ درگاہ خدا) لمن تبعک الخ اس میں لام قسمیہ ہے اور لاملئن جھنم الخ جواب قسم ہے۔ ۱۶ لیبدی لام وسوس کے متعلق ہے اور عاقبت کے لئے ہے کیونکہ ابلیس کا مقصد خاص یہ ذلت پہنچانا نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد تو ان سے خدا کی نافرمانی صادر کرانا تھا لیکن آخر الامر یہ بات بھی ہو گئی واللام فی قولہ لیبدی لھما لام العاقبۃ وذلک لان ابلیس لم یقصد بالوسوسۃ ظھور عوراتھما وانما کان حملھما علی المعصیۃ فقط فکان عاقبۃ امرھما ان بدت عوراتھما (خازن ج ۲ ص ۱۷۹) من سواتھما یہ ما وری کا بیان ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی میں تو گمراہ ہوا اب ان کی بھی راہ ماروں گا۔

۱۷ ابلیس نے ان کو قسم دی کہ وہ ان کی خیر خواہی کر رہا ہے یہاں لمزید بمعنی مجرد ہے کیونکہ قسم صرف ابلیس نے کھائی تھی لیکن آدم و حوا علیہما السلام نے چونکہ اس کی قسم کو مان لیا تھا تو گویا ان کی طرف سے بھی قسم ہو گئی اس لئے باب مفاعلہ استعمال کیا گیا و اخرج قسم ابلیس علی زنۃ المفاعلۃ لان لما کان منہ القسم و منہما التصدیق فکانہما من اثنین (مدارک ج ۲ ص۳۷) ۱۸ آخر ابلیس نے دھوکہ اور فریب سے ان کو شجرۂ ممنوعہ کھانے پر آمادہ کر لیا اور ان کو ان کے رتبۂ اطاعت سے نیچے گرا دیا ای حطہما عن درجتہما و انزلہما عن رتبۃ الطاعۃ الی رتبۃ المعصیۃ (روح ج ۸ ص۱) ۱۹ یہ اصل میں تی تھا اسم اشارہ برائے تانیث واحد اس کے بعد لام بُعد لگایا گیا التقاء ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی اور ک، کما، کم وغیرہ ضمائر خطاب تنبیہ کے لئے آتی ہیں اور مخاطب کی مناسبت سے استعمال ہوتی ہیں۔ یہاں مخاطب چونکہ دو تھے یعنی آدم و حوا علیہما السلام اس لئے ضمیر کما استعمال کی گئی۔ ۲۰ شجرۂ ممنوعہ کھا لینے کی لغزش پر نادم ہو کر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے یہی دعائیہ کلمات ان کے دل میں ڈال دیئے چنانچہ دونوں نے انہی کلمات سے گڑگڑا کر اللہ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے لغزش معاف فرما دی جیسا کہ سورۂ بقرہ ع ۴ میں ارشاد ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ تمام محققین اہل تفسیر کی رائے یہی ہے کہ اس آیت میں کلمات سے یہی دعا مراد ہے ای استقبلہما بالاخذ والقبول والعمل بھا.... وھن قولہ تعالیٰ ربنا ظلمنا انفسنا الخ (مدارک ج ۱ ص۲۵) ۲۱ اھبطوا بصیغہ جمع میں خطاب حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس سے ہے۔ امام فراء کہتے ہیں خطاب حضرت آدم اور حوا سے ہے جیسا کہ دوسری جگہ وارد ہے قال اھبطا منہا جمیعا (طٰہٰ ع ۷) چونکہ وہ دونوں نوع بشری کی اصل ہیں اس لحاظ سے گویا کہ وہی جمیع بشر ہیں وضمیر الجمع لکونہما اصل البشر فکانہم ھم (روح ج ۸ ص۱۰۲)۔

عَنۡهُمَا مِنۡ سَوۡاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا

تھی ان کی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے

عَنۡ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنۡ تَكُوۡنَا مَلَكَيۡنِ اَوۡ

اس درخت سے مگر اسی لئے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا

تَكُوۡنَا مِنَ الۡخٰلِدِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّىۡ لَكُمَا

ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے ۱۷ اور ان کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ

لَمِنَ النّٰصِحِيۡنَ ﴿۲۱﴾ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوۡرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا

تمہارا دوست ہوں ۱۸ پھر مائل کر لیا ان کو فریب سے ۱۸ پھر جب چکھا ان دونوں

الشَّجَرَةَ بَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفٰنِ

نے درخت کو تو کھل گئیں ان پر شرمگاہیں ان کی اور لگے جوڑنے اپنے

عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَـنَّةِ ؕ وَنَادٰٮهُمَا رَبُّهُمَاۤ

اوپر بہشت کے پتے اور پکارا ان کو ان کے رب نے

اَلَمۡ اَنۡهَكُمَا عَنۡ تِلۡكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّـكُمَاۤ اِنَّ

کیا میں نے منع نہ کیا تھا تم کو اس درخت سے ۱۹ اور نہ کہہ دیا تھا تم کو کہ

الشَّيۡطٰنَ لَـكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ﴿۲۲﴾ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے بولے وہ دونوں کہ اے رب ہمارے ظلم کیا

اَنۡفُسَنَا سکتہ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ

ہم نے اپنی جان پر ۲۰ اور اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور

مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ اهۡبِطُوۡا بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ

ہو جائیں گے تباہ فرمایا تم اترو ۲۱ تم ایک دوسرے کے

عَدُوٌّ ۚ وَلَـكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى

دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا اور نفع اٹھانا ہے ایک

۱ باب مفاعلہ مبالغہ کے لئے ہے۔ یا قسم شیطان نے کھائی اور آدم و حوا علیہما السلام نے تصدیق کی از مدارک۔

۲ اشارہ ہے بسوئے بعید

موضح قرآن ف۱ عیب ڈھکے تھے یعنی حاجت استنجا اور حاجت شہوت جنت میں نہ تھی اور ان کے بدن پر کپڑے تھے وہ کبھی اتارتے نہ تھے کہ اتارنے کی حاجت نہ ہوتی تھی یہ اپنے اعضا سے واقف نہ تھے، جب یہ گناہ ہوا تو لوازم بشری پیدا ہوئے اپنی حاجت سے خبردار ہوئے اور اپنے اعضا دیکھے۔

۲۲ہ حیات سے حیات متعارفہ مراد ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہوگا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی زمین پر ہی زندگی بسر کرتے۔ زمین حیات متعارفہ کا مرکز ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان میں زندگی یہاں کی متعارف زندگی نہیں ہے یعنی وہ زندگی جس کے ساتھ خورد نوش اور دیگر لوازم وابستہ ہوں۔ یہاں تک تمہید ختم ہوئی۔ **۲۳ہ** تمہید کے بعد یہاں سے اصل مقصد یعنی دوسرا دعوی شروع ہوتا ہے جسے رکوع ۳ و ۴ میں چار دفعہ یٰبنی آدم کے عام خطاب سے بیان کیا گیا ہے قد انزلنا علیکم لباسا یعنی ہم نے لباس اس لئے بنایا ہے تاکہ تم اپنے قابل ستر اعضاء کو ڈھانپ سکو اور لباس سے زینت و آرائش کا کام بھی لو۔ ریشا ای زینۃ **۲۴ہ** لباس التقوی سے ایمان، عمل صالح اور دلی حیاء مراد ہے مطلب یہ کہ ظاہری لباس کے ساتھ یہ تقوی کا لباس بھی پہننا چاہئے جو پہلے سے کہیں زیادہ ضروری اور اہم ہے **۲۵ہ** یہاں اولاد آدم کو شیطان کے فریب سے خبردار کیا گیا کہ یہ وہی تمہارا پرانا دشمن ہے جس نے تمہارے ماں باپ (حواء و آدم) کو فریب دیکر جنت سے نکالا تھا تم اس کے فریب میں نہ آجانا۔ خطاب بلا واسطہ مشرکین عرب سے ہے جو برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا کرتے تھے اور اس فعل شنیع کو عبادت سمجھتے تھے یہ سب شیطان کے اغواء سے تھا۔ حاصل یہ کہ یہ بے حیائی تم سے شیطان کرا رہا ہے۔ شیطان کے اغواء سے تم نے بحالت طواف لباس پہننا حرام کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایسا کوئی حکم نہیں دیا جیسا کہ سورۂ کہف ع ۷ میں ہے افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو۔ مشرکین کی عورتیں بھی برہنہ ہو کر طواف کرتیں اور یہ شعر گاتیں ؎

الیوم یبدو بعضہ او کلہ
فما بدا منہ فلا احلہ

احلال کے معنی ہیں لائق عذاب دانستن (صراح) یعنی آج شرمگاہ کا ننگا ہو جانا موجب عذاب نہیں۔ مولانا عارف رومی نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا جو خلاف شریعت افعال کو عبادت اور قرب الٰہی کا ذریعہ جانتے ہیں ؎

یاں نگیری ابلہاں را تو ولی
سرمنہ گوسالہ را چوں سامری

لیریھما میں لام عاقبت کا ہے۔ **۲۶ہ** وقبیلہ ای ذریتہ اوجنودہ من الشیاطین (مدارک ج ۲ ص ۳۹) یعنی ابلیس اور اس کی ذریت انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا اس لئے وہ محفوظ گھات سے انسان کو گمراہ کرنے کیلئے حملہ کرتا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گمراہ کرنے والا صرف ایک ابلیس ہی نہیں بلکہ اسکی بے شمار ذریت اس کام میں مصروف ہے۔ انا جعلنا الشیطین اولیاء للذین لا یؤمنون یہ اس بات پر قرینہ ہے کہ سورۂ اعراف کے شروع میں ولا تتبعوا من دونہ اولیاء میں اولیاء سے شیاطین مراد ہیں جو لوگوں کو گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سے اہل بدعت کا یہ استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک شیطان (ابلیس) ہر جگہ حاضر و کافر ہو کر لوگوں کو گمراہ کر سکتا ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ (معاذ اللہ من ہذا التشبیہ) قال الزجاج سلطنا ھم علیھم یزیدون فی غیھم فینا بعونھم علی ذلک فصاروا اولیاءھم (بحر ج ۴ ص ۲۸۵) **۲۷ہ** یہ شکوی ہے اور فاحشۃ سے یہاں برہنہ طواف اور دیگر مشرکانہ افعال مراد ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس، زہری، مجاہد، زید بن اسلم، ابن عطیہ اور سدی سے منقول ہے وھو طوافھم بالبیت عراۃ وشرکھم (مدارک) قال ابن عطیۃ والفاحشۃ وان کان عاما ھی کشف

حِينٍ ﴿٢٤﴾ قَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا
وقت تک فرمایا اسی میں تم زندہ رہو گے ۲۲ہ اور اسی میں تم مرو گے اور اسی سے
تُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا
تم نکالے جاؤ گے اے اولاد آدم کی ۲۳ہ ہم نے اتاری تم پر پوشاک
يُوَٰرِي سَوْءَٰتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ ٱلتَّقْوَىٰ
جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہیں اور آرائش کے کپڑے اور لباس پرہیزگاری کا ۲۴ہ
ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٢٦﴾
وہ سب سے بہتر ہے یہ نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی تاکہ وہ لوگ غور کریں ف
يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ كَمَآ أَخْرَجَ
اے اولاد آدم کی نہ بہکائے تم کو ۲۵ہ شیطان جیسا کہ اس نے نکال دیا
أَبَوَيْكُم مِّنَ ٱلْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا
تمہارے ماں باپ کو بہشت سے اتروائے ان سے ان کے کپڑے
لِيُرِيَهُمَا سَوْءَٰتِهِمَآ ۗ إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ
تاکہ دکھلائے ان کو شرمگاہیں ان کی وہ دیکھتا ہے تم کو ۲۶ہ اور اس کی قوم
مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ إِنَّا جَعَلْنَا ٱلشَّيَٰطِينَ
جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم نے کر دیا شیطانوں کو
أَوْلِيَآءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٧﴾ وَإِذَا فَعَلُوا۟
رفیق ان لوگوں کا جو ایمان نہیں لاتے اور جب کرتے ہیں
فَٰحِشَةً قَالُوا۟ وَجَدْنَا عَلَيْهَآ ءَابَآءَنَا وَٱللَّهُ
کوئی برا کام ۲۷ہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا اسی طرح کرتے اپنے باپ دادوں کو اور اللہ
أَمَرَنَا بِهَا ۗ قُلْ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِٱلْفَحْشَآءِ ۖ
نے بھی ہم کو یہ حکم کیا ہے تو کہہ دے کہ اللہ ۲۸ہ حکم نہیں کرتا برے کام کا

ع ۵ / ۹

و لا تتبعوا من دونہ اولیاء سے شیاطین مراد ہیں۔

موضح قرآن ف یعنی دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اتروائے پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھا دی اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو بدن نظر آوے اور اپنی زینت نہ دکھاوے۔

العورۃ فی الطواف فقد روی عن الزھری انہ قال فی ذلک نزلت ھذہ الآیات وقالہ ابن عباس ومجاھد انتھی۔ بقول زید بن اسلم السدی مشرکین کو جب اپنے افعال قبیحہ سے
روکا جاتا تو کہتے کہ ہمارے باپ دادا یہ کام کرتے چلے آئے ہیں اور اللہ نے ہمیں ان کاموں کا حکم دیا ہے۔ ۲۸؎ یہ جواب شکوی ہے۔ یعنی یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افترا ہے کہ اس نے ان کو ان کاموں کا حکم دیا ہے
کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند اور ارفع
ہے کہ وہ ایسے فواحش کا حکم دے ۲۹؎ القسط
سے اللہ تعالیٰ کی توحید مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن
عباس فرماتے ہیں قال ابن عباس رضی اللہ
عنھما بلا الٰہ الا اللہ (خازن ج۲ ص۱۸۳)
واقیموا وجوھکم ای قال واقیموا۔ اقیموا
سے پہلے قال مقدر ہے تاکہ امر کا خبر پر عطف لازم
نہ آئے کیونکہ وہ جائز نہیں۔ یعنی اپنی توجہات صرف
اللہ کی جانب رکھو اور اس کے ساتھ شریک نہ کرو
اور خالصۃً صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو ۳۰؎ شیطان
کے اغوار اور وسوسہ میں آکر شرک اور فواحش میں
مبتلا ہو گئے اور اللہ کے احکام کو چھوڑ کر شیطان کی
پیروی شروع کر دی اور بدقسمتی سے اسی کو راہ
ہدایت سمجھ بیٹھے ۳۱؎ زینۃ سے لباس مراد
ہے مسجد سے مراد وقت سجدہ ہے یعنی ہر
نماز کے وقت لباس ساتر عورت پہنو یا مسجد
سے جائے سجدہ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہر مسجد
میں ہر قسم کی عبادت طواف، نماز وغیرہ کے وقت
لباس زیب تن کرو اور اپنی طرف سے تحریمیں نہ کرو
کیونکہ یہ شرک ہے ایسی خود ساختہ تحریمات کو ختم کرو
ولا تسرفوا ای لا تشرکوا ۳۲؎ یہ تحریمات
غیر اللہ کا بیان ہے یعنی زینت و آرائش کا جو سامان
اللہ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اور رزق
کے لئے اس نے جو پاکیزہ چیزیں پیدا فرمائی ہیں
یہ کس نے حرام کی ہیں۔ ظاہر ہے اللہ نے تو ان کو
حرام نہیں ٹھہرایا کیونکہ اس نے یہ چیزیں بندوں کے
استعمال کے لئے پیدا کی ہیں لہٰذا اپنی طرف سے ان
حلال چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ۔ ۳۳؎ یعنی یہ سامان
آرائش و زینت اور طیبات رزق دنیا میں بھی مؤمنین
کے فائدہ اٹھانے کیلئے ہیں مگر یہاں ان اشیاء سے نفع
اٹھانے میں کفار و مشرکین بھی ان کے ساتھ شریک ہیں
خالصۃ یوم القیامۃ لیکن قیامت کے دن یہ اشیاء

اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ اَمَرَ
کیا لگاتے ہو اللہ کے ذمے وہ باتیں جو تم کو معلوم نہیں ف۱ تو کہہ دے کہ میرے
رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ
رب نے حکم کر دیا ہے انصاف کا ۲۹؎ اور سیدھے کرو اپنے منہ ہر نماز
مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ؕ كَمَا
کے وقت اور پکارو اس کو خالص اس کے فرمانبردار ہو کر جیسا
بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِیْقًا هَدٰى وَفَرِیْقًا
تم کو پہلے پیدا کیا دوسری بار بھی پیدا ہو گے ف۲ ایک فرقہ کو ہدایت کی اور ایک فرقہ پر
حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ
مقرر ہو چکی گمراہی انہوں نے بنایا شیطانوں کو ۳۰؎
اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
رفیق اللہ کو چھوڑ کر اور سمجھتے ہیں کہ وہ
مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ
ہدایت پر ہیں اے اولاد آدم کی لے لو ۳۱؎ اپنی آرائش ف۳ ہر
كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ
نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور بے جا خرچ نہ کرو اس کو
لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ ع قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ
خوش نہیں آتے بے جا خرچ کرنے والے ف۴ تو کہہ دے کس نے حرام کیا ۳۲؎ اللہ کی
اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ
زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے اور ستھری چیزیں
الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ
کھانے کی تو کہہ یہ نعمتیں اصل میں ۳۳؎ ایمان والوں کے واسطے ہیں دنیا

منزل ۲

لا ای لا الٰہ الا اللہ ازابن عباس ۲۹ ای وقال اقیموا وجوھکم عطف ... (margin notes)

ع ۳ / ۱۰

مؤمنین کے ساتھ مختص ہونگی اور کفار ان سے محروم ہونگے کذلک نفصل الآیت ای نمیز الحلال من الحرام لقوم یعلمون انہ لا شریک لہ (مدارک ج۲ ص۳۹)

موضح قرآن ف۱ یعنی سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سند لاتے ہو ف۲ اپنی رونق یعنی لباس نماز میں فرض ہے مرد کو کمر سے تا زانو ڈھانکنا اور عورت کو
سارا بدن۔ مگر لونڈی کو زانو سے نیچے اور بغل سے اوپر کھلنا معاف ہے اور باریک جس میں بدن یا بال نظر آوے معتبر نہیں اور فرمایا کہ مت اڑاؤ یعنی جو کام منع ہے اس میں خرچ نہ کرو۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی سر دیا برہنہ خلقنا ناکردہ محشور شوید ۱۲ ف۲ یعنی لباس خود را ۱۲ ۔

۳۴ یہ تحریمات الٰہیہ کا بیان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حرام نہیں کیا جو تم نے از خود حرام کرلی ہیں اور جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں ان کو تم حرام نہیں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمام فواحش ظاہرہ اور خفیہ کو حرام کیا ہے، ہر قسم کے گناہ، ظلم ناحق، تمام انواع شرک اور اپنی ذات پر افتراء کو حرام ٹھہرایا ہے مگر ان محرمات سے تم باز نہیں آتے ہو۔ مَا لَمْ يُنَزِّلْ میں مَا سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں اور بہ ای بمعبودیتہ یعنی ان معبودانِ باطلہ کو خدا کا شریک بنانا بھی حرام ہے جن کے معبود ہونے پر اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ **۳۵** تمام ہلاک شدہ امتوں کی ہلاکت کا وقت مقرر تھا ولکل امۃ من الامم المھلکۃ اجلای وقت معین مضروب لاستئصالھم کما قال الحسن الخ (روح ج ۸ ص ۱۱۲) جب ان کی ہلاکت کا وقت آ پہنچا انہیں فوراً مبتلائے عذاب کر دیا گیا اور ان کی ہلاکت میں مقررہ اجل سے ایک ساعت کی بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی فاذا جاء اجلھم کے بعد اذا کی جزاء محذوف ہے۔ ای عذبوا لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون ماقبل کی توضیح اور تاکید ہے۔ یا ولا یستقدمون کا عطف فاذا جاء پر ہے اور ولا یستقدمون۔ فاذا کی جزا نہیں بلکہ جاء اجلھم کے مقابل دوسری شق ہے۔ **۳۶** اس سے قبل قلنا محذوف ہے یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی کسی گذشتہ واقعہ کو لفظ مضارع سے تعبیر کیا جائے تو وہاں قلنا محذوف ہوتا ہے تاکہ خلاف مراد کا وہم نہ ہو۔ اس طرح یہ آیت قال اھبطوا بعضکم لبعض کے ساتھ متعلق ہوگی اور مطلب یہ ہوگا کہ قصۂ آدم کے بعد ہم نے اسی وقت اولادِ آدم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے چنانچہ اللہ کے رسول آئے یہاں تک کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اس لئے اس خطاب کو موجودہ بنی آدم پر چسپاں کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ رسالت کے جریان پر استدلال کرنا قطعاً غلط اور قرآن کی تحریف کے مرادف ہے سورۂ بقرہ ع ۴ کی آیت اس پر شاہد عدل ہے جس میں ہبوط کے حکم کے متصل بعد فرمایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت کا پیغام لے کر میرے انبیاء آئیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ قُلْنَا اھبطوا منھا جمیعا ج فاما یاتینکم منی ھدی الخ **۳۷** رسل منکم ای من جنسکم ومثلکم من بنی آدم (خازن ج ۲ ص ۱۹۶) یعنی رسول تمہاری جنس (بنی آدم) ہی سے آئیں گے کسی دوسری جنس سے نہیں آئیں گے فمن اتقٰے جس نے شرک اور میرے پیغمبروں کی مخالفت سے اجتناب کیا یعنی فمن اتقی الشرک ومخالفۃ رسلی (خازن) یہ بشارت اخروی ہے۔ والذین کذبوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔

الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

کی زندگی ف۱ میں خالص ے انہی کے واسطے ہیں قیامت کے دن اسی طرح مفصل بیان کرتے

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ

ہیں ہم آیتیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں ف۲ ف۳ تو کہہ دے کہ میرے رب نے حرام کیا ہے

الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَ

صرف بے حیائی کی باتوں کو جو ان میں کھلی ہوئی ہیں اور چھپی ہوئی ہیں اور گناہ کو اور

الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

ناحق کی زیادتی کو اور اس بات کو کہ شریک کرو اللہ کا ایسی چیز کو کہ

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا

جس کی اس نے سند نہیں اتاری اور اس بات کو کہ لگاؤ اللہ کے ذمہ وہ باتیں جو

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ

تم کو معلوم نہیں اور ہر فرقے کے واسطے ایک وعدہ ہے ف۴ پھر جب آپہنچیگا

اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

ان کا وعدہ ف۵ نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ

اے اولاد آدم کی اگر آئیں تمہارے پاس رسول ۳۶ ف۵ تم میں کے ۳۷ کہ سنائیں تم کو

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

آیتیں میری تو جو کوئی ڈرے اور نیکی پکڑے تو نہ خوف ہوگا

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا

بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ

ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے وہی ہیں دوزخ میں رہنے والے

ے ای تمیز الحلال من الحرام ۲ ای انہ لا شریک لہ ے معبودان باطلہ ے ای لعنات محذوف ہے ای بعد اینہ ش بیان عذابوا جزا محذوف ہے اذا لا یستقدمون جاء پر معطوف ہے ای قلنا یعنی بنی آدم علیہ السلام سے بعد انبیاء علیہم السلام آتے رہیں گے یہ مطلب نہیں کہ آخری پیغمبر کے بعد آتے رہیں گے جیسا کہ مرزائی سمجھتے ہیں۔ ش ای من جنسکم ومثلکم ش ای الشرک و مخالفۃ رسلی ے تخویف اخروی۔

موضح قرآن ف یعنی منع کام میں خرچ نہ کرے۔ باقی کھانا پینا سب روا ہے جو نعمت ہے سو مسلمانوں کے واسطے پیدا ہوئی ہے۔ دنیا میں کافر بھی شریک ہوگئے، آخرت میں فقط انہیں کی ہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی لائق ایشان است اگرچہ دیگران نیز استعمال کنند ۱۲ ف۲ درین آیت اشارت است بر مذہب رہبان یہود و نصاری و گمنتیں عرب کہ توسع در ماکل و ملابس مکروہ میداشتند ف۳ یعنی وقت معین است برائے اہلاک ایشان ۱۲ ف۴ یعنی نزدیک شود ۱۲ ف۵ یعنی بر زبان حضرت آدم چنانکہ در سورۂ بقرہ اشارت رفت ۱۲۔

۳۸ یہ زجر ہے افتری علی اللہ کذبا اللہ پر جھوٹ باندھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے اس کا شریک بنانا اور کسی کو اس کا ولد یا نائب ٹھہرانا یعنی فمن اعظم ظلما ممن یقول علی اللہ مالم یقلہ اوجعل لہ شریکا من خلقہ وھو منزہ عن الشریک والولد (خازن) ینالھم نصیبھم من الکتٰب یعنی لوح محفوظ اور علم الٰہی میں ان کے لئے جو سزا مقدر ہے وہ ضرور ان کو مل کر رہے گی۔ **۳۹** یہ تخویف اخروی ہے۔ رسلنا یتوفونھم اس سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ایک نہیں بلکہ زیادہ ہیں جن کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ لہٰذا اس سے بعض اہل بدعت کا استدلال باطل ہو گیا کہ اگر ایک فرشتہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر مختلف علاقوں میں ایک ہی وقت میں کئی انسانوں کی جان قبض کر سکتا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کیوں حاضر و ناظر نہیں ہو سکتے۔ یہاں ایک شبہ ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورۃ سجدہ ع ۱ میں ہے قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جان قبض کرنے والا فرشتہ ایک ہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں ملک الموت اسم جنس ہے اور اس سے جان قبض کرنے والے فرشتوں کی جنس مراد ہے۔ یا اس سے اس جنس کا رئیس مراد ہے جس کے حکم سے ماتحت فرشتے جان قبض کرتے ہیں اور ماتحتوں کا فعل عام طور پر سردار کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ بادشاہ نے قلعہ فتح کر لیا حالانکہ قلعہ اس کی فوج نے فتح کیا ہوتا ہے۔ این ماکنتم تدعون۔ ما سے وہ معبود مراد ہیں جن کو مشرکین دنیا میں مصائب و مشکلات کے وقت پکارتے اور ان سے مدد مانگتے تھے۔ ای این الاٰلھۃ التی کنتم تعبدونھا فی الدنیا و تستغیثون بھا فی المھمات (روح ج ۸ ص ۱۱۵) ضلوا عنا مشرکین جواب میں کہیں گے وہ تو آج غائب ہو گئے ہیں اور آج جبکہ ہمیں ان کی سخت ضرورت تھی انہوں نے ہمیں کوئی نفع نہیں پہنچایا غابوا فلا نراھم ولا ننتفع بھم (جامع البیان ص ۱۳۳) **۴۰** فی امم۔ فی بمعنی مع ہے ای مع امم فی النار یہ ادخلوا سے متعلق ہے (مدارک، روح)۔ **۴۱** اخت سے ہم مسلک جماعت مراد ہے۔ جب مشرکین کی وہ جماعت جہنم میں داخل ہوگی جو دوسروں کی پیروی کرتی تھی تو وہ اپنے پیشواؤں پر لعنت بھیجے گی جنہوں نے ان کو گمراہ کیا اور جب پیشوایان مشرکین دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے متبعین کو کوسیں گے جنہوں نے ان کا اتباع کر کے ان کی ہمت افزائی کی اور ان کی گمراہی میں اضافہ کیا۔ ای دعت علی نظیرھا فی الدین فتلعن التابعۃ المتبوعۃ التی اضلتھا وتلعن المتبوعۃ التابعۃ التی زادت فی ضلالھا (روح ج ۸ ص ۱۲۶) **۴۲** اخرٰھم مشرک مریدوں کی جماعت اولٰھم مشرک پیروں اور راہنماؤں کی جماعت۔ جب سب کو جہنم میں داخل ہونے کا حکم ہوگا تب مریدین اور تابعین اپنے مشرک پیروں اور پیشواؤں کے بارے میں عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا اس لئے ان کو دوگنا عذاب دے قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ ارشاد ہوگا سب کو دوگنا عذاب ہوگا تابعین کو بھی اور متبوعین کو بھی متبوعین کو اس لئے کہ وہ خود گمراہ تھے اور دوسروں کو گمراہ کرتے تھے اور تم تابعین کو اس لئے کہ تم خود بھی گمراہ تھے اور اپنے مشرک پیشواؤں کی ہر بات پر آمنا کہہ کر انکی گمراہی اور سرکشی میں اضافہ کا باعث بنتے تھے

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ
وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے ۳۸ جو
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ
بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے اس کے حکموں کو وہ لوگ ہیں
يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ
کہ ملیگا ان کو جو ان کا حصہ لکھا ہوا ہے کتاب میں ۳۹ یہاں تک کہ جب پہنچیں انکے پاس
رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ
ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان لینے کو تو کہیں کیا ہوئے وہ جن کو تم
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ
پکارا کرتے تھے سوا اللہ کے بولیں گے وہ ہم سے کھوئے گئے اور
شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ
اقرار کر لیں گے اپنے اوپر کہ بیشک وہ کافر تھے
قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ
فرمائے گا داخل ہو جاؤ ۴۰ ہمراہ اور امتوں کے جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں
مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ
جن اور آدمیوں میں سے دوزخ کے اندر جب داخل ہوگی
اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا
ایک امت تو لعنت کرے گی دوسری امت کو ۴۱ یہانتک کہ گر چکیں گے اس میں
جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ
سارے تو کہیں گے ان کے پچھلے ۴۲ پہلوں کو اے رب ہمارے ہم کو
اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ
انہی نے گمراہ کیا سو تو ان کو دے دونا عذاب آگ کا

خلاصہ: ۳۸ زجر ہے ۳۹ ای یجعل لہ شریکا من خلقہ ۳۹ تخویف اخروی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جان قبض کرنے پر کئی فرشتے مقرر ہیں ایک نہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ صرف مشرکین سے موت کے وقت یہ سوال کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا معبودان باطلہ کوئی کے مرنے کا کوئی پتہ نہیں۔ ۴۰ متعلق ہے ادخلوا کے ساتھ۔ ۴۱ یہ مشرک پیروں اور مریدوں کے حق میں ہے۔ ۴۲ مشرک مرید۔ مشرک پیر

فتح الرحمن ف ۱ یعنی نعمت و نقمت کہ مقدر شدہ در دنیا بایشان برسد ۱۲۔

قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ
فرمائے گا کہ دونوں کو دوگنا ہے لیکن تم نہیں جانتے ف۱ و۱ اور کہیں گے
اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ
ان کے پہلے ۳۴۳ پچھلوں کو پس کچھ نہ ہوئی تم کو ہم پر
فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾
بڑائی اب چکھو عذاب بسبب اپنی کمائی کے
اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا
بے شک جنہوں نے جھٹلایا ۳۴۴ ہماری آیتوں کو اور ان کے مقابلے میں تکبر کیا نہ
تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
کھولے جائیں گے ۳۴۵ ان کے لئے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے جنت میں ۳۴۶
حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
یہاں تک کہ گھس جائے اونٹ سوئی کے ناکے میں و۲ اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں
الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ
گنہگاروں کو ان کے لئے دوزخ کا بچھونا ہے اور
فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾
اوپر سے اوڑھنا اور ہم یوں بدلا دیتے ہیں ظالموں کو
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ
اور جو ایمان لائے ۳۴۷ اور کیں نیکیاں ہم بوجھ نہیں رکھتے
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ
کسی پر مگر اس کی طاقت کے موافق وہی ہیں جنت میں رہنے والے. وہ
فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ
اسی میں ہمیشہ رہیں گے اور نکال لیں گے ہم جو کچھ ان کے دلوں میں

ع ۸ / ۱۴ / ۱۱

۱؎ ای بدلائل التوحید فلم یصدقوبہا ولم یتبعوا رسلنا ۲؎ ای الجواب المترجمۃ ۳؎ یعنی محال ۱۲ ۴؎ تخویف اخروی ۵؎ سائبان ۶؎ ای المشرکین الذین وضعوا العبادۃ فی غیر موضعہا ۷؎ بشارت ۸؎ درمیان میں جملہ معترضہ۔

۳۴۳ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ ارشاد سن کر متبوعین تابعین سے کہیں گے کہ سزاوارِ عذاب ہونے میں ہم اور تم برابر ہیں اور تخفیف عذاب کا تمہیں کوئی استحقاق نہیں لہٰذا اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ ۳۴۴ یہ تخویف اخروی ہے۔ آیات سے توحید ورسالت اور معاد اور اصول دین کے دلائل مراد ہیں۔ الدالۃ علی اصول الدین واحکام الشرع کالادلۃ الدالۃ علی وجود الصانع ووحدتہ والدالۃ علی النبوۃ والمعاد ونحو ذلک (روح ج ۸ ص۱۱۱) یعنی کذبوا بدلائل التوحید فلم یصدقوا بہا ولم یتبعوا رسلنا (خازن ج ۲ ص۱۸۸)

۳۴۵ حدیث میں وارد ہے کہ جب مومن کی وفات ہوتی ہے فرشتے اس کی روح کو لیکر آسمان کی طرف جاتے ہیں اور اس کی خاطر آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح مؤمن کے اعمال صالحہ کے لئے بھی آسمانوں کے دروازے کھلے رہتے ہیں لیکن کفار ومشرکین کی ارواح اور ان کے اعمال کے لئے ایسا نہیں ہوتا اس آیت میں اسی کا بیان ہے۔ ۳۴۶ الجَمَل جوان اونٹ سمّ الخیاط سوئی کا ناکا یعنی وہ سوراخ جس میں تاگا ڈالا جاتا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جسے کسی کام کے ناممکن اور محال ہونے کو ظاہر کرنے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں مقصد یہ ہے کہ دلائل توحید ورسالت کو جھٹلانے والے جنت میں کبھی داخل نہیں ہوں گے۔ ان کا جنت میں داخل ہونا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا محال ہے مِهَادٌ بچھونا غَوَاشٍ سائبان مطلب یہ ہے کہ جہنم کی آگ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہوگی اور آگ ہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگی۔ الظّٰلمین المشرکین الذین وضعوا العبادۃ فی غیر موضعہا (خازن ج ۲ ص۱۸۹) ۳۴۷ یہ بشارت اخروی ہے لا نکلف نفسًا الا وسعہا۔ جملہ معترضہ ہے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ الخ ایمان والوں کے دلوں میں دنیا میں ایک دوسرے کے بارے میں جو رنجشیں ہوں گی جنت میں ان کو دلوں سے محو کر دیا جائے گا اور وہاں انہیں ہر قسم کا دلی سکون حاصل ہوگا۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ایک حساب سے پہلی امت کا گناہ بڑا کہ پچھلوں کو راہ ڈالی اور ایک طرح پچھلوں کا بڑا کہ پہلوں کا حال دیکھ سن کر عبرت نہ پکڑی۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی تابعین را عذاب کفر وتقلید ومتبوعین را عذاب ضلال واضلال ۱۲ ف۲ یعنی محال است ۱۲۔

۴۸ جنت میں داخل ہونے کے بعد اہل جنت اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد و ثنا کریں گے۔ ۴۹ اس سوال سے جہنمیوں کو مزید حزن و ملال میں مبتلا کرنا اور اس حقیقت کا اظہار مقصود ہوگا کہ اہل ایمان ابدی سعادت پا چکے ہیں والغرض من ھذا السؤال اظہار انہ وصل الی السعادات الکاملۃ وایقاع الحزن فی قلب العدو (کبیر ج۴ ص۲۰۰) فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اعلان کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہ اسرافیل صاحب الصور یا جبریل علیہما السلام ہوں گے یا کوئی اور غیر معین فرشتہ (بحر، روح وغیرہ) ۵۰ یہ لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا یصدون بانفسھم عن دینہ سبحانہ یعنی وہ خود دین سے کنارہ کش رہتے تھے اور دوسری صورت میں یمنعون الناس عن دین اللہ تعالیٰ یعنی وہ لوگوں کو اللہ کے دین سے روکتے تھے یبغونھا عوجًا اللہ کے دین اور توحید کے دلائل میں شبہات پیدا کرکے لوگوں کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یمنعون الناس عن دین اللہ تعالیٰ بالنھی عنہ و ادخال الشبہ فی دلائلہ (روح ج۸ ص۱۲۳) ۵۱ اہل جنت اور اہل نار کے درمیان ایک بہت بڑا پردہ حائل ہوگا جو جنت اور دوزخ کا اثر ایک دوسری طرف پہنچنے سے مانع ہوگا وعلی الاعراف اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان حجاب حاجز کے اوپر کا بلند حصہ ہے الذی علیہ الاکثر ان المراد من الاعراف اعالی ذلک السور المضروب بین الجنۃ والنار وھذا قول ابن عباس (کبیر ج۴ ص۲۰۳) اس میں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی جیسا کہ مرفوع حدیث میں ہے۔ قیل یا رسول اللہ فمن استوت حسناتہ و سیئاتہ قال اولئک اصحب الاعراف لم یدخلوھا وھم یطمعون وقالہ ابن مسعود وابن عباس وحذیفۃ وابوھریرۃ (بحر ج۴ ص۳۰۳) اصحاب اعراف کے بارے میں محقق قول یہی ہے کہ وہ آخر کار جنت میں داخل ہوں گے۔ اگلی گفتگو ان کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی۔

غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ
خفگی تھی وا بہتی ہوں گی ان کے نیچے نہریں اور وہ کہیں گے شکر
لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۖ قف وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ
اللہ کا ہے جس نے ہم کو یہاں تک پہنچا دیا اور ہم نہ تھے راہ پانے والے
لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا
اگر نہ ہدایت کرتا ہم کو اللہ بے شک لائے تھے رسول ہمارے رب کے
بِالْحَقِّ ۗ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا
سچی بات اور آواز آئے گی کہ یہ جنت ہے وارث ہوئے تم اسکے
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
بدلے میں اپنے اعمال کے وا اور پکاریں گے جنت والے ۴۹
اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا
دوزخ والوں کو کہ ہم نے پایا جو ہم سے وعدہ کیا تھا ہمارے رب نے
حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ۗ قَالُوْا
سچا سو تم نے بھی پایا اپنے رب کے وعدہ کو سچا وہ کہیں گے
نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
کہ ہاں پھر پکارے گا ایک پکارنے والا ان کے بیچ میں کہ لعنت ہے اللہ کی ان
الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
ظالموں پر جو روکتے تھے ۵۰ اللہ کی
اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾
راہ سے اور ڈھونڈتے تھے اس میں کجی وا اور وہ آخرت سے منکر تھے وا
وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ
اور دونوں کے بیچ میں ہوگی ایک دیوار وا ۵۱ اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لیں گے

الثلثۃ

وقف لازم ۔ باختلاف

ا یعنی شبہات شرکیہ کی وجہ سے مسئلہ توحید کو مشتبہ کرتے ہیں۔

ا یعنی جنت اور دوزخ کے درمیان اونچی دیوار ہے۔

موضح قرآن وا معلوم ہوا کہ نیکوں کے دل میں بھی آپس میں خفگی ہوگی جنت کے قریب پہنچ کر آپس میں دل صاف ہوں گے تب جنت میں جاویں گے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اور عثمان اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ان لوگوں میں ہیں اور جنت کے وارث فرمایا یعنی آدم کی میراث پائی وا حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں بے انصاف فرمایا ہے اکثر گناہوں پر لیکن لعنت نہیں مگر ایسوں پر۔

فتح الرحمن ف ا یعنی آں کینہ ہا کہ در دل بہشتیان باشد دور کنیم مثل آنچہ میان عثمان و علی و طلحہ و زبیر و عائشہ رضی اللہ عنہم واقع شد ۱۲ ف ۲ یعنی میخواستند کہ شبہات این راہ باطل سازند ۱۲ ف ۳ و آن مسمی باعراف است ۱۲۔

۵۲ یہ جملہ معترضہ ہے جس میں اصحاب اعراف کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اصحاب اعراف اپنی جگہ ہی سے اہل جنت اور اہل نار کو ان کی مخصوص علامتوں سے پہچان لیں گے۔ مثلاً اہل جنت کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے اور اہل نار کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اصحاب اعراف جنت والوں کو آواز دے کر سلام کہیں گے۔ **۵۳** لیکن جب ان کی نگاہ دوزخیوں پر پڑے گی تو وہ ان سے اللہ کی پناہ مانگیں گے القوم الظلمین یعنی مشرک لوگ یعنی الذین ظلموا انفسھم بالشرک (خازن ج ۲ ص ۱۹۳) **۵۴** اصحاب اعراف دوزخیوں میں سے کچھ لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور بطور توبیخ ان سے کہیں گے آج وہ تمہاری جمعیتیں کہاں ہیں جن کے بل بوتے پر تم دنیا میں فخر و ناز کیا کرتے تھے اور جن پر مغرور ہو کر قبول حق سے روگردانی کیا کرتے تھے۔

كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ
ہر ایک کو اس کی نشانی سے اور وہ پکاریں گے جنت والوں کو کہ سلامتی ہے
عَلَيْكُمْ ۣ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ (۴۶) وَاِذَا
تم پر وہ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے اور وہ امیدوار ہیں ف۱ ۵۲ اور جب
صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا
پھرے گی ۵۳ ان کی نگاہ دوزخ والوں کی طرف تو کہیں گے
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۴۷) ع وَنَادٰۤى
اے رب ہمارے مت کر ہم کو گنہگار لوگوں کے ساتھ اور پکاریں گے
اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ
اعراف والے ۵۴ ان لوگوں کو کہ ان کو پہچانتے ہیں ان کی نشانی سے
قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ (۴۸)
کہیں گے نہ کام آئی تمہارے جماعت تمہاری اور جو تم تکبر کیا کرتے تھے
اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ
اب یہ وہی ہیں ۵۵ کہ تم قسم کھایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو اللہ کی رحمت ف۱
اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ (۴۹)
چلے جاؤ جنت میں نہ ڈر ہے تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے
وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا
اور پکاریں گے دوزخ والے ۵۶ جنت والوں کو کہ بہاؤ
عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ
ہم پر تھوڑا سا پانی یا کچھ اس میں سے جو روزی تم کو دی اللہ نے کہیں گے
اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۵۰) ۙ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
اللہ نے ان دونوں کو روک دیا ہے کافروں سے جنہوں نے ٹھہرا یا ۵۷

ع ۵ ۸ ۱۲

۱ صفت رجال
برائے بیان حال
اصحاب اعراف
۲ ای الذین
ظلموا انفسھم
بالشرک (خازن)
۳ ای قیل لھم
۴ ای القوا علینا
از قبیل علفتھا تبنا
وماء باردا۔

سید محمود آلوسی فرماتے ہیں وما کنتم تستکبرون میں ما سے مراد معبودان باطلہ ہیں اور استکبار سے ان کی عظمت و کبریائی کا اعتقاد مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تم جن معبودوں کی عظمت و کبریائی کے معتقد تھے آج انہوں نے بھی تمہیں کوئی نفع نہ پہنچایا والمراد بھا حینئذ الاصنام ومعنی استکبارھم ایاھا اعتقادھم عظمھا وکبرھا ای ما اغنی عنکم جمعکم واصنامکم التی کنتم تعتقدون کبرھا و عظمھا (روح ج ۸ ص ۱۲۵،۶) **۵۵** یہ اصحاب اعراف کے قول ہی کا تتمہ ہے وہ ضعفاء مؤمنین کی طرف اشارہ کر کے دوزخ میں جلتے ہوئے کافروں سے کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کو تم نہایت حقیر و ذلیل سمجھتے تھے اور جن کے بارے میں قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ خدا کی رحمت کے ہرگز مستحق نہیں اور اللہ انہیں جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا ادخلوا الجنۃ ای قیل لھم اب دیکھ لو انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم مل چکا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ جہاں تمہیں کوئی ڈر اور غم نہیں ہو گا اور وہ جنت میں داخل ہو بھی چکے ہیں۔ **۵۶** یہ مکالمہ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ہو گا۔ او مما رزقکم اللہ ای القوا علینا مما رزقکم اللہ یعنی یہاں القوا فعل محذوف ہے۔ اور یہ علفتھا تبنا وماء باردا کے قبیل سے ہے یعنی ہم پر تھوڑا سا پانی ہی گرا دو یا اور جو نعمتیں اللہ نے تم کو دی ہیں ان میں سے کچھ ہماری طرف پھینک دو۔ **۵۷** جنہوں نے دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے جس چیز کو چاہا حلال کر لیا اور جس کو چاہا حرام کر لیا فحرموا واحلوا ما شاءوا (مدارک ج ۲ ص ۴۴) فحرموا ما شاءوا واستحلوا ما شاءوا (روح المعانی) یا اس سے وہ بے اصل اور لایعنی امور مراد ہیں جن کو انہوں نے دین سمجھ رکھا تھا مثلاً بیت اللہ کے پاس تالیاں اور سیٹیاں بجانا۔ ھو مازین لھم الشیطان من تحریم البحائر والسوائب والمکاء والتصدیۃ حول البیت وسائر الخصال الذمیمۃ التی کانوا یفعلونھا فی زمان الجاھلیۃ (خازن ج ۲ ص ۱۹۴)

آج کل قوالی کے نام سے سارنگی ڈھولک اور دیگر مزامیر کا استعمال بھی لہو و لعب میں داخل ہے جسے آجکل کے دین و شریعت سے بے بہرہ اور روحانیت سے کورے صوفی عین عبادت سمجھتے ہیں۔

موضح قرآن ف۱ جنت دوزخ کے بیچ میں دیوار ہو گی اس کے سرے پر مرد ہیں نجات والے جو حشر اور حساب سے فارغ ہیں بہشتی اور دوزخی کو نشان سے پہچان کر جنت والوں کو خوشخبری کہیں گے سلامتی کی یہ ابھی امیدوار ہیں خوشخبری سن کر خوش ہوں گے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی فقراء مسلمین کہ کافران از ایشان حسابی نمیگرفتند ۱۲۔

۵۸؎ نسیان چونکہ باری تعالیٰ کے لئے محال ہے اس لئے یہاں مجازاً نسیان ترک اور تاخیر کے معنوں میں ہے اور کما نسوا میں کاف تعلیل کے لئے ہے (روح) یعنی چونکہ انہوں نے یوم آخرت کی تیاری کے لئے اعمال صالحہ ترک کر دئے تھے اس لئے آج ہم ان کو عذاب میں مبتلا چھوڑ دیں گے ای نترکھم فی عذابھا کما ترکوا العمل للقاء یومھم ھذا وھذا قول الحسن ومجاھد والسدی والاکثرین (کبیر ج ۴ ص ۲۱۷، خازن ج ۲ ص ۱۹۴) ۵۹؎ یہ ما نسوا پر معطوف ہے اور آیات سے دلائل توحید مراد ہیں کانوا بدلائل وحدانیتنا یکذبون (خازن) یہ ان کو عذاب میں چھوڑنے کی دوسری علت ہے۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ ۶۰؎ کتاب سے جنس کتاب مراد ہے جو تمام آسمانی

دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ج

اپنا دین تماشا اور کھیل اور دھوکے میں ڈالا ان کو دنیا کی زندگی نے

فَالْيَوْمَ نَنْسٰهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ لا

سو آج ہم ان کو بھلا دینگے ۵۸؎ جیسا انہوں نے بھلا دیا اس دن کے ملنے کو

وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ (٥١) وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ

اور جیسا کہ وہ ۵۹؎ ہماری آیتوں سے منکر تھے ۶۰؎ اور ہم نے ان لوگوں کے پاس پہنچا دی ہے

بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

کتاب جس کو مفصل بیان کیا ہے ہم نے خبرداری سے راہ دکھانے والی اور رحمت ہے ایمان والوں

يُّؤْمِنُوْنَ (٥٢) هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ط يَوْمَ

کے لئے کیا اب اسی کے منتظر ہیں ۶۱؎ کہ اس کا مضمون ظاہر ہو جائے۔ جس دن

يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ

ظاہر ہو جائیگا اس کا مضمون کہنے لگیں گے وہ لوگ جو اس کو بھول رہے تھے پہلے سے

قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ج فَهَلْ لَّنَا

بے شک لائے تھے ہمارے رب کے رسول سچی بات سو اب کوئی

مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ

ہماری سفارش والے ہیں تو ہماری سفارش کریں یا ہم لوٹا دیئے جائیں تو ہم عمل کریں

غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ط قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

خلاف اس کے جو ہم کر رہے تھے ۶۲؎ بیشک تباہ کیا انہوں نے اپنے آپ کو ۶۲؎

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ (٥٣) ع اِنَّ رَبَّكُمُ

اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افترا کیا کرتے تھے ف بے شک تمہارا رب ۶۳؎

اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ

اللہ ہے جس نے پیدا کئے آسمان اور زمین چھ

ع ۶ / ۱۳

کتابوں اور صحیفوں کو شامل ہے۔ یعنی ہم نے دنیا میں کتابیں نازل کیں جن میں کامل علم اور حکمت کے ساتھ احکام شرائع کو تفصیل سے بیان کیا اور جو ایمان والوں کے لئے سراپا ہدایت و رحمت تھیں ۶۱؎ اب کفار و مشرکین اللہ کی کتاب پر ایمان کیوں نہیں لاتے کیا وہ اس کتاب میں مذکور وعد و وعید کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟ لیکن یہ چیز ان کے لئے مفید نہیں ہوگی جس دن (یعنی قیامت کے دن) مومنین سے کئے گئے انعام و اکرام کے وعدے اور مشرکین اور کفار کو سنائی گئی عذاب جہنم کی وعیدیں پوری ہو جائیں گی وہ دن منکرین کے لئے انتہائی حسرت و یاس اور تاسف کا دن ہوگا۔ اس دن وہ نہایت افسوس سے کہیں گے کہ اللہ کے پیغمبر تو بلا شبہ پیغام حق لے کر ہمارے پاس آئے مگر وائے بد قسمتی ہم نے ان کی ایک نہ سنی۔ کیا آج کوئی ایسی ہستی ہے جو ہماری سفارش کر کے آج ہمیں عذاب سے چھڑا لے یا کوئی ایسی صورت ممکن ہے کہ ہمیں واپس دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ ہم نیک اعمال بجا لائیں شفعاء سے یہاں وہ اللہ کے نیک بندے مراد ہیں جن کو مشرکین متصرف و کارساز اور خدا کے یہاں سفارشی سمجھتے تھے ۶۲؎ وہ اپنی عمریں شرک و معاصی میں صرف کر کے خسارے میں رہے اور جن معبودوں کو انہوں نے سفارشی اور کارساز سمجھ رکھا تھا ان میں سے کوئی بھی ان کے کام نہ آیا ما موصولہ سے معبودان باطلہ مراد ہیں۔ (قد خسروا انفسھم) بصرف اعمارھم التی ھی رأس مالھم الی الشرك والمعاصی (وضل عنھم) غاب وفقد (ما کانوا یفترون) ای الذی کانوا یفترونہ من الاصنام شرکاء للہ سبحانہ وشفعاءھم یوم القیمۃ والمراد انہ ظھر بطلانہ ولم یفدھم شیئا (روح ج ۸ ص ۱۳۵)

تیسرا دعویٰ

۶۳؎ یہ تیسرا دعویٰ ہے یعنی کارساز اور غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا لہٰذا غائبانہ حاجات میں اسی ہی کو پکارو ثم استوٰی علی العرش یہ اس بات سے کنایہ ہے کہ اس نے کسی کے حوالے کچھ نہیں کیا۔ صفت خالقیت بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور اس نے اپنے اختیارات و تصرفات میں کسی کو شریک نہیں کیا۔ قرآن مجید میں استوا علی العرش کا جہاں بھی ذکر آیا ہے اس کے ساتھ زمین و آسمان اور نظام شمسی کی تخلیق کا ذکر بھی ضرور کیا گیا ہے اور یہ کہ سارا نظام عالم اور نظام عالم کی تدبیر کار اللہ کے اپنے اختیار میں ہے۔ مثلاً (۱) سورۂ یونس ع ۱ میں ہے۔ ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش یدبر الامر ما من شفیع الا من بعد اذنہ ط ذلکم اللہ ربکم فاعبدوہ ط افلا تذکرون ○ (۱) سورہ طٰہٰ ع ۱ میں ہے تنزیلا ممن خلق الارض والسموٰت العلیٰ ○ الرحمٰن علی العرش استوٰی ○

موضح قرآن ف یعنی کافر راہ دیکھتے کہ اس کتاب میں خبر ہے عذاب کی ہم دیکھ لیں ٹھیک پڑے تب قبول کریں سو جب ٹھیک پڑیگی تب خلاصی کہاں ملیگی خبر اسی واسطے ہے کہ آگے سے بچاؤ پکڑیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ فراموش کردن خدا ترک ایشان است در دوزخ ۱۲ ف۲ یعنی مسلمان شویم و بت را نہ پرستیم ۱۲۔

له ما فی السموٰت وما فی الارض وما بینهما وما تحت الثرٰی (۳) سورہ سجدہ رکوع اول میں ہے۔ اللہ الذی خلق السموٰت والارض وما بینهما فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع افلا تتذکرون ۝ یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ۝ ذلک عالم الغیب والشہادۃ العزیز الرحیم ۝ ان تمام مقامات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ استواء علی العرش سے مراد یہی ہے کہ تخت شاہی پر وہی متمکن ہے سارا نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے وہی مختار و متصرف ہے اور اس نے اپنا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کر رکھا ہے۔ محاورات عرب میں لفظ عرش سلطنت، عظمت اور غلبہ کے مفہوم میں مستعمل ہے ویکنی بہ عن العز والسلطان والملک فیقال ثل عرشہ ای ذھب عزہ وملکہ (روح ج ۸ ص ۱۳۴ قرطبی ج ۷ ص ۲۲۰) اسی طرح علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ وقد یؤول العرش فی الآیۃ بمعنی الملک ای ما استوی الملک الا لہ عزوجل (قرطبی ج ۷ ص ۲۲۱) **۶۴** یہ تینوں السمٰوٰت پر معطوف ہیں اور مسخرٰت ان سے حال ہے الا لہ الخلق والامر یہ ماقبل کی تکمیل و تذییل ہے یعنی سارے عالم کا خالق بھی وہی ہے اور مدبر و متصرف بھی وہی ہے کالتذییل للکلام السابق ای انہ تعالیٰ ھو الذی خلق الاشیاء ..... وھو الذی دبرھا وصرفها علی حسب ارادتہ الخ (روح ج ۸ ص ۱۳۹) **۶۵** چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و مالک ہے اور وہی متصرف و مختار ہے لہذا غائبانہ حاجات میں اسی کو پکارو والمعتدین غیر اللہ کو پکارنے والے ولا تفسدوا فی الارض ای بالشرک بعد التوحید (مدارک ج ۲ ص ۴۳) **۶۶** اللہ کے عذاب کا ڈر اور اس کی رحمت کی امید دل میں رکھو صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کرو۔ **۶۷** یہ الذی خلق السمٰوٰت پر معطوف ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی صفات مختصہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ باران رحمت سے پہلے ہوا بھیجتا ہے جو پر آب بادلوں کو بنجر زمین کی طرف اٹھا لے جاتے ہیں۔ بارش سے مردہ زمین میں اللہ تعالیٰ جان ڈال دیتا ہے اور وہ ہر قسم کے پھل اور میوے پیدا کرتی ہے **۶۸** یہ جملہ معترضہ ہے۔ یعنی جس طرح ہم بنجر زمین کو بارش سے زندہ کر کے قابل روئیدگی بنا دیتے ہیں اسی طرح ہم مردوں کو قبروں سے زندہ کر کے نکال لیں گے۔

اپنا بنایا ہے اس سے کہ اس نے نظام عالم میں سے کچھ بھی حوالے نہیں کیا ہے غیر اللہ کو پکارنے والے ہیں ای لا تفسدوا بالشرک بعد التوحید

اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ

دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر اڑھاتا ہے رات پر

النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ

دن **ف۱** کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے **ف۲** دوڑتا ہوا اور پیدا کیے سورج اور چاند **۶۴** اور تارے

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ط اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ

تابعدار اپنے حکم کے سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا

اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (۵۴) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ

ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا پکارو اپنے رب کو **۶۵** گڑگڑا کر اور

خُفْیَةً ط اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (۵۵) ج وَلَا تُفْسِدُوْا

چپکے چپکے اس کو خوش نہیں آتے حد سے بڑھنے والے **ف۱** اور مت خرابی ڈالو

فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ

زمین میں اس کی اصلاح کے بعد **ف۳** اور پکارو اس کو ڈر اور

طَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (۵۶)

توقع سے **۶۶** بے شک اللہ کی رحمت نزدیک ہے نیک کام کرنے والوں سے **ف۲**

وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ

اور وہی ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں **۶۷** خوشخبری لانیوالی مینہ

رَحْمَتِهٖ ط حَتّٰۤی اِذَاۤ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ

سے پہلے **ف۴** یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھا لاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم

لِبَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ

اس بادل کو ایک شہر مردہ کیطرف پھر ہم اتارتے ہیں اس بادل سے پانی پھر اس سے نکالتے ہیں

مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ط كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰی

سب طرح کے پھل اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو **۶۸** **ف۵**

ربط جملہ معترضہ

موضح قرآن ف۱ دعا میں بہتر ہے کہ چپکے مانگے تا اپنی نمود نہ ہو اور دل سے گڑگڑا کر نکلے اور حد سے نہ بڑھے یعنی اپنے منہ سے بڑی بات نہ مانگے **ف۲** سنوارے پیچھے زمین میں خرابی نہ مچاؤ یعنی اسلام میں کفر کی رسمیں نہ داخل کرو اور پکارو ڈر اور توقع سے یعنی اللہ پر دلیر بھی مت ہو اور ناامید بھی مت ہو۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی گاہی اجزاء شب را بلباس نہار پوشانیدہ در حساب نہار میگرداند ۱۲ **ف۲** یعنی از پی درآمدن شب بعد روز مشابہ آنست کہ کسی کسی را دوان و شتابان میطلبد **ف۳** یعنی بسبب بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ **ف۴** پیش از باران ۱۲ **ف۵** یعنی از قبور بیرون کردیم ۱۲

۶۹ البلد الطیّب اچھی زمین الذی خبث ناقص اور شور زمین نکدًا بیکار۔ یہ مؤمن وکافر کی صلاحیتوں اور ان کے اعمال کی تمثیل ہے۔ بلد طیب یعنی اچھی زمین مومن کے دل سے عبارت ہے جس میں آیات الٰہی سے زندگی پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ اعمال صالحہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور الذی خبث یعنی ناقص زمین کافر معاند کا دل ہے جس پر آیات الٰہی کی بارش کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس کے جوارح سے کفر و شرک اور طغیان و عصیان ہی ظاہر ہوتا ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ھذا مثل ضربہ اللہ تعالٰی للمؤمن یقول ھو طیب و عملہ طیب کما ان البلد الطیب ثمرہ طیب ثم ضرب مثل الکافر کالبلدۃ السبخۃ المالحۃ التی خرجت منہا البرکۃ فالکافر خبیث و عملہ خبیث (خازن ج ۲ ص ۲۰۱)

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ
تاکہ تم غور کرو اور جو شہر پاکیزہ ہے ۶۹ اس کا
نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ
سبزہ نکلتا ہے اس کے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے اس میں
اِلَّا نَكِدًا ۭ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
نہیں نکلتا مگر ناقص یوں پھیر پھیر کر بتلاتے ہیں ہم آیتیں حق ماننے والے
يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ
لوگوں کو وا وا بیشک بھیجا ہم نے نوح کو ۷۰ اس کی قوم کی طرف
فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ
پس اس نے کہا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا
اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾ قَالَ
میں خوف کرتا ہوں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ۷۱ بولے
الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾
سردار اس کی قوم کے ۱ے ہم دیکھتے ہیں تجھ کو صریح بہکا ہوا
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ
بولا اے میری قوم میں ہرگز بہکا نہیں ۲ے ولیکن میں بھیجا ہوا ہوں
رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ
جہان کے پروردگار کا ۲ے پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں
لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ
تم کو اور جانتا ہوں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جو تم نہیں جانتے کیا تم کو تعجب ہوا ۳ے
اَنْ جَاۗءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰي رَجُلٍ مِّنْكُمْ
کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے

یہاں تک تینوں دعوے مذکور ہوئے اب اس کے بعد گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے چھ قصے مذکور ہوں گے جو ان تینوں دعووں سے متعلق ہوں گے۔ پہلے تین قصے تیسرے دعوے سے، چوتھا قصہ دوسرے سے، پانچواں قصہ دوسرے اور تیسرے سے اور چھٹا قصہ پہلے دعوے سے متعلق ہے۔ ۷۰ یہ پہلا قصہ، حضرت نوح علیہ السلام کا ہے جو تیسرے دعوے سے متعلق ہے۔ کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کا سب سے پہلا اعلان یہی ہے اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور حاجات میں صرف اسی کو پکارو اس کے سوا کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ ۷۱ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے بڑوں نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے اے نوح ہم تجھے کھلی گمراہی میں سمجھتے ہیں کیونکہ تو ہم کو صرف ایک خدا کو ماننے کی دعوت دے رہا ہے جو ہمارے باپ دادا کے دین کے صریح خلاف ہے۔ ای انا لنراک فی دعائنا الی الٰہ واحد فی ضلال مبین (قرطبی ج ۷ ص ۲۳۴) ۷۲ قوم نے چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف گمراہی کی نسبت کرنے میں مبالغہ کیا تھا اس لئے انہوں نے بھی نہایت بلیغ انداز میں اپنی ذات سے گمراہی کی نفی کی لیس بی ضلٰلۃ۔ ضلٰلۃ کی تنوین تنکیر کے لئے ہے اور پھر نفی کے تحت داخل ہے۔ یعنی کھلی گمراہی میں ہونا تو درکنار مجھ میں تو گمراہی کا ادنیٰ شائبہ تک نہیں اور ہو بھی کیسے سکتا ہے میں تو خداوند عالم کا رسول ہوں اور میرا فریضہ یہ ہے کہ اللہ کے پیغامات تم کو پہنچاؤں اور ہر طرح تمہاری خیر خواہی کروں اور یہ بھی یاد رکھو اللہ کی طرف سے جو علوم و معارف میں جانتا ہوں تم کو ان کا علم نہیں اس لئے میری طرف گمراہی کی نسبت کرنا عقل و نقل کے خلاف ہے۔ ۷۳ یہ مشرکین کی غلطی کے اصل منشا کا رد ہے یعنی تم صرف اس بات پر حیران و متعجب ہو کہ تمہاری ہدایت کے لئے تمہاری جنس ہی کے ایک بشر پر اللہ کی طرف سے وحی آ گئی فکذبوہ الماضی استمرار کیلئے ہے یعنی وہ ہمیشہ انکی تکذیب کرتے رہے اور مسلسل شرک پر اڑے رہے۔ ای استمروا علی تکذیبہ واصروا بعد ان قال لہم ما قال ودعاھم الی اللہ تعالٰی لیلاً و نہارًا (روح ج ۸ ص ۱۵۳)

موضح قرآن ف یہ قدرت اپنی بیان فرمائی باد میں چلنی اور مینہ برسنا اور سبزہ نکلنا اس طرح سمجھایا مردوں کا نکلنا ایک تو مردوں کا نکلنا قیامت میں ہے اور ایک دنیا میں یعنی جاہل ادنیٰ لوگوں میں نبی بھیجا اور علم دیا اور سردار کیا پھر ستھری استعداد والے کمال کو پہنچے اور جن کی استعداد خراب تھی ان کو بھی فائدہ پہنچ رہا ناقص سا۔

ف ۱ این مثل است برائے تاثیر پند در قلب سلیم و عدم تاثیر آن در غیر سلیم ۱۲ ف ۲ یعنی روز قیامت ۱۲۔

لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٦٣﴾
تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور تاکہ تم بچو اور تاکہ تم پر رحم ہو
فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ
پھر انہوں نے اسکو جھٹلایا پھر ہم نے بچا لیا اس کو اور ان کو جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں
وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ
اور غرق کر دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو بیشک وہ
كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ ع وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ
ع ۸ ۱۵
لوگ تھے اندھے اور قوم عاد کی طرف بھیجا ان کے بھائی
هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ
ہود کو ۷۴ بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا
مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ الْمَلَاُ
معبود اس کے سوا سو کیا تم ڈرتے نہیں بولے سردار
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ
جو کافر تھے اس کی قوم میں ہم تو دیکھتے ہیں تجھ کو
سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٦٦﴾
عقل نہیں ۷۵ اور ہم تو تجھ کو جھوٹا گمان کرتے ہیں
قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ
بولا اے میری قوم میں کچھ بے عقل نہیں ۷۶ لیکن میں بھیجا ہوا ہوں
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٧﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ
پروردگار عالم کا پہنچاتا ہوں تم کو پیغام اپنے رب کے
وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿٦٨﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ
اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں اطمینان کے لائق کیا تم کو تعجب ہوا کہ

۷۴ یہ دوسرا قصہ ہے اور تیسرے دعوی ہی سے متعلق ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی طرح حضرت ہود علیہ السلام نے بھی اعلان کیا تھا یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ الخ اے میری قوم صرف اللہ کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں ۷۵ حضرت ہود علیہ السلام کو قوم نے کم عقلی کا طعنہ دیا اس لئے کہ انہوں نے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ای متمکنا فی خفۃ عقل وراسخا فیھا حیث فارقت دین اٰباءک (روح ج ۸ ص ۱۵۵)

۷۶ سفاھۃ کی تنوین اور اس کا نفی کے تحت واقع ہونا مفید مبالغہ ہے۔ یہاں سے اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ تک میں حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کے الزام کی نہایت بلیغ اسلوب سے تردید فرمائی یعنی اے میری قوم میں تو ادنیٰ ترین سفاہت اور کم عقلی سے بھی بالاتر ہوں کیونکہ میں خداوند جہاں کا رسول ہوں اور تمہیں اس کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور پہلے سے تمہارے درمیان خیر خواہ اور امین مشہور ہوں یا مطلب یہ ہے کہ میں تم کو اللہ کی توحید بتا کر اور شرک سے تم کو روک کر تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں اور اللہ کی وحی اور اس کی تبلیغ پر امین ہوں۔ والمعنی انی عرفت فیکم بالنصح فلا یحق لکم ان تتھمونی وبالامانۃ فیما اقول فلا ینبغی ان اکذب (بحر ج ۴ ص ۳۲۴) (ناصح) فیما امرکم بہ من عبادۃ اللہ عز وجل وترک عبادۃ ما سواہ (امین) یعنی علی تبلیغ الرسالۃ واداء النصح (خازن ج ۲ ص ۲۰۴)

جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ

آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک مرد کی زبانی جو تم ہی میں سے ہے

لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ

تاکہ تم کو ڈرائے اور یاد کرو جبکہ تم کو

خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی

سردار کر دیا پیچھے ف۷۷ قوم نوح کے اور زیادہ کر دیا تمہارے

الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ

بدن کا پھیلاؤ سو یاد کرو اللہ کے احسان تاکہ تمہارا

تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

بھلا ہو بولے کیا تو اس واسطے ہمارے پاس آیا کہ ہم بندگی کریں اللہ اکیلے

وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ

کی اور چھوڑ دیں جن کو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے پس تو لے آ ہمارے پاس جس چیز

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ

سے تو ہم کو ڈراتا ہے اگر تو ہے سچا کہا تم پر واقع ہو چکا ہے ف۷۹

عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِیْ

تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غصہ کیوں جھگڑتے ہو مجھ سے

فِیْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا

ان ناموں پر کہ رکھ لئے ہیں تم نے ف۲ اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں

نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّیْ

اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند سو منتظر رہو میں بھی

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ

تمہارے ساتھ منتظر ہوں پھر ہم نے بچا لیا اس کو ف۸۰ اور

رابعی قوۃ ۱۲

ف۷۷ اس میں حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے۔ قوت یا پھیلاؤ ف۷۸ قوم نے جواب میں کہا کہ تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور صرف اسی کو پکاریں اور جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پکارتے چلے آئے ہیں ان کو ہم چھوڑ دیں تو سن لو کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ باقی جس عذاب سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تمہارے بیان میں کچھ سچائی ہے تو وہ عذاب لے آؤ۔ ف۷۹ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کا غضب اور اس کا عذاب تم پر مقرر ہو چکا ہے وہ اپنے وقت پر آکر رہیگا مگر تمہاری کم عقلی کی انتہا ہے کہ تم میرے ساتھ ایسے جھوٹے معبودوں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کے معبود ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ ۱۲ ف۸۰ آخر مقررہ اجل پر اللہ کا عذاب آگیا اور پوری قوم کا نام و نشان ہی مٹا دیا گیا۔ حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانیوالوں کے سوا کوئی عذاب سے نہ بچ سکا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بیار عقوبت را ۔۱۲ ف۲ یعنی بے اصل است ۱۲

الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ
جو اس کے ساتھ تھے اپنی رحمت سے اور جڑ کاٹی ان کی
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۲﴾ ع
جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو اور نہیں مانتے تھے
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ
اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی صالح کو بولا اے میری قوم
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ
بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا تم کو
جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ
پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے یہ اونٹنی
اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ
اللہ کی ہے تمہارے لئے نشانی سو اس کو چھوڑ دو کہ کھائے اللہ کی زمین میں
وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
اور اس کو ہاتھ نہ لگاؤ بُری طرح پھر تم کو پکڑے گا عذاب
اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
دردناک اور یاد کرو جب کہ تم کو سردار کر دیا
مِنْ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ
عاد کے پیچھے اور ٹھکانا دیا تم کو زمین میں کہ بناتے ہو
مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ
نرم زمین میں محل اور تراشتے ہو پہاڑوں کے
بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا
گھر سو یاد کرو احسان اللہ کے اور مت مچاتے پھرو

ع ۹ ۲۶ وقف لازم

تیسرا قصہ
متعلق بہ دعوی
بالا لسلام ۱۲

نرم زمین ۱۲

۱۵۹ یہ تیسرا قصہ ہے۔ اور یہ بھی تیسرے دعوی سے متعلق ہے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام کے اس اعلان سے ظاہر ہے۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔ اے میری قوم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود اور کارساز نہیں اس کے بعد معجزۂ ناقہ کا ذکر فرمایا کہ یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے ایک معجزہ ہے اس کو تکلیف مت پہنچانا ورنہ اللہ کا عذاب آ جائے گا۔ پھر ان کو اللہ کے انعامات یاد دلائے سہولہا۔ سہول سہل کی جمع ہے یعنی ہموار زمین۔

فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ
زمین میں فساد کہنے لگے سردار جو ۵۸۲
اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا
متکبر تھے اس کی قوم میں غریب لوگوں کو
لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا
کہ جو ان میں ایمان لا چکے تھے کیا تم کو یقین ہے کہ صالح کو
مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ
بھیجا ہے اس کے رب نے بولے ہم کو تو جو وہ لے کر آیا اس
مُؤْمِنُوْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا
پر یقین ہے کہنے لگے وہ لوگ جو متکبر تھے ۵۸۳ جس
بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَعَقَرُوا
پر تم کو یقین ہے ہم اس کو نہیں مانتے پھر انہوں نے کاٹ ڈالا
النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا
اونٹنی کو اور پھر گئے اپنے رب کے حکم سے اور بولے
يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ
اے صالح لے آ ہم پر جس سے تو ہم کو ڈراتا تھا اگر تو
الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٧٧﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
رسول ہے پس آپکڑا ان کو زلزلہ نے ۵۸۴
فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَتَوَلّٰى
پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھر میں اوندھے پڑے پھر الٹا پھرا
عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ
ان سے ۵۸۵ اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو پیغام

۱۲ مبدل منہ
بدل ۱۲

یہ یہاں سے معلوم ہوا کہ حرف ندا اور ضمیر خطاب ہمیشہ حاضر وموجود کے لئے اور ایسے ہی بات سنانے کے لئے نہیں ہوتی ۱۲

۵۸۲ لِمَنْ اٰمَنَ بہ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے باعادۂ جار بدل ہے۔ قوم صالح علیہ السلام کے بڑے اور مغرور لوگوں نے ایمان والوں سے جو بظاہر قوت اور دولت کے اعتبار سے کمزور تھے بطور استہزاء و تمسخر کہا کیا تم صالح کو اللہ کا نبی مانتے ہو؟ اس کے جواب میں انہوں نے پوری جرأت سے کہا "یقیناً ہم حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ کا نبی مانتے ہیں۔ اور جو مسئلہ توحید لیکر وہ آیا ہے ہمارا اس پر بھی ایمان ہے۔ بِمَآ اُرْسِلَ میں مَا سے مسئلہ توحید مراد ہے۔ **۵۸۳** قوم کے وہی سرکش سردار بولے "ہم تو اسے اور اس کی تعلیم کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں"۔ فَعَقَرُوا النَّاقَةَ چنانچہ انہوں نے اللہ کے حکم سے سرکشی کرتے ہوئے اونٹنی کو قتل کر دیا اور از راہِ تعنت و عناد حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے اگر واقعی تو اللہ کا نبی ہے تو جس عذاب سے ہمیں ڈراتا تھا اب لے آ۔ ۱۲ **۵۸۴** الرَّجْفَةُ یعنی شدید زلزلہ ایسا زلزلہ آیا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکلنے کی فرصت بھی نہ ملی اور وہ جہاں کہیں تھے وہیں ڈھیر ہو گئے ۱۲ **۵۸۵** جب قوم ہلاک ہو گئی تو حضرت صالح علیہ السلام نہایت حسرت و یاس کے ساتھ اپنی قوم سے یوں فرماتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے اے میری قوم! میں نے اپنے پروردگار کا پیغام تم کو پہنچا دیا اور تمہاری خیرخواہی کا حق ادا کر دیا مگر افسوس کہ تم خیرخواہی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ یہاں حرف نداء اور ضمائرِ خطاب سے تباہ و برباد شدہ قوم سے خطاب کرنا اور ان کو سنانا مقصود نہیں بلکہ یہ ندا و خطاب محض قوم کی بدقسمتی پر اظہارِ افسوس اور تحسر کے لئے ہے۔ فتولی عنهم بعد ان جرٰی علیهم ما جرٰی علی ما هو الظاهر مغتما متحسرا علی ما فاتهم من الایمان متحزنا علیهم (روح ج ۸ ص ۱۶۵) اس سے معلوم ہوا کہ حروف نداء اور ضمائرِ خطاب سے ہمیشہ کسی کو مخاطب کرنا اور اسے کچھ سنانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس لئے التحیات میں السلام علیك ایها النبی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاظر وناظر ہونے پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ محض دعا ہے اس سے خطاب کرنا اور سنانا مقصود ہی نہیں ۔ ۱۲

مَا رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۷۹﴾

اپنے رب کا اور خیر خواہی کی تمہاری لیکن تم کو محبت نہیں خیر خواہوں سے

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ

اور بھیجا لوط کو جب کہا اس نے اپنی ۵۸۶ قوم کو کیا تم کرتے ہو ایسی بے حیائی

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۰﴾

کہ تم سے پہلے نہیں کیا اس کو کسی نے جہان میں

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ

تم تو دوڑتے ہو ۵۸۷ مردوں پر شہوت کے مارے

النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ ہو حد سے گذرنے والے

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا

اور کچھ جواب نہ دیا اس کی قوم نے مگر یہی کہا کہ

اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ

نکال دو ان کو اپنے شہر سے یہ لوگ بہت ہی

یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا

پاک رہنا چاہتے ہیں پھر بچا دیا ہم نے اس کو اور اس کے ۵۸۸ گھر والوں کو مگر

امْرَاَتَهٗ ۖؗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَاَمْطَرْنَا

اس کی عورت کہ رہ گئی وہاں کے رہنے والوں میں اور برسایا ہم نے

عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ان کے اوپر مینہ یعنی پتھروں کا پھر دیکھ کیا ہوا انجام

١٠ ع ١٧ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ ع وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ

گنہگاروں کا اور مدین کی طرف بھیجا ان کے بھائی شعیب کو ۵۸۹

۵۸۶ یہ چوتھا قصہ ہے اور دوسرے دعوے سے متعلق ہے کیونکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم اللہ کے محرمات سے حرام کا سا معاملہ نہیں کرتی تھی۔ اَلْفَاحِشَةَ سے لڑکوں کیساتھ خلاف فطرت فعل کرنا مراد ہے۔ اس فعل کی ابتداء قوم لوط میں ہوئی اس سے قبل کسی قوم نے یہ فعل نہیں کیا تھا۔ **۵۸۷** یہ اَلْفَاحِشَةَ کی تفسیر ہے بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ــــ بل ترقی کے لئے ہے۔ یعنی بر سر عام مجالس میں بھی تم اس فعل شنیع کا ارتکاب کرتے ہوئے نہیں شرماتے ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ (عنکبوت ع ۳) وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ الخ حضرت لوط علیہ السلام کی پند و نصیحت کے جواب میں قوم نے فیصلہ کیا کہ ان کو گاؤں سے نکال دیا جائے۔ یہ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔ ۱۲ **۵۸۸** اللہ نے اس بدکردار قوم پر آسمان سے پتھر برسا کر اسے تباہ کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اور جو ان پر ایمان لا چکے تھے صرف وہی بچ سکے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی چونکہ در پردہ مشرکہ تھی اس لئے وہ بھی عذاب میں ہلاک ہو گئی۔ فَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا۔ بارش سے پتھروں کی بارش مراد ہے۔ پہلے ان کی بستیوں کو الٹ دیا گیا۔ پھر اوپر سے پتھر برسائے گئے جیسا کہ سورۂ ہود ع ۷ میں فرمایا فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۱۲ **۵۸۹** یہ پانچواں قصہ ہے اور دوسرے اور تیسرے دونوں دعووں سے متعلق ہے۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ میں تیسرا دعویٰ مذکور ہے یعنی اے میری قوم تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اللہ کے سوا کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ اور فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ الخ میں دوسرا دعویٰ مذکور ہے۔ قوم شعیب علیہ السلام ان محرمات الٰہیہ کے ساتھ حرام کا برتاؤ نہیں نہیں کرتی تھی بلکہ ناپ تول کے ذریعے دوسرے کا حق مار لینے کو جائز سمجھتی تھی۔ اس لئے ان کو حکم دیا گیا کہ وہ ان محرمات کو حرام سمجھیں اور ان ناجائز طریقوں سے لوگوں کے حقوق تلف نہ کریں اور زمین میں شر و فساد نہ پھیلائیں۔ ۱۲

۵۸۶ یہ چوتھا قصہ متعلق ہے دعویٰ ثانی یعنی اللہ کے محرمات سے ساتھ حرام کا سا معاملہ نہیں کرتے تھے ۱۲ ۵۸۷ بل ترقی کیلئے ہے مجالس میں بھی یہ کام کرتے تھے تاتون فی نادیکم المنکر

۵۸۹ یہ پانچواں قصہ متعلق ہے دعویٰ ثانی و ثالث ۱۲

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ
بولا اے میری قوم بندگی کرو اللہ کی کوئی نہیں تمہارا معبود اس کے سوا
قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ
تمہارے پاس پہنچ چکی ہے دلیل تمہارے رب کی طرف سے سو پوری کرو ماپ
وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
اور تول اور مت گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ
اور مت خرابی ڈالو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَلَا
یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان والے ہو ۹۰ اور مت
تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ
بیٹھو ۹۱ راستوں پر کہ ڈراؤ اور روکو
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ
اللہ کے راستے سے جو کہ ایمان لائے اس پر اور ڈھونڈو اس میں عیب
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۠ وَانْظُرُوْا
اور یاد کرو جبکہ تھے تم ۹۲ بہت تھوڑے پھر تم کو بڑھا دیا اور دیکھو
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ
کیسا ہوا انجام فساد کرنیوالوں کا اور اگر تم میں سے ایک فرقہ ۹۳
مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا
ایمان لایا اس پر جو میرے ہاتھ بھیجا گیا اور ایک فرقہ ایمان نہیں لایا
فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ
سو صبر کرو جب تک اللہ فیصلہ کرے درمیان ہمارے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے ۱ ط

۹۰ یعنی امور مذکورہ دنیا و آخرت میں تمہارے لئے بہتر ہیں بشرطیکہ تم ایمان لے آؤ اور دعوت توحید کو مان لو المراد بالخيرية ما يشمل مر الدنيا والآخرة اى ذلكم خير لكم فى الدارين بشرط ان تؤمنوا (روح ج ۸ ص۱۷۱) **۹۱** حضرت ابن عباس، قتادہ، مجاہد اور سُدّی سے منقول ہے کہ قوم شعیب علیہ السلام کے مشرکین شہر میں آنیوالے تمام راستوں پر بیٹھ جاتے اور جو لوگ حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آتے ان کو روک لیتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کو عیاذاً باللہ کذاب (بڑا جھوٹا) کہہ کر ان کو بدظن کرنے کی کوشش کرتے اور ساتھ ہی ان کو قتل کرنے کی دھمکی بھی دیتے۔ کانوا يقعدون على الطرقات المفضية الى شعيب فيتوعدون من اراد المجئ اليه ويصدونه ويقولون انه كذاب فلا تذهب اليه، كما كانت قريش مكة تفعله مع النبى صلے الله عليه وسلم و هذا ظاهر (قرطبی ج ۷ ص۲۷۹) جیسا کہ قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونیوالوں سے کیا کرتے تھے۔۱۲ **۹۲** یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر انعام ذکر فرمایا۔ قلت و کثرت سے تعداد کی کمی بیشی مراد ہے یا دولت کی۔ مفسرین نے دونوں قول لکھے ہیں۔ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ الخ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کرو اور اس کی دعوت کو مان لو ورنہ جن لوگوں نے اللہ کی دعوت کو جھٹلایا اور شرک اور دوسرے اعمال بد سے زمین میں فساد پھیلایا ان کا حشر تم دیکھ چکے ہو کہ ان کو اللہ نے کس طرح تباہ کیا تمہارا بھی یہی انجام ہو گا۔۱۲ **۹۳** یہ منکرین کے لئے تخویف دنیوی ہے یعنی تم میں سے کچھ لوگ میری دعوت قبول کر چکے ہیں اور کچھ لوگوں نے اس کو رد کر دیا ہے۔ اب تم اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو کہ وہ کس طرح ایمان والوں کو بچاتا ہے اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کرتا ہے۔ فيه وعيد وتهديد يعنى حتى يقضى الله ويفصل بيننا ويعز المؤمنين المصدقين وينصرهم ويهلك المكذبين الجاحدين ويعذبهم (خازن ج ۲ ص۲۱۵)

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی واجب آں بود کہ ہمہ متفق می شدند بر ایمان و چوں متفق نشدند منتظر فیصل کردن باشند ۱۲

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

بولے سردار ٩٤ جو متکبر تھے اس کی قوم میں

لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

ہم ضرور نکال دیں گے اے شعیب تجھ کو اور ان کو جو کہ ایمان لائے

مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ

تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا یہ کہ تم لوٹ آؤ ہمارے

مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ ۟ؕ ٨٨ قَدِ

دین میں بولا کیا ہم بیزار ہوں تو بھی بیشک

افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ

ہم نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا اگر لوٹ آئیں تمہارے

مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا

دین میں بعد اس کے کہ نجات دے چکا ہم کو اللہ اس سے اور ہمارا

یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِیْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ

کام نہیں کہ لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے

اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ

اللہ رب ہمارا گھیرے ہوئے ہے ہمارا پروردگار سب چیزوں کو اپنے علم میں

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ

اللہ ہی پر ہم نے بھروسا کیا اے ہمارے رب فیصلہ کر ہم میں ٩٥ اور ہماری

قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ ۟ ٨٩ وَ

قوم میں انصاف کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے اور

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ

بولے سردار جو کافر تھے ٩٦ اس کی قوم میں اگر پیروی کرو گے تم

الا مستثنیٰ منقطع ہے یعنی جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے

٩٤ اس کے جواب میں قوم کے متکبر اور مشرک سرداروں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دھمکی دی کہ یا تو تم اپنا دینِ توحید چھوڑ کر واپس ہمارے دین میں آجاؤ ورنہ ہم تم کو اور جو تم پر ایمان لے آئے ہیں سب کو اپنے گاؤں سے نکال دیں گے۔ قَدِ افْتَرَیْنَا الخ جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو تمہارے دینِ شرک سے محفوظ فرما لیا اور ہمیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود اور کارساز نہیں لہٰذا اس کے سوا پکار کے لائق بھی کوئی نہیں۔ اس کے باوجود اگر ہم تمہارے دین پر آجائیں اور تمہاری طرح شرک کرنے لگیں تو یہ اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان اور افترا ہو گا ہم سے تو یہ ہرگز نہیں ہو سکے گا کہ ہم تمہارے دین پر آجائیں۔ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ یہ استثناء منقطع ہے یعنی جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ ٩٥ جب حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کے تمرد و عناد کو دیکھ کر ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور قوم کی ایذا رسانی انتہا کو پہنچ گئی تو آپ اللہ تعالیٰ سے آخری فیصلے کی دعا مانگی۔ قال ابن عباس وکان شعیب کثیر الصلاۃ فلما تمادی قومہ فی کفرھم وغیظھم و یئس من صلاحھم دعا علیھم فقال ربنا افتح الخ فاستجاب اللہ دعاءہ فاھلکھم بالرجفۃ (قرطبی ج ٧ ص ٢٥١) ٩٦ قوم شعیب علیہ السلام کے مشرک سردار اپنے ہم مسلک لوگوں کو دینِ حق قبول کرنے سے روکنے کیلئے ان سے کہتے تھے اگر تم نے شعیب کی بات مان لی تو تم خسارے میں رہو گے۔ کیونکہ اس کا دین قبول کر لینے کے بعد تم ناپ تول میں کمی بیشی سے جو کچھ کماتے تھے، وہ نہیں کما سکو گے۔ نیز ہدایت کے عوض گمراہی خریدو گے جو سراسر خسارہ ہے مشرکین شرک کو ہدایت اور توحید کو گمراہی سمجھتے تھے ای مغبونون لاستبدالکم الضلالۃ بالھدی و لفوات ما یحصل لکم بالبخس و التطفیف (روح ج ٩ ص ٦)

شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

شعیب کی تو تم بیشک خراب ہو گے پھر آ پکڑا ان کو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۹۱﴾

زلزلہ نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚ

جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو گویا کبھی بسے ہی نہ تھے وہاں

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۲﴾

جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو وہی ہوئے خراب

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ

پھر الٹا پھرا ان لوگوں سے اور بولا اے میری قوم میں پہنچا چکا تم کو

رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَیْفَ اٰسٰى

پیغام اپنے رب کے اور خیر خواہی کر چکا تمہاری اب کیا افسوس کروں

عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ﴿۹۳﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ

کافروں پر اور نہیں بھیجا ہم نے ؁۹۹ کسی بستی میں

مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّاۤ اَخَذْنَاۤ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَ

کوئی نبی کہ نہ پکڑا ہو ہم نے وہاں کے لوگوں کو سختی اور

الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا

تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑائیں پھر بدل دی ہم نے

مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا

برائی کی جگہ بھلائی یہانتک کہ ؁۱۰۰ بڑھ گئے اور کہنے لگے

قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ

کہ پہنچتی رہی ہے ؁۱۰۱ ہمارے باپ دادوں کو بھی تکلیف اور خوشی ؁ پھر پکڑا ہم نے ان کو

مع ۳ [margin note: illegible]

ع ۹ / ۱

ترا (ضمیر خطاب) کا حرف ۔ استعمال، اس کی تحقیق تفہیم میں موجود ہے ۱۲

۲ التفات لبجہ (الہنکیرہ) ۲ یعنی تکلیف اور آسودگی حالات کے متغیر ہونے سے آتی رہتی ہیں نہ بوجہ انکار نبی اور ترآن کے ۱۲

؁۹۷ الرجفۃ زلزلہ (قرطبی) ایک شدید زلزلہ آیا جس سے وہ تمام ہلاک ہو گئے اور ایسے ہلاک ہوئے گویا کہ وہ اپنے گھروں میں کبھی آباد ہی نہ تھے ؁۹۸ جب قوم ہلاک ہو گئی تو وہاں سے چلے اور تحسر اور تاسف کے طور پر قوم کو خطاب کر کے فرمایا۔ اے میری قوم میں نے تو تمہیں اللہ کے تمام پیغام پہنچا دیئے اور تمہاری خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اس سے ان کا مقصد ہلاک شدہ مشرکین کو کچھ سنانا نہ تھا بلکہ محض اظہار افسوس مقصود تھا۔ ؁۹۹ التفات لبجہ (الہنکیرہ) یعنی ہماری سنت جاریہ یہی رہی ہے کہ ہم نے جس بستی میں کوئی بھی نبی بھیجا وہاں کے باشندوں کو مختلف طریقوں سے آزمایا۔ ان کو مالی وجانی تکالیفوں میں مبتلا کیا تاکہ وہ عاجزی کریں اور اپنے گناہوں سے تائب ہو کر اللہ کی توحید کو مان لیں اور نیک اعمال بجا لائیں۔ ثُمَّ بَدَّلْنَا الخ جب اس طرح ان کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی تو ہم نے ان کی تکلیف اور تنگدستی کو راحت و فراخی سے بدل دیا تاکہ اس طرح ان کے دلوں میں شکر و اطاعت کا جذبہ پیدا ہو۔ لان ورود النعمۃ فی البدن و المال بعد الشدۃ والضیق یستدعی الانقیاد للطاعۃ والاشتغال بالشکر (خازن ج ۲ ص ۲۰۰) ؁۱۰۰ عَفَوْا ای کثروا یعنی جب ان کے مال و اولاد میں کثرت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے تکلیف و راحت اور تنگدستی و فراخی دونوں طریقوں سے ان کا امتحان فرمایا مگر وہ کسی طرح کفر و شرک سے باز نہ آئے۔ اعلم اللہ تعالیٰ انہ اخذھم بالشدۃ والرخاء فلم یزدجروا ولم یشکروا (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۲) ؁۱۰۱ اس اختلاف احوال سے انہوں نے کچھ عبرت حاصل نہ کی اور نہ اسے اللہ کی طرف سے ابتلا سمجھا اور یوں کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا پر بھی حالات آتے رہے ہیں کبھی تکلیف اور تنگدستی اور کبھی راحت اور فراخی ہم پر بھی اسی طرح آ رہے ہیں۔ یہ تکلیف اور آسودگی تغیرات زمانہ میں سے ہے کسی پیغمبر کے انکار یا اسکو ماننے کی وجہ سے نہیں ہے فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً یہانتک کہ ان پر اچانک ہمارا عذاب آ پہنچا اس حال میں کہ انہیں اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔

فتح الرحمن ؁ یعنی عادت زمانہ است گاہے سختی و گاہی راحت می باشد از باب مؤاخذہ بر اعمال نبود ۱۲

بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ
ناگہاں اور ان کو خبر نہ تھی ف اور اگر بستیوں
الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ
والے ۱۰۲ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم کھول دیتے ان پر
بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ
نعمتیں آسمان اور زمین سے لیکن
كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۶﴾
جھٹلایا انہوں نے پس پکڑا ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے
اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا
اب کیا بے ڈر ہیں بستیوں والے ۱۰۳ اس سے کہ آپہنچے ان پر آفت ہماری
بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى
راتوں رات جب سوتے ہیں یا بے ڈر ہیں بستیوں والے
اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾
اس سے کہ آپہنچے ان پر عذاب ہمارا دن چڑھے جب کھیلتے ہوں
اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ
کیا بے ڈر ہوگئے اللہ کے داؤ سے ف۱ سو بے ڈر نہیں ہوتے اللہ کے داؤ سے
اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾ ع اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ
مگر خرابی میں پڑنے والے کیا نہیں ظاہر ۱۰۴ ہوا ان لوگوں پر
يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ
جو وارث ہوئے زمین کے وہاں کے لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد کہ اگر
نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى
ہم چاہیں تو ان کو پکڑ لیں ان کے گناہوں پر اور ہم نے مہر کردی ہے ان کے

ع ۱۲ / ۲

سا یا ہدایت بمعنی مراد ہے یا ظہور کا۔ یعنی کیا پہلی امتوں کی ہلاکت ظاہر نہیں کرتی کہ ہم ان کو بھی ہلاک کر سکتے ہیں ۔ ۱۲

۱۰۲ ایمان لانے کی ترغیب ہے ۔ جن بستیوں میں اللہ کے پیغمبر آئے اگر ان بستیوں والے اللہ پر ایمان لے آتے اور اللہ کی ہدایت کے مطابق عمل کرتے تو اللہ تعالیٰ ان پر زمین و آسمان سے برکتوں کے دروازے کھول دیتا مگر انہوں نے تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بداعمالیوں کے سبب ان کو پکڑ لیا۔ ۱۰۳ ہمزہ استفہام انکار کے لئے ہے۔ اور اَهْلُ الْقُرٰى سے مکہ اور گردونواح کی بستیوں کے لوگ مراد ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی بعض کے نزدیک یہ عام ہے۔ والمراد بالقرى مكة وما حولها لانهم كذبوا محمدا صلى الله عليه وسلم وقيل هو عام في جميع القرى۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۳) مشرکین عرب گذشتہ سرکش قوموں کے انجام بد سے اچھی طرح واقف ہیں مگر اس کے باوجود عناد اور سرکشی پر اڑے ہوئے ہیں کیا انہیں اس بات کا خطرہ اور اندیشہ نہیں کہ کہیں رات کو سوتے وقت یا دن کو جب وہ کھیل میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آپہنچے اور ان کو ہلاک کر دے ۔ کیا وہ اللہ کے عذاب سے بالکل ہی بے فکر ہیں ۔ جو لوگ اس طرح اللہ کے عذاب سے نڈر ہو کر ایمان و عمل سے غافل ہو جائیں وہ دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھائیں گے۔ ۱۰۴ هدایت سے اس کا متعارف معنی مراد ہے یا بمعنی ظہور ہے ۔ یعنی کیا پہلی امتوں کی ہلاکت اور ان کی تباہی ان کی ہدایت کا موجب نہ بنی یا اس سے ان پر یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ کفر و عناد کی وجہ سے ان کو بھی عذاب سے ہلاک کیا جا سکتا ہے ۔

موضح قرآن

ف بندے کو دنیا میں گناہ کی سزا پہنچتی رہے تو امید ہے کہ توبہ کر لے اور جب گناہ راست آگیا تو یہ اللہ کا بھلاوا ہے پھر ڈر ہے ہلاک کا جیسے زہر کھایا اگل دے

فتح الرحمٰن

ف۱ یعنی از تدبیر ہلاک ۱۲ ۔

۱۰۵ء القریٰ سے تمام مذکورہ بستیوں کی طرف اشارہ ہے۔ جن کے انبیاء علیہم السلام اور جن کی قوموں کے واقعات پہلے مذکور ہو چکے ہیں۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اسم اشارہ کا محسوس مبصر ہی کے لئے استعمال ہونا ضروری نہیں بلکہ معہود فی الذہن کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ماتقول فی ھٰذا الرجل سے مبتدعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر میں حاضر ہونے پر استدلال غلط ہے۔ بِمَا كَذَّبُوْا میں باء سببیہ ہے اور كَذٰلِكَ میں کاف بمعنی لام ہے۔ یعنی جب ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کر ڈالی اس لئے جب انہوں نے معجزات پیش کئے تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور کفر پر اڑے رہے اس لئے ان کے عناد و انکار کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر دی گئی اور ان سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی۔ ۱۰۶ء حضرت حسن فرماتے ہیں عہد سے عہد توحید مراد ہے جو امم سابقہ سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے لیا گیا۔ العھد الذی عھد الیھم مع الانبیاء علیہم السلام ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئاً (قرطبی ج ۷ ص ۲۵۵) یعنی ان میں اکثر بد عہد ثابت ہوئے اور انہوں نے توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کر لیا۔ ۱۰۷ء یہ چھٹا واقعہ ہے اور پہلے دعوے سے متعلق ہے اور یہاں سے شروع ہو کر رکوع ۲۰ کے آخر میں فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے مختلف آٹھ واقعات ذکر کئے گئے ہیں جن میں سے ہر واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزیمت اور ان کے استقلال کی زندہ تصویر ہے۔ ان کے ذکر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشجیع مقصود ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ بھی جرأت اور بہادری سے مسئلہ توحید کی تبلیغ کریں اور اس کی وجہ سے آنے والے مصائب و مشکلات کا استقلال سے سامنا فرمائیں۔ پہلا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے پاس جا کر اسکو توحید کی دعوت دینا۔ بنی اسرائیل پر ظلم کرنے سے منع کرنا، اسے معجزے دکھانا

قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلْكَ الْقُرٰى

دلوں پر سو وہ نہیں سنتے یہ بستیاں ہیں ۱۰۵ء کہ

نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآئِهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ

سناتے ہیں ہم تجھ کو ان کے کچھ حالات اور بیشک ان کے پاس پہنچ چکے

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا

ان کے رسول نشانیاں لے کر پھر ہرگز نہ ہوا کہ ایمان لائیں اس بات پر

كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى

جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے یوں مہر کر دیتا ہے اللہ

قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ

کافروں کے دل پر اور نہ پایا ان کے ۱۰۶ء اکثر لوگوں میں ہم

مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ

نے عہد کا نباہ اور اکثر ان میں پائے نافرمان

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى

پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے ۱۰۷ء موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس پس کفر کیا انہوں ۱۰۸ء نے انکے مقابلہ میں سو دیکھ کیا

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ وَقَالَ مُوْسٰى

انجام ہوا مفسدوں کا اور کہا موسیٰ نے

يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

اے فرعون میں رسول ہوں پروردگار عالم کا

حَقِيْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

قائم ہوں اس بات پر کہ نہ کہوں اللہ کی طرف سے مگر جو سچ ہے

سلہ یہ تمام قصوں کے متعلق ہے۔ نیز یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسم اشارہ کے لئے محسوس مبصر کا ہونا ضروری نہیں۔ ۱۲
ب کا باء سببیہ ہے ۱۲
ک کاف تعلیلیہ ہے ۱۲
سلہ چھٹا قصہ پہلے دعوے سے متعلق ہے ۱۲
۵ آٹھ واقعات ہیں
سلہ پہلا واقعہ ۱۲
ع یعنی میں پیغمبر ہوں ۱۲
اس بات پر ۱۲

اور پھر فرعون کا ان کے مقابلے کے لئے جادوگروں کو جمع کرنا وغیرہ۔ ۱۰۸ء یعنی انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزات کا انکار کیا حَقِيْقٌ الخ ای واجب (کبیر، خازن وغیرہ) یعنی مجھ پر فرض اور لازم ہے کہ میں اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہ کروں یا حَقِيْقٌ بمعنی جَدِيْرٌ ہے (بحر، روح وغیرہ) یعنی میں اللہ کا رسول ہوں اسلئے میری شان یہی ہے اور میرے لئے یہی لائق اور زیبا ہے کہ میں اللہ کی طرف صرف سچی بات ہی کی نسبت کروں اس لئے سن لو میں اللہ کا سچا رسول ہوں اور اللہ کی طرف سے معجزات لے کر آیا ہوں، لہٰذا میری دعوت کو قبول کر لو اور بنی اسرائیل کو ظلم و ستم سے رہا کر دو۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں حَقِيْقٌ ای ثابت یعنی میں اس بات پر ثابت اور قائم ہوں کہ اللہ کی طرف صرف سچی بات کی ہی نسبت کروں۔

قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ

لایا ہوں تمہارے پاس نشانی تمہارے رب کی سو بھیج دے میرے ساتھ

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ

بنی اسرائیل کو بولا اگر تو آیا ١٠٩ ہے کوئی نشانی لے کر

فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاَلْقٰى

تو لا اس کو اگر تو سچا ہے تب ڈال دیا اسنے

عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ

اپنا عصا تو اسی وقت ہوگیا اژدہا صریح اور نکالا اپنا ہاتھ

ع ١٣ ٣

فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ

تو اسی وقت وہ سفید نظر آنے لگا دیکھنے والوں کو بولے سردار ١١٠

قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ يُّرِيْدُ

فرعون کی قوم کے یہ تو کوئی بڑا واقف جادوگر ہے نکالنا چاہتا

اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿١١٠﴾

ہے تم کو تمہارے ملک سے اب تمہاری کیا صلاح ہے

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ

بولے ڈھیل دے اس کو اور اس کے بھائی کو اور بھیج پرگنوں میں

حٰشِرِيْنَ ﴿١١١﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿١١٢﴾ وَ

جمع کرنے والوں کو کہ جمع کر لائیں تیرے پاس جو ہو کامل جادوگر اور

جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا

آئے جادوگر ١١١ فرعون کے پاس بولے ہمارے لئے کچھ مزدوری ہے

اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٣﴾ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ

اگر ہم غالب ہوئے بولا ہاں اور بیشک تم

١٠٩ فرعون نے کہا اگر واقعی تم اپنے دعوے میں سچے ہو اور اپنی نبوت پر واقعی کوئی دلیل اور معجزہ لائے ہو تو پیش کرو فَاَلْقٰى عَصَاهُ الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دی جو گرتے ہی سانپ بن گئی اور پھر گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو وہ روشن اور درخشاں تھا یعنی میری نبوت کا پہلا گواہ تو یہ سانپ والا معجزہ ہے یہ بھی دیکھ لو اور دوسرا یہ نور ہے اسے بھی دیکھ لو۔ **١١٠** یہ دیکھ کر قوم فرعون کے درباری امراء اور اہل حل و عقد بول اٹھے کہ یہ تو کوئی بہت بڑا ماہر جادوگر ہے اور تمہیں ملک مصر سے نکال کر اس پر خود قابض ہونا چاہتا ہے۔ اس پر فرعون نے کہا فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ تو پھر اس کے معاملے میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔ قَالُوْٓا اَرْجِهْ انہوں نے کہا اس کے معاملے میں آپ جلدی نہ کریں بلکہ اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے دیں اور اپنے ملک کے تمام شہروں میں اپنے آدمی بھیج دیں وہ ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو آپ کے دربار میں لا حاضر کریں تاکہ ان دونوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ **١١١** ملک کے مشہور اور ماہر جادوگر فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے تو عرض کی اگر ہم مقابلے میں غالب آگئے تو ہمیں انعام تو ضرور ملے گا۔ قَالَ نَعَمْ الخ فرعون نے کہا صرف انعام ہی نہیں ملے گا بلکہ اس کے علاوہ تمہیں میرے دربار کا تقرب بھی حاصل ہوگا اور میرے یہاں تمہاری بہت زیادہ قدر و منزلت اور عزت افزائی ہوگی۔

۱۱۲ جب مقررہ تاریخ پر متعینہ جگہ میں حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اور فرعون مع امراء و مقربین اور تمام جادوگر پہنچ گئے اور مقابلہ شروع ہونے لگا تو جادوگروں نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے پوچھا پہلے آپ لاٹھی پھینکیں گے یا ہم پہلے اپنا کمال پیش کریں۔ قَالَ اَلْقُوْا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پہلے تم پھینکو جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ چونکہ وہ جادوگروں
کے مکر و فریب کا ابطال چاہتے تھے اور وہ اسی صورت میں زیادہ مؤثر تھا کہ وہ اپنی رسیاں اور لاٹھیاں پہلے ڈالتے۔ اس لئے فرمایا پہلے تم اپنا جوہر دکھاؤ۔ انه علیه الصلوٰة والسلام
کان یرید ابطال ما اتوا به من السحر و ابطاله ما کان یمکن الا باقدامهم علی اظهاره فاذن لهم فی الاتیان بذلک (کبیر ج ۴ ص ۳۴۴) ۱۱۳ جب

لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوا يٰمُوسٰى إِمَّآ أَن تُلْقِيَ
مقرب ہو جاؤ گے بولے اے موسیٰ ؑ یا تو تو ڈال
وَإِمَّآ أَن نَّكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾ قَالَ أَلْقُوا ۚ
اور یا ہم ڈالتے ہیں کہا ڈالو
فَلَمَّآ أَلْقَوْا سَحَرُوٓا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ
پھر جب انہوں نے ڈالا ؑ باندھ دیا لوگوں کی آنکھوں کو اور ان کو ڈرایا
وَجَآءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ وَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوسٰىٓ
اور لائے بڑا جادو اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو ؑ
أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾
کہ ڈال دے اپنا عصا سو وہ تبھی لگا نگلنے جو سانگ انہوں نے بنایا تھا
فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾
پس ظاہر ہوگیا حق ؑ اور غلط ہوگیا جو کچھ انہوں نے کیا تھا
فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانقَلَبُوا صٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَ
پس ہار گئے اس جگہ اور لوٹ گئے ذلیل ہو کر اور
أُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوٓا ءَامَنَّا بِرَبِّ
گر پڑے جادوگر سجدہ میں بولے ہم ایمان لائے ؑ پروردگار
الْعٰلَمِينَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ مُوسٰى وَهٰرُونَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ
عالم پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا بولا
فِرْعَوْنُ ءَامَنتُم بِهِۦ قَبْلَ أَنْ ءَاذَنَ لَكُمْ ۖ
فرعون کیا تم ایمان لے آئے اس پر میری اجازت سے پہلے
إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ
یہ تو مکر ہے جو بنایا تم سب نے اس شہر میں

جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں میدان میں ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں میں جادو چل گیا اور حاضرین کو یوں معلوم ہونے لگا کہ پوری وادی خطرناک سانپوں سے بھر گئی ہے۔ جادوگروں کے اس عظیم فریب کو دیکھ کر لوگ دہشت زدہ ہوگئے۔ سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ اور يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى (طٰهٰ ع ۳) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں محسوس ہونے لگا گویا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کی حقیقت میں کوئی انقلاب نہیں آیا تھا اور وہ حقیقت میں سانپ نہیں بنی تھیں بلکہ یہ محض ایک فریب نظر تھا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جادوگروں نے رسیوں اور لاٹھیوں کے اوپر کے حصے پر مختلف رنگوں کے سانپوں جیسے نقش و نگار بنا رکھے تھے۔ رسیوں کے اوپر پارہ لگا تھا اور لاٹھیاں اندر سے خالی تھیں اور ان کے خلا میں پارہ بھرا ہوا تھا جب ان کو میدان میں پھینکا گیا تو سورج کی گرمی کی وجہ سے ان میں حرکت پیدا ہوگئی اور وہ ایک دوسری پر لوٹ پوٹ ہونے لگیں اور دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہونے لگا کہ پوری وادی سانپوں سے بھر گئی ہے ویقال انهم طلوا تلک الحبال بالزیبق ولونوها وجعلوا داخل العصی زیبقا ایضًا والقوها علی الارض فلما اثر حر الشمس فیها تحرکت والتوی بعضها علی بعض حتی تخیل للناس انها حیات (روح ج ۹ ص ۲۵) ۱۱۴ جادوگروں کا دعویٰ تھا کہ وہ ایسا لاجواب جادو تیار کر کے لائے ہیں کہ دنیا کے تمام جادوگر مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ ہاں اگر کوئی خدائی امر ہو تو ہمیں اس کے مقابلے کی طاقت نہیں۔ روی ان السحرة قالوا قد عملنا سحرا لا یطیقه سحرة اهل الارض الا ان یکون امرا من السماء فانه لا طاقة لنا به (کبیر ج ۴ ص ۳۴۴) جب جادوگر اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم خداوندی سے اپنی لاٹھی میدان میں پھینک دی اور گرتے ہی وہ ایک عظیم اژدہا کی شکل میں منقلب ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے جادوگروں کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گئی مَا يَاْفِكُوْنَ یعنی جو کچھ انہوں نے فریب اور جھوٹ بنایا تھا۔ ۱۱۵ وَقَعَ ای ظهر یعنی حق ظاہر ہوگیا اور جادوگروں کا عمل باطل ہوگیا فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ فرعون اور اس کی قوم بھرے مجمع میں مغلوب ہوگئے اور ذلیل ہو کر وہاں سے واپس لوٹے وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ یعنی زور سے سجدے میں ڈال دئے گئے کیونکہ انہوں نے پہلے اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ کہہ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا تھا مَنْ اَتٰى بِمَشِيْئَةِ اَتٰى بِشَيْءٍ عَظِيمٍ سَحَرَ وَلَهٗ جب جادوگروں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدہا بن کر ان کی تمام رسیوں اور لاٹھیوں کو نگل گیا اور پھر دوبارہ اپنی اصلی حالت پر آگیا مگر اس کے باوجود اس کے حجم میں کوئی اضافہ نہیں ہوا تو ان پر حق واضح ہوگیا اور وہ سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام جادوگر نہیں ہیں بلکہ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں یہ معجزۂ عصا دیکھ کر ان کو شرح صدر ہوگیا اور وہ حق کے سامنے اس قدر مغلوب ہوگئے کہ بے اختیار سجدے میں گر پڑے گویا کسی نے ان کو پکڑ کر سجدے میں گرا دیا ہے

وعبر بذلك تنبيهاً على ان الحق بهرهم واضطرهم الى السجود بحيث لم يبق لهم تمالك نكان احداً دفعهم والقاهم الخ (روح ج ۹ ص۲۶)

۱۱۶ے جادوگروں نے فوراً اسی جگہ اعلان کر دیا کہ ہم فرعون کی ربوبیت سے بیزار ہوئے اور اس رب العالمین پر ایمان لائے جسکو موسیٰ و ہارون علیہما السلام اپنا رب مانتے ہیں۔ قَالَ فِرْعَوْنُ الخ فرعون نے غضبناک ہوکر جادوگروں سے کہا کہ تم نے میرے نوکر اور ملازم ہوکر میری اجازت کے بغیر ہی موسیٰ کے رب کو مان لیا ہے۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے یہ سارا معاملہ سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق کیا ہے اور تم موسیٰ و ہارون سے مل کر لوگوں کو مرعوب و مغلوب کرکے یہاں سے نکالنا چاہتے ہو۔ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ تمہیں ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ یہ فرعون کی طرف سے جادوگروں کو سزا کی دھمکی ہے جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ **۱۱۷ے** یعنی میں تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کر تم کو سولی پر لٹکا دوں گا مِنْ خِلَافٍ یعنی ہر ایک کی ایک جانب کا ہاتھ اور دوسری جانب کا پاؤں۔ قَالُوْٓا الخ جادوگروں نے کہا اگر تو ایسا کرے گا تو یہ ہمارا عین مقصود ہے کیونکہ اس طرح ہم اپنے رب کی آغوش رحمت میں پہنچ جائیں گے۔ **۱۱۸ے** اور ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اپنے رب کی آیات اور اس کے بھیجے ہوئے معجزات پر ایمان لے آئے ہیں۔ تم اس بات کو جرم سمجھتے ہو حالانکہ ہمارے لئے یہ چیز نہایت قابل فخر ہے۔ اس لئے ہم اس سزا سے ڈرنے والے نہیں ہیں رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا الخ یہ جادوگروں کی دعا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فرعون مذکورہ بالا سزا دینے پر تلا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے ہمارے آقا و مولیٰ! اے ہمارے پروردگار ہمیں صبر و استقامت عطا فرما تاکہ ہم اس آزمائش میں ثابت قدم رہیں اور ہمارا خاتمہ ایمان و اسلام پر ہو۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ فرعون نے دھمکی کے مطابق جادوگروں کو سزا دے دی تھی فقیل ان فرعون اخذ السحرة و قطعهم على شاطئ النهر وانه آمن بموسى عند ايمان السحرة ستمائة الف (قرطبی ج ۷ ص۲۶۱) جادوگروں کے ایمان لانے کے ساتھ دوسرے لوگوں میں سے چھ لاکھ نفوس نے اسلام قبول کیا۔ **۱۱۹ے** وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ الخ جب فرعون کے درباری امراء نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو فرعون سے کہنے لگے کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑے رکھیں گے کہ وہ زمین میں فساد کرتے پھریں حالانکہ وہ آپ کو اور آپکی مورتیوں کو بھی نہیں پوجتے۔ فرعون نے اپنے بت بنوا کر اپنی رعیت کو دے دئے تھے تاکہ وہ ان کی پوجا کیا کریں یہاں اٰلِهَتَكَ سے یہی بت مراد ہیں (شاہ عبدالقادر رح)۔ **۱۲۰ے** فرعون نے جواب دیا کہ اب میں اپنے پرانے دستور کے مطابق بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کرنا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑنا از سر نو شروع کر دوں گا تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارا تشدد و غلبہ ان پر اب بھی باقی ہے۔ **۱۲۱ے** حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو تسلی دی اور فرمایا فرعونیوں کی جانب سے اس وقت جو کچھ تمہارے ساتھ ظلم و ستم ہو رہا ہے اس پر صبر کرو اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ سے مدد مانگو اور یاد رکھو زمین اللہ کی ہے وہ جسے چاہتا اس کا مالک اور حکمران بنا دیتا ہے اور آخر کار غلبہ انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو صبر کریں اور اللہ سے مدد چاہیں۔ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لطیف انداز میں اپنی قوم کو

لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۲۳

تاکہ نکال دو اس شہر سے اس کے رہنے والوں کو سو اب تم کو معلوم ہو جائے گا ۱

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

میں ضرور کاٹوں گا تمہارے ہاتھ ۱۱۷ے اور دوسری طرف سے تمہارے پاؤں ۱

ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۱۲۴ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى

پھر سولی پر چڑھاؤں گا تم سب کو وہ بولے ہم کو تو

رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۝۱۲۵ۚ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ

اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور تجھ کو ہم سے یہی دشمنی ہے ۱۱۸ے کہ

اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَآ اَفْرِغْ

مان لیا ہم نے اپنے رب کی نشانیوں کو جب وہ ہم تک پہنچیں ہمارے رب دہانے کھول دے

عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝۱۲۶ۧ وَقَالَ

ہم پر صبر کے اور ہم کو مار مسلمان اور بولے

الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ

سردار قوم فرعون کے ۱۱۹ے کیا چھوڑتا ہے تو موسیٰ کو اور اس کی قوم کو

لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ؕ

کہ دھوم مچائیں ملک میں اور موقوف کر دے تجھ کو اور تیرے بتوں کو

قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ

بولا اب ہم مار ۱۲۰ے ڈالیں گے ان کے بیٹوں کو اور زندہ رکھیں گے ان کی عورتوں کو

وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝۱۲۷ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ

اور ہم ان پر زور آور ہیں ۲ موسیٰ نے کہا ۱۲۱ے اپنی قوم سے

اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ قف

مدد مانگو اللہ سے اور صبر کرو بیشک زمین ہے اللہ کی

ع ۱۴ ۸ ۴

موضح قرآن ف۱ یعنی تم مل کر اس فریب سے شہر کی ریاست لیا چاہتے ہو فرعون نے اس تقریر سے لوگوں کو دشمن کیا ف۲ فرعون کے بت یہ تھے کہ اپنی صورت بنا دیتا تھا لوگوں کو کہ اسکو پوجا کریں اور بیٹے مارنے اور بیٹیاں چھوڑنی یہ کام پہلے بھی کرتا تھا درمیان میں چھوڑ دیا تھا اب اس نے پھر قصد کیا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی دست راست و پای چپ ۱۲-

فرعون سے نجات پانے اور بالآخر حکومت مصر مل جانے کی خوشخبری سنادی تصریح بما رمز الیہ من البشارۃ قبل و کشف عنہ وھو اھلاک فرعون واستخلافھم بعدہ فی ارض مصر (مدارک ج ۲ ص۵۴) **۱۲۲ ۔** قوم نے مایوسانہ انداز میں کہا اے موسیٰ! تیری آمد سے پہلے بھی ہم تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ہمارا وہی حال ہے۔ یعنی تیرے آنے سے ہماری تکلیفوں کا کچھ مداوا نہیں ہوا۔ قَالَ عَسٰی الخ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جلدی نہ کرو، صبر سے کام لو، ایک وقت آئے گا جب اللہ تمہارے دشمنوں کو تباہ و برباد کرکے ان کی بستیوں پر تمہیں قابض بنادے گا۔ پھر پتہ چل جائے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو آیا اللہ کے انعامات بے پایاں کا شکر ادا کرتے ہو اور اس کے احکام

يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَالْعَاقِبَةُ
اس کا وارث کردے جس کو وہ چاہے اپنے بندوں میں سے اور آخر میں بھلائی ہے
لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوْٓا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ
ڈرنے والوں کیلئے ف۱ وہ بولے ہم پر تکلیفیں رہیں ۱۲۲ تیرے آنے
تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰي رَبُّكُمْ
سے پہلے اور تیرے آنے کے بعد کہا نزدیک ہے کہ رب تمہارا
اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ
ہلاک کردے تمہارے دشمن کو اور خلیفہ کردے تم کو ملک میں
فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ ع وَلَقَدْ اَخَذْنَآ
پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو ف۲ اور ہم نے پکڑ لیا ۱۲۳
اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ
فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کے نقصان میں
لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاِذَا جَاۗءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ
تاکہ وہ نصیحت مانیں پھر جب پہنچی ان کو ۱۲۴ بھلائی
قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا
کہنے لگے یہ ہے ہمارے لائق اور اگر پہنچی برائی تو نحوست بتاتے
بِمُوْسٰي وَمَنْ مَّعَهٗ ۭ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
موسیٰ کی اور اس کے ساتھ والوں کی سن لو ان کی شومی تو اللہ کے پاس ہے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا
پر اکثر لوگ نہیں جانتے ف۳ ف۱ اور کہنے لگے جو کچھ ۱۲۵ تو لائیگا ہمارے
بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ
پاس نشانی کہ ہم پر اس کی وجہ سے جادو کرے سو ہم ہرگز تجھ پر

ع ۱۵ ۳ ۵

بجالاتے ہو یا اسکی ناشکری اور نافرنی کرتے ہو **۱۲۳ ۔** یہ تیسرا واقعہ ہے۔ پہلے فرعون اور اسکی قوم کو ہلاک کرنے کا وعدہ کیا گیا۔ اب یہاں سے ان کی ہلاکت کے مبادی کا ذکر شروع ہوا۔ السنین سنۃ کی جمع ہے اور مراد قحط کے سال ہیں۔ و السنین جمع سنۃ والمراد بھا عام القحط (روح ج ۹ ص۱۳) **۱۲۴ ۔** قوم فرعون پر جب کبھی فراخی اور راحت آجاتی تو کہتے ہم اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اسی کے مستحق ہیں لیکن اگر کوئی مالی یا جانی تکلیف پہنچ جاتی تو اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کی طرف منسوب کرتے اور کہتے یہ سب انہی کی نحوست ہے۔ عیاذاً باللہ۔ اَلَآ اِنَّمَا طٰۗىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان پر جو تکلیف و مصیبت آرہی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی قضاء و قدر سے ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مؤمنوں کی نحوست کو کوئی دخل نہیں۔ قال ابن عباس طائرھم ما یصیبھم ای ما طار لھم فی القدر مما ھم لاقوہ (بحر ج ۴ ص۳۷۰) **۱۲۵ ۔** یہ قوم فرعون کا مقولہ ہے۔ یعنی ہمیں مرعوب و مسحور کرنے کے لئے یہ جو تو جادو کے کھیل اور بزعم خویش معجزات دکھا رہا ہے ہم ان سے ہرگز متاثر ہونے والے نہیں اور نہ تیری نبوت پر ایمان لانے کو تیار ہیں۔

موضح قرآن ف۱ زمین کا وارث کرے یعنی ملک کا حاکم کرے جو حق ہے حضرت آدم کا ۱۲ **ف۲** یہ کلام نقل فرمایا مسلمانوں کے سنانے کو یہ سورت مکی ہے۔ اس وقت مسلمان بھی ایسے ہی مظلوم تھے پھر بشارت پہنچی پردے میں ۱۲ **ف۳** یعنی شومی قسمت بد ہے سو اللہ کی تقدیر سے ہے۔ بھلائی اور برائی کا اثر ہوگا آخرت میں اس کا جواب یہ نہ فرمایا کہ شومی ان کے کفر سے تھی کیونکہ کافر بھی دنیا میں عیش کرتے ہیں اصل حقیقت تھی سو فرمائی کہ دنیا کے احوال تقدیر پر موقوف ہیں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مؤاخذہ براعمال ایشان است ۱۲۔

بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ
ایمان نہ لائیں گے پھر ہم نے بھیجا ان پر ف١٣٦ طوفان اور ٹڈی
وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ قف
اور چچڑی اور مینڈک اور خون بہت سی نشانیاں جدی جدی
فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿١٣٣﴾ وَ
پھر بھی تکبر کرتے رہے اور تھے وہ لوگ گنہگار اور
لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا
جب پڑتا ان پر کوئی عذاب ف١٣٧ تو کہتے اے موسیٰ دعا کر ہمارے واسطے
رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ج لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا
اپنے رب سے جیسا کہ اس نے بتلا رکھا ہے تجھ کو اگر تو نے دور کر دیا ہم سے
الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ
یہ عذاب تو بیشک ہم ایمان لے آئیں گے تجھ پر اور جانے دیں گے تیرے ساتھ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٣٤﴾ ج فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ
بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے اٹھا لیا ان سے عذاب
اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿١٣٥﴾
ایک مدت تک کہ ان کو اس مدت تک پہنچنا تھا اسی وقت عہد توڑ ڈالتے
فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ
پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے ف١٣٨ سو ڈبو دیا ہم نے ان کو دریا میں اس وجہ سے کہ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ وَاَوْرَثْنَا
انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور ان سے تغافل کرتے تھے ف اور وارث کر دیا ہم نے
الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ
ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے ف١٣٩ اس زمین کے

ف١٣٦ جب معجزات عصا ید بیضا، قحط سالی وغیرہ سے ان کے دلوں میں عاجزی اور انابت کے کوئی آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ انکار وجحود اور ضد وعناد پر قائم رہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ فرعون اور اس کی قوم سرکشی اور عناد کی انتہا کو پہنچ چکی ہے اس لئے ان پر ایسا عذاب نازل فرما جس سے بعد والوں کو بھی عبرت حاصل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بالکلیہ تباہ وبرباد کرنے سے پہلے کئی صورتوں میں ان پر عذاب نازل فرمایا تاکہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اَلطُّوْفَانَ آٹھ دن تک متواتر دن رات ان پر اندھیرا چھایا رہا اور مسلسل بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کے گھروں میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ ان کے کندھوں سے اوپر چڑھ گیا، پورے سات دن وہ اسی حالت میں مبتلا رہے۔ نہ بیٹھ سکتے تھے، نہ کھانے کے لئے کوئی چیز مہیا ہو سکتی تھی۔ مگر اسرائیلیوں کے گھروں میں پانی داخل نہ ہوا اور اس کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی آخر لاچار ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کی کہ وہ اللہ سے دعا کر کے انہیں اس مصیبت سے نجات دلا دیں تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے پانی ہٹا لیا اور زمین ظاہر ہو گئی تو اس میں پہلے سے زیادہ گھاس وغیرہ پیدا ہوئی تو فرعونیوں نے اپنا عہد توڑ دیا اور کہنے لگے یہ کوئی عذاب تھوڑا ہی تھا یہ تو ہمارے لئے ایک نعمت تھی۔ وَالْجَرَادَ اس کے بعد اللہ نے ٹڈی دل بھیج دیا جس نے ان کے تمام باغوں اور کھیتوں کا صفایا کر دیا ان کا کوئی درخت نہ چھوڑا، یہاں تک کہ ان کے مکانوں کے دروازہ، چھتوں کے شہتیروں اور کڑیوں کو، ان کے کپڑوں اور گھر کے ساز وسامان تک کو نیست ونابود کر دیا۔ بنی اسرائیل کی ہر چیز اس عذاب سے بھی محفوظ رہی۔ آخر فرعونیوں کی التجا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ہوا بھیجی جس نے تمام ٹڈی دل کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا، مگر وہ پھر اپنے قول سے منحرف ہو گئے اور ایمان نہ لائے۔ وَالْقُمَّلَ اس کے بعد اللہ نے جوؤں کو مسلط کر دیا اور انہوں نے ان کے بدن کے چمڑے اور گوشت کو کھانا شروع کر دیا جب قوم فرعون کا کوئی آدمی روٹی کھانے لگتا تو اس کا منہ جوؤں سے بھر جاتا۔ جب اس مصیبت سے نجات ملی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اب تو ہمیں پورا یقین ہو گیا ہے کہ تو بہت بڑا جادوگر ہے۔ بعض نے قُمَّلَ سے چچڑیاں یا گیہوں کا کیڑا مراد لیا ہے۔ قُمَّلَ سے مراد چچڑیاں ہیں جیسا کہ مترجم رحمہ اللہ نے اختیار کیا یا جوئیں یا گیہوں وغیرہ غلہ میں جو کیڑا لگ جاتا ہے جس سے غلہ خراب ہو جاتا ہے۔ یعنی بدن اور کپڑوں میں چچڑیاں اور جوئیں پڑ گئیں۔ غلہ میں گھن لگ گیا۔ (تفسیر عثمانی) وَالضَّفَادِعَ پھر اللہ نے ان پر مینڈکوں کو مسلط کر دیا۔ ان کے گھروں کے صحن، ان کے کمرے۔ اور تمام برتن مینڈکوں سے بھر گئے۔ اگر وہ بات کے لئے منہ کھولتے تو پھدک کر مینڈک ان کے مونہوں میں پہنچ جاتے، ان کے کھانوں میں داخل ہو کر ان کو خراب کر دیتے۔ اس سے تنگ آکر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے زاری

موضح قرآن ف حضرت موسیٰ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا اس پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے اس نے نہ مانا انکی بد دعا سے یہ بلائیں پڑیں، دریائے نیل چڑھ گیا کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہوئے اور ٹڈی سبزی کھا گئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چچڑیاں پڑ گئیں اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور پانی لہو بن گیا آخر ہر گز نہ مانا **ف٢** یہ سب بلائیں ان پر آئیں ایک ایک ہفتہ کے فرق سے اول حضرت موسیٰ فرعون کو کہہ آتے کہ اللہ تم پر یہ بلا بھیجے گا وہی بلا آتی پھر مضطر ہوتے حضرت موسیٰ کی خوشامد کرتے ان کی دعا سے دفع ہوتی پھر منکر ہو جاتے آخر کو وبا پڑی نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مر گیا وہ لگے مردوں کے غم میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کو لے کر شہر سے نکل گئے۔ پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا دریائے قلزم پر جا پکڑا وہاں یہ قوم سلامت گذر گئی اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا۔

کی اور ایمان لانے کا عہد کیا مگر اس دفعہ بھی عہد توڑ دیا وَ الدَّمَ آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر خون کا عذاب نازل فرمایا، دریائے نیل خون کا بہنے لگا۔ قبطیوں کے برتنوں کا پانی تمام خون ہوگیا مگر اسرائیلیوں کے پانی میں کوئی فرق نہ آیا۔ قبطی اسرائیلیوں کے برتنوں سے اپنے برتنوں میں پانی ڈالتے تو وہ خون ہوجاتا یہاں تک کہ اگر کوئی اسرائیل اپنے منہ میں پانی لے کر کسی فرعونی کے منہ میں ڈالتا تو وہ اس کے منہ میں پہنچ کر فوراً خون ہوجاتا۔ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ یہ واضح نشانیاں تھیں مگر انہوں نے ہر بار عناد و استکبار سے کام لیا۔ کل ذلک من الروح والقرطبی الخازن غیرھا **۱۲۷** تفصیل مذکور کے مطابق جب ان پر عذاب آتا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آکر گڑگڑانے لگتے کہ اللہ کو دعا مانگو اگر ہم سے عذاب اٹھ گیا تو ہم تجھ پر

وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ

اور مغرب کا کہ جس میں برکت رکھی ہے ہم نے ف۱ اور پورا ہوگیا نیکی کا

رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ

وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر بسبب ان کے صبر کرنیکے

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ

اور خراب کردیا ہم نے جو کچھ بنایا تھا فرعون اور اس کی قوم نے

وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور جو اونچا کر کے چھایا تھا ف۱ اور پار اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو ۱۳۰

الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ

دریا سے تو پہنچے ایک قوم پر جو پوجنے میں لگ رہے تھے اپنے بتوں کے

قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ

کہنے لگے اے موسیٰ بنادے ہماری عبادت کے لئے بھی ایک بت جیسے ان کے بت ہیں

قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ

کہا تم لوگ تو جہل کرتے ہو ف۲ یہ لوگ ۱۳۱ تباہ ہونیوالی ہے

مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ

وہ چیز جس میں وہ لگے ہوئے ہیں اور غلط ہے جو وہ کر رہے ہیں کہا

اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى

کیا اللہ کے سوا ۱۳۲ ڈھونڈوں تمہارے واسطے کوئی اور معبود حالانکہ اس نے تم کو بڑائی دی

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ

تمام جہان پر اور وہ وقت یاد کرو جب نجات دی ہم نے تم کو فرعون والوں سے کہ

يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

دیتے تھے تم کو برا عذاب کہ مار ڈالتے تھے تمہارے بیٹوں کو

ایمان بھی لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ بھیج دیں گے لیکن جب اللہ ان پر سے عذاب اٹھا لیتا تو وہ ہر بار عہد شکنی کرتے اور ایمان نہ لاتے **۱۲۸** آخر ان کے مسلسل عناد و استکبار کی وجہ سے ہم نے ان سے بدلہ لیا اور فرعون اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کردیا۔ بِاَنَّهُمْ میں باء سببیہ ہے **۱۲۹** اَلْقَوْمَ سے بنی اسرائیل مراد ہیں اَلْاَرْضِ سے ملک مصر مراد ہے یا ملک شام یا دونوں مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا یہ کنایہ ہے اسکی تمام اطراف و جوانب سے مطلب یہ ہے کہ وہ پورے کا پورا ملک بلاشرکت غیرے بنی اسرائیل کو دیدیا۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ۔ کلمۃ سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ مراد ہے جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور ملک مصر ان کو دے گا۔ والمراد من الکلمۃ وعدہ تعالیٰ لھم بالنصر والتمکین علی لسان نبیھم علیہ السلام (روح ج ۹ ص۳۳) بِمَا صَبَرُوْا میں باء سببیہ ہے یعنی بنی اسرائیل کے فرعونیوں کے ظلم و ستم اور شدائد و تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے اللہ نے ان سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا فرمایا اور فرعونیوں نے جو عالیشان عمارتیں اور محلات تعمیر کئے تھے اور جو باغات لگائے تھے وہ سب ہم نے تباہ و برباد کردیئے وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ۔ مراد انگوروں کے باغات ہیں جن کی بیلوں کے لئے وہ عرش بناتے تھے۔ **۱۳۰** یہ چوتھا واقعہ ہے۔ جب فرعون اور اس کی قوم دریائے نیل میں غرق ہوگئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل اسکے معجزانہ راستوں سے گذر کر پار ہوگئے تو اب بنی اسرائیل نے سرکشی شروع کردی چنانچہ راستہ میں جب ان کا گذر ایک قوم پر ہوا جو بت پرست تھے اور گائے کی پوجا کرتے تھے انہوں نے اپنے عبادت خانے میں گائے کے بت بنا کر رکھے ہوئے تھے قال ابن جریج کانت تلک الاصنام تماثیل بقر (خازن ج ۲ ص۲۳) جب اسرائیلیوں نے اس بت پرست قوم کو دیکھا تو ان کا جی بھی للچا اٹھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے ان کے ٹھاکروں جیسا ایک ہمیں بھی ٹھاکر بنادو تاکہ ہم بھی اسکی پوجا پاٹ کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم بڑے نادان اور جاہل ہو۔ شرک اور بت پرستی سے اللہ نے تم کو نجات دی مگر اب تم پھر اسی گڑھے میں گرنا چاہتے ہو۔ **۱۳۱** یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔ یعنی یہ گائے کے پجاری جس دین پر ہیں یہ عنقریب میرے ہاتھوں برباد ہونے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ محض باطل اور لاحاصل ہے اس سے انہیں نہ دنیا میں کچھ نفع ملیگا نہ آخرت میں۔ یعنی یدمر اللہ تعالیٰ دینھم الذی ھم علیہ علی یدی ... وان ذلک لاینفعھم اصلاً (روح ج ۹ ص۳۴)

موضح قرآن ف۱ جس میں برکت رکھی یعنی زمین شام اس میں ظاہر و باطن کی برکت بہت ہے ۱۲ ف۲ جاہل آدمی نرے بے صورت کو عبادت کر کر تسکین نہیں پاتا جب تک سامنے ایک صورت نہ ہو اس قوم نے دیکھا کہ گائے کی صورت پوجتے تھے ان کو بھی یہ ہوس آئی آخر سونے کا بچھڑا بنایا اور پوجا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی زمین شام بایشان دادیم چہ بقعہای شرقیہ وچہ بقعہای غربیہ ۱۲۔

۱۳۲ف یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد دلائے کہ کیسے ناشکرگذار ہو گیا ہیں اس اللہ کے سوا تمہیں کوئی اور معبود بنا دوں جس اللہ نے تمام دنیا جہان کے لوگوں پر تم کو فضیلت دی، مراد یہ ہے کہ اس وقت دنیا میں جو لوگ موجود ہیں ان میں تم سب سے افضل ہو اس لئے اس سے امت محمدیہ پر ان کی فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ نیز وہ وقت یاد کرو جب فرعون نے تمہیں انتہائی ذلت کے عذاب میں بتلا کر رکھا تھا، وہ تمہارے لڑکوں کو قتل کر دیتا تھا اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا اس شدید بلاء و مصیبت سے اللہ نے تمہیں نجات عطا فرمائی۔ اس لئے اب تمہیں اس کے ان انعامات کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ **۱۳۳ف** یہ پانچواں واقعہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر میں بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ نے تمہارے دشمن

وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَآءٌ مِّن
اور جیتا رکھتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں احسان ہے
رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿١٤١﴾ وَوَٰعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَٰثِينَ لَيْلَةً
تمہارے رب کا بڑا اور وعدہ کیا ہم **۱۳۳ف** نے موسیٰ سے تیس رات کا
وَأَتْمَمْنَٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقَٰتُ رَبِّهِۦٓ أَرْبَعِينَ
اور پورا کیا ان کو اور دس سے پس پوری ہو گئی مدت تیرے رب کی چالیس
لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَٰرُونَ ٱخْلُفْنِى
راتیں اور کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا خلیفہ رہ
فِى قَوْمِى وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ ٱلْمُفْسِدِينَ ﴿١٤٢﴾
میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کی راہ ف
وَلَمَّا جَآءَ مُوسَىٰ لِمِيقَٰتِنَا وَكَلَّمَهُۥ رَبُّهُۥ قَالَ
اور جب پہنچا **۱۳۴ف** موسیٰ ہمارے وعدے پر اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے بولا
رَبِّ أَرِنِىٓ أَنظُرْ إِلَيْكَ ۚ قَالَ لَن تَرَىٰنِى وَلَٰكِنِ
اے میرے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں فرمایا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن
ٱنظُرْ إِلَى ٱلْجَبَلِ فَإِنِ ٱسْتَقَرَّ مَكَانَهُۥ فَسَوْفَ
تو دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تو
تَرَىٰنِى ۚ فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُۥ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُۥ دَكًّا وَّ
مجھ کو دیکھ لے گا پھر جب تجلی کی اس کے رب نے پہاڑ کی طرف کر دیا اس کو ڈھا کر برابر اور
خَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ أَفَاقَ قَالَ سُبْحَٰنَكَ
گر پڑا موسیٰ بے ہوش ہو کر پھر جب ہوش میں آیا **۱۳۵ف** بولا تیری ذات پاک ہے
تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤٣﴾ قَالَ
میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلے یقین لایا ف۲ فرمایا

ع ۱۶

پانچواں واقعہ

فرعون کو ہلاک کر دیا تو میں اللہ کی طرف سے ایک کتاب لاؤں گا جس میں شریعت کے تمام احکام مذکور ہوں گے۔ غرق فرعون کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کتاب کے لئے التجا کی تو حکم ہوا کہ تیس دن کے روزے رکھو، تیس روزوں کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے منہ کی بو ناگوار سی محسوس ہوئی تو انہوں نے مسواک سے اس کا ازالہ کر دیا اس پر اللہ نے حکم فرمایا تمہارے منہ کی بو مجھے کستوری سے بھی زیادہ پسند تھی مگر تم نے مسواک کرکے اسکو زائل کر دیا اس لئے اب دس روزے اور رکھو اس طرح پورے چالیس دن ہو گئے۔ **۱۳۴ف** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر کوہ طور پر پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے تو اسکی عنایات بے غایات اور اسکی رحمت و رأفت دیکھ کر خیال آیا کہ اگر دیدار خداوندی کی التجا کروں تو شاید یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔ چنانچہ عرض کیا۔ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ اے اللہ میرے سامنے اپنی ذات کو ظاہر فرما تاکہ میں اسے دیکھ سکوں، ارشاد ہوا تم میں مجھے دیکھنے کی تاب نہیں اور مجھے دیکھ سکنا محال ہے۔ اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے فرمایا تم اس پہاڑ کو دیکھو اس پر میں اپنی تجلی ڈالتا ہوں اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو سمجھ لینا کہ تم بھی مجھے دیکھ سکو گے ورنہ نہیں۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی الخ جب اللہ نے طور پہاڑ پر تجلی ڈالی اور اس پر اپنے نور کی چمک کا اظہار فرمایا تو پہاڑ کے ٹکڑے اڑ گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے دَكًّا مصدر ہے بمعنی **مفعول** ای مدکوکًا متفتتًا اور صعقًا کے معنی ہیں بیہوش ای مغشیًا علیہ (روح) **۱۳۵ف** جب ہوش میں آئے تو اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کرنے لگے کہ اے اللہ تو اس سے پاک اور منزہ ہے کہ کوئی تیرا مثل ہو اور تو دیگر اشیاء کی طرح نظر آسکے۔ میں اپنے سوال کی معافی چاہتا ہوں اور سب سے پہلے اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ یہاں تجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ای تنزیھًا لك من مشابھة خلقك فی شیٔ..... وانا اول المؤمنین بعظمتك وجلالك او بانہ لا یراك احد فی ھذہ النشأۃ (روح ج ۹ ص ۴۶، خازن وغیرہ)

موضح قرآن ف۱ حق تعالیٰ نے وعدہ دیا حضرت موسیٰ کو کہ پہاڑ پر تیس رات خلوت کرو کہ تمہاری قوم کو تورات دوں اس مدت میں انہوں نے ایک دن مسواک کی فرشتوں کو ان کے منہ کی بو سے خوشی تھی وہ جاتی رہی اسکے بدل دس رات اور بڑھا کر مدت پوری کی **ف۲** حضرت موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی کہ فرشتے بغیر خود کلام کیا ان کو شوق ہوا کہ دیدار بھی دیکھوں اس کی برداشت نہ ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو دیکھنا ہو سکتا ہے کیونکہ نمود ہوا تھا پہاڑ کی طرف لیکن دنیا کے وجود کو برداشت نہ ہوئی۔ پہاڑ ٹوٹ گیا اور حضرت موسیٰ بیہوش گرے تو آخرت کے وجود کو برداشت ہو گی وہاں دیکھنا تحقیق ہے۔

۱۳۶ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آرزو چونکہ پوری نہ ہوسکی اس لئے ان کی دلجوئی اور تسلی کے لئے فرمایا اے موسیٰ تجھ پر میرے دوسرے انعامات کیا کم ہیں۔ میں نے تجھکو اپنی نبوت ورسالت اور کلام و پیام کے لئے منتخب کرکے تیرے زمانے کے تمام لوگوں پر تجھ کو فضیلت دی جو انعام واکرام میں تجھے دے چکا ہوں اسی پر قناعت کر۔ ای اقنع بما اعطیتک (قرطبی ج ۷ ص ۲۸۰) اور ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر۔ ۱۳۷ اَلْاَلْوَاحِ سے مراد تورات ہے اور شَیْءٍ سے ہر وہ چیز مراد ہے جن کی شریعت میں ان کو ضرورت تھی یعنی حلال وحرام کے احکام۔ من کل شیء یحتاجون الیہ من الحلال والحرام والمحاسن والقبائح (روح ج ۹ ص ۵۶) مَوْعِظَةً وتفصیلاً مفعول لہ ہیں یا من کل شیء سے بدل ہیں۔ ۱۳۸ یہاں بنی اسرائیل کو عناد واستکبار کے انجام بد سے ڈرایا۔ یعنی جو لوگ تکبر وغرور کرتے ہیں اور میری آیتوں کا ضد وعناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں میں ان کے دلوں کو پھیر دوں گا اور ان کے دلوں پر مہر جباریت لگادوں گا۔ ان کے دل حق سے بیزار اور باطل کی طرف مائل ہوجائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ تمام معجزے بھی دیکھ لیں تو بھی ایمان نہیں لائیں گے۔ ہدایت کی راہ سے دور بھاگیں گے اور گمراہی کی طرف دوڑ کر جائیں گے۔ ۱۳۹ بِاَنَّهُمْ میں باء سببیہ ہے۔ یعنی ان کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا گیا کہ انہوں نے اللہ کی توحید کے دلائل کو محض ضد وعناد کی وجہ سے جھٹلایا۔ بسبب انھم کذبوا بآیات اللہ الدالۃ علی التوحید (خازن ج ۲ ص ۲۳۵) وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے

يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ

اے موسیٰ ۱۳۶ میں نے تجھ کو امتیاز دیا لوگوں سے اپنے پیغام بھیجنے کا

وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ

اور اپنے کلام کرنے کا سو لے جو میں نے تجھ کو دیا اور

الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ

شاکر رہ اور لکھ دی ہم نے اس کو ۱۳۷ تختیوں پر ہر

شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا

قسم کی نصیحت اور تفصیل ہر چیز کی سو پکڑ لے ان کو

بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۗ

زور سے اور حکم کر کہ پکڑے کو کہ پکڑے رہیں اس کی بہتر باتیں ف۱

سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٥﴾ سَاَصْرِفُ

عنقریب میں تم کو دکھلاؤں گا گھر نافرمانوں کا ف۲ میں پھیر دوں گا ۱۳۸

عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ

اپنی آیتوں سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں

الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ

ناحق اور اگر دیکھیں ساری نشانیاں ایمان نہ لائیں ان پر اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ

دیکھیں رستہ ہدایت کا تو نہ ٹھہرائیں اس کو راہ اور اگر

يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

دیکھیں رستہ گمراہی کا اس کو ٹھہرا لیں راہ یہ اس لئے کہ انہوں نے ۱۳۹

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَ

جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور رہے ان سے بے خبر ف۳ اور

مراد مفعول لہ ہے یا بدل ہے من کل شیٔ سے ۱۲

موضح قرآن ف۱ اسکی بہتر باتیں یعنی جنکے کرنے کا حکم ہے اور بری باتیں جنکے نہ کرنے کا حکم ہے اور دکھاؤں گا گھر بے حکموں کا یعنی اگر تم حکموں پر نہ چلوگے تو تم کو اسی طرح ذلیل کریں گے جس طرح شام کا ملک ان سے چھین کر تم کو دیا ف۲ الواح دے کر یہ بھی فرمادیا کہ قوم کو تقید کردکہ عمل کریں اور یہ بھی فرمادیا کہ جو بے انصاف ہیں اور حق پرست نہیں ان کے دل میں پھیر دوں گا۔ اس پر عمل نہ کریں گے یعنی ہدایت اور ضلالت دونوں اسی کی طرف سے ہیں اسی طرح بہشت اور دوزخ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بعزیمت دادن رخصت ۱۲ ف۲ یعنی منازل فرعونیاں خراب شدہ خواہید دید ۱۲۔

۱۴۰؎ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تورات لینے کے لئے گئے تو ان کی عدم موجودگی میں سامری نے قوم کو گمراہ کر دیا۔ اسرائیلی پہلے ایک قوم کو گائے کی پوجا کرتے دیکھ چکے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسکی مورتی کا مطالبہ بھی کر چکے تھے۔ اب سامری نے موقعہ سے فائدہ اٹھا کر بنی اسرائیل سے زیورات حاصل کئے اور ان کو ڈھال کر ایک گوسالے کا بت تیار کیا جو گوسالے کی طرح آواز کرتا تھا۔ اس کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ دیکھو ص۳۶ حاشیہ (۱۱۲)۔ **۱۴۱؎** یہ انتہائی ندامت اور پشیمانی سے کنایہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو انہوں نے اس احمقانہ اور مشرکانہ فعل پر قوم کی ملامت کی اور ان کو سمجھایا تو وہ بہت نادم ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا اور اپنے فعل سے تائب ہو گئے۔ ای بعد عود موسٰی من المیقات یقال للنادم المتحیر قد سقط فی یدہٖ (قرطبی ج ۷ ص۲۸۵) قوم کے نادم ہونے کا واقعہ اصل میں اس وقت پیش آیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گوسالہ کو جلا کر اسکی راکھ اڑا دی اس واقعے کی اصل ترتیب سورۂ طٰہٰ میں اس طرح مذکور ہے۔ میقات سے واپسی پر سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم سے خطاب کر کے ان کو ملامت کی فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ الخ (طٰہٰ ع ۴) قوم کا جواب سننے کے بعد آپ ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ الخ (طٰہٰ ع ۵) حضرت ہارون علیہ السلام سے حقیقت حال معلوم کرنے کے بعد سامری سے خطاب کر کے فرمایا۔ مَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ الخ (طٰہٰ ع ۵) اس کے بعد قوم کے سامنے گوسالے کو جلا دیا تو ان پر اپنی غلطی کھلی کہ انہوں نے شرک کر کے بڑا ظلم کیا اور نادم ہوئے۔ لہذا یہاں وَلَمَّا سُقِطَ میں واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ **۱۴۲؎** یہ چھٹا واقعہ ہے غَضْبَانَ اَسِفًا دونوں رَجَعَ کی ضمیر سے مترادف یا متداخل حال ہیں۔ غَضْبَانَ ناراض، غضبناک۔ اَسِفًا شَدِيْدَ الْغَضَبِ یعنی بہت غضبناک جب حضرت موسیٰ علیہ السلام میقات سے واپس آئے تو قوم کو گوسالہ پرستی میں دیکھ کر سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا میرے بعد تم نے یہ جو حرکت کی ہے وہ بہت بری ہے۔ جب کہ میں تمہیں توحید کی تعلیم دے چکا تھا اور شرک کا رد کر چکا تھا۔ ای بئسما فعلتم بعد غیبتی حیث عبدتم العجل بعد ما رأیتم منی من توحید اللہ تعالٰی ونفی الشرکاء عنہ سبحانہ واخلاص العبادۃ لہ جل جلالہٗ (روح ج ۹ ص۶۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس قدر غضبناک ہونا غیرت دینی کی وجہ سے تھا۔ چونکہ آپ کے دل میں غیرت دینی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی اس لئے جوش غضب بھی شدید تھا۔ **۱۴۳؎** حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے جلیل القدر پیغمبر سے یہ تو متصور ہی نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ کی کتاب کو اس طرح زمین پر پھینک دے۔ اس لئے یہاں القاء محض صورۃً ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ دینی حمیت وغیرت کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قدر شدتِ غضب میں آ کر بے بس ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور الواح تورات زمین پر گر پڑیں۔ والصواب ان یقال انہ علیہ السلام لفرط حمیتہ الدینیۃ وشدید غضبہ للہ تعالٰی لم یتمالک ان وقعت الالواح من یدہ بلا اختیارہٖ (روح ج ۹ ص۶۷)

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ

جنہوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو برباد ہوئیں

اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا

ان کی محنتیں وہی بدلہ پائیں گے جو کچھ

يَعْمَلُوْنَ ۝۱۴۷ ع وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ

عمل کرتے تھے اور بنا لیا موسیٰ کی ۱۴۰؎ قوم نے اس کے پیچھے

مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ يَرَوْا

اپنے زیور سے بچھڑا ایک بدن کہ اس میں گائے کی آواز تھی کیا انہوں نے نہیں

اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ

دیکھا کہ وہ ان سے بات بھی نہیں کرتا اور نہیں بتلاتا رستہ معبود بنا لیا اس کو

وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝۱۴۸ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْۤ اَيْدِيْهِمْ

اور وہ تھے ظالم اور جب ۱۴۱؎ پچھتائے

وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ

اور سمجھے کہ ہم بے شک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ

يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشے ہم کو تو بے شک ہم

الْخٰسِرِيْنَ ۝۱۴۹ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ

تباہ ہوں گے اور جب لوٹ آیا موسیٰ ۱۴۲؎ اپنی قوم میں

غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ

غصہ میں بھرا ہوا افسوسناک۔ بولا کیا بری نیابت کی تم نے میری

بَعْدِيْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ

میرے بعد کیوں جلدی کی تم نے اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دیں تختیاں ۱۴۳؎

ع ۱۷ / ۷ — وقف لازم

موضح قرآن **ف** یعنی ان حکموں کی توفیق نہ ہوگی اور جو اپنی عقل سے کریں گے وہ قبول نہ ہوگا۔

۱۴۴ ؎ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھا شاید ہارون علیہ السلام نے قوم کو شرک سے روکنے میں کوتاہی کی ہے۔ اس لئے انہیں سر کے بالوں سے پکڑ کر کھینچا۔ یہ فعل بھی ان سے بے اختیار شدت غضب اور حمیت دینی کی وجہ سے سرزد ہوا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا میری ماں کے بیٹے! میں نے روکنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا مگر قوم مجھ پر غالب آگئی اور مجھے بے بس کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ تو مجھے قتل ہی کرنے لگے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو گوسالہ پرستی سے منع کرنے میں پوری پوری کوشش کی اور ان کو روکنے میں انتہائی مبالغہ کیا تھا حتیٰ کہ قوم قتل کرنے پر اتر آئی۔ ودل ھذا علے انہ بالغ فی الانکار علیھم حتی ھموا بقتلہ (بحر ج ۴ ص ۳۹۶) اللہ کے ایک پیغمبر کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ تبلیغ احکام اور اشاعت توحید میں ہر جانی اور مالی خطرے سے بے نیاز ہو کر اپنا فریضہ سرانجام دے اور مداہنت یا تقیہ کی آڑ میں احکام شریعت کو معطل نہ کر ڈالے شیعہ اماموں کو پیغمبروں کی طرح معصوم، مامور من اللہ اور واجب الاطاعت مانتے ہیں مگر اسکے باوجود ان بزرگوں پر تقیہ کی آڑ میں اسلام کے نہایت اہم احکام کو چھپانے کا الزام بھی دھرتے ہیں۔ **۱۴۵ ؎** جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حقیقت حال کا پتہ چلا اور معلوم ہو گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام بے قصور ہیں تو شدتِ غضب میں اپنے فعل مذکور پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔ **۱۴۶ ؎** اس سے پہلے قُلْنَا محذوف ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ گذر چکا ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو گوسالہ پرستی پر قائم رہے اور توبہ نہ کی وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ الخ اور جو لوگ گناہ کرتے رہے مگر بعد میں توبہ کر لی اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کیا ایسے لوگوں کے اللہ تعالیٰ تمام گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا۔ یہ قرینہ ہے کہ پہلی وعید ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے گوسالہ پرستی سے توبہ نہیں کی تھی۔ **۱۴۷ ؎** جب ہارون علیہ السلام نے معذرت کر دی اور قوم نے بھی نادم ہو کر توبہ کر لی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوش غضب ٹھنڈا ہو گیا تو الواح کو اٹھا لیا۔ اس میں خدا سے ڈرنے والوں اور انابت کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت تھی۔

وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ
اور پکڑا سر اپنے بھائی ۱۴۴؎ کا لگا کھینچنے اس کو اپنی طرف وہ بولا کہ اے میری ماں کے جنے
اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ
لوگوں نے مجھ کو کمزور سمجھا اور قریب تھے کہ مجھ کو مار ڈالیں
فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ
سو مت ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور نہ ملا مجھ کو گناہگار
الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۵۰ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا
لوگوں میں ف بولا اے میرے رب معاف کر ۱۴۵؎ مجھ کو اور میرے بھائی کو اور داخل کر
فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝۱۵۱ۧ اِنَّ
ہم کو اپنی رحمت میں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے البتہ
الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ
جنہوں نے بچھڑے کو معبود ۱۴۶؎ بنا لیا ان کو پہنچے گا غضب
رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي
ان کے رب کا اور ذلت دنیا کی زندگی میں اور یہی سزا دیتے ہیں ہم
الْمُفْتَرِيْنَ ۝۱۵۲ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا
بہتان باندھنے والوں کو اور جنہوں نے کئے برے کام پھر توبہ کی
مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا
اس کے بعد اور ایمان لائے تو بے شک تیرا رب توبہ کے پیچھے
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۵۳ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى
البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب تھم گیا ۱۴۷؎ موسیٰ کا
الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ښ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى
غصہ تو اس نے اٹھا لیا تختیوں کو اور جو ان میں لکھا ہوا تھا اس میں ہدایت

ع ۱۸

مراد ای قلنا۔ گذشتہ ہوئے واقعہ کو صیغہ استقبال سے بیان کیا گیا ہے

موضح قرآن ف حضرت ہارون اور انکی اولاد حضرت موسیٰ کی امت میں امام تھے لیکن جب انکی جائے خلیفہ ہوئے تو امت حکم میں نہ رہی خلافت اور کی قسمت میں تھی خلیفہ وہ کہ امت کو دین اور دنیا کے بندوبست میں رکھے جس طرح پیغمبر سنوار گیا تا نصرت حق ان کے ساتھ رہے اور امام وہ کہ پیغمبر کا یادگار ہو جو خدمت اور نیاز پیغمبر سے منظور ہو سو امت ان کو کرے تا برکت اور قبولیت کا درجہ ملے۔ تورات میں امام کے لوازم دیکھئے تو معلوم ہو۔

۱۴۸ف یہ ساتواں واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے ستر منتخب نمائندے چن کر مقررہ وقت پر ان کو طور پہاڑ پر لے آئیں تاکہ وہ ساری قوم کی طرف سے گوسالہ پرستی کے گناہ سے اللہ کے سامنے معذرت کریں۔ جب کوہ طور پر پہنچے تو اللہ نے پہاڑ پر سفید کہر ڈال دی جس سے وہ تمام ڈھک گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے اور ساتھ والوں سے فرمایا تم بھی اس بادل میں داخل ہو جاؤ جب وہ اس میں داخل ہوئے تو سجدے میں گر گئے اور اسی حالت میں انہوں نے اللہ کا کلام بھی سنا، جب بادل ہٹ گیا تو ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا مطالبہ کر دیا اور کہنے لگے۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً یعنی جب تک اللہ کو علانیہ نہیں دیکھیں گے اس وقت تک تیری بات نہیں مانیں گے۔ (من الکبیر والروح وغیرہ) **۱۴۹ف** جب ان کے اس معاندانہ اور گستاخانہ مطالبہ پر اللہ تعالیٰ نے ایک شدید زلزلے سے ان کو ہلاک کر دیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرنے لگے کہ اے اللہ! اگر تو چاہتا تو ان کو اور ان کے ساتھ مجھ کو بھی اس سے پہلے ہی فرعون کے ہاتھوں یا دریائے قلزم میں غرق کر کے ہلاک کر سکتا تھا۔ جب پہلے تو نے مہربانی فرمائی اور ہم سب کو ہلاکت و تباہی سے محفوظ رکھا تو اب ان نادانوں کی اس احمقانہ حرکت کی وجہ سے ہم کو ہلاک نہ فرما یعنی انک قدرت علیٰ اھلاکھم قبل ذلک بحمل فرعون علیٰ اھلاکھم و باغراقھم فی البحر و غیرھما فترحمت علیھم لم تھلکھم فارحمھم الاٰن کما رحمتھم من قبل جریا علیٰ مقتضی کرمك (روح ج ۹ ص ۷۲) **۱۵۰ف** یعنی جس کو چاہوں عذاب دے سکتا ہوں مجھے روکنے والا کوئی نہیں وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ الخ مطلب یہ ہے کہ میری رحمت سب سے بڑی اور زیادہ ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں اور وہ ہر مستحق پر حاوی ہے عموم ای لانھایة لھا ای من دخل فیھا لم تعجز منہ۔ (قرطبی ج ۷ ص ۲۹۶) یہ مطلب نہیں کہ ہر شئی کو شامل ہے۔ **۱۵۱ف** اب یہاں ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ یعنی وہ تمام گناہوں سے بچتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ زکوٰۃ کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ وہ یہود پر نہایت شاق تھی یہودی علماء اور پیر مختلف طریقوں سے لوگوں کا مال کھانے کے تو عادی تھے۔ مگر اپنے پاس سے دینا ان کے لئے نہایت مشکل تھا۔

وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ وَ
اور رحمت تھی ان کے واسطے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور
اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ
چن لئے موسیٰ نے ۱۴۸ف اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وعدہ کے وقت پر لانے کو ۱ف
فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ
پھر جب ان کو زلزلہ نے پکڑا ۱۴۹ف تو بولا اے رب میرے اگر تو چاہتا تو
اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
پہلے ہی ہلاک کر دیتا ان کو اور مجھ کو ۲ف کیا ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو
السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ
ہماری قوم کے احمقوں نے کیا یہ سب تیری آزمائش ہے بچلا دے
بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا
اس میں جس کو تو چاہے اور سیدھا رکھے جس کو چاہے تو ہی ہے ہمارا تھامنے والا
فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾
سو بخش دے ہم کو اور رحمت کر ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے ۱ف
وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ
اور لکھ دے ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں
اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
ہم نے رجوع کیا تیری طرف فرمایا میرا عذاب ۱۵۰ف ڈالتا ہوں میں اس کو جس پر
اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا
چاہوں اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دوں گا ۱۵۱ف
لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ
ان کے لئے جو ڈر رکھتے ہیں ۳ف اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو

ف۱ ساتوں (قصہ) ۱۲ ف۲ یعنی جس کو میں چاہوں عذاب دے سکتا ہوں کوئی روکنے والا نہیں ۱۲ ف۳ یعنی میری رحمت سب سے بڑی ہے ... نہیں کہ ہر شئی کو شامل ... ۱۲

موضح قرآن **ف۱** حضرت موسیٰ لے گئے اپنے ساتھ ستر آدمی سردار قوم کے جب حق تعالیٰ نے کلام کیا سنکر کہنے لگے ہم جب تک دیکھیں ہم کو یقین نہیں اس سے ان پر بجلی گری اور کانپ کر مر گئے حضرت موسیٰ نے اس طرح دعا کی آپ کو شامل کر کر تب بخشے گئے پھر زندہ ہوئے یہ شاید بچھڑا پوجنے سے پہلے تھا یا شاید پیچھے تھا۔

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی تا عذر گویند از عبادت گوسالہ و این جماعت اگرچہ عبادت نہ کردہ بودند بر عبادت کنندگان انکار ہم نکردند پس خدائے تعالیٰ ہلاک ساخت ۱۲ **ف۲** یعنی اگر بنی اسرائیل ہلاک می شدند تہمت قتل بر موسیٰ نہادندی ۱۲ **ف۳** یعنی در آخرت ۱۲

هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ
ہماری باتوں پر یقین رکھتے ہیں ف۱ ۱۵۲ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں ۱۵۳
الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ
اس رسول کی جو نبی امی ہے کہ جس کو پاتے ہیں
مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ
لکھا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل میں
يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
وہ حکم کرتا ہے ان کو ۱۵۳ نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ
اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں
وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ
اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو
عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَ
ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے ۱۵۴ اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور
اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ
تابع ہوئے اس نور کے ۱۵۵ جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پہنچے اپنی
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
مراد کو ف۲ تو کہہ اے لوگو ۱۵۶ میں رسول ہوں اللہ کا
اِلَيْكُمْ جَمِيْعَۨا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور

ع ١٩ / ٩

۱۵۲ء یہ بھی انلوگوں کی صفت ہے جو رحمت خداوندی کے مستحق ہیں۔ پہلے اوصاف بیان کرنے کے بعد یہود و نصاری کے لئے گنجائش باقی تھی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے کے باوجود دعوی کرلیں کہ ان میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ لہذا وہی اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے استحقاق رحمت کے لئے حضرت نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو شرط قرار دیدیا جن کے تمام اوصاف تورات وانجیل میں صاف صاف مذکور ہیں۔ الامی یہ اُمٌّ (ماں) کی طرف منسوب ہے۔ یعنی جو شخص اسی حالت میں باقی ہو جس حالت میں اس کو ماں نے جنا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ او الی امه کانه علی الحالة التی ولدته امه علیها (روح ج ۹ ص ۷۹) اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھا۔ یا یہ ام القریٰ کی طرف منسوب ہے جو مکہ مکرمہ کا نام ہے۔ (ایضا)

۱۵۳ء وہ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور اللہ کے حکم سے پاکیزہ چیزوں کی حلت اور ناپاک اور خبیث چیزوں کی حرمت کا اعلان کر رہا ہے۔ اس آیت میں تحلیل وتحریم کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجازی ہے۔ اصل میں تحلیل وتحریم کا اختیار توصرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ لیکن اللہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اشیاء کی حلت وحرمت کا مظہر ومبیّن ہے اس لئے مجازاً تحلیل وتحریم کی نسبت آپ کی طرف کی گئی طَیِّبٰت سے اونٹ کا گوشت اور گائے بکری کی چربی مراد ہے جو تورات کے حکم سے یہود پر حرام تھی یا اس سے محرمات مشرکین یعنی بحائر وسوائب وغیرہ مراد ہیں۔ یعنی بذلك ماکان محرما علیهم فی التورٰة من الطیبات وهو لحوم الابل وشحم الغنم والمعز والبقر وقیل هوما کانوا یحرمونه علی انفسهم فی الجاهلیة من البحائر والسوائب والوصائل والحوامی (خازن ج ۲ ص ۲۴۴ معالم) اور خبائث سے مردار، خون، خنزیر اور نذر غیر اللہ وغیرہ مراد ہیں۔ ما یستخبث کالدم والمیتة ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به (مدارک ج ۲ ص ۲۶)

۱۵۴ء اگر آیت کے اس حصے کو بھی بنی اسرائیل کے ساتھ مختص مانیں تو قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تک جملہ معترضہ ہوگا جس میں تمام بنی آدم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے اور اگر یہ حصہ عام اور بنی اسرائیل کے ساتھ مختص نہ ہو تو اس سورت میں یہاں سے لے کر وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ تک جملہ معترضہ ہوگا۔

۱۵۵ء النُّوْرُ سے یہاں قرآن مراد ہے اور قرآن کو بطور استعارہ نور کہا گیا ہے جس طرح نور یعنی روشنی خود ظاہر ہوتی ہے اور دوسروں کے لئے اشیاء کو ظاہر اور روشن کرتی ہے۔ اسی طرح قرآن خود واضح ہے اور دوسروں کے لئے ہدایت کی راہ روشن اور احکام شریعت کو ظاہر کرتا ہے۔ وهو القرآن عبر عنه بالنور المنبئ عن کونه ظاهرا بنفسه ومظهرا لغیره

موضح قرآن ف۱ شاید حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے حق میں دنیا اور آخرت کی نیکی جو مانگی مراد یہ تھی کہ سب امتوں پر مقدم رہیں دنیا اور آخرت میں فرمایا کہ میرا عذاب اور رحمت کسی فرقے پر مخصوص نہیں سو عذاب تو اسی پر ہے جس کو اللہ چاہے اور رحمت سب کو شامل ہے لیکن وہ رحمت خاص لکھی ہے ان کے نصیب میں جو اللہ کی ساری باتیں یقین کریں گے یعنی آخری امت کہ سب کتابوں پر ایمان لائیں سو حضرت موسیٰ کی امت میں سے جو لوگ آخری کتاب پر یقین لائے وہ پہنچے اس نعمت کو اور حضرت موسیٰ کی دعا ان کو لگی۔ **ف۲** حضرت کو پہلی کتابوں میں نبی امی بتایا تھا۔ دو معنوں سے ایک تو بن پڑھے تھے اور دوسرے ام القریٰ سے پیدا ہوئے یعنی مکہ سے اور یہود پر سخت احکام تھے اور کھانے کی چیزوں میں تنگی تھی اس دین میں وہ سب آسان ہوئی اسی کو بوجھ اور پھانسی فرمایا اور نور سے مراد قرآن اور شریعت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید معنی ساکتبها آنست که در آخر زمان رحمت خاص باشد بتابعان نبی امی واللہ اعلم ۱۲ **ف۲** مترجم گوید بشارت دادن خدا تعالیٰ موسیٰ را به امت مرحومه اول دلیل است بر نبوت آنحضرت ولهذا می فرماید واللہ اعلم ۱۲

(ابوالسعود ج ۴ ص ۲۷۴) وھو القرآن وعبر عنه بالنور لظهوره فی نفسه باعجازه واظهاره لغیره من الاحکام الخ۔ (روح ج ۹ ص ۸۲) جس طرح یہاں قرآن کے لئے لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی لفظ نور بطور استعارہ استعمال ہوا ہے اور لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہدایت کی تعبیر مقصود ہے۔ اس لئے لفظ نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کی نفی پر استدلال کرنا سراسر غلط اور تحریف قرآن کے مرادف ہے۔ **۱۵۶** پہلے ذکر فرمایا کہ تورات و انجیل میں حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے اس جلیل القدر پیغمبر کی بشارت دی اس کے بعد حضور علیہ السلام کو خود اپنی رسالت کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا۔ **ذکر ان موسیٰ بشر به و ان عیسیٰ بشر به ثم امره ان یقول بنفسه اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا** (قرطبی ج ۷ ص ۳۰۲)

رَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ
اس بھیجے ہوئے نبی امی پر جو کہ یقین رکھتا ہے اللہ پر اور
كَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (۱۵۸) وَمِنْ
اس کے سب کلاموں پر اور اس کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ اور
(۵۹) قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ
موسیٰ کی قوم میں ۱۵۷ ایک گروہ ہے جو راہ بتلاتے ہیں حق کی اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں
وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ وَ
اور جدا جدا کر دیئے ہم نے ۱۵۸ ان کو بارہ دادوں کی اولاد بڑی بڑی جماعتیں اور
أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ
حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو جب پانی مانگا اس سے اس کی قوم نے کہ
اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۖ فَانبَجَسَتْ مِنْهُ
مار اپنی لاٹھی اس پتھر پر تو پھوٹ نکلے اس سے
اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۚ
بارہ چشمے پہچان لیا ہر ایک لوگوں نے اپنا گھاٹ
وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ
اور سایہ کیا ہم نے ان پر ابر کا اور اتارا ہم نے ان پر من
وَالسَّلْوَىٰ ۚ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۚ وَمَا
اور سلوٰی کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے روزی دی تم کو اور
ظَلَمُونَا وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (۱۶۰) وَإِذْ
انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے اور جب
قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا
حکم ہوا ان کو ۱۵۹ کہ بسو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں سے

آٹھواں واقعہ ۸

۱۵۷ اس سے مراد وہ یہودی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم

۱۵۸ یہ آٹھواں واقعہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ ان بارہ بھائیوں کی اولاد بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے احسانات یاد دلائے ہیں۔ قوم کا بارہ قبیلوں پر مشتمل ہونا یہ بھی اللہ کا ایک احسان ہے وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی الخ یہ دوسرا احسان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو اس سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے کے لوگوں نے آسانی کے ساتھ علیحدہ چشمہ سے پانی پیا۔ اور دھوپ سے بچانے کے لئے ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا اور کھانے کے لئے ترنجبین اور بٹیریں بھیجدیں۔ جب وہ صبح اٹھتے تو ایک قسم کے پودے پر ترنجبین وافر مقدار میں ملتی اور بٹیریں چل کر ان کے قریب آجاتی اور وہ ہاتھ سے ان کو پکڑ لیتے۔ یہ انعامات میدان تیہ میں عطا ہوئے **۱۵۹** انعامات کے بعد بنی اسرائیل کی سرکشی اور کج روی کا ذکر فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کی قیادت میں بنی اسرائیل نے ملک شام فتح کر لیا تو اللہ نے حکم دیا کہ بیت المقدس کے شہر میں جاؤ اور وہاں جا کر میری عبادت بجالاؤ اور اَلْبَاب سے یہاں بیت المقدس کے شہر کا دروازہ مراد نہیں بلکہ اس سے بیت المقدس کی مسجد کا دروازہ مراد ہے۔ اس آیت کی تفسیر سورۂ بقرہ میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو۔ ص ۳۷ و ص ۳۸ حاشیہ (۱۱۷ تا ۱۱۹)۔

موضح قرآن **ف ۱** وہی لوگ تھے کہ جب حضرت تک پہنچے تو ایمان لائے جیسے عبداللہ بن سلام۔

١٦٠ف اس کی تفسیر سورۂ بقرہ میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو ص٣٨ حاشیہ (١٢٠ و ١٢١)۔ **١٦١ف** قِصَصٌ کے اختتام پر اصحاب سبت کا واقعہ ذکر فرمایا اور اس سے مقصود تخویف دنیوی ہے اَلْقَرْيَة سے اَيْلَة مراد ہے جو مدین اور طور کے درمیان سمندر کے کنارے پر واقع تھا۔ ہفتہ کا دن دین موسوی میں قابل تعظیم تھا اور اس دن میں مچھلی کا شکار ان کے لئے جائز نہیں تھا۔ لیکن ان کے ابتلاء وامتحان کے لئے اللہ کے حکم سے ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی کے اوپر کنارے کے بالکل قریب کثرت سے آجاتیں اور باقی ایام میں غائب رہتیں۔ اس صورت حال کو دیکھ کر انہوں نے یوم سبت کی تعظیم کو بالائے طاق رکھ کر مچھلی کا شکار کرنا شروع کر دیا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ابلیس نے ان کو یہ حیلہ بتایا کہ وہ سمندر کے کنارے حوض بنالیں اور جمعہ کے دن مچھلیوں کو ہانک کر حوض میں ڈال دیا کریں اور اتوار کے دن پکڑ لیا کریں۔ چنانچہ انہوں نے اس حیلے سے اللہ کے حکم کو توڑا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ سب بندر بن گئے۔ **١٦٢ف** ان لوگوں میں تین جماعتیں تھیں پہلی جماعت ہفتہ کے دن شکار کرتی تھی۔ دوسری جماعت ان کو اس سے منع کرتی تھی اور تیسری جماعت نہ شکار کرتی تھی اور نہ شکار کرنے والوں کو منع کرتی تھی بلکہ منع کرنے والوں سے بھی کہتی تھی کہ تم خوب جانتے ہو کہ اللہ ان کو ہلاک کرنے والا یا شدید عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔ اس لئے ان کو وعظ ونصیحت کر کے کیوں دماغ سوزی کرتے ہو۔ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو اللہ کے سامنے بطور معذرت ان کو اس فعل قبیح سے روکتے ہیں تاکہ نہی عن المنکر کا جو فریضہ ہمارے ذمہ ہے اس میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ نیز ممکن ہے کہ وہ اس فعل سے باز آجائیں۔ مَعْذِرَةً۔ فعل مقدر یعنی نَعْتَذِرُ کا مفعول مطلق ہے۔ قَالَ جمهور المفسرين ان بنی اسرائیل افترقت ثلث فرق.... فرقة عصت وصادت .....وفرقة نهت واعتزلت..... وفرقة اعتزلت ولم تنه وتعص وان هذه الطائفة قالت للناهية لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَاۨ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا (قرطبی ج ٧، ص٣٠٦)

حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ
جہاں سے چاہو اور کہو ہم کو بخشدے اور داخل ہو دروازے میں
سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ
سجدہ کرتے ہوئے تو بخشدینگے ہم تمہاری خطائیں البتہ زیادہ دیں گے ہم
الْمُحْسِنِيْنَ ١٦١ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ
نیکی کرنے والوں کو ف١ سو بدل ڈالا ١٦٠ف ظالموں نے ان میں سے
قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
دوسرا لفظ اس کے سوا جو ان سے کہہ دیا گیا تھا پھر بھیجا ہم نے ان پر
رِجْزًا مِّنَ السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ١٦٢ وَسْـَٔــلْهُمْ
عذاب آسمان سے بسبب ان کی شرارت کے اور پوچھ ان سے ١٦١ف
عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ
حال اس بستی کا جو تھی دریا کے کنارے جب حد سے بڑھنے لگے
فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ
ہفتہ کے حکم میں جب آنے لگیں ان کے پاس مچھلیاں ہفتہ کے دن
شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ
پانی کے اوپر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو نہ آتی تھیں اسی طرح
نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ١٦٣ وَاِذْ قَالَتْ
ہم نے ان کو آزمایا اس لئے کہ وہ نافرمان تھے ف٢ ف١ اور جب بولا ف٢ ١٦٢ف
اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَاۨ ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ
ان میں سے ایک فرقہ کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ چاہتا ہے کہ ہلاک کرے یا
مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً
ان کو عذاب دے سخت وہ بولے الزام اتارنے کی غرض سے

ع ٢٠ ۵ آ ١٠ وقف لازم

ف١ قصص کا اختتام بہ تخویف دنیوی جو اللہ کے حرام کو حیلوں سے حلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ع ٦ عند المتاخرین ١٢ النصف

ف٢ کاف لبیان الحال۔

موضح قرآن ف١ یعنی ابھی ایک شہر فتح ہوا ہے۔ آگے سارا ملک ملے گا۔ **ف٢** حضرت داؤد کے عہد میں قصہ ہوا ہے۔ یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا منع تھا۔ اللہ نے اس شہر والوں کو بے حکم دیکھا۔ لگا آزمانے ہفتے کے دن مچھلیاں اوپر پھریں اور دونوں غائب رہیں۔ ان کا جی نہ رہ سکا۔ آخر ہفتہ کو شکار کیا۔ اپنی دانست میں حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ مچھلیاں وہاں بند ہو رہیں۔ تو بھی مچھلیاں نہ ہاتھ آئیں۔ ہفتہ کی شام کو نکل جائیں آخر ہفتے کے دن راہ بھاگنے کی بند کی اتوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بندر ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو حلال روزی نہ ملے اور حرام چاہے تو ملے تو اس کو آزمائش ہے۔ آخر وہ روزی وبال ہو گی اور معلوم ہوا کہ حیلہ اللہ پاس کام نہیں آتا۔

فتح الرحمٰن ف١ اہل دیہ سہ قسم بودند قسمی شکار میکردند وقسمی ازان نہی میکردند وقسمی نہ شکار کردند ونہ ازان منع کردند **ف٢** یعنی قسم ثالث نہی کنندگان ١٢

إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٦٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا

تمہارے رب کے آگے اور اس لئے کہ شاید وہ ڈریں ف۱ پھر جب وہ بھول ف۱۶۳ گئے اسکو جو

ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ

ان کو سمجھایا تھا تو نجات دی ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے

السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ

بُرے کام سے اور پکڑا گنہگاروں کو بُرے عذاب میں

بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٦٥﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَن مَّا نُهُوا

بسبب ان کی نافرمانی کے پھر جب بڑھنے لگے اس کام میں جس سے وہ روکے

عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ﴿١٦٦﴾ وَإِذْ

گئے تھے تو ہم نے حکم کیا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل ف۲ اور اس وقت کو یاد

تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

کرو جب خبر کر ف۱۶۴ دی تھی تیرے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا یہود پر قیامت کے دن تک ف۱

مَن يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ

ایسے شخص کو کہ دیا کرے ان کو عذاب بے شک تیرا رب

لَسَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٦٧﴾

جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے ف۲

وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا ۖ مِّنْهُمُ الصَّالِحُونَ

اور متفرق کر دیا ہم نے ف۱۶۵ ان کو ملک میں فرقے فرقے بعضے ان میں نیک

وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَ

اور بعضے اور طرح کے اور ہم نے ان کی آزمائش کی خوبیوں میں اور

السَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٦٨﴾ فَخَلَفَ مِن

برائیوں میں تاکہ وہ پھر آئیں ف۳ پھر ان کے پیچھے ف۱۶۶

ف۱۶۳ یہاں نَسُوْا بمعنی تَرَکُوْا ہے یعنی جب انہوں نے اپنی قوم کے صلحاء اور ناصحین کی پند و نصیحت کو چھوڑ دیا اور اس سے بالکلیہ اعراض کر لیا تو برائی سے روکنے والوں کو تو ہم نے بچا لیا مگر ان ظالموں کو جو سرکشی اور نافرمانی کرتے تھے دردناک عذاب سے پکڑ لیا۔ فَلَمَّا عَتَوْا جب وہ اللہ کی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے اور ان کا انکار ضد و عناد کی حد کو پہنچ گیا تو ہم نے ان کی شکلیں مسخ کر دیں اور ان کو بندر بنا دیا۔ ف۱۶۴ یہ تخویف دنیوی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اسلاف کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر وہ آخر الزمان پیغمبر نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو قیامت تک ذلیل و خوار رہیں گے اور ان پر ہمیشہ ایسے لوگ مسلط رہیں گے جن کے ہاتھوں وہ سخت تکلیفیں اٹھائیں گے ف۱۶۵ اور ہم نے ان کی جمعیت کو متفرق کر دیا اور زمین کے مختلف حصوں میں ان کو منتشر کر کے ان کی قوت و شوکت کو ختم کر دیا ہر زمانے میں ان میں کچھ اچھے لوگ بھی رہے ہیں جو اپنے اصلی دین پر قائم رہے یا جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ پر ایمان لائے لیکن اکثریت فاسق اور کافر ہی رہی۔ وَبَلَوْنٰهُمْ الخ اور ہم خوشحالی اور قحط سالی اور دیگر طریقوں سے آرام و راحت اور تکلیف و شدت سے ان کی آزمائش بھی کرتے رہے تاکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں اور اللہ کے دین کی سچے دل سے پیروی کرنے لیں لگ جائیں۔ ف۱۶۶ قوم کے صالحین اور نیک لوگوں کے بعد نااہل اور برے لوگ پیدا ہوئے جو تورات کی علمی وراثت پر قابض ہوئے جنہوں نے تورات کو دنیوی اغراض کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی وہ غلط فتوی اور خلاف حق فیصلہ دیکر لوگوں سے رشوتیں لیتے اور کتاب اللہ کی تحریف کرکے غیر اللہ کی نذریں اور نیازیں حلال ہونے کے فتوے دے کر اور عوام کو جھوٹی باتیں بتا کر دولت جمع کرنے میں لگ گئے۔ والمراد بھذا العرض ما یاخذونه من الرشا فی الحکومات و علی تحریف الکلام (روح ج ۹ ص ۹۶)

موضح قرآن ف۱ ان میں تین فرقے ہوئے۔ ایک شکار کرنے ایک منع کئے جاتے اور ایک تھک کر منع کرنا چھوڑ بیٹھے۔ لیکن وہ بہتر تھے جو منع کرتے تھے۔ ف۲ منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا اور بیچ میں دیوار اٹھالی ایک دن صبح کو اٹھے دوسروں کی آواز نہ سنی دیوار پر سے دیکھا ہر گھر میں بندر وہ آدمیوں کو پہچان اپنے قرابت والوں کے پاؤں پر سر رکھنے لگے اور رونے لگے برے حال سے تین دن میں مر گئے۔ ف۳ تورات میں فرمایا تھا کہ جب حکم توریت چھوڑ دو گے تو تم پر اور دن پر ے مسلط ہونگے پھر قیامت تک تم ذلیل رہو گے اب یہود کو کہیں کی حکومت نہیں غیر کی رعیت ہیں۔ ف۴ یہود کی دولت برہم ہوئی تو آپس کی مخالفت سے ہر طرف نکل گئے اور مذہب مختلف پیدا ہوئے یہ احوال اس امت کو سنایا ہے کہ یہ سب کچھ ان پر بھی ہوگا۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ اس امت میں بھی بعضے بندر اور سور ہو جاوینگے۔ اللہ گمراہی سے پناہ دے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بنی اسرائیل را ۱۲ ف۲ بعد از یں ہیچ پادشاہی در بنی اسرائیل پیدا نہ شد و ہمیشہ لگد کوب پادشاہان اسلام و نصاریٰ و مجوس می بودند ۱۲

۱۶۷ف اللہ کی کتاب کو خبیث دنیا کے عوض فروخت کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ دعویٰ بھی ہے کہ ہمیں اس گناہ پر گرفت نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ ان کا دعویٰ تھا کہ "نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ"۔ وَاِنْ یَّاْتِہِمْ الخ یہ یَقُوْلُوْنَ کی ضمیر سے حال ہے یعنی ایک طرف تو وہ اس گناہ کی مغفرت کے امیدوار ہیں اور دوسری طرف ان کا حال یہ ہے کہ اس گناہ پر اصرار بھی کر رہے ہیں اور متاع دنیا کے عوض اللہ کی کتاب کو بیچنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اگلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول شنیع کا چار طریقوں سے رد فرمایا ہے۔

بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ

آئے ناخلف جو وارث بنے کتاب کے ہ لے لیتے ہیں اسباب

هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ

اس ادنیٰ زندگانی کا اور کہتے ہیں کہ ۱۶۷ف ہم کو معاف ہو جائے گا اور اگر

يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ

ایسا ہی اسباب ان کے سامنے پھر آئے تو اس کو لے لیویں ف۲ کیا ان سے کتاب ۱۶۸ف

عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ

میں عہد نہیں لیا گیا کہ نہ بولیں اللہ پر

اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ

سوا سچ کے اور انہوں نے پڑھا ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے اور آخرت کا گھر

خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ

بہتر ہے ڈرنے والوں کے لئے کیا تم سمجھتے نہیں ف۱ اور

الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ

جو لوگ خوب پکڑ رہے ۱۶۹ف ہیں کتاب کو اور قائم رکھتے ہیں نماز کو

اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا

بیشک ہم ضائع نہ کریں گے ثواب نیکی والوں کا اور جب وقت اٹھایا ہم نے ۱۷۰ف

الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ

پہاڑ ان کے اوپر مثل سائبان کے اور ڈرے کہ وہ ان

بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ

پر گرے گا ہم نے کہا پکڑو جو ہم نے تم کو دیا ہے زور سے اور یاد رکھو جو اس میں ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۠ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ ۲۱ ع ۹ ۱

تاکہ تم بچتے رہو اور جب تیرے رب ۱۷۱ف نے بنی آدم کی

ف۱ یہ ان کا مقولہ ۱۲

ف۲ ان کے مقولہ کی تردید بوجہ اول ۱۲
ف۳ بشارت ۱۲
ف۴ تردید بوجہ ثانی ۱۲
ف۵ تردید بوجہ ثالث ۱۲

۱۶۸ف یہ یہود کے قول مذکور کے بطلان کی پہلی دلیل ہے یعنی اگر وہ بخشے ہوئے تھے تو ان سے تورات پر عمل کرنے کا عہد لینے کی کیا ضرورت تھی۔ مِیْثَاقُ الْکِتٰبِ یعنی وہ عہد جو تورات میں ان سے لیا گیا تھا اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا یہ مِیْثَاقُ کا عطف بیان یا اس سے بدل ہے یعنی میثاق (عہد) یہ تھا کہ وہ اللہ کی طرف صرف حق بات ہی کو منسوب کریں۔ اور اپنی طرف سے غلط باتیں بنا کر اللہ کے ذمہ نہ لگائیں اور وہ تورات پڑھ چکے ہیں اور یہ عہد ان کو خوب یاد ہے۔ اس لئے ان کا فرض تھا کہ وہ اس عہد کو پورا کرتے مگر انہوں نے حقیر دنیا کی خاطر اللہ کا عہد توڑ دیا حالانکہ دار آخرت ان کے لئے بہتر تھا۔ اگر وہ اللہ سے ڈرتے اور عہد پر قائم رہتے۔

۱۶۹ف یہ میثاق پر قائم رہنے والوں کیلئے بشارت ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو تورات کے عہد پر قائم رہے اور اس کے احکام پر عمل کیا اور اس میں کسی قسم کی تحریف نہ کی مثلاً حضرت عبداللہ بن سلام اور دوسرے اسلام قبول کرنے والے یہودی قال مجاھد ھم الذین اٰمنوا من اھل الکتاب کعبد اللہ بن سلام و اصحابہ تمسکوا بالکتاب الذی جاء بہ موسٰی علیہ السلام فلم یحرفوہ ولم یکتموہ ولم یتخذوہ ماکلۃ (ابوالسعود ج ۲ ص ۳۵۶)

۱۷۰ف یہ یہود کے قول کی شناعت پر دوسری دلیل ہے یعنی اگر وہ بخشے ہوئے ہوتے تو کوہ طور ان پر معلق کر کے ان سے تورات کو قائم کرنے کا عہد کیوں لیا جاتا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے تورات پیش کی اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا تو وہ بگڑ گئے اور کہنے لگے اس کے احکام تو سخت ہیں ہم سے ان پر عمل نہیں ہو سکتا۔ ان کا یہ انکار چونکہ سراسر عناداً تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ انہوں نے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے سروں پر معلق کر دیا۔ بنی اسرائیل کو یقین ہو گیا کہ وہ ضرور ان پر گر پڑے گا تو انہوں نے عہد کیا کہ وہ تورات کے احکام پر ضرور عمل کریں گے۔ **۱۷۱ف** یہ ان کے قول باطل کے رد کی تیسری وجہ ہے یعنی اگر بخشے ہوئے ہونے تو تمام بنی آدم

موضح قرآن ف۱ پچھلے لوگ رشوت لیکر مسئلے غلط کہنے لگے اور امید رکھی کہ ہم بخشے جاویں گے حالانکہ پھر اسی کام کو حاضر ہیں امید بخشنے کی ہے جب باز آویں یہ اسباب زندگی مال دنیا کو فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی احبار بنی اسرائیل ۱۲ ف۲ یعنی مُصر اند بر اخذ آں و عزم دارند بر اخذ مانند آں و توبہ مُصر غیر نادم صحیح نیست ۱۲

کے ساتھ ان سے ہم اپنی ربوبیت کا عہد کیوں لیتے مِنْ ظُهُوْرِهِمْ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ سے بدل ہے اور ذُرِّیَّتَهُمْ، اَخَذَ کا مفعول ہے۔یعنی اولاد آدم سے ان کی اولاد کو پیدا کیا اور سب سے
عہد لیا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا پروردگار اور مالک نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰى تو سب نے کہا کیوں نہیں؟ بیشک تو ہمارا رب ہے۔ہم سب اس کا اقرار کرتے ہیں کہ تو ہمارا رب اور
معبود ہے۔ والمعنی شہدنا انک ربنا والٰہنا (قرطبی ج ۷، ص۳۱۴) یہ عہد کب لیا گیا؟ عام طور پر مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ عہد عالم ارواح میں لیا گیا۔اس طرح کہ حضرت
آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام اولاد کی روحوں کو نکال کر ان سے اقرار لیا گیا۔حضرت شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ عہد ہر شخص سے اس کی پیدائش کے وقت لیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ

مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی
پیٹھوں سے ان کی اولاد کو ف۱ اور اقرار کرایا ان سے
اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ
ان کی جانوں پر کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب بولے ہاں ہے ہم اقرار کرتے ہیں
اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ (۱۷۲)
کبھی کہنے لگو قیامت ۱۷۲ کے دن ہم کو تو اس کی خبر نہ تھی
اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا
یا کہنے لگو کہ شرک تو نکالا تھا ہمارے باپ دادوں نے ہم سے پہلے اور ہم ہوئے
ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ
ان کی اولاد ان کے پیچھے ف۲ تو کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے اس کام پر جو کیا
الْمُبْطِلُوْنَ (۱۷۳) وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ
گمراہوں نے ف۱ اور یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتیں تاکہ وہ
یَرْجِعُوْنَ (۱۷۴) وَ اتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْٓ اٰتَیْنٰهُ
پھر آئیں ف۲ اور سنا دے ان کو ۱۷۵ حال اس شخص کا جس کو ہم نے دی تھیں
اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّیْطٰنُ فَكَانَ
اپنی آیتیں پھر وہ ان کو چھوڑ نکلا ف۳ پھر اس کے پیچھے لگا شیطان تو وہ ہو گیا
مِنَ الْغٰوِیْنَ (۱۷۵) وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ
گمراہوں میں ف۴ اور ہم چاہتے تو بلند کرتے اس کا رتبہ ف۵ ان آیتوں کی بدولت
لٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ
لیکن وہ تو ہو رہا زمین کا ۱۷۶ اور پیچھے ہو لیا اپنی خواہش کے تو اس کا حال
كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ
ایسا جیسے کتا اس پر تو بوجھ لادے ف۶ تو ہانپے اور چھوڑ دے

ع ۲۱

ہر شخص اپنی فطرت کے لحاظ سے موحد ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ (روم ع ۹) اسی طرح ایک جگہ فرمایا۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (زخرف ع ۷) یہ اللہ کے خالق و مالک ہونے کا سبق ان کو پیدائش کے وقت ہی سے ملا تھا۔ ۱۷۲ یہ اصل میں کراهة ان تقولوا یا لئلا تقولوا تھا۔یعنی یہ عہد ربوبیت اس لئے لیا تاکہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہم تو توحید سے بالکل بے خبر تھے اور ہم کو اس کا بالکل علم ہی نہ تھا اَوْ تَقُوْلُوْٓا یہ پہلے تَقُوْلُوْا پر معطوف ہے اور نہ یہ عذر پیش کر سکو گے کہ شرک کے اصل بانی تو ہمارے باپ دادا تھے ہم ان کے بعد پیدا ہوئے اور ہم نے محض ان کی دیکھا دیکھی شرک کیا اس لئے ان کے فعل کی وجہ سے ہمیں کیوں ہلاک کرتا ہے۔اس عذر کو ختم کرنے کے لئے ہم نے ہر ایک سے عہد لیا۔ ۱۷۳ یہ ان کے قول کے رد کی چوتھی وجہ ہے یعنی اگر وہ بخشے ہوئے ہوتے اور ان کو کسی عمل خیر کی حاجت اور گناہوں سے بچنے کی ضرورت نہ ہوتی تو ان ہی میں کے ایک نیک اور پارسا آدمی کو اس کے گناہ عظیم کی وجہ سے ہم ذلت کے گڑھے میں کیوں ڈال دیتے۔ ان آیتوں میں بلعم بن باعوراء کے قصے کی طرف اشارہ ہے۔بلعم بن باعوراء بنی اسرائیل میں سے تھا اور اس کے پاس آسمانی کتاب کا علم تھا۔وہ بہت نیک اور صالح تھا کہتے ہیں وہ اسم اعظم جانتا تھا اس لئے بہت مستجاب الدعوات تھا۔ بعد میں دولت کے لالچ اور اپنی بیوی کے بہکانے سے آیات ہدایات کو چھوڑ کر گمراہ ہو گیا۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جبارین سے جہاد کا ارادہ کیا تو وہ بلعم کے پاس آئے اور اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بددعا کرنے کی درخواست کی پہلے تو اس نے انکار کیا اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کا پیغمبر ہے اور اس کے ساتھ فرشتے اور مومنین ہیں اس لئے میں اس پر کس طرح بددعا کر سکتا ہوں۔آخر ان کے اصرار اور کچھ تحفے تحائف پیش کرنے پر اور بیوی کے بہکانے پر وہ مان گیا۔جونہی اس نے اللہ کے نبی کے خلاف زبان کھولی۔ اللہ نے اسکی ساری روحانیت سلب کر لی۔تمام کمالات زائل ہو گئے۔ایمان سے محروم کر دیا گیا اور اسکی زبان منہ سے نکل کر نیچے لٹک گئی جس طرح شدت گرما کی وجہ سے کتے کی زبان باہر نکل آتی ہے اور وہ ہانپنے لگتا ہے۔اسمیں اسکی ذلت کا اظہار ہے ۱۷۶ یعنی وہ

موضح قرآن ف۱ اللہ تعالیٰ حضرت آدم کی پشت سے انکی اولاد اور ان سے انکی اولاد نکالی سب سے اقرار کروایا اپنی خدائی کا پھر پشت میں داخل کیا اس سے مدعا یہ کہ خدا کے ماننے میں ہر کوئی آپ کفایت ہے باپ کی تقلید نہ چاہیئے اگر باپ شرک کرے تو بیٹے کو چاہیئے کہ ایمان لاوے اگر کسی کو شبہ ہو کہ وہ عہد تو یاد نہیں رہا پھر کیا حاصل تو یوں سمجھے کہ اسکا نشان ہر کسی کے دل میں ہے اور ہر زبان پر مشہور ہو رہا ہے کہ سب کا خالق اللہ ہے سارا جہان قائل ہے اور جو کوئی منکر ہے اور شرک کرتا ہے سو اپنی عقل ناقص کے دخل سے پھر آپ ہی جھوٹا ہوتا ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی روز میثاق از آدم اولاد او را پیدا کرد و از ایشان اولاد ایشان بترتیبی کہ در خارج متحقق شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی پس تقلید ایشان کردیم ۱۲ ف۳ یعنی تابع شہوات نفس شد تابع شہوات نفس را عالم نتواں گفت ۱۲ ف۴ یعنی بلعم باعور کہ کتب الٰہی خواندہ بود و بعد ازاں باغواء زن خود ایذاء حضرت موسیٰ علیہ السلام قصد کرد و ملعون شد ۱۲ ف۵ یعنی منزلے او را

دنیا کی طرف مائل ہوگیا۔ ای رکن الی الدنیا ومال الیہا (روح ج ۹ ص۱۱۴) ذلت ودناءت طبع میں اسکی مثال بالکل کتے کی سی ہے کہ اگر تم اس پر حملہ کرو اور بھگاؤ تو بھی وہ ہانپتا ہے اور اگر اسے آزاد چھوڑدو تو بھی وہ ہانپتا ہے یعنی زبان باہر لٹکا کر ہانپنا اسکی طبعی عادت ہے۔ اسی طرح بلعم بن باعوراء کی زبان لٹک گئی تھی ۱۷۵ اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا سے مشرکین مکہ مراد ہیں جیساکہ حضرت ابن عباس سے منقول ہے وہ پہلے تمنا کیا کرتے تھے کہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی ہادی اور رہنما آئے جب اللہ کا پیغمبر ہادی بنکر آگیا تو اللہ کی آیتوں کی تکذیب کرنے لگے اور ہدایت کی راہ سے ہٹ گئے (روح) ان لوگوں کی مثال بعینہ بلعم بن باعوراء کی سی ہے جسے اللہ نے ہدایت دی مگر وہ ہدایت سے نکلکر شیطان کے تابع ہوگیا۔ سَآءَ مَثَلًا الخ اللہ کی آیتوں کو جھٹلا کر اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالوں کی مثال بہت ہی بُری ہے کوئی غیرت مند انسان اس کو اپنے پر چسپاں کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ۱۷۶ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے یعنی آپ کی جرأت و استقلال سے توحید کی تبلیغ کرتے رہیں۔ ہدایت اور گمراہی اللہ کے اختیار میں ہے ۱۷۷ یہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے۔ جو لوگ کفر و شرک پر مصر ہیں اور ضد و عناد کی وجہ سے حق بات کا انکار کرتے ہیں انکو ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان کو ہم نے دل دئیے، آنکھیں اور کان دئیے مگر وہ ہیں کہ ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ وہ بالکل چوپایوں کی مانند ہیں جن کو بالکل حق و باطل کا کوئی امتیاز نہیں بالکل یہی حال ان لوگوں کا ہے یہانتک کہ وہ جانوروں کی طرح ننگے ہونے سے بھی نہیں شرماتے جیساکہ مشرکین طواف کعبہ کے وقت کیا کرتے تھے ۱۷۸ یہ تیسرے دعوی سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے بیشمار صفاتی نام ہیں تم اس کی صفتوں کے ساتھ صرف اسی کو پکارو اور اسی سے حاجتیں مانگو اسکے سوا کوئی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔ وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ الخ اور جو لوگ اللہ کی صفات میں الحاد اور کجروی اختیار کرتے ہیں آپ ان سے اجتناب کریں ان کو اپنے کئے کی جزا و سزا ملے گی۔ اللہ کی صفات میں الحاد سے مراد یہ ہے کہ اس کی صفات میں غیر اللہ کو شریک کیا جائے یا کسی کو اللہ کا ولد اور نسب قرار دیکر اللہ کی ابوت کو اس کی طرف منسوب کیا جائے جیساکہ عیسائی اور مشرکین مکہ کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں "یعنی ابوالمسیح ابوالملائکہ میگفتند" (فتح الرحمٰن)

يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ

تو ہانپے یہ مثال ہے ان ۱۷۵ لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو

فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ

سو بیان کر یہ احوال تاکہ وہ دھیان کریں ف بری

مَثَلَا ۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ

مثال ہے ان لوگوں کی کہ جھٹلایا انہوں نے ہماری آیتوں کو اور وہ اپنا ہی

كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ

نقصان کرتے رہے جس کو اللہ رستہ دے ۱۷۷ وہی رستہ پاوے

وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ

اور جس کو وہ بچلا دے سو وہی ہیں ٹوٹے میں اور ۱۷۸

ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ

ہم نے پیدا کیے ہیں دوزخ کے واسطے بہت سے جن اور آدمی ان کے

قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ

دل ہیں ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں ان سے دیکھتے نہیں

بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰٓئِكَ

اور کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں وہ ایسے ہیں

كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ

جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ وہی لوگ ہیں غافل

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا

اور اللہ کے لئے ہیں سب نام اچھے ۱۸۰ سو اس کو پکارو وہی نام کہہ کر اور چھوڑ دو

الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَاۗىِٕهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا

ان کو جو کج راہ چلتے ہیں اس کے ناموں میں ف۱ وہ بدلہ پا رہیں گے

موضح قرآن

ف۱ حضرت موسیٰ کا لشکر چلا ایک بادشاہ پر اس کے ملک میں ایک درویش تھا صاحب تصرف بادشاہ نے اس سے مدد چاہی اس کو باطن سے منع ہوا پھر بادشاہ نے اس کی عورت کو مال کی طمع دی اس نے اس کو راضی کر کر بھیجا وہاں اپنے عمل چلتے نہ دیکھے بادشاہ کو حیلہ سکھایا کہ اس لشکر میں فاحشہ عورتیں بھیجے اور لوگ بدکاری کریں تو ان پر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے حیلہ پیش نہ چلایا لیکن سکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا میں یا آخرت میں اس کو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹک پڑی حق تعالیٰ نے یہ قصہ یہود کو سنایا کہ اگرچہ علم کامل اپنے پاس ہو کام تب آوے کہ آپ اس کے تابع ہو اور اگر آپ تابع ہو حرص کا اور چاہے کہ علم میرے کام آوے تو کچھ نہیں ہوتا اور شاید ہانپنے کتے کی مثال اس میں یہ ہو کہ جبتک وہ حرص سے خالی تھا اس کو باطن سے صحیح معلوم ہوا جب دل میں حرص بیٹھی تو باطن سے علوم نہ ہوا یا اگر مجمل معلوم ہوا اس کو اپنی طبیعت کے موافق سمجھ لیا نقل ہے کہ جب وہ چلنے لگا تو چاہا کہ پھر غیب سے کچھ معلوم ہو تب معلوم ہوا کہ جا جب راہ میں پہنچا تو ایک فرشتہ راہ میں ملا شمشیر ننگی ہاتھ میں اس نے التجا کی کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں کہا جا لیکن کچھ بد دعا نہ کر لو پھر بادشاہ پاس پہنچکر لگا بد دعا کرنے منہ سے خود بخود دعائے نیک نکلنے لگی حضرت موسیٰ کے لشکر کو تب ناچار وہ حیلہ سکھایا۔ ف۲ یعنی خدا اور رسول کو پہچاننا اور ایسے حکم سیکھنے ہر کسی پر فرض ہیں نہ کرے تو دوزخ میں جاوے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ابوالمسیح وابوالملائکہ میگفتند ۱۲

١٨٠ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مذکورہ بالا اوصاف رکھنے والوں کے علاوہ ہیں۔ ١٨٠ یہ پہلے دعوے سے متعلق ہے آپ تبلیغ توحید کا فریضہ انجام دیتے ہیں جو لوگ عناد سے تکذیب کرتے ہیں ان کو ہم اس طرح آہستہ آہستہ ہلاکت کی طرف لے جارہے ہیں۔ ہم نے ان کو مہلت اس لئے دے رکھی ہے تاکہ وہ دل کھول کر گناہوں کا ارتکاب کرلیں اور شدید ترین عذاب آخرت کے مستحق ہوجائیں مگر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اللہ ان پر خوش ہے۔ لیس المطلوب لاتدرجھم فی مدارج المعاصی الی ان یحق علیھم کلمۃ العذاب الاخروی اوالدنیوی علی ما قیل علی افظع حال واشنعھا وادلمار النعم وسیلۃ الی ذلک (روح ج ۹ ص ۱۲۶) ١٨١ یہ منکرین کے لئے زجر ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا الخ یہ زمین و آسمان کی کتاب عبرت کے صفحات ان کے سامنے کھلے ہیں

يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ

اپنے کئے کا ۱ اور ان لوگوں میں کہ جن کو ١٨٠ ہم نے پیدا کیا ہے ایک جماعت کہ راہ بتلاتے ہیں سچی

وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾ ع وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِـَٔايَـٰتِنَا

اور اسی کے موافق انصاف کرتے ہیں ف۲ اور جنہوں نے جھٹلایا ١٨١ ہماری آیتوں کو

سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾

ہم ان کو آہستہ آہستہ پکڑیں گے ایسی جگہ سے جہاں سے ان کو خبر بھی نہ ہوگی

ع ۲۲ / ۱۲

وَأُمْلِى لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِى مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا۟

اور میں ان کو ڈھیل دوں گا بے شک میرا داؤ پکا ہے کیا انہوں نے دھیان نہیں کیا ١٨١

مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ

کہ ان کے رفیق کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو ڈرانے والا ہے

مُّبِينٌ ﴿١٨٤﴾ أَوَلَمْ يَنظُرُوا۟ فِى مَلَكُوتِ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ

صاف ف۳ کیا انہوں نے نظر نہیں کی سلطنت میں آسمان

وَٱلْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ وَأَنْ

اور زمین کی اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے ہر چیز سے اور اس میں کہ

عَسَىٰٓ أَن يَكُونَ قَدِ ٱقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ ۖ فَبِأَىِّ

شاید قریب آگیا ہو ان کا وعدہ سو اس

حَدِيثٍۭ بَعْدَهُۥ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٥﴾ مَن يُضْلِلِ ٱللَّهُ

کے پیچھے کس بات پر ایمان لائیں گے جس کو اللہ بچلائے

فَلَا هَادِىَ لَهُۥ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِى طُغْيَـٰنِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٨٦﴾

اس کو کوئی نہیں راہ دکھانے والا اور ان کو چھوڑ رکھا ہے ان کی شرارت میں سرگرداں

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلسَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَىٰهَا ۖ قُلْ

تجھ سے پوچھتے ہیں ١٨٣ قیامت کو کہ کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت تو کہہ

کیا وہ ان میں غور نہیں کرتے۔ یہ تکوینی دلائل اس قدر واضح ہیں کہ ان کو دیکھ کر لامحالہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا یقین ہوجاتا ہے اور کیا انہوں نے کبھی اس میں غور نہیں کیا کہ کہیں ان کی اجل موت یا اجل عذاب قریب آچکی ہو۔ اگر اب وہ قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے تو اس کے بعد کس چیز پر ایمان لائیں گے۔ جو لوگ قرآن جیسی سچی اور صدق محض کتاب پر ایمان نہیں لاتے جو ان کی نجات وفلاح کی ضامن ہے۔ اصل میں ان کی فطرتیں مسخ اور ان کے سوچنے سمجھنے کی قوتیں باطل ہوچکی ہیں۔ اذا لم یؤمنوا بھذا الحدیث ھو الصدق المحض وفیہ نجاتھم وخلاصھم فکیف یصدقون بحدیث غیرہ والمعنی انہ لیس من طباعھم التصدیق بما فیہ خلاصھم (بحر ج ۴ ص ۴۳۳) ١٨٢ زجر ہے جب آپ قیامت سے ڈراتے ہیں تو ماننے کے بجائے الٹے ضد وعناد کی وجہ سے سوال کرنے لگتے ہیں کہ وہ قیامت آئے گی کب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم قیامت کی نفی سات طریقوں سے کی گئی۔ پہلا طریقہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اس کے جواب میں صاف کہہ دیں۔ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ کہ اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے کہ قیامت کب آئے گی۔ دوسرا طریقہ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ۔ جب اس کا وقت آپہنچیگا تو وہ خود ہی اس کو ظاہر فرمائیگا۔ تیسرا طریقہ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ زمین و آسمان میں قیامت کے علم کا معاملہ بہت اہم ہے۔ زمین و آسمان کی ساری مخلوق سے قیامت کا علم پوشیدہ ہے اور ہر ایک کی تمنا ہے کہ اس کا علم اس پر منکشف ہوجائے۔ ای کل من اھلھا من الملائکۃ والثقلین اھمہ شان الساعۃ ویتمنی ان یتجلی لہ علمھا ویشق علیہ خفاءھا (مدارک ج ۲ ص ۶۷) والمراد کبرت وعظمت علی اھلھا حیث لم یعلموا وقت وقوعھا (روح ج ۹ ص ۱۳۳) چوتھا طریقہ یَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا مشرکین قیامت کے بارے میں آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں کہ گویا آپ اس کی تلاش اور جستجو میں ہیں اور اس کا علم حاصل کرچکے ہیں ای عالم بھا کثیر السوال عنھا (قرطبی ج ۷ ص ۳۳۶) پانچواں طریقہ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ دوبارہ تاکیداً حکم دیا کہ آپ اعلان کردیں کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کے پاس ہے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم تمام مخلوق سے پوشیدہ کر رکھا ہے کیونکہ حکمت تشریعیہ کا اقتضا یہی ہے اسی طرح انسان کی موت کے وقت کا علم مخفی ہے کیونکہ یہ چیز احکام خداوندی کی بجا آوری اور گناہوں سے اجتناب میں زیادہ معاون و مؤثر ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس علم کو کسی نبی مرسل اور ملک مقرب پر بھی ظاہر نہیں فرمایا۔ وانما اخفی سبحانہ امر الساعۃ لاقتضاء الحکمۃ التشریعیۃ ذلک فانہ ادعی الی الطاعۃ وازجر عن المعصیۃ کما ان اخفاء الاجل الخاص للانسان

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے اپنے وصف بتائے ہیں کہ مناجات میں وہ کہہ کر پکارو کہ تم پر متوجہ ہو اور کج راہ نہ چلو کج راہ یہ کہ جو وصف نہیں بتائے وہ کہے جیسے اللہ کو بڑا کہا لیکن سنا نہیں کہا یا قدیم کہا پرانا نہ کہا۔ اور ایک کج راہ یہ کہ ان کو سحر میں چلاوے وہ اپنے کئے کا بدلہ پائیں گے یعنی قرب خدا نہ ملے گا۔ وہ مطلب ملیگا بھلا یا برا۔ ف۲ یعنی شرع پر۔ ف۳ رفیق فرمایا پیغمبر کو کہ ہمیشہ ان کے پاس ہے اور وہ اس کے حال سے واقف ہیں۔

كذلك .... وظاهر الآيات انه عليه الصّلوٰة والسّلام لم يعلم وقت قيامها نعم علم عليه الصّلوٰة والسّلام قربها على الاجمال (روح ج ۹ ص۱۳۵) **ف۱۸۳** چھٹا طریقہ ۔ قیامت کا علم تو درکنار وہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع ونقصان کا مالک بھی نہیں ہوں اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ یہ استثناء منقطع ہے یعنی جو کچھ اللہ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اس میں انتہائی عجز کا اظہار ہے اور اس سے حضور علیہ السلام کا علم قیامت سے عجز کامل طور پر ثابت ہوتا ہے ولکن ما شاء الله من ذلك كائن فالاستثناء منقطع وهذا ابلغ فى اظهار العجز (ابو السعود ج ۴ ص۲۸۵) والكلام مسوق لاثبات عجزه عن العلم بالساعة على اتم وجه (روح ج ۹ ص۱۳۶) **ف۱۸۴** ساتواں طریقہ ۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی نفی پر ایک واضح دلیل ہے یعنی اگر میں غیب جانتا ہوتا تو دنیا کے تمام منافع حاصل کر لیتا اور تمام مضار سے بچ جاتا ۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی ۔ اہل بدعت کہتے ہیں کہ یہاں کُنْتُ ماضی کا صیغہ ہے اور یہ پہلے کی بات ہے ۔ بعد میں آپ کو کلی علم غیب حاصل ہو گیا تھا ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب کلمۂ لَوْ ماضی پر داخل ہو جائے تو وہ مفید استمرار ہوتا ہے جیسا کہ شرح عقائد اور حاشیہ خیالی میں مذکور ہے خیر سے دنیوی منافع اور سوء سے دنیوی تکلیفیں مراد ہیں ۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئی دنیوی منافع فوت ہو گئے اور کئی دنیوی تکلیفیں آپ کو پہنچیں ۔ باقی رہی آخرت کی خیر تو وہ آپ کو تمام وکمال حاصل تھی اور آخرت کے مضار سے بھی محفوظ تھے ۔ لہٰذا اب مبتدعین کا یہ اعتراض باطل ہو گیا کہ تمہارے مطلب سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھلائی سے محروم ہونا لازم آتا ہے ۔ **ف۱۸۵** یہ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے یعنی اولاد کے لئے غیر اللہ کی نذریں نیازیں دیتے ہیں مفسرین کے نزدیک نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں ۔ ان آیتوں میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے بعض لوگ اس کو حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ایک روایت سے تمسک کرتے ہیں محققین نے اس روایت کو غیر معتبر اور اسرائیلیات سے قرار دیا ہے ۔ صحیح بات یہ ہے کہ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا سے روئے سخن بنی آدم کی طرف ہو گیا ہے اور تثنیہ کے صیغوں سے اولاد آدم میں سے مشرک خاوند بیوی مراد ہیں کہ وہ پہلے تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں کہ ان کے گھر میں صحیح اور تندرست بیٹا پیدا ہو اور وہ اس کا شکر ادا کریں گے لیکن جب اللہ ان کو فرزند نرینہ عطا کر دیتا ہے تو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں کہ یہ بیٹا تو ان کو فلاں بزرگ کی برکت سے ملا ہے ۔ پھر اسی بزرگ کی نذر ونیاز دیتے ہیں اور بعض اس کا نام بھی مشرکانہ ہی تجویز کرتے ہیں مثلاً عبد ود، عبد یغوث، عبد العزیٰ پیرانِ دتہ نبی بخش، علی بخش، حسین بخش وغیرہ ۔ وقال قوم ان هذا راجع الى جنس الآدميين والتبيين عن حال المشركين

اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؔ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۖۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ

اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے وہی کھول دکھائے گا اس کو اس کے وقت پر وہ بھاری بات ہے آسمانوں اور زمین میں جب تم پر آئے گی تو بےخبر آئے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں کہ گویا تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے تو کہہ دے اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے تو کہہ دے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا اور نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں **ف۱۸۳** جان لیا کرتا غیب کی بات تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی میں تو بس ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایماندار لوگوں کو وہی ہے جس نے تم کو پیدا **ف۱۸۵** کیا ایک جان سے اور اسی سے بنایا اس کا جوڑا تاکہ اس کے پاس آرام پکڑے پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانکا حمل رہا ہلکا سا حمل تو چلتی پھرتی رہی اس کے ساتھ پھر جب بوجھل ہو گئی

ع ۲۳ ۱۳

منزل ۲

من ذرية آدم عليه السلام وهو الذى يعول عليه ـ فقوله جعلا له يعنى الذكر والانثىٰ الكافرين (قرطبى ج ۷ ص۳۳۹) لیکن حضرت شیخ رحمہ اللہ کہ یہاں نفس واحدة سے مرد مراد ہے اور منہا سے مِنْ جِنْسِهَا مراد ہے ۔ یعنی تم سب کو اپنے اپنے باپ سے پیدا کیا اور اس کا جوڑا بھی اسی کی جنس سے پیدا کیا ۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں اى من جنسها كما فى قوله سبحانه جعل لكم من انفسكم ازواجا فمن ابتدائية (روح) اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے مثلاً وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (نحل ع ۱۰) اور وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (روم ع ۳) اس طرح آیت میں آدم وحوا علیہما السلام کا ذکر نہیں ہے بلکہ شروع ہی سے مطلق خاوند بیوی کا ذکر ہے **ف۱۸۶** مشرکین کی انتہائی کم عقلی اور ہٹ دھرمی کا ذکر فرمایا کہ وہ کیسی عاجز مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک بناتے ہیں وہ اس قدر عاجز ولاچار ہیں کہ اپنی مدد نہیں کر سکتے تو ان کی کیا مدد کریں گے ۔ دران

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مشکل شارہ است دانستن قیامت ۱۲ ف۲ یعنی عالمی باں ۱۲

تدعوھم الی الھدیٰ الخ خطاب مشرکین سے ہے اور اس میں ان کے معبودوں کی انتہائی بےبسی کا بیان ہے یعنی تمہاری مدد کرنا تو درکنار وہ تو تمہاری بات کا جواب بھی نہیں دے سکتے۔ ان میں اتنی قدرت ہی نہیں والمعنی ان ھذا المعبود الذی یعبدہ المشرکون معلوم من حالہ انہ کما لا ینفع ولا یضر فکذا لا یعلم فیہ اذا دعی الی الخیر الاتباع (کبیر ج ۴ ص ۴۹۳) یا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام سے ہے اور الھدیٰ سے دین اسلام مراد ہے۔ یعنی اگر آپ ان مشرکین کو توحید اور دین اسلام کی دعوت دیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا اور وہ آپ کی بات نہیں مانیں گے۔ علامہ آلوسی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ۱۸۵ یہ تیسرے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز پکارے جانے کے لائق نہیں معبودانِ باطلہ کے عجز اور ان کی عبادت کرنے والوں کی سفاہت کا مزید بیان ہے یعنی جن کو تم اللہ کے سوا حاجات میں غائبانہ پکارتے ہو وہ بھی تمہاری مانند اللہ کے عاجز بندے ہیں اور کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں ان کو پکار کر دیکھ لو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں تو پھر انہیں تمہاری پکار قبول کرکے تمہاری حاجت برآری کرنی چاہیے حالانکہ وہ نہیں کرسکتے۔ ای فادعوھم فی دفع ضر وجلب نفع (اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) فی زعمکم انھم قادرون علی ما انتم عاجزون عنہ (روح ج ۹ ص ۱۴۲) ۱۸۶ اس سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں اور یہاں ہر لحاظ سے ان کا عجز بیان کرنا مقصود ہے کہ وہ حاجات ومشکلات میں مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ بعد ما بین ان شرکاءھم لا یقدرون علی شیء ما اصلا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بان یناصبھم للمحاجۃ (ابو السعود ج ۴ ص ۹۵) یا اس سے کفار مراد ہیں۔ جیسا کہ اسی سورت کے ع ۲۲ میں گذر چکا ہے لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا الخ ۱۸۷ جن کو تم اللہ کے سوا حاجات ومشکلات میں مدد کے لیے پکارتے ہو وہ تو اپنی مدد نہیں کرسکتے تمہاری کیا خاک مدد کریں گے۔ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ الخ اس میں بھی دو قول ہیں۔ اول خطاب مشرکین سے ہے، اور ضمیر منصوب سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں یعنی اگر تم ان کو اپنے مقاصد میں راہنمائی کے لیے پکارو تو وہ تمہاری پکار سن ہی نہیں سکتے تو مدد کیا کریں گے۔ ای الی ان یھدوکم الی ما تحصلون بہ مقاصدکم (لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ) فضلا عن المساعدۃ والامداد (روح ج ۹ ص ۱۴۶) دوم خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ضمیر منصوب سے مشرکین مراد ہیں۔

دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ

تو دونوں نے پکارا اللہ اپنے رب کو کہ اگر تو ہم کو بخشے چنگا بھلا تو ہم تیرا

مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۱۸۹ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ

شکر کریں ف۱ پھر جب ان کو دیا چنگا بھلا تو بنانے لگے اس کے لیے

شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۱۹۰

شریک اس کی بخشی ہوئی چیز میں سو اللہ برتر ہے ان کے شریک بنانے سے ف۲

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۱۹۱

کیا شریک بناتے ہیں ایسوں کو جو پیدا نہ کریں ایک چیز بھی اور وہ پیدا ہوئے ہیں

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ

اور نہیں کرسکتے ہیں ان کی مدد اور نہ اپنی

يَنْصُرُوْنَ ۱۹۲ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى

مدد کریں اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف

لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ

تو نہ چلیں تمہاری پکار پر ف۳ برابر ہے تم پر کہ ان کو پکارو یا

اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۱۹۳ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

چپکے رہو جن کو تم پکارتے ہو

دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا

اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے بھلا پکارو تو ان کو پس چاہیے کہ وہ قبول

لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۹۴ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ

کریں تمہارے پکارنے کو اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلتے

بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ

ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے پکڑتے ہیں یا ان کی آنکھیں ہیں

۱۸۶ خطاب مشرکین سے ضمیر منصوب سے معبودانِ باطلہ مراد ہیں یا خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ہے اور ضمیر منصوب سے مشرکین مراد ہیں۔ ۱۸۷ ضمیر کے دو مرجع ہو سکتے ہیں ۱۸۶ سے متعلق ہے معبودانِ باطلہ ہیں یا مشرکین ہیں

موضح قرآن ف۱ بعضے کہتے ہیں حضرت آدم وحوا پر یہ گذرا اول جو حمل ہوا ابلیس وہاں ایک نیک مرد کی صورت بنکر آیا اور ڈرایا کہ تیرے پیٹ میں شاید کچھ بلا ہے جب دونوں دعا کرنے لگے تب کہا کہ تیری دعا سے یہ بلا بدل کر بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام رکھیو عبدالحارث حارث شیطان کا نام تھا۔ وہی کیا اس قصہ میں پیغمبروں سے شرک ثابت ہوتا ہے یا یہ قصہ غلط ہے اس آیت میں مرد وعورت کو فرمایا ہے آدم وحوا کو نہیں گو اول ذکر ان کا ہو چکا یا یوں کہیے کہ جو کچھ انسانوں میں ہونا مقدر تھا وہ حضرت آدم میں اول ظہور پکڑ گیا اس میں وہ نمونہ تقدیر تھے اولاد کے گناہ ان میں نظر آئے جیسے آئینے میں صورت چنانچہ نفس کی خواہش اور اللہ کی بے حکمی اور کہہ کر بھول جانا اور دیگر منکر ہونا یہ سب خوبیں ان میں نظر آچکیں

فتح الرحمن ف۱ مترجم گوید منطبق بر حال حوا چنانکہ در حدیث صحیح آمدہ کہ چوں حوا حاملہ شد شیطان بدلش وسواس انداخت وچوں فرزند تولد شد نام او عبد الحارث مقرر کرد وچوں وجود جمیع قیود از امثال این مواضع ضرور نیست آدم از لوث شرک مبرا شد واین آیہ عصمت او را مصادمت نکند کذا افہمت فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا کلام علیحدہ است یعنی خدا تعالیٰ آدم وحوا پیدا کرد از ایشاں نسل بسیار پیدا آورد وبعد از ان تفصیل انتشار نسل میفرماید واللہ اعلم ۱۲ ف۲ این تصویر است حال آدمی را کہ نزدیک ثقل حمل نیت اخلاص درست کنند وچوں فرزند موجود آید آنرا فراموش سازند ودر تسمیہ شراک کنند وازینجا دانستہ کہ شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلاں وعبد فلاں نام می نہند ۱۲ ف۳ یعنی اگر بگوئید بخور بیا یا آشامید ہیچ کار نکنند ۱۲

اور مطلب یہ ہے کہ مشرکین کی جہالت وحماقت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ آپ توحید پر خواہ کیسے لائل پیش کریں مگر وہ ایک نہیں سنیں گے وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے تو آپ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے ہیں مگر ان کے دل کی آنکھیں بے نور ہیں ۔ انھم قد بلغوا فی الجھل والحماقۃ الی انک لو دعوتھم واظھرت اعظم انواع الحجۃ والبرھان لم یسمعوا العقول لھم ذلک البتۃ

يُبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا
جن سے دیکھتے ہیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنتے ہیں تو کہدے کہ پکارو
شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿١٩٥﴾ اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ
اپنے شریکوں کو پھر برائی کرو میرے حق میں اور مجھ کو ڈھیل نہ دو میرا حمایتی تو اللہ ہے
الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾ وَ
جس نے اتاری کتاب اور وہ حمایت کرتا ہے نیک بندوں کی اور
الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ
جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا ۱۹۵ف وہ نہیں کر سکتے تمہاری مدد
وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٧﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى
اور نہ اپنی جان بچا سکیں اور اگر تم ان کو پکارو رستہ کی طرف
لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا
تو کچھ نہ سنیں اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں
يُبْصِرُوْنَ ﴿١٩٨﴾ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ
دیکھتے عادت کر معاف کرنا ۱۹۶ف اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر
عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ
جاہلوں سے اور کبھی ابھار دے تجھ کو شیطان کی
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٠٠﴾
چھیڑ تو پناہ مانگ اللہ سے وہی ہے سننے والا جاننے والا ۱ف
اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ
جن کے دل میں ۱۹۱ف ڈر ہے جہاں پڑ گیا ان پر شیطان کا گذر
تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿٢٠١﴾ وَاِخْوَانُهُمْ
چونک گئے پھر اسی وقت ان کو سوجھ آجاتی ہے اور جو شیطانوں کے ۱۹۲ف بھائی ہیں

منزل۱

ف مخاطبین مشرکین ہیں اور ھم سے مراد معبودان باطلہ یا مخاطب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ھم سے مراد مشرکین ہیں ۱۲
۱؎ یہ بیان ہے ۱۲
۲؎ ہدایات تعلیمیہ ہیں ۱۲
۳؎ بشارت ہے ۱۲
ف زجر ہے ۱۲

اکبر ج ۵ ص ۹۵ ۔ ۱۹۰ف یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تسلی ہے وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ الخ نَزْغٌ سے شیطان کا وسوسہ ڈالنا مراد ہے۔ یعنی میں نے جو احکام صادر کئے ہیں ۔ اگر شیطان انکی مخالفت کا وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرے تو آپ اللہ سے پناہ مانگیں ۔ اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد آپ کی وساطت سے ہر مخاطب ہے ۔ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ یہ ماقبل کی علت ہے ای یخسنک بان یحملک بوسوسۃ علی ما لا یلیق فاطلب العیاذۃ باللہ منہ (بحر ج ۴ ص ۴۴۸) حٰم السجدۃ (ع ۵) میں ہے اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یہاں ضمیر فصل اور خبر پر لام تعریف مفید حصر ہے یعنی چونکہ اللہ ہی سننے والا اور جاننے والا ہے اس لئے اسی سے پناہ مانگو۔ ۱۹۱ف طائف سے وسوسہ مراد ہے ۔ اللہ سے پناہ مانگنا متقی اور نیک لوگوں کا دستور ہے ۔ جب ان کے دل میں کوئی شیطانی وسوسہ آتا ہے تو فوراً ہوشیار ہو جاتے ہیں اور غلط اور صحیح کو فوراً پہچان لیتے ہیں ۔ ۱۹۲ف یہ زجر ہے ۔ اِخْوَانُهُمْ کی ضمیر مجرور شیاطین کی طرف راجع ہے ۔ يَمُدُّوْنَهُمْ میں ضمیر مرفوع سے شیاطین اور منصوب سے اِخْوَانُ الشَّيَاطِيْن مراد ہیں ۔ پرہیزگار لوگوں کے ذکر کے بعد پرداں شیاطین کا ذکر فرمایا کہ شیاطین ان کو گمراہ کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اس میں کبھی کوتاہی نہیں کرتے ۔ ۱۹۳ف یہ شکوی ہے ۔ اگر وحی میں ذرا تراخی ہو جائے تو مشرکین کہتے ہیں آپ اپنے پاس سے آیت بنا کر کیوں نہیں سنا دیتے قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ الخ یہ جواب شکوی ہے یعنی آپ فرما دیں میں تو اللہ تعالیٰ کی وحی کا تابع ہوں جیسے جیسا اللہ کی طرف سے جو کچھ وحی آتی ہے وہی سناتا ہوں اپنے پاس سے بنانے کا مجھے اختیار نہیں ۔ واذا لم تاتھم بایۃ من القرآن عند تراخی الوحی لما روی ان مجاھد وقتادۃ رح کچھ پہلے مذکور ہوا ۔ ۱۹۴ف یہاں قرآن مجید پڑھنے، اسے غور سے سننے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اسی کو فوز و فلاح کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ قرآن میں اللہ نے توحید اور شرک کے تمام اقسام مثلاً شرک فعلی اور شرک اعتقادی کو کھول کر بیان کر دیا اور شریعت کے تمام اصول واضح فرما دیئے ۔ حنفیہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ امام کے پیچھے سری اور

موضح قرآن ف یعنی نیک کام کو کہیئے اور جاہلوں سے بچے رہئے لڑنے نہ لگیئے نہیں تو آپ بھی جاہل بنا اور سارا کام میں کار شیطان آیا ۔ اور اگر ایک وقت شیطان جھڑپ کر وادے تو جب یاد آوے شتاب پناہ پکڑے اللہ کی اور سنبھل جاوے اپنے جہل میں چلے نہ جاوے ۔ ۱۲ ۔۔۔۔۔ فتح الرحمن ف یعنی قربانِ ایشاں از شیاطین ۔ ۱۲

جہری نمازوں میں مقتدی کو قراءت کرنی جائز نہیں نہ سورہ فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ کیونکہ اس آیت میں قراءت قرآن کے وقت دو حکم دیئے گئے ہیں۔ اول فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ یعنی اس کو غور سے سنو یعنی جب امام جہر سے قراءت کر رہا ہو۔ دوم وَاَنْصِتُوْا یعنی خاموش رہو۔ یہ اس وقت ہے جب امام آہستہ قراءت کر رہا ہو۔ تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ **۱۹۵** یعنی صرف اللہ ہی کو پکار اور اس کی پکار میں کسی کو شریک نہ کر جیسا کہ زمر (ع ۵) میں ہے وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ. یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا ذکر بہت کرو کیونکہ یہ تو ایک امر مستحب ہے اور امر مستحب کا ترک موجب وعید نہیں ہوتا اور یہاں فرمایا وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ یہ ایک قسم کی وعید ہے کیونکہ غافلین سے مراد مشرکین ہیں قال العطار۔ ع

"ذکر حق ہمچوں نماز فرض داں"

۱۹۶ اسم موصول سے باجماع مفسرین فرشتے مراد ہیں۔ اور اللہ کے قریب ہونے سے منزلت اور مرتبہ میں قرب مراد ہے۔ هٰذا علی جهة التشريف لهم وانهم بالمكان المكرم فهو عبارة عن قربهم في الكرامة لا في المسافة (قرطبی ج ۷ ص ۳۵۶) فالمراد من العندية القرب من الله تعالى بالزلفى والرضاء الخ (روح ج ۹ ص ۱۵۵) یعنی ملأ اعلیٰ جو ہر وقت اللہ کے قرب و رضا میں رہتے ہیں۔ وہ بھی اللہ کی عبادت اور اس کی پکار سے استکبار نہیں کرتے اور ہر وقت اللہ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں اور اللہ ہی کے سامنے سجدہ کر کے غایت خضوع و تذلل کا اظہار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اخبر الله عن حال الملائكة انهم خاضعون لعظمته لا يستكبرون عن عبادته (خازن ج ۲ ص ۲۷۳) ای ويخصونه بغاية العبودية والتذلل لا يشركون به غيره جل شانه (روح) سورہ اعراف کے اختتام پر سب سے پہلا سجدہ تلاوت ہے۔ یہ سجدہ عزائم میں سے ہے۔

يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

وہ ان کو کھینچے چلے جاتے ہیں گمراہی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْ

اور جب تو لے کر نہ جائے ان کے **۱۹۳** پاس کوئی نشانی تو کہتے ہیں کیوں

لَا اجْتَبَيْتَهَا ۚ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى

نہ چھانٹ لایا تو کچھ اپنی طرف سے تو کہہ دے میں تو چلتا ہوں اس پر جو حکم آئے

اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ

میری طرف میرے رب سے یہ سوجھ کی باتیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا

ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کو جو مومن ہیں اور جب

قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا

قرآن پڑھا جائے تو **۱۹۴** اس کی طرف کان لگائے رکھو اور چپ رہو

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ

تاکہ تم پر رحم ہو ف۱ اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو اپنے دل میں **۱۹۵**

تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ

گڑگڑاتا ہوا اور ڈرتا ہوا اور ایسی آواز سے جو پکار کر بولنے سے کم ہو

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

صبح کے وقت اور شام کے وقت اور مت رہ بے خبر

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ

بیشک جو ف۲ **۱۹۶** تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ تکبر نہیں کرتے اس

عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ع

کی بندگی سے اور یاد کرتے ہیں اس کی پاک ذات کو اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں ف۳

موضح قرآن ف۱ یعنی جب کوئی قرآن پڑھے اوروں پر ادب واجب ہے کہ باتیں نہ کریں دھیان سے سنیں شاید دل میں ہدایت پڑے اور اگر پڑھنے والا باتوں کی مجلس میں پکار کر پڑھنے لگے تو اس کی خطا ہے۔ ف۲ یعنی مقرب فرشتے بھی اس کی یاد سے غافل نہیں تو انسان کو اور بھی ضرور ہے اور اس کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرے۔ اس جا پر سجدہ آتا ہے سب قرآن میں پندرہ جا سجدہ ضرور ہے۔ سب کا ایک حکم ہے حنفی مذہب میں واجب اور شافعی میں سنت ۱۲ منہ رح

فتح الرحمن ف۱ یعنی ملأ اعلیٰ ۱۲

سورۂ اعراف کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱- كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ الخ (ع ۱) مسئلہ توحید کھول کر پہنچائیں اور اس سے دل میں تنگی نہ آنی چاہیئے۔

۲- اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (ع ۳) گمراہ کرنیوالے شیاطین ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ صرف ایک ابلیس ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کو گمراہ نہیں کر رہا۔

۳- حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ (ع ۴) روحیں قبض کرنے پر ہزاروں لاکھوں فرشتے مقرر ہیں۔ صرف ایک ملک الموت ہی ہر جگہ حاضر و ناظر ہو کر سب کی جانیں قبض نہیں کرتا۔

۴- كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ـــ تا ـــ وَلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ۴) مشرک پیروں اور مریدوں کے بارے میں۔

۵- اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ـــ تا ـــ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ (ع ۷) زمین و آسمان کو اسی نے پیدا کیا اور سارا نظام عالم اسی کے قبضے میں ہے اور اس نے کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔

۶- لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط (ع ۸)

۷- وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط (ع ۹)

۸- وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا م قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط (ع ۱۰)

۹- وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط (ع ۱۱) حضرت نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام نے اعلان کیا کہ اللہ کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں اس لئے حاجات و مشکلات میں اسی کو پکارو۔

۱۰- قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا ـــ تا ـــ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۝ (ع ۱۴) ہمارا قصور صرف یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کی توحید کے واضح دلائل کو مان لیا۔

۱۱- اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ط (ع ۱۸) جو ایسا عاجز اور بے بس ہو وہ کسی طرح کارساز اور متصرف و مختار نہیں ہو سکتا۔

۱۲- قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الخ (ع ۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان توحید۔ میں اس اللہ کا رسول ہوں جو زمین و آسمان کا بادشاہ اور سارے عالم میں واحد متصرف و مختار ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز نہیں۔

۱۳- وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ ـــ تا ـــ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ (ع ۲۱) ناجائز حیلوں اور بہانوں سے خدا کے احکام کی بے حرمتی کا نتیجہ ہلاکت ہے۔

۱۴- فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ج (ع ۲۱) اچھے لوگوں کے بعد برے لوگ اور علماء سوء ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے دنیا کی حقیر دولت کے عوض اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا شروع کر دی اور کہنے لگے ہمارے آباء و اجداد ہمیں بخشوا لیں گے۔

۱۵- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا الخ جو عالم دین مسئلہ حق سمجھنے کے بعد محض لالچ اور طمع دنیا کی وجہ سے حق چھوڑتا ہے اس کے لئے دنیا و آخرت میں ذلت ہے۔

۱۶- يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ج (ع ۲۳) قیامت قائم ہونے کا مخصوص دن صرف اللہ ہی کو معلوم ہے اس کے سوا کسی اور کو اس کا علم نہیں۔

۱۷- هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا ـــ تا ـــ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (ع ۲۴) سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا اور نر کی تسکین کے لئے اس کی مادہ کو پیدا کیا اور وہی اولاد عطا کرتا ہے لیکن مشرک لوگ اللہ کی عاجز مخلوق کو اس کا شریک بناتے اور عطیۂ اولاد کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

۱۸- اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (ع ۲۴) جن بزرگوں کو تم متصرف و کارساز سمجھ کر پکارتے ہو وہ بھی تمہاری طرح عاجز اور اللہ کے محتاج ہیں اور تم ان کو پکار کر دیکھ لو وہ تمہارا کچھ نہیں سنوار سکیں گے۔

۱۹- وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ (ع ۲۴) جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو اپنا بھی کچھ نہیں سنوار سکتے تمہاری کیا مدد کریں گے۔

۲۰- وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (ع ۲۴) جب شیطان دل میں کوئی وسوسہ ڈالدے تو فوراً اس سے اللہ کی پناہ مانگیں کیونکہ سب کچھ سننے اور جاننے والا وہی ہے اور کوئی نہیں۔

آج بعد نماز مغرب شب چہار شنبہ بوقت ساڑھے چھ بجے ۲ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۵ء سورۂ اعراف کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی سائر عبادہ لیلاً و نہاراً۔

سورۂ انفال

ربط باقی سورتوں کی طرح سورۂ انفال کو بھی ماقبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے اول ربط معنوی دوم ربط اسمی۔ ربط معنوی یہ ہے کہ سورۂ مائدہ، انعام اور اعراف میں نفی شرک فعلی اور نفی شرک فی التصرف کو پوری تفصیل سے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ بیان کر دیا گیا اور سورۂ اعراف میں بتایا گیا کہ اس مسئلہ کی وجہ سے تم پر مصائب آئیں گے تنگ نہ ہونا اور ان پر صبر کرنا اور جہاں مشرکین کا زور ہوگا وہاں وہ مومنوں کو تنگ کریں گے۔ جس طرح پیغمبروں کو تنگ کیا گیا اسلئے سورۂ انفال اور توبہ میں وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ (ع ۵) سے جہاد کا حکم نازل فرمایا کہ اللہ کا دین بلند کرنے اور مشرکوں کا زور توڑنے کے لئے ان سے جہاد کرو۔ سورۂ انفال کا ماقبل سے ربط اسمی یہ ہے کہ مسئلہ توحید کو واضح کرنے کی وجہ سے مشرکین تمہارے ساتھ جنگ کریں گے اور فتح کی صورت میں تمہیں انفال (اموال غنیمت) حاصل ہوں گے اسلئے تم انفال کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرنا اور مرضی کو تقسیم غنائم میں دخیل نہ بنانا۔

خلاصہ سورۂ انفال کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے لیکر رکوع ۵ میں نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ تک ہے اور دوسرا حصہ اس کے متصل بعد وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ سے لیکر سورت کے آخر تک ہے۔ دونوں حصوں میں دو مضمون بیان کئے گئے ہیں، مضمون اول مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو۔ مضمون ثانی قوانین جہاد۔

حصہ اول قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ میں حصہ اول کا مضمون اول جو دعویٰ اولیٰ ہے بالاجمال ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی مال غنیمت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اسکی تقسیم کا اختیار بھی اسی کو ہے وہ جس طرح چاہے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی تقسیم کا حکم دے اس کے بعد اس دعوے کی سات علل یا وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ علت اولیٰ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ الخ یہاں کاف تعلیلیہ ہے۔ یعنی جنگ بدر میں آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے ساتھ رہی اور اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو مدینہ سے نکال کر میدان بدر میں لے آیا جبکہ مسلمانوں کی ایک جماعت مشرکین سے روبرو مقابلہ کرنے پر راضی نہ تھی۔ علت ثانیہ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ تمہارا تو خیال تھا کہ تجارتی قافلہ پر حملہ کریں اور بغیر تکلیف اور نقصان کے بہت سا مال ہاتھ آجائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ تھی کہ وہ تمہاری چھوٹی سی بے سرو سامان جماعت کے ہاتھوں مشرکین کی بھاری اور ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے لیس فوج کو شکست دے کر کفر و شرک کی جڑ کاٹ ڈالے تو یہ سارا مال غنیمت تمہیں محض اللہ کی تائید اور نصرت سے حاصل ہوا ہے لہٰذا اس کی تقسیم بھی اسکی مرضی کے مطابق ہی ہوگی علت ثالثہ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ الخ میدان بدر میں تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے تھے تو اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور تمہاری تائید کے لئے فرشتوں کی کمک بھیج دی اور اس طرح تمہاری فتح کا سامان کر دیا۔ علت رابعہ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ (ع ۲) مشرکین نے میدان بدر میں پانی والی جگہ پر پہلے ہی قبضہ کر لیا۔ جہاں مسلمان تھے وہاں ریت ہی ریت تھی جس پر چلنا بھی دشوار تھا اور پھر پانی نہ ہونے کی وجہ سے وہ شدید پیاس کی تکلیف بھی اٹھا رہے تھے، مشرکین کی کثرت اور ان کے ساز و سامان سے بھی قدرے ہراساں تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نیند طاری کر دی جب کچھ دیر بعد انکی آنکھیں کھلیں تو ان کا سارا خوف و ہراس کافور ہو گیا اور ساتھ ہی اللہ نے بارش برسا دی جس سے مسلمانوں کو پانی میسر آگیا اور ریت بھی بیٹھ گئی اور جس جگہ مشرکین قابض تھے وہاں کیچڑ ہو گیا۔ علت خامسہ۔ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الخ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ مومنوں سے کہہ دیں کہ میں ان کے ساتھ ہوں اور میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جس سے وہ ہمت ہار کر شکست کھا جائیں گے۔ فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ الخ یہ مذکورہ پانچوں علتوں پر متفرع ہے۔ یعنی جب تمہیں معلوم ہو گیا کہ جنگ بدر میں اول سے آخر تک اللہ کی تائید و حمایت تمہارے شامل حال رہی اور تم نے اللہ کے حکم سے مشرکین کو شکست دی، ان کے ستر جوان تم نے قتل کئے اور ستر کو قید کر لیا تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان مشرکین کو تم نے قتل نہیں کیا بلکہ ان کو اللہ نے قتل کیا جس کی تائید و نصرت سے تم کو فتح حاصل ہوئی۔ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ یعنی آپ نے شدت جنگ کے موقع پر مٹھی بھر کنکریاں مشرکین کے لشکر پر پھینکیں تو ہم ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچائے جسکی وجہ سے وہ آنکھیں ملنے لگے اور تم نے ان پر دھاوا بول دیا اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ علت سادسہ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (ع ۴) مشرکین آپ کے بارے میں مختلف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر ڈالیں، قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں لیکن اللہ نے ان کے تمام منصوبے خاک میں ملا دئے اور آپ کو بچا لیا۔ علت سابعہ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ الخ جب مشرکین جنگ کیلئے نکلے تھے اس وقت انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا کر یا کوئی اور عذاب دے کر ہم کو تباہ کر دے اور آخری فیصلہ فرما دے چنانچہ ہم نے جنگ بدر میں حق و باطل کا فیصلہ کر دیا۔ حق غالب ہوا اور باطل مغلوب و مقہور۔

مضمون ثانی (قوانین جنگ)

پہلے حصے میں مسلمانوں کے لئے پانچ قوانین جنگ ذکر کئے گئے ہیں۔ قانون اول۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الخ (ع ۲) یعنی جب میدان جنگ میں کافروں سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ڈٹ کر اور ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کرو اور پیٹھ پھیر کر مت بھاگو۔ قانون جنگ دوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ (ع ۳) اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں کوتاہی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے تمہارے ایمانوں میں پختگی اور اعمال میں راستی پیدا ہوگی اور تمہارا عزم و استقلال ناقابل تسخیر ہو جائے گا۔ قانون جنگ سوم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ الخ (ع ۳) اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی تعمیل میں پس و پیش مت کرو اور اپنے ایسے امیر جہاد کی اطاعت کو لازم سمجھو۔ یہی فتح و کامرانی کی کنجی ہے۔ قانون جنگ چہارم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ الخ (ع ۳) اللہ اور اس کے رسول کی چوری نہ کرو مراد یہ ہے کہ اپنے مال و

اولاد کی خاطر دشمن سے خفیہ ساز باز نہ کرو یا یہ کہ مال غنیمت میں سے کچھ مت چھپاؤ۔ قانون جنگ پنجم یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا الخ (ع ۴) یعنی اگر تم خدا سے ڈرو گے اور ظاہر و باطن میں تقوٰی اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا تمہیں عزت و سربلندی عطا فرمائے گا اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل و خوار اور نگوں سار کرے گا۔ حصۂ اول میں علل اور قوانین جنگ کے بیان کے دوران میں تخویفیں، بشارتیں، زجریں اور شکوے مذکور ہیں۔

حصۂ دوم

حصۂ دوم دسویں پارے کی ابتداء وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ سے لے کر سورت کے آخر تک ہے۔ اس میں بھی وہی دونوں مضمون لف و نشر مرتب کے طور پر مذکور ہیں جو پہلے حصے میں مذکور ہوئے یعنی مال غنیمت کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے کو بیچ میں نہ لاؤ اور قوانین جنگ۔ اس میں مذکورہ علل اور قوانین کی تعداد حصہ اول کی تعداد کے برعکس ہے یعنی علل پانچ اور قوانین جنگ سات۔

مضمون اوّل۔ (تقسیم مال غنیمت مع علل خمسہ)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ الخ اس میں قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ الخ کے مضمون کا اعادہ اور اسکی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ آگے اسکی علل مذکور ہیں۔ علت اولی اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا الخ (ع ۵) یعنی تم میدان جنگ کے اس کنارے پر تھے جو مدینہ سے قریب تھا اور دشمن کا تجارتی قافلہ دوسری جانب تھا دونوں کے درمیان قریش کی فوج حائل تھی۔ اتفاقاً مڈبھیڑ ہوگئی اگر لڑائی کا وقت مقرر ہوتا تو ممکن تھا کہ وعدہ کے وقت پہنچنے میں اختلاف ہو جاتا مگر اللہ کو منظور یہ تھا کہ اس میدان میں حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے۔ علت ثانیہ اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا الخ (ع ۵) دشمن کی فوج اگرچہ تعداد میں آپ کی فوج سے کہیں زیادہ تھی مگر ہم نے خواب میں آپ کو ان کی تعداد بہت کم دکھائی تاکہ دشمن کی کثرت کا رعب آپ کے دل میں نہ رہے۔ علم الہی میں چونکہ مشرکین میں سے اکثر کا ایمان مقدر تھا اس لئے خواب میں آپ کو کفار کی تعداد کم دکھائی گئی۔ علت ثالثہ وَاِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا الخ (ع ۵) جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو ہم نے ایسا کیا کہ دشمن کی فوج مسلمانوں کو بہت کم نظر آنے لگی اور مسلمانوں کی فوج کافروں کی نظروں میں کم دکھائی دینے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا دونوں فوجوں نے اپنے دشمن کو قلیل سمجھ کر پامردی سے ایک دوسری کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کو نہایت ہی ذلت آمیز شکست دلوا کر اسلام اور کفر کے درمیان آخری فیصلہ فرما دیا۔ علت رابعہ وَاِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ الخ (ع ۶) جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس نے بھی محسوس کر لیا اور وہ عرب کے ایک نہایت دانشمند اور تجربہ کار مشرک شیخ نجدی کی شکل میں آپہنچا اور مشرکین کو تسلی دی کہ فکر مت کرو۔ پوری جرأت اور بہادری سے لڑو آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا میں بھی صرف تمہاری امداد اور اعانت کے لئے آیا ہوں۔ ایسے وقت میں جبکہ اس نے دشمن کی فوج میں جوش کی ایک نئی لہر دوڑا دی ہم نے فرشتوں کا لشکر اتار دیا جسے دیکھ کر شیطان بشکل شیخ نجدی میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور دشمن کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ علت خامسہ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (ع ۶) یہ بھی یاد کرو جب تم جہاد کے لئے نکلے تھے میدان جنگ میں تو شیطان نے شیخ نجدی کی شکل میں مشرکین کی ہمت افزائی کی اور پیچھے منافقین چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ دیکھو یہ مٹھی بھر آدمی جان بوجھ کر اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں موت کو دعوت دینے جارہے ہیں لیکن اللہ نے مسلمانوں کے دلوں کو ایمان، ثبات اور توکل علی اللہ کی دولت سے معمور کر دیا اور منافقین کی باتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔

مضمون ثانی (قوانین جنگ)

اس حصے میں سات قوانین جنگ مذکور ہیں۔ دو تمام مومنین کے لئے اور پانچ خاص حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ قانون جنگ اول برائے مومنین یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا الخ (ع ۶) یعنی جب میدان جنگ میں دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ سے مدد مانگو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور آپس میں متحد رہو تاکہ تمہاری طاقت میں کمزوری نہ آجائے۔ قانون جنگ دوم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ الخ (ع ۷) جن مشرکین نے آپ سے عہد کیا کہ وہ آپ کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کریں گے اگر وہ عہد شکنی کر ڈالیں اور آپ ان کو دشمن کی فوج میں لڑتے ہوئے دیکھ لیں تو ان کو ایسی سخت سزا دیں کہ ان کے پچھلے بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ قانون جنگ سوم برائے مؤمنین وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الخ (ع ۸) دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری تیاری کرو اور جس قسم کا حالات زمانہ کے مطابق جنگی سامان تم تیار کر سکتے ہو تیار رکھو اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے ضائع نہیں جائے گا۔ قانون چہارم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا (ع ۸) اگر مشرکین مسلمانوں کی قوت و شوکت اور ان کی مجاہدانہ سرفروشی کو دیکھ کر مرعوب ہو جائیں اور صلح کی پیشکش کر دیں تو آپ بھی صلح کا ہاتھ بڑھا دیں کیونکہ مقصود تو اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔ نہ کہ خونریزی اور قتل و غارت۔ قانون پنجم برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یَآیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ یَآیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ (ع ۹) اے پیغمبر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے آپ اس پر بھروسہ کریں اور مومنوں کو جہاد کی ترغیب دیں۔ میں تمہاری قلت کے باوجود تم کو مشرکین پر غلبہ عطا کروں گا۔ قانون ششم برائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰی الخ (ع ۹) چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے آپ نے فدیہ لے کر جنگ بدر کے قیدی رہا کر دئیے تھے اس پر فرمایا کہ پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے ہاتھ میں ایسے دشمن قیدی ہوں اور وہ ان کو قتل کرنے کے بجائے ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دے۔ قانون ہفتم برائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یَآیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْٓ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰی الخ (ع ۱۰) فدیہ وصول کرتے وقت جن قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا ہے آپ ان سے کہہ دیں کہ اگر واقعی تم نے دل سے اسلام قبول کر لیا ہے تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر مال عطا کرے گا اور تمہارے سابقہ گناہ بھی معاف کر دیگا۔ اسکے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا سے جہاد اور ہجرت کی ترغیب دی گئی اور آگے چل کر وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا الخ سے مجاہدین اور مہاجرین کو بشارت اخروی سنائی گئی۔ آخری رکوع میں مومنین کی دو

قسمیں بیان کی گئیں اولؔ مؤمنین مہاجرین دوم مؤمنین غیر مہاجرین اور مہاجرین کی بھی دو قسمیں ہوئیں اولوا الارحام اور غیر اولی الارحام۔

حصۂ اول

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ سورۂ انفال مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ ابتدائے سورت سے لے کر رکوع ۵ میں نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ تک ہے۔ اس حصے میں دو مضمون مذکور ہیں۔

سُوۡرَۃُ الۡاَنۡفَالِ مَدَنِیَّۃٌ وَّہِیَ خَمۡسٌ وَّسَبۡعُوۡنَ اٰیَۃً وَّعَشۡرُ رُکُوۡعَاتٍ

سورۂ انفال مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی پچھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ

تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا ۲ تو کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ کا ہے

وَالرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ

اور رسول کا ۳ سو ڈرو اللہ سے ۳ اور صلح کرو

بَیۡنِکُمۡ ۪ وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗۤ اِنۡ کُنۡتُمۡ

آپس میں اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر

مُّؤۡمِنِیۡنَ ① اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا

ایمان رکھتے ہو ایمان والے وہی ہیں ۴ کہ جب

ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ

نام آئے اللہ کا تو ڈر جائیں ان کے دل اور جب پڑھا جائے ان پر

اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ

اس کا کلام تو زیادہ ہو جاتا ہے ان کا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں

الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ

وہ لوگ جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے اس میں سے

یُنۡفِقُوۡنَ ؕ ③ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ

خرچ کرتے ہیں وہی ہیں سچے ایمان والے

لَہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ وَمَغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ

ان کے لیے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی

اول مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ مع علل سبعہ
دوم قوانین جنگ جن کی تعداد پانچ ہے۔

مضمون اول یا دعویٰ اولیٰ

(تقسیم انفال کا حق اللہ کو ہے مع علل)

۲ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ الخ میں پہلا دعویٰ بالاجمال مذکور ہے اور دوسرے حصے کے شروع میں فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی الخ سے اس کی تفصیل کی گئی ہے۔ انفال نفل کی جمع ہے مراد مال غنیمت ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ غنائم بدر کی تقسیم کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تو انہوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ انہیں کس طرح تقسیم کیا جائے اور تقسیم کا حق کس کو حاصل ہے۔ مہاجرین کو یا انصار کو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مال غنیمت کو تقسیم کرنے کا حق نہ مہاجرین کو اور نہ انصار کو بلکہ ان کی تقسیم کا حق اللہ تعالیٰ سے مختص ہے۔ اللہ کا پیغمبر اللہ کے حکم کے مطابق ان کو تقسیم کریگا اور کسی کی رائے کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔ المراد به اختصاص امرها وحكمها بالله تعالىٰ ورسوله صلى الله عليه وسلم فيقسمها النبي صلى الله عليه وسلم كما يأمره الله تعالىٰ من غير ان يدخل فيه رأي احد (روح ج ۹ ص ۱۶۱) اس کے بعد اس دعوے کی سات علتیں ذکر کی گئی ہیں جن کی ابتداء کَمَاۤ اَخۡرَجَکَ رَبُّکَ سے ہوئی ہے۔

۳ ذَاتَ الۡبَیۡنِ سے آپس کے احوال و معاملات مراد ہیں یعنی اللہ سے ڈرو اور آپس کے معاملات درست رکھو آپس میں اختلاف نہ کرو، متحد رہو اور مال غنیمت کی تقسیم اور دیگر تمام معاملات میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو یہی اصل ایمان کی علامتیں ہیں۔ **۴** یہاں سے لیکر مَغۡفِرَۃٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ تک ان مؤمنین کاملین کے لیے بشارت اخروی ہے۔ جن میں صفات ذیل موجود ہوں۔ جو ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہیں، اللہ کی آیتیں سن کر ان کے ایمان میں پختگی پیدا ہو، وہ ہر کام میں اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوں نماز قائم کرتے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہوں۔

موضح قرآن ف جنگ میں بعضے آگے بڑھے اور بعضے پشت پر رہے جب غنیمت جمع ہوئی بڑھنے والوں نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی اور پشتی والوں نے کہا تم ہماری قوت سے لڑے حق تعالیٰ نے دونوں کو خاموش کیا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے زور کسی کا پیش نہیں جاتا سو مالک مال کا اللہ ہے اور نائب اس کا رسول ہے۔ پھر آگے بہت دور تک یہی بیان فرمایا کہ فتح اللہ کی مدد سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو۔

فتح الرحمٰن ف ۱ مترجم گوید سورۂ انفال در قصہ بدر فرود آمدہ است در آیات این سورہ اشارت بوقائع این غزوہ واقع شدہ از انجملہ آنست کہ مسلمانان در غنیمت مباحثہ می کردند آنانکہ غارت کردہ بودند خواستند کہ تنہا برآن متصرف شوند و دیگران خواستند کہ علی السویہ قسمت شود خدای تعالیٰ نازل ساخت کہ متصرف و مختار در غنائم خدا و رسول اوست و دیگران را درین باب دخل نیست و آنچہ اہل جاہلیت میکردند از استیثار غارت کنندہ بغنیمت باطل است بعد ازاں حکم فرمود کہ غنیمت را پنج قسم باید کرد چہار قسم درمیان غانمان قسمت کنند و یکی در بیت المال نگہداشتہ بصرف آں رسانند و این تصرف حق است و عطای اوست بغیر دخل غارت کنندگان پس آیہ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ محکم است غیر منسوخ ۱۲ **ف ۲** یعنی متصرف در غنائم ایشانند کسی دیگر را

ف۵ یہ دعویٰ اولیٰ یعنی الانفال للہ والرسول الخ کی پہلی علت ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ کما میں کاف تعلیلیہ ہے جیساکہ علامہ ابوحیان اندلسی نے لکھا ہے۔ ویظہران الکاف فی ھذا التخریج المتامی لیست لمحض التشبیہ بل فیہا معنی التعلیل الخ (بحرج۴ ص۴۶۲) اور الحق سے حکمت اور صواب مراد ہے اخرجًا متلبسًا بالحکمۃ والصواب (مدارک ج۲ ص۷۶، جامع البیان ص۱۵۲) سنہ۲ھ کا واقعہ ہے کہ ابوسفیان کی سرکردگی میں مشرکین کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آرہا تھا جو قریش کے ساٹھ آدمیوں اور دیگر ملازمین پر مشتمل ہے حضور علیہ السلام کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپ نے صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا کہ آیا قافلہ کا تعاقب کیا جائے یا نہ کچھ صحابہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ چونکہ یہ ایک معمولی سی بات ہے کوئی باقاعدہ جنگ کی صورت تو ہے نہیں اس پر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت سعد بن عبادہ نے پرجوش تقریریں کیں اور مسلمانوں کو تعاقب کرنے پر ابھارا چنانچہ حضور علیہ السلام تین سو تیرہ آدمیوں اور معمولی ساز وسامان کے ساتھ مدینے سے روانہ ہوئے چونکہ جنگ ہو جانے کی کوئی توقع نہ تھی اس لئے فوری طور پر جتنے آدمی جمع ہو گئے اور جس قدر سرسری سامان فی الوقت ہاتھ لگا وہی لے کر چل دئیے۔ ادھر ابوسفیان کو بھی اپنے مخبر کے ذریعے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پروگرام کا علم ہوگیا اس نے ابوجہل کی اطلاع کے لئے فوراً ایک آدمی مکہ روانہ کر دیا۔ ابوجہل اطلاع پاتے ہی ایک ہزار جنگجو نوجوانوں کی معیت میں جو ہر قسم کے جنگی ہتھیاروں سے مسلح تھے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے دوبارہ صحابہ سے مشورہ کیا کہ اب ہمارے سامنے دو جماعتیں ہیں ایک تجارتی قافلہ اور ایک مشرکین کا لشکر جرار ان دونوں میں سے کس سے نبرد آزمائی کرنا چاہئے۔ بعض مسلمانوں نے کہا کہ ہم چونکہ جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں آئے اور مشرکین کی فوج تعداد میں ہم سے زیادہ اور سامان جنگ میں ہم سے مضبوط ہے۔ اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہو گا اس لئے قافلہ ہی سے مقابلہ کرنا چاہئے حضور علیہ السلام کو یہ بات پسند نہ تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان دونوں جماعتوں میں سے ایک کو ہمارے ہاتھوں مغلوب کرے گا۔ اس لئے ہمیں لشکر ہی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ تاکہ فیصلہ کن جنگ کے ذریعے مشرکین کی طاقت کا خاتمہ ہو جائے حضرت ابوبکر، حضرت سعد اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رائے کے حق میں زوردار تقریریں کیں آخر میدان بدر میں مشرکین کا لشکر جرار اور مسلمانوں کی مٹھی بھر فوج آپس میں بھڑ گئیں اور حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن مقابلہ ہوا مشرکین کے ستر سردار جن میں ابوجہل بھی تھا مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اس طرح جزیرہ عرب میں کفر کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس فتح میں بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا

كَرِيْمٌ ﴿٤﴾ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ
عزت کی جیسے نکالا تجھ کو ف۵ تیرے رب نے تیرے گھر سے
بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿٥﴾
حق کام کے واسطے اور ایک جماعت ف۶ اہل ایمان کی راضی نہ تھی ف۱
يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا
وہ تجھ سے جھگڑتے تھے حق بات میں اس کے ظاہر ہو چکنے کے بعد گویا وہ
يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿٦﴾ وَاِذْ
ہانکے جاتے ہیں موت کی طرف آنکھوں دیکھتے اور جس وقت
يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ
تم سے وعدہ کرتا تھا اللہ ف۷ دو جماعتوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے ہاتھ لگے گی
وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ
اور تم چاہتے تھے کہ جس میں کانٹا نہ لگے وہ تم کو ملے
وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ
اور اللہ چاہتا تھا کہ سچا کر دے سچ کو اپنے کلاموں سے اور کاٹ ڈالے
دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ
جڑ کافروں کی ف۲ تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کر دے جھوٹ کو
وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨﴾ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ
اور اگرچہ ناراض ہوں گنہگار ف۲ جب تم لگے فریاد کرنے ف۸ اپنے رب سے
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
تو وہ پہنچا تمہاری فریاد کو ف۹ کہ میں مدد کو بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے
مُرْدِفِيْنَ ﴿٩﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ
لگاتار آنے والے ف۳ اور یہ تو دی اللہ نے فقط خوشخبری اور

موضح قرآن ف۱ یعنی غنیمت کا جھگڑا ابھی ویسا ہی ہے جیسا نکلتے وقت عقل کی تدبیریں کرنے لگے اور آخر صلاح وہی ٹھہری جو رسول نے فرمایا تو ہر کام میں یہی اختیار کرو کہ حکم برداری میں اپنی عقل کو دخل نہ دو۔ ف۲ حضرت نے فرمایا تھا کہ قافلہ یا مدد ہمارے ہاتھ لگے گی۔ لوگ چاہنے لگے کہ قافلہ ہاتھ لگے۔ اور بہتر یہی ہوا کہ کفر کا زور ٹوٹے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کار در قسمت غنائم بر وفق حکم خدا است نہ موافق آرزوی نفوس چنانکہ بیرون آوردن تو بتدبیر درست بود از نزدیک خدا بر خلاف ارادۂ قوم واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید درین آیات تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در غزوۂ بدر برائے غارت کاروان قریش متوجہ شد و این کاروان رسید راہ ساحل اختیار نمودند و خلاص شدند ابوجہل بمدد ایشان با لشکر گران از مکہ بیامدہ بود مقابل آنحضرت شد بعض اصحاب میل بغارت کردن کاروان کردند و جمعی قصد کارزار لشکر نمودند و مرضی آنحضرت جنگ لشکر بود ۱۲ این حاشیہ در بعض نسخ مطبوعہ یافتہ نشد (سجاد بخاری) ف۳ یعنی یکہزار بودند بعد ازاں سہ ہزار گشتند و بعد ازاں پنجہزار شدند ۱۲۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں اختلاف مت کرو اور اپنی رائے کو اس میں دخیل مت بناؤ۔ اسکی تقسیم اللہ کے حکم سے اللہ کا پیغمبر فرمائے گا کیونکہ یہ فتح اور یہ اموال غنیمت تمہارے تو خواب و خیال میں بھی نہ تھے اور تم تو اس لشکر کے سامنے آنے ہی سے جی چرانے تھے یہ سب اللہ کی مہربانی اور اسکی توفیق سے ہوا کہ اس نے قافلے کے تعاقب کے بہانے تم کو مدینہ سے نکالا اور ایک بڑے لشکر سے بھڑا دیا اور اس میں بھی اسکی حکمت مضمر تھی کہ اس نے بے سروسامان مٹھی بھر مسلمانوں کو اچانک ہی ایک مضبوط فوج سے بھڑا کر حق و باطل کا فیصلہ کر دیا۔ اور ڈھیروں مال غنیمت ان کے قبضے میں دیدیا۔ ۶ یعنی مدینہ سے قافلے کے تعاقب میں نکلتے وقت بعض مسلمانوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ

لِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ
تاکہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے
ع ١ ١٥ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ
بیشک اللہ زور آور اور حکمت والا ہے جس وقت کہ ڈال دی ١١ نے تم پر اونگھ
اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً
اپنی طرف سے تسکین کے واسطے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی
لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ
کہ اس سے تم کو پاک کردے اور دور کردے تم سے شیطان کی نجاست
وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿١١﴾ ؕ
اور مضبوط کردے تمہارے دلوں کو اور جمادے اس سے تمہارے قدم ف۱ ف۲
اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ
جب حکم بھیجا تیرے ۱۲ رب نے فرشتوں کو کہ میں ساتھ ہوں تمہارے
فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ
سو تم دل ثابت رکھو مسلمانوں کے میں ڈال دوں گا دل میں
كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا
کافروں کے دہشت سو مارو گردنوں پر اور کاٹو
مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ
ان کی پور پور ۱۳ ف۳ یہ اس واسطے ہے کہ وہ ۱۴ مخالف ہوئے اللہ کے اور
رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ
اس کے رسول کے اور جو کوئی مخالف ہوا اللہ کا اور اس کے رسول کا تو بیشک اللہ کا
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ
عذاب سخت ہے یہ تو تم چکھ لو اور جان رکھو کہ کافروں کیلئے ہے

الحَقِّ یعنی بالکل ظاہر اور واضح بات كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ یہ کراہیت کی تمثیل ہے یعنی مدینے سے نکلنے کو اس طرح ناپسند کر رہے تھے گویا کہ انہیں موت نظر آ رہی تھی۔ بتقاضائے بشریت بعض مسلمانوں سے اس کا ظہور ہوا لیکن اسکے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو مومن ہی فرمایا ہے اور ان کی ناگواری بھی ابتداء ہی میں تھی جو بعد میں خوشی اور رضامندی میں تبدیل ہو گئی۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں کراہیت بوقت خروج مراد نہیں بلکہ قافلہ چھوڑ کر لشکر سے مقابلہ کرنے پر کراہیت مراد ہے۔ ضمیر الرفع فی یجادلونک عائد علی فریق المؤمنین الکارھین وجدالھم قولھم ماکان خروجنا الا للعیر ولو عرفنا لاستعددنا للقتال (بحر ج ۴ ص ۴۶۳) لیکن سیاق سے پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے۔ ۷ یہ دوسری علت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ دونوں لشکر اور تجارتی قافلہ میں سے ایک پر تم کو ضرور فتح دونگا۔ تم نے بے سروسامان قافلہ پر حملہ کرنا پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ تمہیں اس قلت عدد اور بے سروسامانی کے ساتھ مشرکین کے مضبوط لشکر سے لڑا کر دین حق کو بلند اور باطل کو سرنگوں کرے اور مشرکین کی جڑ ہی کاٹ ڈالے۔ ۸ یہ تیسری علت ہے جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اب مشرک فوج سے مقابلہ ناگزیر ہو گیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر امداد و نصرت کے لئے دعائیں کرنے لگے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی تضرع اور زاری سے دعا کی۔ آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر عرض کی، بارے خدایا اپنا وعدۂ فتح و نصرت پورا فرما۔ الٰہا اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری خالص عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا آپ نے اس قدر طویل دعا مانگی کہ آپ کی چادر کندھوں سے گر پڑی حضرت ابوبکر چادر آپ کے کندھوں پر ڈالتے اور کہتے یا رسول اللہ دعا کافی ہو گئی۔ اللہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ (قرطبی وغیرہ) ۹ یعنی اللہ نے تمہاری دعا قبول کر لی اور اسباب کے طور پر تمہاری مدد کے لئے فرشتوں کی فوج نازل کر دی۔ اِنِّیْ سے پہلے حرف جار مقدر ہے ای بانی (روح) یا اس سے پہلے اخبرکم فعل محذوف ہے۔ یہاں ایک ہزار فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔ چونکہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار تھی اس لئے ایک ہزار فرشتوں کا آنا بھی حتمی طور پر بیان کیا گیا۔ اس کی مزید تحقیق سورۂ آل عمران کی تفسیر میں ص ۱۸۲ پر حاشیہ (۱۹۱ و ۱۹۲) میں ملاحظہ فرمائیں

موضح قرآن ف۱ جب دو لشکر مقابل ہوئے رات کو مسلمانوں کو حاجت غسل ہو گئی اور پانی پینے کا بھی نہ تھا اور زمین ریت تھی جہاں پاؤں نہ ٹھہریں صبح کو لڑائی درپیش تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ آثار شکست کے ہیں۔ اسوقت باران کامل برسا کہ پانی غسل اور پیاس کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور ایک اونگھ آ پڑی اس سے چونکے تو دل کا خوف جاتا رہا ف۲ کافروں کے دل قابل نہیں فرشتوں کے الہام کے سو رعب ڈالنا اپنی طرف لیا اور مسلمانوں کے دل ثابت کرنے کو حکم فرمایا اور اس جنگ میں فرشتے ہاتھوں سے بھی لڑے ہیں ۱۲ منہ رحمہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ درین آیت تعریض است بآن قصہ کہ روز بدر مسلمانان تشنہ بودند و محدث و آب نداشتند و ازین جہت وسوسہ شیطان بخاطر ایشان راہ میساخت خدائیتعالیٰ باران فرستاد و بیگی را برحشم

مُّرۡدِفِیۡنَ یعنی فرشتے جن کے پیچھے ایک دوسری جماعت آرہی ہو۔ فرشتگان کہ از پس خود جماعت دیگر آورند (فتح الرحمٰن) ۱۰ فرشتوں کا اتارنا محض فتح وظفر کی خوشخبری اور ظاہری سبب سازی کے طور پر تھا تاکہ مسلمانوں کے دل مطمئن رہیں اور دشمن کی کثرت اور اس کے سامان جنگ کی وجہ سے ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے پائے۔ باقی رہی فتح ونصرت تو وہ اللہ کے ہاتھ میں اور اسی کی طرف سے ہے۔ فرشتوں اور دیگر اسباب پر منحصر نہیں کامیاب وہی ہوتا ہے جس کی اللہ مدد کرے خواہ وہ ظاہری اسباب میں پست ہی کیوں نہ ہو۔ المعنی لا تحسبوا النصر من الملائکۃ علیهم السلام فان الناصر هو الله تعالیٰ لکم والملائکۃ وعلیه فلا دخل للملائکۃ فی النصر اصلاً (روح ج ۹ ص۱۷۲)

عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِيۡتُمُ

عذاب دوزخ کا اے ایمان والو ۱۵ جب بھڑو تم

الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا زَحۡفًا فَلَا تُوَلُّوۡهُمُ الۡاَدۡبَارَ ﴿۱۵﴾

کافروں سے میدان جنگ میں تو مت پھیرو ان سے پیٹھ ف

وَمَنۡ يُّوَلِّهِمۡ يَوۡمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ

اور جو کوئی ان ۱۶ سے پھیرے پیٹھ اس دن مگر یہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا

اَوۡ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدۡ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ

یا جا ملتا ہو فوج میں سو وہ پھرا اللہ کا غضب لے کر

وَمَاۡوٰىهُ جَهَنَّمُ‌ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۶﴾ فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ

اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے سو تم نے ان کو نہیں مارا ۱۷

وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمۡ‌ ۖ وَمَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَ

لیکن اللہ نے ان کو مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک ۱۸ ف۲ کی جس وقت کہ پھینکی تھی

لٰـكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى‌ ۚ وَلِيُبۡلِىَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡهُ بَلَاۤءً

لیکن اللہ نے پھینکی اور تاکہ کرے ایمان والوں پر ۱۹ اپنی طرف سے خوب

حَسَنًا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ‏ ﴿۱۷﴾ ذٰ لِكُمۡ وَاَنَّ اللّٰهَ

احسان بیشک اللہ ہے سننے والا جاننے والا ف۳ ف۴ یہ تو ہو چکا ۲۰ اور جان رکھو کہ اللہ

مُوۡهِنُ كَيۡدِ الۡكٰفِرِيۡنَ‏ ﴿۱۸﴾ اِنۡ تَسۡتَفۡتِحُوۡا فَقَدۡ

سست کردے گا تدبیر کافروں کی اگر تم چاہتے ہو فیصلہ ۲۱ تو

جَآءَكُمُ الۡفَتۡحُ‌ ۚ وَاِنۡ تَنۡتَهُوۡا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ‌ ۚ

پہنچ چکا تمہارے پاس فیصلہ اور اگر باز آؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَاِنۡ تَعُوۡدُوۡا نَـعُدۡ‌ ۚ وَلَنۡ تُغۡنِىَ عَنۡكُمۡ فِئَتُكُمۡ

اور اگر پھر یہی کرو گے تو ہم بھی پھر یہی کریں گے ف۳ اور کچھ کام نہ آئے گا تمہارے تمہارا جتھا

۱۱ یہ چوتھی علت ہے۔ امنۃً مفعول لہ ہے اور منہ کی ضمیر مجرور اللہ کی طرف راجع ہے میدان بدر میں کئی ایک ظاہری اسباب کی وجہ سے مسلمان کچھ پریشان سے تھے مشرکین تعداد میں زیادہ تھے اور ہر قسم کے ضروری سامان جنگ سے لیس تھے اور میدان میں صرف ایک ہی جگہ پانی تھا اس پر بھی دشمن ہی کا قبضہ تھا۔ جس جگہ دشمن نے پڑاؤ ڈالا تھا وہاں ریت نہیں تھی بلکہ مٹی تھی لیکن جہاں مسلمانوں کا لشکر ٹھہرا وہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا اور ہر طرف ریت ہی ریت تھی جس کی وجہ سے ان کے لئے چلنا پھرنا دشوار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مہربانی سے بارش برسادی جس کی وجہ سے مشرکین کے پڑاؤ کی جگہ میں ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا۔ اور پھسلن کی وجہ سے ان کا چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور وہ ایک نئی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے پڑاؤ میں ریت بیٹھ گئی گرد وغبار سے نجات ملی اور پینے اور وضو کے لئے پانی گڑھوں میں جمع ہو گیا اسی دوران میں اللہ نے مسلمانوں پر نیند کی سی حالت طاری فرمادی جب آنکھ کھلی تو سارا خوف و ہراس جاتا رہا اور دلوں میں اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ ۱۲ یہ پانچویں علت ہے۔ اِنِّیْ سے پہلے قولوا محذوف ہے مَعَکُمْ میں کُمْ ضمیر سے مؤمنین مراد ہیں نہ کہ فرشتے تاکہ یہ اعتراض لازم نہ آئے کہ کیا فرشتے بھی ڈرتے تھے۔ ابلیس انسانی شکل میں نمودار ہو کر مشرکین کی حوصلہ افزائی اور مسلمانوں کی حوصلہ شکنی کر رہا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسانی شکلوں میں مسلمانوں کی تائید وحمایت کے لئے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ جاؤ مسلمانوں کی تائید کرو اور ان سے کہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارا حامی وناصر ہوں میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا۔ اور وہ خوف ورعب سے ہراساں ہو کر راہ فرار اختیار کریں گے یا مَعَکُمْ کی ضمیر سے فرشتے مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی تائید میں میں تمہارا مددگار اور ناصر ہوں اور یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارا خوف دور کروں گا کیونکہ فرشتے کافروں سے ہرگز نہیں ڈرتے۔ ای معینکم علی تثبیت المؤمنین ولا یمکن حمله علی ازالة الخوف ... لان الملائکۃ لا یخافون من الکفرة اصلاً (روح ج۹ ص۱۷۴) ۱۳ محلّ بَنَانٍ ۔ بنان، بَنَانَة کی جمع ہے۔ یعنی ہاتھوں کی انگلیاں، انگلیوں کی تخصیص

۱۸ یہ پانچوں علتوں پر متفرع ہے یعنی ان علتوں سے ثابت ہو گیا کہ مشرکین کو تم نے نہیں مارا بلکہ اللہ نے قتل کیا ہے۔ ۱۹ اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں نہیں ... گیا تھا۔ تائید۔ فاوجس فی نفسه خیفة موسیٰ قلنا لا تخف انک انت الاعلیٰ ۱۲

۲۰ اس کا معطوف علیہ محذوف ہے ای ... ولیبلی ... ۱۲ ای الامر ذٰلکم فذوقوا واعلموا ان اللہ ... ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی جب میدان میں مقابلہ ہو تو بھاگنا اشد گناہ ہے اور جو دوڑ ہو یا غارت تو بھاگنا ہنر ہے ۱۲ منہ رح ف۲ جب لڑائی کی سختی ہوئی تب حضرت نے ایک مٹھی کنکریاں اس لشکر کی طرف پھینکیں اللہ کی قدرت سے ہر کسی کی آنکھ میں خاک پہنچی اسکے بعد شکست کھائی یہ فرمایا کہ مسلمان سمجھیں کہ فتح ہماری قوت سے نہیں سب اللہ کی مدد سے ہے تو کسی بات میں اپنا دخل نہ کریں ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مشت خاک را ۱۲ ف۲ تعریض است بآن قصہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روز بدر یک مشت سنگریزہ بسوئی کفار انداخت پس ہیچ کس از ایشان نبود کہ چیزی از ان بچشمش داخل نشد و استقلال تازہ بخاطر مسلمانان ظاہر شد و این تائید غیبی بود ۱۲ ف۳ یعنی بجزا دادن ۱۲

اس لئے کی گئی کہ ہتھیار انگلیوں ہی سے تھامے جاتے ہیں یا یہ تمام بدن سے کنایہ ہے۔ لاجل انہم بھا یقاتلون و یدافعون والظاھر انھا حقیقۃ فی ذٰلک وبعضھم یقول انھا مجاز فیہ من تسمیۃ الکل باسم الجزء (روح ص ۲۷۲ ج ۹) ۱۴ یہ مذکورہ امور کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مشرکین کو مارنے اور ان کو قتل کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت پر کمربستہ ہوچکے تھے ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْهُ اس سے پہلے قُوْلُوْا محذوف ہے اور اَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ سے پہلے وَاعلموا مقدر ہے۔ یعنی ہم نے کہا تھا کہ اب یہ عذاب چکھو اور یہ بھی جان لو کہ آخرت میں تم جیسے کافروں کے لئے دوزخ کا عذاب بھی تیار ہے۔

شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ ع
اگرچہ بہت ہوں اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے ف۱
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا
اے ایمان والو ۲۲ حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور
تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا
اس سے مت پھرو سن کر اور ان جیسے مت ہو
كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾
جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا اور وہ سنتے نہیں ف۲
اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ
بیشک سب جانداروں ۲۳ میں بدتر اللہ کے نزدیک وہی بہرے گونگے ہیں
الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا
جو نہیں سمجھتے ف۳ اور اگر اللہ جانتا ۲۴ ان میں کچھ بھلائی
لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
تو ان کو سنا دیتا ف۴ اور اگر ان کو اب سنا دے تو ضرور بھاگیں منہ
مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا
پھیر کر ف۵ اے ایمان والو ۲۵ حکم مانو
لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا
اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس میں تمہاری زندگی ہے اور
اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ
جان لو کہ اللہ روک ۲۶ لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو ف۶ اور یہ کہ اسی کے پاس
تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ
تم جمع ہوگے ف۷ اور بچتے رہو اس فساد ۲۷ سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے

مضمون ثانی

(قوانین جہاد)

۱۵ یہاں سے قوانین جہاد کا بیان شروع ہوا، یہ پہلا قانون جہاد ہے زَحْفًا بمعنی اسم فاعل کَفَرُوْا کی ضمیر سے حال واقع ہے۔ یعنی جب میدان جنگ میں کافروں کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوجائے اور وہ متحد ہوکر انبوہ در انبوہ مقابلہ میں آیا ہو تو پیٹھ پھیر کر مت بھاگو بلکہ جوانمردی اور ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کرو۔ ۱۶ یہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ جو شخص سخت جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگا اس نے اللہ کا غضب مول لیا اور اس کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔ پسپائی کی کئی صورتیں مستثنیٰ فرما دیں یعنی اگر میدان جنگ سے پسپائی کسی جنگی مصلحت کی بنا پر ہو تو یہ جرم نہیں مثلاً پیچھے ہٹ کر کسی دوسری جانب سے دشمن پر حملہ کرنا زیادہ مفید ہو یا پیچھے ہٹ کر مجاہدین کی ایک دوسری جماعت سے مل کر دشمن پر حملہ بولنے کا ارادہ ہو تو یہ اور اسی قسم کی دوسری صورتیں جن میں پسپائی جنگ سے جان بچا کر بھاگنے کی نیت سے نہیں بلکہ کسی جنگی تدبیر کے تحت ہو تو وہ اس وعید سے خارج ہیں۔ ۱۷ یہ ثمرہ ہے جو گذشتہ پانچ علتوں پر متفرع ہے۔ یعنی دعوے کی مذکورہ پانچ علتوں سے معلوم ہوا کہ جنگ بدر میں مشرکین کے قتل اور ان کی ذلت آمیز شکست کا سامان اللہ تعالیٰ ہی نے غیب سے فرما دیا تھا۔ اس لئے کہ تم لوگ یہ نہ سمجھ بیٹھو کہ یہ تمہارا کمال ہے اور تم نے ان کو مارا ہے نہیں! نہیں!! بلکہ اللہ نے ان کو مارا اور برباد کیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ مشرکین کا قتل اگرچہ بظاہر مسلمانوں کے ہاتھوں واقع ہوا لیکن اس کے اسباب اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمائے اس نے مسلمانوں کو

موضح قرآن ف۱ مکے کی سورتوں میں ہر جگہ کافروں کا کلام نقل فرمایا کہ ہر گھڑی کہتے ہیں متی ہذا الفتح یعنی کب ہوگا یہ فیصلہ سو اب جواب فرمایا کہ یہ فیصلہ آ پہنچا اور اگر باز آؤ یعنی کفر سے اور اگر پھر کرو گے یعنی لڑائی تو ہم پھر کریں گے یعنی مدد ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی جیسے یہود نے حکم توریت زور آوری سے قبول کیا اور دل سے نامقبول رکھا۔ ویسے منافق زبان سے حکمبردار ہیں اور دل سے نہیں ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی جانوروں سے بھی بدتر ہیں وہ آدمی کہ دین حق کو نہ سمجھیں ۱۲ منہ رح ف۴ یعنی اللہ نے ان کے دل میں ہدایت کی لیاقت نہیں رکھی جس میں لیاقت رکھی ہے انہیں کو ہدایت دیتا ہے اور غیر لیاقت والے جو سنتے ہیں تو انکار کرتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۵ یعنی حکم بجالانے میں دیر نہ کرو شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے۔ دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ اول کسی کے دل کو روکتا نہیں اور مہر نہیں کرتا جب بندہ کاہلی کرے تو اسکی جزا میں روک دیتا ہے یا ضد کرے حق پرستی نہ کرے تو مہر کر دیتا ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

فتح الرحمٰن ف۱ تعریض است بآن قصہ کہ ابوجہل روز غزوہ بدر دعا کرد کہ بار خدایا ہر کہ از میان این ہر دو گروہ قاطع رحم است و دین باطل پیش گرفتہ است او را ہلاک کن و بحقیقت متصف باین صفات ابوجہل و قوم او بودند ۱۲ ف۲ یعنی مانند اہل کتاب کہ توریت خواندند و بزبان معترف شدند و بر آن عمل نکردند ۱۲ ف۳ یعنی لیکن ندانست ۱۲ ف۴ یعنی عزیمت او فسخ میکند ۱۲

ان پر مسلط کیا اور ان کے دلوں کو مسلمانوں کی ہیبت و شجاعت سے مرعوب کر دیا۔ امام مجاہد فرماتے ہیں بدر کے دن فتح کے بعد مجاہدین میں سے کسی نے کہا فلاں کو میں نے قتل کیا اور کسی دوسرے نے کہا فلاں کافر کو میں نے مارا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہاری کیا ہستی تھی یہ فتح عظیم تو محض میری توفیق اور اعانت سے حاصل ہوئی ہے۔ یعنی ان ھذہ الکسرۃ الکبیرۃ لم تحصل منکم وانما حصلت بمعونۃ اللہ . . . . ان قتل الکفار انما تیسر بمعونۃ اللہ ونصرہ وتائیدہ (کبیر ج ۴ ص ۵۲۷) ۱۸ے میدان بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الٰہی سے مٹھی بھر کنکریاں مشرکین کے لشکر کی طرف پھینکیں اللہ تعالیٰ نے کمال قدرت سے ہر مشرک کی آنکھوں میں مٹی کے ذرات پہنچا دئے۔ اس سے مشرک فوج میں کھلبلی مچ گئی اور وہ شکست کھا کر بھاگ نکلی یہ ایک معجزہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر فرمایا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ معجزہ پیغمبر کے قبضہ اور اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے جسے وہ اپنے پیغمبروں کے ہاتھوں پر ظاہر فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (طٰهٰ ع ۳) اگر معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبضہ و اختیار میں ہوتا تو انہیں ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ۱۹ے واؤ عاطفہ ہے اور معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای لیمحق الکفرین ولیبلی المؤمنین الخ ابلاء یہاں بمعنی اعطاء ہے بَلَآءً حَسَنًا یعنی عطاء جمیل جو بلا مشقت حاصل ہو جائے۔ ای لیعطیھم سبحانہ من عندہ اعطاء جمیلا غیر مشوب بالشدائد والمکارہ (روح ج ۹ ص ۱۸۷ ابو السعود ج ۴ ص ۵۲۸) یا بلاء حسنا سے انعامات جلیلہ و احسانات عظیمہ مراد ہیں۔ مثلاً مال غنیمت فتح و نصرت اور اجر و ثواب ای ینعم علیھم نعمۃ عظیمۃ بالنصرۃ والغنیمۃ والاجر والثواب (کبیر ج ۴ ص ۵۲۸، خازن ج ۳ ص ۱۵۱)۔ ۲۰ے ذٰلِكُمْ سے پہلے قُلْنَا اور اسکے بعد فَذُوْقُوْهُ مقدر ہے اور اَنَّ سے پہلے اعلموا بقرینۃ ذٰلکم فذوقوہ وان للکفرین الخ یعنی ہم نے کہا اب یہ عذاب چکھو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے مکر و فریب کو بیکار کرنے والا ہے۔ ۲۱ے خطاب مشرکین سے ہے اور استفتاح کے معنی طلب فیصلہ کے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ (اعراف ع ۱۱) مشرکین مکہ ہجرت سے پہلے حضور علیہ السلام سے کہا کرتے تھے مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (سجدۃ ع ۳) یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان صادق و کاذب اور محق و مبطل کا فیصلہ کب ہوگا۔ فرمایا لو ہم نے فیصلہ کر دیا جسے تم نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ہم نے بے سر و سامان اور مٹھی بھر مسلمانوں کے ہاتھوں تمہارے

ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
خاص ظالموں ہی پر ف۱ اور جان لو کہ اللہ کا
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ
عذاب سخت ہے ف۲ ۲۵ے اور یاد کرو جس وقت ۲۸ تم تھوڑے تھے
مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ
مغلوب پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم کو
النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ
لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور روزی دی تم کو
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا
ستھری چیزیں تاکہ تم شکر کرو ف۲ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا
ایمان والو ۲۹ے خیانت نہ کرو اللہ سے اور رسول سے اور خیانت نہ کرو
اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ
آپس کی امانتوں میں جان کر اور جان لو کہ بیشک ۳۰ے تمہارے مال
وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾
اور اولاد خرابی میں ڈالنے والے ہیں اور یہ کہ اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۳
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ
اے ایمان والو ۳۱ے اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو کر دے گا تم میں
فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ
فیصلہ اور دور کر دے گا تم سے تمہارے گناہ اور تم کو بخش دے گا اور اللہ کا
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فضل بڑا ہے ف۴ اور جب فریب کرتے تھے ۳۲ے کافر کہ تجھ کو

ع ۳ ۔ ۱۷

۲۵ے بشارت ۔ ۲۶ے قانون رابع برائے مومنین ۔ ۲۷ے لَا تَخُوْنُوا برائے مومنین ۔ ۲۸ے یعنی تم منع تھے ۔ ۲۹ے یعنی تم تنازع کرتے ہو ۔ ۳۰ے وہ تمہارے لئے فتنہ ہیں ۔ ۳۱ے اموال حرب المطرف ۔ ۳۲ے قانون خامس برائے مومنین ۔ بعض علت سادسہ برائے الانفال

موضح قرآن ف۱ یعنی حکم میں کاہلی کرنے سے ایک تو دل ہٹتا ہے دم بدم اور وہ کام زیادہ مشکل پڑتا ہے۔ دوسرے نیکوں کی کاہلی سے گنہگار بالکل چھوڑ دیں گے تو رسم بد پھیلے گی۔ اس کا وبال سب پر پڑے گا۔ جیسے جنگ میں دیر سستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جاویں۔ پھر شکست پڑے تو دلیر بھی نہ تھام سکیں ۱۲ منہ رح ف۲ ستھری چیزیں یعنی مال غنیمت ۱۲ منہ رح ف۳ چوری اللہ رسول کی یہ بھی ہے کہ چھپ کر کافروں سے ملیں اپنے مال اور اولاد کے بچاؤ کو جیسے مہاجرین کہ ان میں اکثروں کے گھر مکے میں تھے اور یہ بھی ہے کہ مال غنیمت چھپا رکھیں سردار پاس ظاہر نہ کریں۔ ف۴ شاید فتح بدر میں مسلمانوں کے دل میں آیا ہو کہ یہ فتح اتفاقی ہے حضرت سے مخفی کافروں پر احسان کرئے کہ ہمارے گھر بار کو نہ ستاویں سو پہلی آیت میں چوری کو منع فرمایا اور دوسری آیت میں تسلی دی کہ آگے فیصلہ ہو جاوے گا۔ تمہارا گھر بار کافروں میں گرفتار نہ رہے گا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بلکہ عام بود شامت او واللہ اعلم ۱۲ ف۲ مترجم گوید آں فتنہ ظہور بدعت است یا ترک نہی منکر واللہ اعلم ۱۲ ۔

سامان جنگ سے لیس عظیم لشکر کو کس طرح پٹوا دیا، ان کے ہاتھوں تمہیں ذلت آمیز شکست دی اور رعب سے تمہاری طاقت وقوت کا خاتمہ کر دیا۔ اب اگر تم پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت اور کفر و شرک سے باز آجاؤ تو اسی میں تمہاری دنیوی اور اخروی بہتری ہے۔ لیکن اگر تم باز نہ آئے اور پیغمبر علیہ السلام سے برسرپیکار ہوگئے تو ہم پھر تمہارا یہی حشر کریں گے اور تمہارا جتھا اور تمہاری فوج کثرت عدد اور سامان حرب کے باوجود تمہارے کچھ کام نہ آسکے گی وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ واؤ کے بعد اِعْلَمُوْا مقدر ہے اور یہ یقین رکھو کہ اللہ کی مدد اور نصرت تو ایمان والوں ہی کے ساتھ ہوگی۔ کیونکہ اللہ کی سنتِ جاریہ یہی ہے۔ وان سنۃ اللہ تعالیٰ جاریۃ فی نصر المؤمنین وخذلان الکافرین (روح ج ۹ ص۱۸۵) **۲۲ے** دوسرا قانون جنگ برائے مؤمنین۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کے حکم سے سرتابی نہ کرو وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ الخ یہ زجر ہے۔ یعنی ان کفار اور منافقین کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا مگر سننے پر عمل نہ کیا اور اس طرح اللہ کے قہر وغضب کے مستحق ہوگئے۔ تم ان کا وطیرہ اختیار کر کے میرے قہر وغضب کے مستحق نہ بنو **۲۳ے** مذکورہ بالا معاندین کے دلوں، کانوں اور زبانوں پر مہر جباریت کی تمثیل ہے۔ یعنی زمین پر چلنے والی مخلوق میں اللہ کے نزدیک سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو حق بات نہیں سنتے اور منہ سے حق بات نہیں نکالتے اور دل سے حق سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ایسے لوگ اللہ کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں۔ **۲۴ے** کچھ بھلائی اور اللہ کی طرف قدرے انابت لَاَسْمَعَھُمْ ان کو حق بات سنا دیتا اور انہیں قبول کرنے کی توفیق دے دیتا۔ یعنی اگر ان کے دلوں میں انابت اور طلب حق کا جذبہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کو قبول حق کی توفیق دے دیتا۔ لیکن وہ انابت اور قبول حق کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ اس لئے اگر وہ حق بات سن کر اس کو سمجھ بھی لیں تب بھی وہ اس سے اعراض کر کے چلتے بنیں گے۔ کیونکہ ان کی قوائے مدرکہ پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے۔ لعنادھم وجحودھم الحق بعد ظھورہ (معالم وخازن ج ۳ ص۴ و ص۱۸) **۲۵ے** تیسرا قانون جنگ لما میں لام بمعنی اِلٰی ہے اور یہ دعاکم کے متعلق ہے۔ مَا یُحْیِیْکُمْ سے جہاد مراد ہے کیونکہ جہاد دنیا اور آخرت کی پاکیزہ اور پرسکون زندگی کا باعث ہے دنیا میں ترک جہاد سے مسلمان کافروں سے مغلوب ہو کر مقتول ہو جائیں گے۔ لیکن جہاد کی صورت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو غلبہ عطا کرے گا اور دنیا میں اپنی تہذیب وثقافت اور شان وشوکت کے ساتھ زندہ رہیں گے۔ (انھم لو رفضوھا (مجاھدۃ الکفار) لغلبوھم وقتلوھم کما فی قولہ تعالیٰ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ (ابو السعود ج ۴ ص۳۵) یا لام اپنے اصل پر ہے اور استجیبوا کے متعلق ہے اور ما یحییکم سے قرآن مجید کے تمام اوامر ونواہی مراد ہیں۔ کیونکہ ان پر عمل کرنا حیاتِ ابدیہ اور انعاماتِ سرمدیہ کا موجب ہے، وقال مجاھد والجمھور المعنی استجیبوا للطاعۃ وما تضمنہ القرآن من اوامر ونواھی ففیہ الحیوۃ الابدیۃ والنعمۃ السرمدیۃ (قرطبی ج ۷ ص۳۸۹) یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور ان کے احکام بجا لاؤ۔ کیونکہ اس سے حیات ابدی ودائمی حاصل ہوگی۔ **۲۶ے** اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنی زندگی کا شعار بنا لوگے تو اللہ تعالیٰ اپنی توفیق وتائید سے تمہارے ایمان کی حفاظت فرمائے گا اور تمہیں اس پر استقامت عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جانے سے یہی مراد ہے وَاَنَّہٗ یہ اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ پر معطوف ہے اور اِعْلَمُوْا کے تحت داخل ہے۔ **۲۷ے** زجر مع تخویف اور ایسے گناہ اور فتنہ سے بچو جس کے برے اثرات نہ صرف اس کے بلاواسطہ مرتکب تک محدود رہیں بلکہ قوم کے دوسرے افراد بھی ان کی لپیٹ میں آجائیں مثلاً جہاد میں سستی اور کمزوری دکھانا اس کا خمیازہ نہ صرف مجاہدین کو بلکہ پوری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مداہنت جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بدعات ومنکرات عام ہو جائیں اور پورا معاشرہ تباہ ہو کر رہ جائے گا۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد   بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

۲۸ے یہ تذکیر نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خطاب کر کے اپنے انعامات یاد دلائے ہیں۔ پہلے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اور ان کی نافرمانی سے اجتناب کا حکم دیا گیا۔ اب یہاں انعامات یاد دلا کر اسی حکم کی تاکید کی گئی۔ اعلم انہ تعالیٰ لما امرھم بطاعۃ اللہ وطاعۃ الرسول ثم امرھم باتقاء المعصیۃ اکد ذلک التکلیف بھذہ الآیۃ الخ (کبیر ج ۴ ص۵۳۵) وہ وقت یاد کرو جب تم معدودے چند تھے اور ارض مکہ میں کافروں کے ہاتھوں بے بس، کمزور اور ناتواں تھے تمہیں ہر وقت یہ اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں مشرکین تمہاری تکہ بوٹی نہ کر ڈالیں تو ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں تمہیں پناہ دی اور مشرکین کے مقابلے میں تمہاری مدد کر کے ان کو تمہارے ہاتھوں مغلوب ومقہور کیا اور ڈھیروں مال غنیمت کے ذریعے تمہاری مالی ساکھ مضبوط کی تاکہ تم اس کے انعامات کا شکر ادا کرو۔ **۲۹ے** چوتھا قانون جنگ۔ وَتَخُوْنُوْا اَمٰنٰتِکُمْ۔ تخونوا اللہ پر معطوف ہے ای ولا تخونوا اماناتکم اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔ اللہ کی خیانت یہ ہے کہ اس کے فرائض واحکام کو معطل کر دیا جائے اور ان کی تعمیل نہ کی جائے اور رسول کی خیانت یہ ہے کہ آپ کی سنت اور آپ کے طریق کا اتباع نہ کیا جائے (لا تخونوا اللہ) بان تعطلوا فرائضہ (والرسول) بان لا تستنوا بہ (وتخونوا اماناتکم) فیما بینکم بان لا تحفظوھا (مدارک ج ۲ ص۷۴) وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور تم خوب جانتے ہو کہ خیانت بہت بڑا گناہ ہے اور حفظ امانت بہت بڑا کار خیر ہے۔ **۳۰ے** یعنی یہ انفال وغنائم جن میں تم نزاع واختلاف کر رہے ہو وہ تمہارے لئے فتنہ اور آزمائش ہیں وَاَنَّ اللّٰہَ الخ یہ اَنَّمَا اَمْوَالُکُمْ پر معطوف ہے۔ **۳۱ے** پانچواں قانون جہاد فُرْقَانًا سے فتح ونصرت مراد ہے۔ یعنی اگر تم اللہ سے ڈرو گے اور اس کے احکام کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں فتح ونصرت عطا کرے گا۔ تمہیں عزت دے کر اور مشرکین کو ذلیل ورسوا کر کے حق وباطل کے درمیان فیصلہ کر دے گا۔ اور تمہارے تمام گناہ معاف کر کے تمہیں اپنی بخشش ورحمت اور فضل سے نوازے گا۔ نصرا یفرق بین المحق والمبطل باعزاز المؤمنین واذلال الکفرین کما قال الفراء (روح ج ۹ ص۱۹۶)

۳۲ے یہ اَلْاَنْفَالُ لِلّٰہِ الخ کی چھٹی علت ہے ۔ مشرکین مکہ کے منتخب سرداروں نے ایک دفعہ حضور علیہ السلام کے بارے میں مل کر میٹنگ کی جس کا مقصد یہ تھا کہ آپ کے اثر اور آپ کے دین کو کس طرح ختم کیا جائے ۔ چنانچہ اس مجلس میں کئی رائیں پیش ہوئیں کسی نے کہا آپ کو قید کر دیا جائے ۔ کسی نے مشورہ دیا کہ آپ کو جلاوطن کر دیا جائے آخر میں ابوجہل نے آپ کو شہید کر دینے کا مشورہ دیا ۔ ابلیس جو عرب کے ایک تجربہ کار اور دانا شیخ نجدی کے روپ میں اس مجلس میں موجود تھا اس نے اس رائے کی بہت تعریف کی اور آخر کار بحث و تمحیص اور سوچ بچار کے بعد سب نے ابوجہل کے مشورے کی توثیق کر دی ۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۔ یعنی مشرکین تو آپ کے بارے میں یہ منصوبے بنا رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے مکر و فریب سے بچانے کی تدبیریں کر رہا تھا ۔ چنانچہ جو رات انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کے لئے مقرر کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے پہلے ہی اس کی اطلاع دے دی تھی جب مشرکین نے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اس وقت آپ نے اپنی جگہ حضرت علی کو سو جانے کا حکم دیا اور فرمایا بے فکر رہنا تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گی اور خود باہر تشریف لائے اور اللہ کے حکم کے مطابق مشرکین پر مٹھی بھر مٹی پھینک دی اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی آنکھیں بند کر دیں اور آپ سب کے درمیان میں سے گذر گئے اور کسی نے بھی آپ کو نہ دیکھا ۔ آپ وہاں سے نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر مدینہ روانہ ہو گئے ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا منصوبہ ناکام کر دیا ۔ لِیُثْبِتُوْكَ ای لیحبسوک و یربطوك بالوثوق ۔ یعنی آپ کو زنجیر ڈال کر باندھ دیں ۔ **۳۳ے** یہ شکوی ہے اور اس میں ان معاندین کے مستحق عذاب ہونے کا سبب بیان کیا گیا ہے ۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتیں تو ان میں سے بعض مثلاً نضر بن حارث جیسے لوگ بول اٹھتے جی سن لی ہیں ہم نے یہ آیتیں ۔ ان میں پہلے لوگوں کے قصے ہی تو مذکور ہیں اور ایسے قصے تو ہم بھی بیان کر سکتے ہیں ۔ نضر بن حارث کی فارس اور حیرہ میں آمد و رفت تھی اور وہ وہاں کے لوگوں سے عجمیوں کے قصے کہانیاں سنتا رہتا تھا ۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام اور دیگر گذشتہ اقوام کے قصے عبرت اور موعظت کی غرض سے ذکر گئے گئے ہیں اس ظالم اور کم فہم نے قرآن مجید کو محض قصوں اور کہانیوں ہی کی کتاب سمجھ لیا ۔ **۳۴ے** یہ ساتویں علت ہے ۔ نضر بن حارث، ابوجہل اور دیگر صنادید قریش نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ اگر یہ اسلام اور قرآن جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے سچا ہے اور تیری طرف سے ہے ۔ تو ہمیں آسمان سے پتھر برسا کر یا کسی دوسرے المناک عذاب سے ہلاک کر دے ۔ چنانچہ مشرکین خود اپنے منہ سے عذاب کا مطالبہ کر کے مکہ سے نکلے تھے ۔ اس لئے اللہ نے بدر میں ان پر منہ مانگا عذاب نازل کر کے ان کو مغلوب اور تم کو غالب کیا ۔ اس لئے اب انفال کی تقسیم اللہ ہی کے حکم کے مطابق کرو ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ الخ یہ مشرکین پر عذاب نازل نہ کرنے کی وجہ ہے ۔ یعنی اللہ کی سنت مستمرہ یہ ہے کہ جب تک پیغمبر اور مؤمنین شہر میں موجود ہوں اس وقت تک ان پر عذاب نازل نہیں فرماتا ۔ اس لئے فرمایا یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ آپ ان میں موجود ہوں اور ان پر عذاب آ جائے ۔ کیونکہ اگر آپ کے ان میں موجود ہوتے ہوئے ان پر عذاب آ جاتا تو وہ ظالم یہ نہ سمجھتے کہ عذاب ان کے شرک کی وجہ سے آیا ہے ۔ بلکہ آپ کی ذات کو اس کا سبب قرار دے کر کہتے کہ یہ عذاب تیری وجہ سے آیا ہے ۔ جیسا کہ قوم موسیٰ ؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کے بارے میں کہا تھا ۔ اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۔ قال ابن عباس لم یعذب اهل قریة حتی یخرج النبی صلی اللہ علیه وسلم منها والمؤمنون ویلحقوا بحیث امروا ۔ (قرطبی ج ۷ ص ۳۹۹) **۳۵ے** یہ عذاب نہ آنے کی دوسری وجہ ہے ۔ اور اس سے یا تو مشرکین کا استغفار مراد ہے ۔ کیونکہ وہ طواف کرتے وقت اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے استغفار سے بھی عذاب الٰہی ٹل سکتا ہے (روح ج ۹ ص ۲۰۲) ۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں ۔ اس سے ان مؤمنین کا استغفار مراد ہے جو مکہ مکرمہ میں تھے ۔ اس کی تائید سورۂ فتح کی اس آیت سے ہوتی ہے ۔ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا امام رازی لکھتے ہیں وما کان اللہ معذب هؤلاء الکفار وفیهم مؤمنون یستغفرون (کبیر ج ۴ ص ۵۴۱) **۳۶ے** مکہ معظمہ میں مشرکین پر عذاب نہ بھیجنے کی وجوہ بیان کرنے کے بعد فرمایا مگر یہ لوگ اپنے انکار و جحود اور ضد و عناد کی وجہ سے عذاب کے مستحق ضرور ہیں ۔ کیونکہ ان کے تمام اعمال و افعال خدا اور رسول کے احکام کے خلاف ہیں اور حد یہ ہے کہ وہ ایمان والوں، اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبرداروں کو مسجد حرام (بیت اللہ) سے روک رہے ہیں (جیسا کہ عام الحدیبیہ میں انہوں نے ایسا کیا) حالانکہ وہ بیت اللہ کے متولی نہیں تھے اور نہ وہ بیت اللہ کی تولیت کے لائق اور اس کے حقدار ہی ہیں ۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں ۔ بیت اللہ کی تولیت کا حق صرف انہی لوگوں کو پہنچتا ہے جو اللہ کے اس گھر کو شرک کی نجاست سے پاک رکھیں اور وہ مسلمان ہی ہو سکتے ہیں ۔ ای وما کانوا مستحقین ولایة المسجد الحرام مع شرکهم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ (من الشرك الذین لا یعبدون فیه غیر اللہ تعالیٰ والمراد بهم المسلمون (روح ج ۹ ص ۲۰۲)

۳۷ؔ یہ کفارِ مکہ کو عذاب دینے کی دوسری وجہ ہے۔ مُکَآءً سیٹی بجانا تَصْدِیَةً تالی بجانا۔ یعنی جو اصلی اور صحیح معنوں میں نمازی ہیں ان کو تو خدا کے گھر سے روکتے ہیں اور اپنا حال یہ ہے کہ ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر کی جگہ سیٹیاں اور تالیاں بجاتے ہیں۔ چونکہ وہ عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور مکہ معظمہ میں ان پر عذاب نازل کرنے میں موانع تھے۔ اس لئے ہم نے ان کو مکہ سے نکالا اور میدان بدر میں ان کو المناک اور ذلت آمیز عذاب (قتل اور قید و بند) میں مبتلا کر دیا اور فرمایا یہ تمہارے کفر و تمرد اور عناد کی سزا ہے۔ اب اسے چکھو ای عذاب القتل والاسر یوم بدر (روح)

۳۸ؔ تخویف اخروی ہے۔ یُنْفِقُوْنَ اِنَّ کی خبر ہے۔ کافر اپنا مال و دولت مسلمانوں کے خلاف جنگ و قتال میں خرچ کر رہے ہیں تاکہ ان کو اللہ کے دین سے روک سکیں۔ وہ اب خرچ کر رہے ہیں جیسا کہ جنگ بدر میں خرچ کیا اور آئندہ بھی خرچ کریں گے۔ مثلاً جنگ احد وغیرہ میں۔ مگر ہر بار انہیں اپنی دولت خرچ کرنے کے بعد حسرت اور افسوس ہی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ کیونکہ ہر میدان میں وہ اپنی تمام کوششوں کے باوجود مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب و مقہور ہوں گے۔ والمعنے ان الکفار یقصدون بنفقتھم الصد عن سبیل اللہ وغلبة المؤمنین فلا یقع الا عکس ما قصدوا وھو تندمھم وتحسرھم علی ذھاب اموالھم ثم غلبتھم والتمکن منھم اسراً وقتلاً وغنماً (بحر ج ۴ ص ۴۹۳)

لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ؕ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ

کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا

وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ

اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے ف۱ ف۱ اور جب کوئی پڑھے ۳۴ؔ ان پر ہماری آیتیں تو کہیں

سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ

ہم سن چکے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی کہہ لیں ایسا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر احوال ہیں

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ

اگلوں کے ف۲ اور جب وہ کہنے لگے کہ ۳۵ؔ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے

مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ

تیری طرف سے تو ہم پر برسا دے پتھر آسمان سے یا

ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ

لا ہم پر کوئی عذاب دردناک ف۳ اور اللہ ہرگز عذاب ۳۶ؔ نہ کرتا ان پر جب تک تو

فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾

رہتا ان میں اور اللہ ہرگز نہ عذاب کریگا ان پر جب تک وہ معافی مانگتے رہیں گے ف۴

وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور ان میں کیا بات ۳۶ؔ ہے ف۵ کہ عذاب نہ کرے ان پر اللہ اور وہ روکتے ہیں مسجد

الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

حرام سے اور وہ اس کے اختیار والے نہیں اس کے اختیار والے تو وہی ہیں جو پرہیزگار ہیں

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ

لیکن ان میں اکثروں کو اس کی خبر نہیں ف۶ ف۶ اور ان کی نماز نہیں ۳۷ؔ کعبہ

الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

کے پاس مگر سیٹیاں بجانی اور تالیاں سو چکھو عذاب بدلہ اپنے

ما اشکوی ۱۲ ۳۴ع علت سابقہ اور شکوی کی وجہ اس میں ان کے مستحق عذاب ہونے کی وجہ بیان کی گئی ہے ۱۲ ۳۵ع عذاب نہ دینے کی وجہ اول ۱۲ ۳۶ع عذاب نہ دینے کی وجہ ثانی وھم یستغفرون ای بین ظہرانیہم مستضعفین یعنی بادہ مومنین جنہوں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی نا مُعَذِّبِیْنَ کفرت بہ کفرت تھا سو فا الکفار لا یتنا ذلک و شیوا مہین ان کے مستحق عذاب ہونے کی وجہ اول ۱۲ ۳۷ع ان کے مستحق عذاب ہونے کی وجہ ثانی ۱۲ مکآء سیٹی بجانا۔ تصدیة تالی بجانا ۱۲

موضح قرآن **ف۱** بٹھادیں یعنی قید کر رکھیں یہ فرمایا کہ جیسے اللہ نے پیغمبر کو بچا لیا یوں تو تمہارے گھر بار کو بچا رکھے ۱۲ منہ رح **ف۲** یعنی ہمیشہ یہ کہتے تھے اب تو دیکھ لیا کہ یہ قصے نہ تھے وعدہ عذاب تم پر بھی آیا جیسے پہلوں پر آیا تھا ۱۲ منہ رح **ف۳** ابوجہل جب مکے سے نکلنے لگا تو یہی دعا کی کہ کعبہ کے سامنے وہی پیش آئی ۱۲ منہ رح **ف۴** یعنی مکے میں حضرت کے قدم سے عذاب الگ رہا تھا اب ان پر عذاب آیا اسی طرح جب تک گنہگار نادم رہے اور توبہ کرتے رہے تو پکڑا نہیں جاتا۔ اگرچہ بڑے سے بڑا گناہ ہو حضرت نے فرمایا کہ گناہگاروں کو دو چیز پناہ ہیں ایک میرا وجود اور دوسرے استغفار ۱۲ منہ رح **ف۵** قریش آپکو اولاد ابراہیم سمجھ کر کعبہ کے مختار ٹھہراتے تھے اور مسلمانوں کو آنے نہ دیتے سو فرمایا کہ اولاد ابراہیم میں جو چیز پرہیزگار ہو اسی کا حق ہے اور بے انصافوں کا حق نہیں کہ جس سے آپ ناخوش ہوئے نہ آنے دیا۔

فتح الرحمن **ف۱** تعریض است بآن قصہ کہ کفار در مکہ جمع شدہ این رائے میزدند ۱۲ **ف۲** یعنی سنت اللہ آنست کہ تا پیغامبر درمیان قوم باشد عذاب عام نمیکند وہمچنین تا آنکہ ایشان استغفار میکنند عذاب نمی آید ۱۲ **ف۳** یعنی بعد ہجرت حضرت سید البشر از میان ایشان ۱۲ **ف۴** یعنی اصل استحقاق عذاب دارند لیکن بودن پیغامبر درمیان ایشان مانع بود و الحال مانع برخاست ۱۲

۳۹ دنیا میں مال و دولت بھی برباد ہوا اور مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت و رسوائی بھی اٹھائی اور آخرت میں ان کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الخ یہ یا تو يُحْشَرُونَ کے متعلق ہے اور خبیث سے مراد کفار ہیں اور طیب سے مؤمنین یعنی قیامت کے دن کفار دوزخ میں گرتے جائیں گے یا یہ يُغْلَبُونَ سے متعلق ہے۔ اس صورت میں خبیث سے منافقین مراد ہوں گے۔ یعنی جہاد میں کفار مغلوب ہوں گے اور مؤمن اور منافق کے درمیان بھی امتیاز ہو جائے گا۔ لیکن وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ پہلے معنی کا مؤید ہے۔ یعنی خبیثوں کو ملا کر سب کو جہنم میں ڈال دے۔

يَكْفُرُونَ ﴿٣٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا
بے شک جو لوگ ۳۸ کافر ہیں وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال تاکہ روکیں
عَن سَبِيلِ اللّٰهِ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ
اللہ کی راہ سے سو ابھی اور خرچ کریں گے پھر آخر ہوگا وہ ان پر افسوس اور آخر
يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾
مغلوب ہوں گے اور جو کافر ہیں ۳۹ وہ دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے
لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ
تاکہ جدا کر دے اللہ ناپاک کو پاک سے اور رکھے ناپاک کو
بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي
ایک کو ایک پر پھر اس کو ڈھیر کر دے اکٹھا پھر ڈال دے اس کو
جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا
دوزخ میں وہی لوگ ہیں نقصان میں ف ۱ تو کہہ دے ۴۰ کافروں کو
إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا
کہ اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا۔ اور اگر پھر بھی وہی کریں گے
فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ
تو پڑ چکی ہے راہ اگلوں کی اور لڑتے رہو ۴۱ ان سے یہاں تک
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ فَإِنِ انتَهَوْا
کہ نہ رہے فساد اور ہو جائے حکم سب اللہ کا پھر اگر وہ باز آجائیں
فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾ وَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا
تو اللہ ان کے کام کو دیکھتا ہے اور اگر وہ نہ مانیں ف ۲ تو جان لو
أَنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ
کہ اللہ تمہارا حمایتی ہے کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار ف ۲

ع ۹/۴ ۱۸

۳۸ یعنی اخروی ۱۲ ۳۹ اگر يحشرون سے متعلق ہے تو خبیث سے کفار مراد ہیں۔ اور اگر يغلبون سے متعلق ہے تو خبیث سے منافقین مراد ہیں ۱۲ ۴۱ دعوی سورت علی سبیل الاجمال ۱۲

۴۰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم دیا گیا کہ آپ ابوسفیان اور اس کے ہمنواؤں سے فرما دیں کہ اگر وہ شرک چھوڑ دیں، اسلام قبول کر لیں اور عداوت پیغمبر سے باز آجائیں تو ان کے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دئیے جائیں گے۔ اور اگر وہ باز نہ آئیں بلکہ دوبارہ پیغمبر علیہ السلام سے برسر پیکار ہو جائیں تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ اور اس کا دستور قدیم یہ ہے کہ وہ آخر کار ہمیشہ اپنے پیغمبروں اور ان کے متبعین کی مدد کرتا اور انکے دشمنوں کو مقہور و مخذول کرتا ہے ای عادۃ اللّٰہ تعالیٰ الجاریۃ فی الذین تحزبوا علی الانبیاء علیہم السلام من نصر المؤمنین علیہم وخذلانہم وتدمیرہم (روح ج ۹ ص ۲۰۷)
۴۱ یہاں سورت کا دعویٰ اجمالاً ذکر کیا گیا ہے اسکی تفصیل سورۂ توبہ ع ۴ میں آئیگی۔ فرمایا اگر وہ باز نہیں آتے تو آپ ان سے جہاد کریں یہاں تک کہ انکا زور ختم ہو جائے اور مسلمان ان کے فتنے سے بچ جائیں۔ فَإِنِ انتَهَوْا الخ اگر وہ کفر و شرک اور جنگ و قتال سے باز آجائیں اور اسلام قبول کر لیں تو اللہ تعالیٰ جو انکے تمام ظاہری اور باطنی اعمال کو دیکھ رہا ہے انکو اسلام پر ثبات و استقلال کی توفیق عطا فرمائیگا وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ یعنی مشرکین عرب سے یہاں تک جہاد کرو کہ عرب سے شرک مٹ جائے اور صرف اللہ ہی کی عبادت اور پکار باقی رہ جائے اور مشرکین عجم سے یہاں تک جہاد کرو کہ اللہ کے دین کو غلبہ اور برتری حاصل ہو جائے مشرکین مارے جائیں یا جزیہ قبول کر لیں وَإِن تَوَلَّوْا لیکن اگر وہ ایمان لانے سے اعراض کریں اور جنگ و جدال سے باز نہ آئیں تو انکی پرواہ نہ کریں۔ تم اللہ پر بھروسہ رکھو اور مطمئن رہو کہ اللہ تمہارا ناصر و مددگار اور کارساز ہے (أَنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ) ناصرکم ومعینکم فثقوا بولایتہ ونصرتہ (مدارک ج ۲ ص ۸۷) یہاں تک سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

موضح قرآن ف ۱ یعنی آہستہ آہستہ اللہ اسلام کو غالب کریگا۔ اس بیچ میں کافر اپنا زور اور جان مال کا خرچ کرینگے تا نیک اور بد جدا ہو جاوے یعنی جنکی قسمت میں اسلام لکھا ہے وہ سب مسلمان ہو چکیں اور جنکو کفر پر مرنا ہے وہ سب اکٹھے دوزخ میں جاویں ۱۲ منہ رح ف ۲ لڑو جب تک فساد نہ رہے یعنی کافروں کو زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں ۱۲ منہ رح۔

فتح الرحمٰن ف ۱ دراین تصویر است حال کسی را کہ می خواہد جبز وکل چیزیرا باطل سازد و دفع کند ۱۲ ف ۲ یعنی از اسلام ۱۲۔

حصۂ دوم

دوسرا حصہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ الخ سے آخر سورت تک ہے۔ اس حصے میں بھی وہ دونوں مضمون مذکور ہیں جو حصۂ اول میں مذکور ہوئے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس حصہ میں اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کی تفصیل کی گئی ہے اور اسکی جو علل بیان کی گئی ہیں انکی تعداد پانچ ہے اور قوانین جہاد سات ہیں دو تمام مؤمنین کے لئے اور پانچ خاص حضور علیہ السلام کے لئے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ

اور جان رکھو کہ جو کچھ ۴۲ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ

وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں ۱ اور محتاجوں

وَابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا

اور مسافروں کے واسطے اگر تم کو یقین ہے اللہ پر اور اس چیز پر جو ہم نے اتاری

عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ

اپنے بندے پر فیصلہ کے دن ۴۳ جس دن بھڑ گئیں دونوں فوجیں ۲

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۴۱) اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۱ ۳ جس وقت تم تھے ۴۴ ورلے

الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ

کنارہ پر اور وہ پرلے کنارہ پر اور قافلہ

اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۭ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي

نیچے اتر گیا تھا تم سے اور اگر تم آپس میں وعدہ ۴۵ کرتے تو نہ پہنچتے

الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ڏ

وعدہ پر ایک ساتھ لیکن اللہ کو کر ڈالنا تھا ایک کام کو جو مقرر ہو چکا تھا

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ

تاکہ مرے جس کو مرنا ہے ۴۶ قیام حجت کے بعد اور جیوے جس کو جینا ہے قیام

بَيِّنَةٍ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۴۲) اِذْ يُرِيْكَهُمُ

حجت کے بعد اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۲ ۲ جب اللہ نے وہ کافر ۴۷

اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ۭ وَلَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِيْرًا

دکھلائے تجھ کو تیری خواب میں تھوڑے اور اگر تجھ کو بہت دکھلا دیتا

۱۔ سورت کا دوسرا حصہ اور مضمون اول یعنی الانفال للہ و الرسول کا بیان ۲۔ علی سبیل التفصیل معطوف علیہ لفظ اللہ ۳۔ مبتدا ہے ۱۲ ۴۔ اکثر عمل ۱۲ باجو بڑے علم اللہ کے لائق تھا ۱۲ ۵۔ علت ثانیہ برائے فان للہ خمسہ الخ

۱۲ مرعا کیونکہ ان میں اکثر مسلمان ہو گئے تھا اگرچہ علم میں بہت زیادہ ۱۲

علیہ السلام کے لئے۔

مضمون اول

(تفصیل مصارف انفال مع علل)

۴۲ یہاں الانفال للہ والرسول کا مضمون تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے چنانچہ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ الخ میں مال غنیمت کے خمس یعنی پانچویں حصے کے مصارف کا ذکر ہے یہاں خمس کے پانچ مصارف مذکور ہیں۔ (۱) لِلرَّسُوْلِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے آپ کا حصہ ساقط ہو چکا ہے۔ (۲) وَلِذِي الْقُرْبٰى اہل قرابت اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل قرابت یعنی بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب میں سے جو اسلام لا چکے تھے وہ مراد ہیں۔ کیونکہ انہوں نے شروع ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا تھا اسلام کی وجہ سے یا قرابت کی وجہ سے۔ یہ حصہ ذوی القربی کو دیا جاتا تھا خواہ اغنیاء ہوں یا فقراء لیکن اب یہ حصہ بھی ساقط ہو چکا ہے البتہ بنو ہاشم اور بنو المطلب میں جو فقراء ہیں انکو فقراء (مساکین) کے حصے میں سے دیا جائے گا اور دوسرے فقراء پر انکو مقدم کیا جائے گا (۳) وَالْيَتٰمٰى۔ یتیم کی جمع ہے۔ یتیم اسے کہتے ہیں جو نابالغ ہو اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہو۔ الیتیم انقطاع الصبی عن ابیہ قبل بلوغہ (مفردات ص۵۵۰) یتیم اگر محتاج ہو تو اسکو حصہ ملیگا اگر محتاج نہیں غنی ہے تو اسکو نہیں ملیگا (۴) وَالْمَسٰكِيْنِ فقراء اور اہل حاجت مسلمان اور (۵) وَابْنِ السَّبِيْلِ جو مسافر اپنے گھر سے دور ہو اور صاحب حاجت ہو سفر میں اس کا خرچ ختم ہو چکا ہو۔ خمس کے بعد باقی چار حصے مجاہدین اور غانمین کے درمیان تقسیم کئے جائیں گے

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے اپنے رسول پر فتح و نصرت اتاری جس سے تم غالب ہوئے اور اللہ قادر ہے کہ آگے اور فتحیں دلوے جو مال کافروں سے لڑ کر لیویں وہ غنیمت ہے اسمیں پانچواں حصہ نیاز اللہ کی ہے واسطے خرچ رسول کے کہ رسول کو خرچ ہے اپنی ذات کا اور قرابت والوں کا اور حاجت مند مسلمانوں کا اور بعد حضرت کے بھی خرچ ہوتے ہیں سردار کو اور جو مال صلح سے لیا وہ سارا خرچ مسلمانوں کا پھر غنیمت میں چار حصے رہے سو لشکر کو تقسیم کرنا سوار کو دو حصے پیادہ کو ایک ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ کے غارت کو قافلہ بچ گیا اور دونوں فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آ پڑیں ایک کو دوسرے کی خبر نہیں یہ تدبیر اللہ کی تھی اگر تم قصداً جاتے تو ایسا بر وقت نہ پہنچتے اور اس فتح کے بعد کافروں پر صدق پیغمبر کا کھل گیا جو مرا وہ بھی یقین جان کر مرا اور جیتا رہا وہ بھی حق پہچان کر تا اللہ کا الزام پورا ہو ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

فتح الرحمن ف۱ یعنی خویشاوندان پیغامبر را کہ بنی ہاشم و بنی مطلب اند ۱۲ ف۲ یعنی ایمان آورد دید بآنکہ بروز بدر نصرت نازل فرمود ۱۲ ف۳ چہار خمس غانمان را باید داد و یک خمس در بیت المال نہادہ بر پنج حصہ قسمت باید کرد علی اختلاف المذاہب ۱۲ ف۴ مراد از ہلاک اصرار بر کفر است و از حیات مسلمان شدن ۱۲ ـ

سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ ۔ ۴۳؎ یَوْمَ الْفُرْقَانِ (فیصلے کا دن) سے یوم بدر مراد ہے کیونکہ اس دن کی جنگ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کن تھی اور یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ یہ یَوْمَ الْفُرْقَانِ سے بدل ہے اور الْجَمْعٰنِ (دو فریق) سے مسلمانوں اور کافروں کی فوجیں مراد ہیں اور مَآ اَنْزَلْنَا سے جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کرنا اور فرشتوں کا اتارنا مراد ہے ۔ یعنی اگر تمہارا اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان ہے اور اس بات پر ایمان ہے کہ جنگ بدر میں فتح و نصرت کا سامان اللہ ہی نے بہم پہنچایا اور اسی کی مہربانی سے اور اسی کی امداد و اعانت سے مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہوا اور مشرکین ذلیل اور مقہور ہوئے ۔ تو اس جنگ میں جو مال غنیمت حاصل ہوا اس کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرو اور اپنی رائے

لَفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ
تو تم لوگ نامردی کرتے اور جھگڑا ڈالتے کام میں لیکن اللہ نے بچا لیا
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ
اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں اور جب تم کو دکھلائی وہ فوج ۴۴؎
اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ
مقابلہ کے وقت تمہاری آنکھوں میں تھوڑی اور تم کو تھوڑا دکھلایا انکی
اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَ
آنکھوں میں تاکہ کر ڈالے اللہ ایک کام جو مقرر ہو چکا تھا اور
اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اللہ تک پہنچتا ہے ہر کام ف اے ایمان والو ۴۵؎
اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
جب بھڑو کسی فوج سے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت
كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ
یاد کرو تاکہ تم مراد پاؤ ف۲ اور حکم مانو اللہ کا
وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ
اور اس کے رسول کا اور آپس میں نہ جھگڑو پس نامرد ہو جاؤ گے اور جاتی رہیگی
رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾
تمہاری ہوا اور صبر کرو بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے ف۳
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا
اور نہ ہو جاؤ اُن جیسے جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے
وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ
اور لوگوں کے دکھانے کو اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے

ع ۵/۷ ۱

۷ علت ثالثہ ۱۲
۲۲ قانون اول
۱۳ برائے مومنین ۱۲
۲۲ زجر یعنی مشرکین کی طرح ریا و تکبر و بطر فی سبیل اللہ قتال ۱۲

کا اس میں دخل نہ دو ۔ ان الملائکۃ والنصر لما کانا منہ تعالیٰ وجب ان یکون ما حصل بسببہما من الغنیمۃ مصروفًا الی الجہات التی عینہا اللہ سبحانہ (روح ج ۱۰ ص ۶) ۴۴؎ یہ حکم سابق کی پہلی علت ہے ۔ یہاں تینوں جماعتوں کے مراکزِ قیام کا ذکر کیا گیا ۔ الْعُدْوَةِ الدُّنْيَا یعنی وادی کا وہ کنارہ جو مدینہ سے قریب تھا یہاں مسلمانوں کا پڑاؤ تھا الْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وادی کا دوسرا کنارہ جو مدینہ سے دور تھا اس پر مشرکین کی فوجیں خیمہ زن تھیں وَالرَّكْبُ یہ راکب کی اسم جمع ہے ۔ مراد مشرکین کا تجارتی قافلہ ہے یعنی قافلہ دونوں لشکروں سے نچلی جانب ساحل سمندر پر تھا ۔ حاصل یہ کہ مشرکین کا تجارتی قافلہ مشرک فوج کی پشت پر تھا اس طرح مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین کی قوت و شوکت کئی گنا تھی مگر اس کے باوجود اللہ نے انکو مسلمانوں کے ہاتھوں مغلوب کیا ۔ ۴۵؎ میدان بدر میں اچانک دونوں فوجوں کے درمیان مڈبھیڑ ہو گئی ۔ اگر دونوں فریق پہلے سے لڑائی کا وقت مقرر کر لیتے تو ممکن تھا کہ ان میں سے کوئی وعدے کے مطابق نہ پہنچ پاتا یا پہنچنے میں پس و پیش کرتا لیکن اللہ تعالیٰ ایک ایسے کام کا فیصلہ کرنا چاہتا تھا جو کرنے کے لائق تھا یا اسکے علم قدیم میں مقدر تھا ۔ کان ینبغی ان یفعل ..... ای لیحکم ما قد علم انہ یکون کائنًا (مدارک ج ۲ ص ۸۲) اور اس سے اعزاز دین اعلاء کلمۃ اللہ ، امداد مؤمنین اور قہر اعداء مراد ہے ۔ (مدارک) مسلمان قافلہ پر حملہ کرنے کو نکلے تھے اور مشرکین کی فوج قافلہ کی حفاظت کو آئی تھی دونوں کو ایک دوسرے کا علم نہیں تھا قافلہ بچ گیا اور یہ دونوں فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں ۔ اس طرح اللہ نے تدبیر سے دونوں فوجوں کو بھڑا دیا ۴۶؎ جنگ بدر کی عظیم الشان فتح کے معجزے سے کافروں پر اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صداقت واضح ہو گئی اور انہیں آپکی سچائی کا یقین ہو گیا اسلئے جو مشرکین جنگ بدر میں مرے وہ بھی اس یقین کے ساتھ مرے اور جو زندہ رہے وہ بھی حق پہچان کر زندہ رہے اس طرح اللہ کی حجت قائم ہو گئی ۔ اس صورت میں مَنْ هَلَكَ اور مَنْ حَيَّ سے مشرکین ہی مراد ہوں گے یا مَنْ هَلَكَ سے مشرکین اور مَنْ حَيَّ سے مسلمان مراد ہیں ۔ ان الذین ھلکوا انما ھلکوا بعد مشاھدۃ ھذہ المعجزۃ و المؤمنون الذین بقوا فی الحیٰوۃ شاھد واھذہ المعجزۃ القاھرۃ ۔ (کبیر ج ۴ ص ۵۴۷) ۴۷؎ یہ دوسری علت ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں

موضح قرآن ف پیغمبر کو خواب میں کافر تھوڑے نظر آئے اور مسلمانوں کو مقابلہ کے وقت تا جرأت سے لڑیں پیغمبر کا خواب غلط نہیں ان میں کافر رہنے والے تھوڑے تھے اکثر وہ تھے جو پیچھے مسلمان ہوئے ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی مدد اللہ کی چاہو تو اسباب ظاہر سے نہیں دل کی استقامت اور یاد اللہ کی اور حکم برداری سرداری کی اور ایک مصلحت رہنا چاہیئے ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ف۳ باؤ ماتی رہے گی یعنی اقبال سے ادبار آوے گا ۱۲ منہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ۔

مشرکین کی تعداد کم دکھائی آپ نے بیدار ہوکر صحابہ سے اس کا ذکر فرمایا جس سے ان کے دلوں میں ہمت وجرأت کے جذبات ابل پڑے۔ فرمایا اگر مشرکین کی تعداد زیادہ دکھائی جاتی تو تم سست پڑجاتے اور جنگ کے معاملے میں تمہارے درمیان اختلاف ہوجاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو بزدلی اور اختلاف سے بچالیا کیونکہ وہ دلوں کے چھپے بھید جانتا ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ان مشرکین میں سے اکثر کا علمِ الٰہی میں ایمان لانا مقدر تھا اس لئے حضور علیہ السلام کو خواب میں ان کی تعداد کم دکھائی۔ **۴۸** یہ تیسری علت ہے۔ جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے تصرف سے مسلمانوں کو مشرکین بہت کم نظر آئے تاکہ وہ جرأت سے لڑیں نیز تاکہ پیغمبر علیہ السلام کے خواب کی تصدیق ہوجائے اور کافروں کو مسلمان کم نظر آرہے تھے اور وہ واقعہ میں بھی کم ہی تھے۔ یہ تو مسلمانوں کی فتح اور کامیابی کے ظاہری اسباب تھے۔ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ اور حقیقت میں تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے قبضہ وتصرف میں ہیں اور وہی متصرف ومختار ہے۔ اور فتح وشکست اسکے ہاتھ میں ہے

وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴿۴۷﴾ وَاِذْ زَیَّنَ لَہُمُ
اور اللہ کے قابو میں ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں ۴۷ اور جس وقت خوشنما کر دیا ۵۱
الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَہُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الْیَوْمَ
شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے عملوں کو اور بولا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج
مِنَ النَّاسِ وَاِنِّیْ جَارٌ لَّکُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ
کے دن لوگوں میں سے اور میں تمہارا حمایتی ہوں پھر جب سامنے ہوئیں دونوں فوجیں
نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْکُمْ
تو وہ الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں
اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ ؕ وَاللّٰہُ
میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ
شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ ع اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ
کا عذاب سخت ہے ۴۸ جب کہنے لگے منافق ۵۲ اور
الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ غَرَّ ہٰٓؤُلَآءِ دِیْنُہُمْ ؕ
جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ لوگ مغرور ہیں اپنے دین پر
وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ﴿۴۹﴾
اور جو کوئی بھروسہ کرے اللہ پر تو اللہ زبردست ہے حکمت والا ۴۹
وَلَوْ تَرٰٓی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ
اور اگر تو دیکھے ۵۳ جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے
یَضْرِبُوْنَ وُجُوْہَہُمْ وَاَدْبَارَہُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ
مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چکھو عذاب
الْحَرِیْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ
جلنے کا ۵۰ یہ بدلا ہے اسی کا جو تم نے آگے بھیجا اپنے ہاتھوں اور سو واسطے کہ اللہ

ع ۶ ۲

۵۱ علت رابعہ
۵۲ علت خامسہ
۵۲ منافقین نے یہ بات اپنے گھروں میں کہی تھی کیونکہ وہ بدر میں نہیں گئے۔ ۱۲
۵۳ تخویف اخروی ۱۲

مضمونِ ثانی (قوانین جہاد)

۴۹ پہلا قانونِ جہاد برائے مومنین۔ اے ایمان والو! جب کسی کافر فوج سے مقابلہ ہوجائے۔ تو مقابلے میں ثابت قدم رہو اور فتح ونصرت کے لئے اللہ کو یاد کرو اور اسی کو پکارو۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ الخ اور اللہ و رسول کے احکام کی پیروی کرو اور آپس میں نزاع وجدال سے پرہیز کرو۔ ورنہ تم کمزور وبزدل ہوجاؤ گے اور تمہاری قوت اور شان وشوکت جاتی رہے گی۔ **۵۰** یہ زجر ہے۔ بَطَرًا۔ فخر اور غرور۔ موصول سے ابوجہل اور اس کا لشکر مراد ہے جو کہ قافلہ کی حمایت کے لئے اپنی تعداد اور بہادری اور سامانِ جنگ پر فخر وناز کرتے ہوئے اور لوگوں سے دادِ شجاعت وصول کرنے کی غرض سے مکہ مکرمہ سے نکلے تھے۔ والمراد بہم اھل مکۃ ابوجھل واصحابہ حین خرجوا لحمایۃ العیر (روح ج ۱۰ ص ۱۶) وَیَصُدُّوْنَ یہ بَطَرًا پر معطوف ہے اور بتاویل اسم فاعل خَرَجُوْا کے فاعل سے حال ہے سَبِیْلِ اللّٰہِ سے اللہ کا دین مراد ہے۔ **۵۱** یہ چوتھی علت ہے۔ جنگ بدر کی اہمیت کو ابلیس نے بھی محسوس کرلیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر فتح مسلمانوں کی ہوئی تو عرب سے کفر وشرک کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اس لئے مشرکین کی تائید وحمایت کے لئے وہ بھی ایک عرب سردار سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں شیاطین کی فوج لیکر میدان جنگ میں آ نمودار ہوا۔ اور آتے ہی کہا اب میں کمک لیکر تمہاری پشت پناہی کیلئے آگیا ہوں۔ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ مشرکین یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے لیکن جب اس نے فرشتوں کے جتھے دیکھے اور حضرت جبریل علیہ السلام کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو مع شیاطین میدان سے بھاگ نکلا۔ اس وقت وہ حارث بن ہشام کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ جب بھاگا تو حارث نے کہا کیا اس حالت میں ہمیں چھوڑے جارہا ہے تو اس نے جواب دیا میں تمہاری امداد سے دستبردار ہوتا ہوں کیونکہ مجھے وہ کچھ نظر آرہا ہے جسے تم نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ کا عذاب جو تم پر فرشتوں کے ہاتھوں نازل ہونے والا ہے جس سے تم بے خبر ہو میں اس سے ڈر رہا ہوں۔ ابلیس کے بشکل سراقہ میدان چھوڑنے سے مشرکین کی ہمتیں پست ہوگئیں اور وہ مات کھاگئے (روح، خازن وغیرہ) **۵۲** یہ پانچویں علت ہے۔ یہ بات منافقین نے مدینہ میں کہی تھی کیونکہ جنگ بدر میں کوئی منافق شریک نہیں ہوا۔ منافقین نے مدینہ میں مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ لوگ تو اپنے مذہب کے پیچھے دیوانے ہوگئے ہیں۔ یہ اتنی قلیل تعداد (تین سو تیرہ) سے مشرکین کی اتنی بڑی فوج کا کس طرح مقابلہ کرسکیں گے۔ اغتروا بدینہم فخرجوا وھم ثلثمائۃ وبضعۃ عشر الی زھاء الالف (مدارک ج ۲ ص ۸۲) اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ الخ جو لوگ قلت عدد اور ضعفِ اسباب کے باوجود اپنے معاملات اللہ کے سپرد کردیتے ہیں وہ اپنی حکمت اور تدبیر سے ان کو غلبہ عطا کردیتا ہے۔ **۵۳** یہ تخویف اخروی ہے۔ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے وہ کفار مراد ہیں جو بدر میں قتل ہوئے۔

موضح قرآن ف ۱ جہاد عبادت ہے پیار ادے یا دکھاوے کو کرے تو قبول نہیں ۱۲۔ ف ۲ جب کافر جمع ہوکر نکلے لڑائی پر راہ میں ایک شخص ملا بوڑھا۔ کہا میں بھی مسلمانوں کا دشمن ہوں تمہاری رفاقت کو آیا ہوں اور جنگ کا بڑا ماہر ہوں۔ پھر جب لڑائی ہونے لگی ابوجہل سے ہاتھ چھوڑ کر بھاگا۔ اس شخص کو نہ پہلے کسی نے دیکھا تھا نہ پیچھے دیکھا وہ شیطان تھا جب اس نے جبرئیل اور میکائیل کو دیکھا مسلمانوں کی طرف تب بھاگا۔ ۱۲ ف ۳ مسلمانوں کی دلیری دیکھ کر منافق اس طرح طعن کرنے لگے تھے۔ سو اللہ نے فرمایا کہ یہ غرور نہیں توکل ہے۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف ۱ واین حال ابوجہل وتابعان او است ۱۲

۵۴ تخویف دنیوی ہے اور یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے ای دأبھم کدأبِ اٰل فرعون یعنی ان مقتولین بدر کا حال قوم فرعون اور اس سے پہلے کی سرکش قوموں مثلاً قوم نوح قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ کی طرح ہے۔ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ الخ یہ ان کے حال کی تفسیر ہے۔ انہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا تو اللہ نے ان کو پکڑ لیا۔ اسی طرح مشرکین قریش کو بھی جنگ بدر میں ان کے کفر وعناد ہی کی سزا دی گئی۔ عادۃ ھٰؤلاء الکفار فی کفرھم کعادۃ کفار اٰل فرعون فی کفرھم فجوزی ھٰؤلاء بالقتل والاسر یوم بدر کما جوزی اٰل فرعون بالاغراق (خازن ج ۳ ص ۳۵) ۵۵ یہ بیان مذکور کی طرف اشارہ ہے اور بان کا متعلق محذوف ہے ای لِتَسْتَیْقِنُوْا یعنی یہ مذکورہ امور اس لئے بیان کئے گئے تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اپنی کسی نعمت سے اس وقت تک محروم نہیں فرماتا جب تک لوگ خود ہی اپنے ان اعمال و احوال کو نہ بدل ڈالیں جن سے وہ اللہ کی نعمتیں ملتے وقت متصف تھے۔ یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی دی ہوئی فطری صلاحیتوں اور خوبیوں کو غلط استعمال کرنے لگتے ہیں اور ان سے ٹھیک اور برمحل کام نہیں لیتے اور ان کو اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کی مخالفت میں بروئے کار لانے میں مصروف ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے اپنی نعمتیں چھین کر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ۵۶ تخویف دنیوی ہے۔ یہ مضمون ماقبل کی تمثیل ہے۔ قوم فرعون اور ان سے پہلے کی سرکش اقوام کا حال دیکھو۔ ہم نے ان کو تمام دنیوی نعمتیں اور آسائشیں دیکر سرفراز کیا مگر جب ہمارے پیغمبر ہماری آیتیں لیکر ان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی اور گناہوں میں منہمک ہو گئے اور ہماری نعمتوں کی ناشکری کی تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ وَکُلٌّ کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ۔ یہ تمام اقوام ظالم تھیں۔ انہوں نے ہماری دی ہوئی نعمتوں کا غلط اور بے موقع استعمال کیا۔ میری نافرمانی کی۔ میرے پیغمبروں اور میری کتابوں کو جھٹلایا اور اسی کی پاداش میں مبتلائے عذاب کئے گئے۔ بالکل یہی حال ان مشرکین مکہ کا تھا۔ ان کو ہم نے عقل و فہم کی دولت سے نوازا، مال و زر سے ان کے خزانے بھر دیئے۔ پورے عرب میں ان کی سرداری اور برتری قائم کر دی۔ لیکن جب ہمارا آخری پیغمبر ہمارا آخری پیغام لے کر ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے ہماری دی ہوئی تمام نعمتوں اور صلاحیتوں کو اس کی عداوت اور مخالفت میں صرف کر ڈالا۔ جنگ بدر میں قتل اور قید و بند سے اسی جرم کی ان کو سزا دی گئی۔ ۵۸ یہ زجر ہے جو کفار معاندین کفر میں راسخ اور عناد پر مصر ہیں وہ خدا کے نزدیک اس کی ساری مخلوق سے بدتر ہیں وہ ایمان کبھی نہیں لائیں گے۔ ان کی شرارت اور خبث باطن کا یہ حال ہے کہ جب بھی آپ ان سے کوئی عہد لیتے ہیں وہ ہر بار عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد توڑنے میں ذرا نہیں ہچکچاتے۔ اس سے بنی قریظہ کے یہود مراد ہیں جنہوں نے حضور علیہ السلام سے عہد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی نہ امداد کریں گے اور نہ ان کو مسلمانوں کے خلاف اکسائیں گے۔ مگر وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے جنگ بدر میں اسلحہ سے مشرکین کی امداد کی۔ جب مشرکین شکست کھا گئے تو یہود حضور علیہ السلام سے معذرت کرنے لگے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔ چنانچہ آپ نے دوبارہ ان سے عہد لیا۔ مگر اسکے بعد غزوۂ خندق میں انہوں نے پھر عہد توڑ دیا اور مشرکین کا ساتھ دیا۔ قال ابن عباسؓ

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
ظلم نہیں کرتا بندوں پر جیسے دستور فرعون والوں ۵۴ کا اور جو
مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ
ان سے پہلے تھے کہ منکر ہوئے اللہ کی باتوں سے سو پکڑا ان کو اللہ نے
بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾
ان کے گناہوں پر۔ بیشک اللہ زور آور ہے سخت عذاب کرنے والا
ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى
اس کا سبب یہ ہے ۵۵ کہ اللہ ہرگز بدلنے والا نہیں اس نعمت کو جو دی تھی اس نے
قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ
کسی قوم کو جب تک وہی نہ بدل ڈالیں اپنے جیوں کی بات ف۱ اور یہ کہ اللہ سننے والا
عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ
جاننے والا ہے ف۱۔ جیسے دستور فرعون والوں کا ۵۶ اور جو ان سے پہلے تھے
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَا
کہ انہوں نے جھٹلائیں باتیں اپنے رب کی پھر ہلاک کر دیا ہم نے ان کو ان کے گناہوں پر اور ڈبو دیا ہم نے
اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ شَرَّ
فرعون والوں کو اور سارے ظالم تھے بد تر سب ۵۷
الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾
جانداروں میں اللہ کے ہاں وہ ہیں جو منکر ہوئے پھر وہ نہیں ایمان لائے
اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ
جن سے تو نے معاہدہ کیا ہے ان میں سے پھر وہ توڑتے ہیں اپنا عہد
فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
ہر بار اور وہ ڈر نہیں رکھتے ف۲ سو اگر کبھی تو پائے ان کو ۵۸

ای دأبھم کدأب اٰل فرعون۔ تخویف دنیوی ہے ۱۲ ای ذٰلک البیان لتستیقنوا ۱۲ تخویف دنیوی ۱۲ زجر ۱۲ ای عاہدت۔ خطاب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

موضح قرآن ف۱ اپنے جی کی بات بدلنی یعنی اعتقاد اور نیت جب تک نہ بدلئے تو اللہ کی بخشی نعمت چھینی نہیں جاتی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شکر را بکفران نعمت و طاعت را بمعصیت ۱۲ ف۲ یعنی تعریض است بقبائل یہود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بایشاں صلح کردہ بودند و ایشاں وقت بعد وقت غدر می نمودند

ھم قریظۃ فانھم نقضوا عھد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واعانوا علیہ المشرکین بالسلاح یوم بدر ثم قالوا اخطأنا فعاھدھم مرۃ اخرٰی فنقضوہ ایضاً یوم الخندق (کبیر ج ۴ ص ۵۵۵) **ف۵۸** یہ دوسرا قانون جنگ ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے۔ یعنی جو لوگ آپ کے ساتھ اس طرح بار بار عہد شکنی کر رہے ہیں اگر کبھی جنگ میں آپ کے بالمقابل آجائیں تو آپ انہیں ایسی سزائے سخت دیں کہ جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی خوفزدہ ہو جائیں یا ان کی آنے والی نسلیں بھی اس سے عبرت حاصل کریں اور آئندہ کبھی نقضِ عہد (عہد توڑنے) کی جرأت نہ کرسکیں۔ **ف۵۹** لیکن اگر کسی قوم نے ابھی تک صریح عہد شکنی نہیں کی لیکن آثار و قرائن سے آپ کو اندازہ ہو جائے کہ وہ عہد توڑنے والے ہیں تو آپ کو اجازت ہے کہ اگر مناسب سمجھیں تو ان کا عہد واپس کر دیں اور معاہدہ سے دست برداری کی ان کو اطلاع دے کر مناسب کارروائی کریں تاکہ معاہدہ کے بارے میں دونوں فریق علم و آگاہی میں برابر ہو جائیں اور کوئی فریق اندھیرے میں نہ رہے۔ **ف۶۰** تیسرا قانون جنگ برائے مومنین۔ یہاں مسلمانوں کو جنگی سامان کی تیاری کا حکم دیا گیا یعنی مسلمان ہر زمانہ کے مطابق دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے سامانِ جنگ تیار رکھیں جب تیر و تفنگ اور نیزہ و تلوار کا زمانہ تھا اس وقت ان ہتھیاروں کی تیاری اور ان کو استعمال کی ٹریننگ ضروری تھی۔ اب جبکہ مشین گن، توپ، ٹینک اور بمبار طیاروں کا زمانہ ہے اس وقت ان ہتھیاروں کا استحصال اور ان کے استعمال کی تربیت لازمی ہے۔ تاکہ اللہ کے دین اور مسلمانوں کے دشمن مرعوب رہیں یعنی سامان جنگ کی اس لئے ضرورت ہے کہ ظاہری اسباب کے لحاظ سے کافروں پر تمہاری طاقت کا رعب بیٹھ جائے باقی فتح و شکست کا مدار سامان کی کثرت و قلت پر نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ مِنْ قُوَّةٍ - قوت سے ہر وہ ہتھیار اور جنگی تدبیر مراد ہے جو جنگ میں ممد و معاون ہو سکے۔ ای من کل ما یتقوی بہ فی الحرب کائنا ما کان (روح ج ۱۰ ص ۲۴) **ف۶۱** مشرکین عرب تو مسلمانوں سے علانیہ برسرِ پیکار تھے اور ان کی دشمنی کوئی چھپی ہوئی چیز نہ تھی ان کے علاوہ منافقین اور یہود بنی قریظہ تھے جو در پردہ مسلمانوں کے دشمن تھے یا اس سے اہل فارس اور دیگر اقوام مراد ہیں جن سے بعد میں مسلمانوں کا مقابلہ ہونے والا تھا۔ د ھم الیھود او المنافقون او اھل فارس (مدارک ج ۲ ص ۹۴)

فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ
لڑائی میں تو ان کو ایسی سزا دے کہ دیکھ کر بھاگ جائیں ان کے پیچھے تاکہ ان
يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً
کو عبرت ہو اور اگر تجھ کو ڈر ہو ف۹ کسی قوم سے دغا کا
فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
تو پھینک دے ان کا عہد ان کی طرف ایسی طرح پر کہ ہو جاؤ تم اور وہ برابر بیشک اللہ کو خوش نہیں آتے
الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ ع وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
دغا باز ف۱ اور یہ نہ سمجھیں ف۶۰ کافر لوگ
سَبَقُوْا ۭ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ
کہ وہ بھاگ نکلے وہ ہرگز تھکا نہ سکیں گے ہم کو اور تیار کرو ان کی لڑائی کے واسطے ف۶۱
مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
جو کچھ جمع کر سکو ف۲ قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ
کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر اور دوسروں پر
دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا
ان کے سوا ف۶۲ جن کو تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے ف۳ اور جو کچھ تم خرچ
مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ
کرو گے اللہ کی راہ میں ف۶۳ وہ پورا ملے گا تم کو ف۴ اور تمہارا حق
لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ
نہ رہ جائے گا ف۲ اور اگر وہ جھکیں ف۶۴ صلح کی طرف تو تو بھی جھک اسی طرف ف۵ اور
تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٦١﴾ وَ
بھروسہ کر اللہ پر بیشک وہی ہے سننے والا جاننے والا ف۳ اور

ع ۷ / ۳

موضح قرآن ف۱ اگر ایک قوم نے کافروں سے صلح کی ہو پھر ان کی طرف سے دغا ہو چکی اب ان کو بے خبر مارئے اور جو دغا نہیں ہوئی لیکن اندیشہ ہے تو خبردار کر کے جواب دیجیے برابر کے برابر یعنی سرانجام لڑائی کا صلح سے پہلے کر سکتے سو اب بھی کر سکتے ہو اس میں کچھ بزدلی نہیں ۱۲۔ ف۲ حکم فرمایا کہ جہاد کا سرانجام جو ہو سکے زور فرمایا تیر اندازی کو اور ہتھیار کا کسب سیکھنا بھی داخل ہے اور گھوڑے پالنے میں جو خرچ ہو اس کی خوراک میں بلکہ اس کا فضلہ سب ترازو میں چڑھے گا قیامت کو فرمایا کہ یہ واسطے رعب کے ہے تاکہ نہ جانیں کہ فتح ہو گی اسباب سے فتح تو اللہ کی مدد سے اور وہ لوگ جن کو تم نہیں جانتے وہ منافق ہیں کہ ہر مسلمان کے پردے میں ہیں۔ ۱۲۔ ف۳ یعنی اگر دل میں دغا رکھیں گے اللہ کو معلوم ہے اس کی سزا دے گا۔ ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی ملامت نقض عہد بر شما لازم نیاید ۱۲ ف۲ یعنی استعمالِ آلاتِ جنگ مثل تیر انداختن ۱۲ ف۳ یعنی اہل نفاق ۱۲ ف۴ یعنی ثواب او ۱۲ ف۵ ایں امر برائے اباحت است ۱۲

۶۳ یہ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے ۱۲ ۶۴ یہ چوتھا قانونِ جہاد مخصوص با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - اگر مشرکین آپ کے ساتھ صلح کرنے کا ارادہ ظاہر کریں تو آپ بھی اگر اس میں مصلحت سمجھیں تو صلح کا ہاتھ آگے بڑھادیں - اور اللہ پر بھروسہ رکھیں وہ آپ کا حامی و ناصر ہے - جَنَحُوْا ای مالوا اور سلم کے معنی صلح کے ہیں اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جملہ ماقبل کے لئے علت ہے - وَاِنْ يُّرِيْدُوْا الخ صلح کی صورت میں مشرکین کی طرف سے دھوکے اور فریب کا اندیشہ ہو سکتا تھا کہ بظاہر وہ صلح کا ارادہ ظاہر کریں اور اس سے ان کا مقصد آپ کو جنگی تدبیروں سے غافل اور ان کے خطرے سے مطمئن کرنا ہو تو اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا کہ آپ اس کی فکر نہ کریں آپ کو اللہ کافی ہے - اگر ان کا ارادہ فریب دینے کا ہوگا تو اللہ آپ کو ان کے فریب سے محفوظ رکھے گا - جس اللہ نے اپنی مدد اور مہاجرین و انصار کے ذریعے آپ کی تائید فرمائی جب کہ سارا عرب آپ کا دشمن تھا وہ اب بھی آپ کی مدد کرے گا - وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ الخ عرب قوم کی عصبیت اور خاندانی رقابت ضرب المثل ہے لیکن اللہ نے اسلام کی برکت سے ان کے دلوں کو عصبیت و عداوت سے پاک و صاف کرکے ان کے دلوں میں باہمی محبت و الفت ڈال دی - اگر آپ ساری دنیا کی دولت خرچ کر ڈالتے تو بھی آپ ان کے دلوں میں یہ انقلاب بپا نہ کر سکتے لیکن اللہ نے ان کے دل بدل دیئے اور ان کی عداوت محبت میں تبدیل کردی - جو اللہ ایسا قادر و حکیم ہے وہ اس موقع پر بھی کوئی ایسی تدبیر کرے گا کہ آپ دشمن کے مکر و فریب سے محفوظ رہیں گے
۶۵ یہ پانچواں قانونِ جہاد ہے برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم - حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو اللہ کافی ہے - اللہ آپ کا حامی و ناصر اور کارساز ہے آپ ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں - اگر تم تعداد میں کم ہوگے تو بھی تمہیں دشمن پر فتح اور غلبہ عطا کروں گا - وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ حَسْبُكَ میں کاف ضمیر پر معطوف ہے یا بقول امام زجاج یہ مفعول معہ ہے یا یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے ای من اتبعك من المؤمنين كذلك ای حسبهم الله تعالیٰ - حاصل یہ ہے کہ آپ کو اور ایمان والوں کو تمام مہمات میں اللہ کافی ہے (روح، بحر، کبیر، مدارک) لفظ اللہ پر اس کو معطوف ماننا غلط ہے - کیونکہ کفایت کرنے والا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے - اور کوئی نہیں - علامہ ابن القیم نے زاد المعاد جلد اول میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے اور اس کا عطف لفظ اللہ پر بالکل غلط ثابت کیا ہے - ۶۶ عام مفسرین کا خیال ہے کہ یہ آیت اس سے بعد کی آیت یعنی اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ الخ سے منسوخ ہو چکی ہے - حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اگر حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ کو منسوخ مانا جائے تو یہ غلط ہے کیونکہ اس میں ترغیب الی الجہاد ہے جو بالاتفاق منسوخ نہیں اور اگر اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ

اِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ
اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دغا دیں تو تجھ کو کافی ہے اللہ
هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ۙ
اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا
وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا
اور الفت ڈالی ان کے دلوں میں اگر تو خرچ کر دیتا جو کچھ
فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
زمین میں ہے سارا نہ الفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾
لیکن اللہ نے الفت ڈالی ان میں بیشک وہ زور آور ہے حکمت والا
يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ
اے نبی کافی ہے تجھ کو اللہ ۶۵ اور جتنے تیرے ساتھ ہیں
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ حَرِّضِ
مسلمان ف اے نبی شوق دلا
الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ
مسلمانوں کو ۶۶ لڑائی کا اگر ہوں تم میں
عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ
بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر
يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ
ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافروں
كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ
کے اوپر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ اب

ع ۸

سرا قانون خاص جہاد برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ - حَسْبُكَ کے کاف پر معطوف ہے - لفظ حسب اور کافی اللہ ہی پر بولا جاتا ہے اور تائید کی نسبت مومنوں کی طرف بھی جا سکتی ہے ۱۲ - یہ منسوخ نہیں کیونکہ ترغیب الی القتال کا حکم اب بھی باقی ہے - اور ان یکن منکم عشرون الخ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوتا ۱۲

موضح قرآن ف۱ عرب کی قوم میں آگے ہمیشہ بیر رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا حضرت کے سبب سب متفق اور دوست بن گئے - ف۲ حضرت نے مدینہ میں آکر مسلمان شمار کروائے مرد قابل جنگ چھ سو ہوئے سب خوش ہوئے کہ اب ہم کو کس کافر کا ڈر ہے بعد اس کے یہ آیت اتری - ف۳ یعنی یقین نہیں رکھتے اللہ پر اور ثواب پر اور جس کو یقین ہے وہ موت پر دلیر ہے -

فتح الرحمٰن ف۱ چوں ایں آیت نازل شد واجب گشت ثبات بادہ چنداں از کفار لعد ازاں منسوخ شد لوجوب ثبات در مقابلہ دو چنداں ۱۲

عِشْرُوْنَ الخ کو منسوخ مانا جائے تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ خبر ہے اور خبر میں نسخ نہیں ہوتا بلکہ احکام میں ہوتا ہے البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلے بیس مسلمانوں پر دو سو کافروں سے جنگ کرنا فرض تھا اب اس آیت سے فرضیت منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں ۔شق ذٰلك علی المسلمین اذ فرض علیھم ان لا یفر واحد من عشرۃ فجاء التخفیف (روح ج ۱۰ ص ۳۲) ؁۶۵ چھٹا قانون جنگ برائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ جنگ بدر میں مشرکین کے ستر آدمی مسلمانوں نے قید کر لئے تھے ۔ ان قیدیوں کے بارے میں چونکہ اللہ کی طرف سے کوئی فیصلہ نازل نہیں ہوا تھا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رض نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کی اپنی قوم کے آدمی اور آپ کے رشتہ دار ہیں آپ ان کی جان بخشی فرما دیں ۔ ممکن ہے یہی اسلام قبول کر کے اسلام کے مددگار بن جائیں اور ان سے فدیہ کی جو رقم وصول کی جائے وہ آئندہ جہاد میں کام آئے گی ۔ لیکن حضرت عمر فاروق رض کا مشورہ تھا یا رسول اللہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ، آپ کو وطن سے نکالا اور آپ سے برسرپیکار رہے ۔ آپ ان کی گردنیں اڑا دیں ۔ اکثر صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی رائے سے متفق تھے ۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رجحانِ طبع بھی اسی طرف تھا ۔ چنانچہ فدیہ لیکر تمام قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ۔ اس پر اللہ کی طرف سے یہ عتاب نازل ہوا کہ کسی پیغمبر کو یہ نہیں چاہیئے کہ اس کے قبضہ میں مشرک محارب قیدی ہوں اور وہ انہیں قتل نہ کرے اور فدیہ لیکر چھوڑ دے ۔ ؁۶۸ خطاب صحابۂ کرام سے ہے ۔ یہ ان لوگوں کے لئے عتاب ہے جنہوں نے زیادہ تر مالی مفاد کے پیشِ نظر فدیہ لینے کا مشورہ دیا تھا ۔ ؁۶۹ چونکہ پہلے فدیہ لینے کی ممانعت کا اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے فرمایا کہ اگر لوح محفوظ میں یہ فیصلہ مکتوب نہ ہوتا کہ کسی معاملے کا حکم بیان کرنے سے پہلے اس میں مؤاخذہ نہیں ہوگا تو ان قیدیوں سے فدیہ لینے پر تمہیں سخت سزا دی جاتی ای ما کتب فی اللوح المحفوظ ان لا یؤاخذ قبل البیان والاعذار (مدارک ج ۲ ص ۸۵)

خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ

بوجھ ہلکا کر دیا اللہ نے تم پر سے اور جانا کہ تم میں سستی ہے

فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا

سو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں

مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا

دو سو پر اور اگر ہوں تم میں ہزار تو غالب ہوں

اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے ثابت قدم رہنے والوں کے ف۱

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى

نبی کو نہیں چاہیئے ؁۶۷ کہ اپنے ہاں رکھے قیدیوں کو جب تک

يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ

خوب خونریزی نہ کر لے ملک میں تم چاہتے ہو ؁۶۸ اسباب

الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

دنیا کا اور اللہ کے ہاں چاہیئے آخرت اور اللہ زور آور ہے

حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ

حکمت والا ف۲ اگر نہ ہوتی ایک بات جو لکھ چکا اللہ پہلے سے ؁۶۹ ف۱ تو تم کو پہنچتا

فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا

اس لینے میں بڑا عذاب ف۳ سو کھاؤ جو تم کو

غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

غنیمت میں ملا حلال ستھرا ؁۷۰ ف۲ اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ ہے

عع ۹ ۵

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّمَنْ

بخشنے والا مہربان ف۴ ف۳ اے نبی ؁۷۱ کہہ دے ان سے جو

موضح قرآن ف۱ اول کے مسلمان یقین میں کامل تھے ان پر حکم ہوا تھا کہ آپ سے دس برابر کافروں پر جہاد کریں پچھلے مسلمان ایک قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دو برابر جہاد کریں یہی حکم اب باقی ہے لیکن اگر دو سے زیادہ پر حملہ کریں تو بڑا اجر ہے ۔ حضرت کے وقت میں ہزار مسلمان اسّی ہزار سے لڑتے ہیں ۔ ف۲ بدر کی لڑائی ستر کافر پکڑے آئے حضرت نے مشورت پوچھا کہ ان کو کیا کریں ۔ اکثر مسلمانوں کی مرضی ہوئی کہ مال لیکر چھوڑ دیں اور بعضوں کی مرضی ہوئی کہ سب کو قتل کریں چنانچہ حضرت عمر اور سعد بن معاذ کی یہی مشورت ہوئی مال لیکر چھوڑ دیا تب یہ آیت عتاب کی اتری یعنی نبیوں کو جہاد سے مال سمیٹنا منظور نہیں بلکہ کافروں کی ضد توڑنی ۔ وہ بات اسی میں ہے کہ قتل کرے تاکہ اس کے خوف سے کفر کی ضد چھوڑ دیں ۔ ف۳ وہ بات یہ لکھ چکا کہ ان قیدی لوگوں میں بہتوں کی قسمت میں مسلمان ہونا تھا ۔ ف۴ یعنی ڈرتے رہو گے اور کچھ خطا بھی ہو جاوے گی تو بخشے گا اللہ ۔ قیدیوں کا حکم سن کر مسلمان ڈرے غنیمت سے بھی ۔ یہ ان کو تسلی فرمائی کہ وہ اللہ کی عطا ہے خوشی سے کھاؤ لیکن غنیمت کے واسطے جہاد نہ کرو ۔ مسئلہ حنفی کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کافر پکڑے آویں تو ان کو مال لیکر چھوڑنا روا نہیں نہ مفت چھوڑنا کہ پھر کافروں میں جا ملیں ۔ مگر روا ہے غلام کر رکھنا یا چھوڑ دینا کہ رعیت ہو کر ملک اسلام میں رہیں ۔ اور شافعی کے پاس وہ بھی روا ہے سورہ محمد میں فرمایا ہے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید صحابہ از اسیران بدر فدا گرفتند باجتہاد خویش و مرضی نزدیک خدا تعالیٰ قتل ایں جماعۃ بود لیکن چوں بنص صریح ممنوع نشدہ بودند عفو فرمود ایں آیت نازل شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی بعفو غیر منصوص ۱۲ ف۳ تعریض است بعباس بن عبد المطلب ۱۲

ٹکہ جب یہ عتاب کی آیتیں نازل ہوئیں تو مسلمان ڈر گئے کہ مال غنیمت کہ جس میں قیدیوں کا فدیہ بھی شامل ہے ہاتھ نہ لگائیں اور اپنے استعمال میں نہ لائیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ مال غنیمت اور جو فدیہ تم لے چکے ہو تمہارے لئے حلال وطیب ہے اسے استعمال کرو اور آئندہ کے لئے احتیاط رکھو جو ہو گیا وہ اللہ نے معاف کیا۔ ۱ٹکہ ساتواں قانون جہاد برائے پیغمبر علیہ السلام۔ بعض قیدیوں نے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ ان کے بارے میں حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان سے فرمادیں کہ اگر واقعی تم نے خلوص دل سے ایمان قبول کیا ہے تو غم نہ کرو جو فدیہ تم سے لے لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس سے بہتر دولت عطا فرمائے گا۔ دنیا میں اس کے عوض کئی گنا مال دیگا یا آخرت میں اس کا اجر دے گا۔

فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ
تمہارے ہاتھ میں ہیں قیدی اگر جانے گا اللہ
فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ
تمہارے دلوں میں کچھ نیکی تو دے گا تم کو بہتر اس سے جو تم سے چھن
مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٧٠﴾ وَ
گیا اور تم کو بخشے گا اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان اور
اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ
اگر چاہیں گے تجھ سے دغا کرنی سو وہ دغا کر چکے ہیں اللہ سے اس سے
قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾
پہلے پھر اس نے ان کو پکڑوا دیا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ٹ
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا
جو لوگ ایمان لائے ٹکہ اور گھر چھوڑا اور لڑے
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں اور
الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ
جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے
اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا
رفیق ہیں ف۱ اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑے
مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى
تو تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک
يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
وہ گھر نہ چھوڑ آویں اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں

۱ ای انابۃ ۱۲
۲ ای فامکنکم علیہم یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو ان
پر قدرت دی ۱۲
ترغیب الی الہجرۃ والجہاد ۱۲
ای الانصار مراد ہیں ۱۲

خَيْرًا اول سے ایمان وتصدیق یا انابت الی اللہ مراد ہے اور خَيْرًا ثانی مَالًا مقدر کی صفت ہے۔ اور اگر وہ خیانت کا ارادہ رکھتے ہوں یعنی فدیہ دیتے وقت انہوں نے آپ سے جو عہد کیا ہے کہ آئندہ آپ کے ساتھ جنگ نہیں کریں گے۔ اگر وہ اس عہد کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں تو آپ متفکر نہ ہوں وہ اس سے پہلے بھی اللہ سے بدعہدی کر چکے ہیں تو اللہ نے آپ کو ان پر مسلط کر دیا اور آپ کے ہاتھوں ان کو پکڑوا دیا۔ اب اگر وہ دوبارہ خیانت اور بدعہدی کریں تو اللہ تعالیٰ پھر ان کو آپ کے قبضے میں دیدے گا وہ بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ ٹکہ یہ ہجرت اور جہاد کی ترغیب ہے۔ یہاں مومنین کے تین فریقوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ فریق اول مہاجرین یعنی جنہوں نے اللہ کے دین کی خاطر اپنا وطن مکہ چھوڑا اور جہاد کیا۔ فریق ثانی انصار یعنی مدینہ کے اصل باشندے جو ہجرت سے قبل ایمان لا چکے تھے اور جنہوں نے مہاجرین کو رہائش کے لئے جگہ مہیا کی اور دامے درمے ان کی مدد کی۔ ان دونوں فریقوں یعنی مہاجرین وانصار کے درمیان حضور علیہ السلام نے بھائی چارہ قائم فرمادیا۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ یعنی مسلمانوں کی یہ دونوں جماعتیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق اور معاون و مددگار ہیں ان میں سے ایک کی صلح سب کی صلح اور ایک سے جنگ سب سے جنگ تصور ہوگی۔ ولایت سے ولایت نصرۃ وتعاون مراد ہے اس صورت میں یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں یا ولایت سے مراد عام ہے جو نصرت و وراثت دونوں کو شامل ہے۔ اس صورت میں یہ آیت اس سورت کی آخری آیت وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ سے منسوخ ہوگی۔ یعنی اب توارث کا مدار نسب پر ہوگا نہ کہ ہجرت پر۔ حضرت شیخ رح کے نزدیک پہلا معنیٰ راجح ہے۔ فریق ثالث مستضعفین یعنی وہ مسلمان جو بعض مجبوریوں کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی میں رہ گئے اور بادل ناخواستہ مشرکین کے ساتھ بدر میں آئے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا الخ سے ایسے مسلمانوں کا حکم بیان کیا گیا یعنی جو مسلمان اپنے وطن دار الحرب ہی میں رہے اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی اگر انہوں نے کافروں کے ساتھ صلح و جنگ کا معاہدہ کر لیا تو دار الاسلام کے مسلمان یعنی مہاجرین وانصار اس کے پابند نہیں ہوں گے۔ البتہ اگر دار الحرب کے مسلمان دینی کاموں میں کافروں کے مقابلہ میں دار الاسلام کے مسلمانوں سے مدد طلب کریں تو ان پر ان کی امداد کرنا لازم ہے بشرطیکہ جن کافروں کے مقابلے میں مدد طلب کی گئی

موضح قرآن ف پہلے دغا کر چکے ہیں اللہ سے یعنی کفر وانکار اس کے حکم کا یا فرمایا ہو بعضے ہاشمیوں کو کہ ابو طالب کی زندگی میں سب عہد کر کر متفق ہوئے تھے حضرت کی مدد پر اور اب کافروں کی طرف ہو کر آئے اور یہ وعدہ تحقیق ہوا ان میں جو مسلمان ہوئے حق تعالیٰ نے ان کو بیشمار دولت بخشی اور جو نہ ہوئے وہ خراب ہو کر تباہ ہوئے۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مہاجران وانصار بایکدیگر باید کہ نصرت دہند و مواخات کنند ۱۲

ان کے اور دارالاسلام کے آزاد مسلمانوں کے درمیان کوئی معاہدہ نہ ہو۔ ۳ے جس طرح مہاجرین والصار باہم ایک دوسرے کے رفیق اور معاون ہیں۔ اسی طرح کفار بھی باہم ایک دوسرے کے رفیق ومعاون اور باہم دیگر وارث ہیں۔ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ ضمیر منصوب سے امور مذکورہ مراد ہیں۔ یعنی کافر، کافر کا رفیق ہوگا۔ مسلمان کا رفیق نہیں بن سکتا۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اس لئے دارالحرب کے مسلمانوں کو ہجرت کرکے دارالاسلام کے مسلمانوں سے جا ملنا چاہیئے۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اس کا نتیجہ شرک کی ترقی اور فساد عظیم کی شکل میں رونما ہوگا۔ کیونکہ دارالحرب میں رہ کر کمزور مسلمان اپنا ایمان محفوظ نہیں رکھ سکیں گے اور نہ ان کا مال وجان خطرے سے بالا ہوگا نہ ان کی عزت وآبرو۔ نیز جب تک مسلمانوں کی طاقت ایک مرکز پر مجتمع نہیں ہوگی اس وقت تک کفر وشرک کا زور نہیں ٹوٹے گا۔ ای ان لا تفعلوا ما امرتکم به من تواصل المسلمین وتولی بعضہم بعضًا ...... تحصل فتنة فی الارض ومفسدة عظیمة لان المسلمین ما لم یصیروا یدا واحدة علی الشرک کان الشرک ظاهرا والفساد زائدا (مدارک ج ۲ ص ۸۹) ۵ے یہ مہاجرین اور انصار کے لئے بشارت اخروی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اور انصار کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے اور ان کی کئی خوبیاں گنائی ہیں مہاجرین کی ہجرت اور ان کے جنگ وقتال کو فی سبیل اللہ اور محض رضائے الٰہی کے لئے ہونے کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا اور دونوں فریق کے بارے میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا نازل کرکے اعلان فرمادیا کہ مہاجرین والصار نہایت سچے اور مخلص مؤمن تھے۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ سے ان کے مغفور الذنب اور جنتی ہونے کی تصدیق فرمادی

فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ
تو تم کو لازم ہے ان کی مدد کرنی مگر مقابلہ میں ان لوگوں کے کہ ان میں اور
بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾
تم میں عہد ہو اور اللہ جو تم کرتے ہو اس کو دیکھتا ہے ف
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ
اور جو لوگ کافر ہیں ۳ے وہ ایک دوسرے کے رفیق ہیں
اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ
اگر تم یوں نہ کروگے تو فتنہ پھیلے گا ملک میں اور بڑی خرابی
كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ
ہوگی ف۲ اور جو لوگ ایمان ۵ے لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور
جٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ
لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی اور
نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ
ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان ان کے لئے
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بخشش ہے اور روزی عزت کی ف۳ اور جو ایمان لائے
مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ
اس کے بعد ۶ے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے تمہارے ساتھ ہوکر سو وہ لوگ بھی
مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ
تمہی میں ہیں ف۴ اور رشتہ دار ۷ے آپس میں حقدار زیادہ ہیں ایک دوسرے کے
فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾ ع
اللہ کے حکم میں ف۵ تحقیق اللہ ہر چیز سے خبردار ہے ۸ے ف۶

ع ۱۰ ۲

۱ے مومنین کے مقابلے میں کفار کا ذکر ہے ۱۲ ۲ے اگر ایمان کے بعد ہجرت نہ کی ۱۲ ۳ے بشارت ۱۲ ۴ے یعنی جو مسلمان ہجرت کرکے آئے ہیں ۵ے مہاجرین اور مہاجرین اولوا الارحام ہیں ۶ے مومنین کی دو قسمیں ہیں مہاجرین اور غیر مہاجرین اور مہاجرین کی بھی دو قسمیں ہیں ۷ے اولوا الارحام اور غیر اولوا الارحام اور غیر مہاجرین کی بھی دو قسمیں۔ ایک وہ جو ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جن سے مہاجرین کا میثاق ہے دوم وہ جو غیر معاہد کفار میں رہتے ہیں ۱۲

مُوضحِ قرآن ف۱ حضرت کے اصحاب دو فرقے تھے مہاجر وانصار، مہاجر گھر چھوڑنے والے اور انصار جگہ دینے والے اور مدد کرنے والے یعنی جتنے مسلمان حضرت کے ساتھ حاضر ہیں ان سب کی صلح وجنگ ایک ہے ایک کا موافق سب کا موافق ایک کا مخالف سب کا مخالف اور جو مسلمان اپنے ملک میں ہیں جہاں کافر کا زور ہے ان کی صلح وجنگ میں یہاں والے شریک نہیں۔ اگر ان کے صلحی ان سے لڑے تو یہ مدد نہ کریں اگر ان کے صلحی پر قابو پاویں تو درگذر نہ کریں اور اگر اجنبی ان پر ظلم کرے اور مدد چاہیں تو مدد کرے ۱۲ ف۲ یعنی کافر آپس میں ایک ہیں تمہاری دشمنی سے جہاں پاویں گے ضعیف مسلمانوں کو ستادیں گے سو تم مسلمانوں کو سنا دو کہ جو ہمارے پاس ہو اس کا ذمہ ہمارا ہے اور جو اپنے گھر رہے وہ جس طرح جانے سمجھ لے ۱۲ ف۳ یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سردار کے ساتھ والے مسلمان اعلیٰ ہیں گھر بیٹھنے والوں سے آخرت میں ان کو بخشش ہے زیادہ اور دنیا میں روزی با عزت یعنی غنیمت اور فئے حق ان کا ہے ۱۲ ف۴ یعنی مہاجرین میں جتنے ملتے جاویں گے سب شریک ہیں اور ناتے والا اگرچہ پیچھے مسلمان ہوا یا ہجرت کرکے آیا پہلے ناتے والے مسلمان مہاجر کا حق دار ہے یعنی میراث وہی لے گا اگرچہ رفاقت قدیم اوروں سے ہے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی کارسازی را بایکدیگر ۱۲ ف۲ یعنی صلہ وتوارث میان اہل قرابت کہ اصحاب فروض وعصبات اند لازم است واللہ اعلم ۱۲

۵۷ اور جو لوگ ہجرت اولیٰ کے بعد مسلمان ہوئے اور پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مہاجرین اولین اور انصار سے جا ملے وہ بھی صلح و جنگ کے احکام میں ان کے ساتھ شریک ہوں گے۔ ان کے تاخر سے ان احکام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اگرچہ شرف و فضیلت میں مہاجرین اولین اور انصار سابقین ان سے ممتاز ہیں۔ والمراد ان المراد بھم الذین ھاجروا بعد الھجرۃ الاولیٰ (روح ج ۱۰ ص ۳۹)

۷۶ جو مسلمان دار الحرب میں رہ گئے اور پہلے ہجرت نہ کر سکے ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین کے درمیان اختلاف دارین کی وجہ سے وراثت کا سلسلہ منقطع تھا لیکن جب وہ ہجرت کر کے ان سے جا ملے تو وہ صلح و جنگ کے احکام کے علاوہ وراثت میں بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں گے اور ان کے اور ان کے رشتہ دار مہاجرین میں توارث جاری ہو جائیگا۔

۷۷ بے شک اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے وہ اپنے بندوں پر جس طرح چاہتا ہے احکام نافذ کرتا ہے۔ آخری رکوع میں لوگوں کی چار قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ تین قسمیں مومنوں کی یعنی (۱) مہاجرین (۲) انصار (۳) جو مومنین مجبوراً ہجرت نہ کر سکے اور (۴) کفار۔ قسم الناس اربعۃ اقسام قسم اٰمنوا وھاجروا وقسم اٰمنوا ونصروا وقسم اٰمنوا ولم یھاجروا وقسم کفروا ولم یؤمنوا (مدارک ج ۲ ص ۸۵)

سُورۃ انفال کی خصوصیات

اور

اس میں آیات توحید

(۱) كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (ع ۱) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ ـــــ تا ـــــ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ نفی علم غیب از غیر اللہ۔

(۳) اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (ع ۱) اللہ ہی ناصر و مددگار اور کارساز ہے اور کوئی نہیں۔

(۴) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (ع ۲) ولی کی کرامت اور نبی کا معجزہ درحقیقت اللہ کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے۔ کرامت اور معجزہ ولی اور نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

(۵) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ (ع ۴) اس میں سے مزامیر کی ممانعت نکلتی ہے۔

(۶) وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ (ع ۵) نفی علم غیب از صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

(۷) وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ (ع ۸) نفی علم غیب از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸) هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ـــــ تا ـــــ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (ع ۸) متصرف کارساز اور مسبب الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

(۹) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (ع ۸) ہر معاملہ اور ہر مہم میں اللہ تعالیٰ ہی کفایت کرنیوالا ہے اور کوئی نہیں۔ وہی سب کا کارساز ہے۔

سورۂ توبہ ۹

ربط سورۂ انفال میں مشرکین سے جہاد کرنے کا اجمالاً حکم دیا گیا اور قوانین جہاد کی تعلیم دی گئی۔ نیز حکم صادر کیا گیا کہ اگر جہاد میں مسلمانوں کی فتح ہو جائے تو جو مالِ غنیمت ہاتھ آئے اس کی تقسیم اللہ کے حکم کے مطابق کریں۔ اور اس میں نزاع و اختلاف نہ کریں۔ مالِ غنیمت کے مصارف کی بھی تفصیل کی گئی۔ سورۂ توبہ میں اعلان جہاد کا اعادہ کیا گیا۔ اور تفصیل سے بتایا کہ کن کن لوگوں سے جہاد کرنا ہے۔ یعنی جو لوگ غیر اللہ کی نذریں دیتے اور غیر اللہ کے لئے تحریمیں کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام، بزرگانِ دین کو متصرف و کارساز سمجھتے ہیں۔ اور اللہ کی تحریمات کو باقی نہیں رکھتے۔ ان کے ساتھ اعلانِ جنگ کر دو۔ سورۂ انفال میں بھی اگرچہ قتال کا حکم بالاجمال موجود ہے مگر وہاں مقصود قوانین جنگ اور مصارف غنیمت کا بیان ہے۔ اور سورۂ توبہ میں مقصود اعلانِ جنگ کا حکم ہے۔ اس لئے اس مضمون یعنی قتال فی سبیل اللہ کو اس میں تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ یہ تو سورۂ توبہ کا ماقبل سے معنوی ربط ہے۔ اسمی ربط یہ ہے کہ مشرکین سے اعلان جنگ کر دو اور فتح کے بعد حاصل ہونے والے انفال کو اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم کر لیکن فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ (ع ۲) اگر وہ شرک سے توبہ کر لیں اسلام لے آئیں اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے لگیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔ پھر ان سے جہاد مت کرو۔

خلاصہ: سورۂ توبہ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ ابتداء سے لے کر رکوع ۵ کے آخر تک لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ تک ہے اور دوسرا حصہ رکوع ۶ کی ابتداء یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَکُمْ اِذَا قِیْلَ لَکُمُ انْفِرُوْا الخ سے لے کر لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ (ع ۱۵) تک ہے اور یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ سے آخر سورت تک مضامین سورت کا اعادہ ہے۔ پہلے حصے میں بدعہدی کرنیوالے مشرکین سے اعلانِ برات، مشرکین کے ساتھ اعلان جنگ، مشرکین سے جنگ کرنے کے بارے میں شبہات کا جواب جو ان کے ساتھ قتال کرنے کے موانع تھے اور مشرکین سے قتال کرنے کے اسباب و وجوہ مذکور ہیں۔ اور دوسرے حصے میں منافقین پر زجریں اور مومنین کے لئے ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے کے آخر میں مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ سے فرمایا مشرکین سے جہاد جاری رکھو۔ اور تمہارے جو متعلقین حالت کفر میں مر چکے ہیں یا جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے ان کے لئے دعائے مغفرت بھی مت کرو اگرچہ وہ نہایت قریبی رشتہ دار ہوں۔

پہلا حصہ

پہلے حصے کی ابتداء میں بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ میں بدعہدی کرنے والے مشرکین سے اعلانِ برات ہے یعنی جن مشرکین سے تمہارا معاہدہ تھا مگر انہوں نے معاہدہ توڑ دیا تم بھی معاہدے سے اعلان برات کر دو اور سارے ملک میں اس اعلان کی چار ماہ تک خوب اشاعت کرو اور پھر حج کے موقع پر بھی اس اعلان کو دہراؤ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ الخ سے ان مشرکین کو مستثنٰی کر دیا گیا جنہوں نے اپنا عہد نہیں توڑا اور تمہارے خلاف دشمن کی مدد نہیں کی ان سے اپنا عہد قائم رکھو اور میعاد معاہدہ کے اختتام تک ان سے تعرض مت کرو۔ جب اشہر حرم گذر جائیں تو عہد توڑنے والے مشرکین جہاں کہیں بھی مل جائیں انہیں قتل کر ڈالو وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ سے پناہ مانگنے والے مشرکین کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ کَیْفَ یَکُوْنُ لِلْمُشْرِکِیْنَ عَهْدٌ الخ (ع ۲) یہ مانع اول کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ ان مشرکین سے تو معاہدہ کیا گیا ہے ان سے جہاد کیونکر جائز ہے۔ جواب دیا گیا کہ جب انہوں نے عہد توڑ دیا تو اب مانع باقی نہ رہا۔ اب ان سے جہاد کرو۔ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا الخ (ع ۳) یہ مانع دوم کا جواب ہے۔ مانع دوم یہ تھا کہ مشرکین تو بڑے نیک کام کر رہے ہیں۔ بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لے رہے ہیں اور حاجیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ فرمایا کفر و شرک کی حالت میں اعمال صالحہ کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ اعمال رائیگاں ہیں۔ اعمال کی قبولیت کا مدار ایمان پر ہے اور وہ ایمان سے خالی ہیں۔ اس کے بعد اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا الخ میں مہاجرین اور مجاہدین کے لئے بشارت اخروی ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الخ (ع ۳) یہ تیسرے مانع کا جواب ہے یعنی مشرکین سے تو قریبی رشتہ داریاں ہیں ان سے جنگ کرنے سے قطع رحمی ہوگی۔ فرمایا اگر اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ کے مقابلے میں تمہیں رشتہ داریاں اور مالی منافع زیادہ عزیز ہیں تو پھر تم بھی اللہ کے عذاب کا انتظار کرو۔ اس کے بعد لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ الخ (ع ۴) بشارت دنیوی ہے۔ وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً الخ یہ چوتھے مانع کا جواب ہے۔ یعنی اگر مشرکین سے جہاد کی صورت میں کاروبار تباہ ہونے اور مالی پریشانیوں کا اندیشہ ہو تو اس کی پرواہ نہ کرو۔ اللہ تمہیں فراخی سے دولت عطا فرمائے گا۔ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ یہاں سورۂ انفال کے دعوے کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کن لوگوں کے ساتھ قتال کرنا ہے اور ان لوگوں سے قتال کے اسباب و وجوہ کیا ہیں یعنی جو لوگ اللہ کی توحید اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہیں لاتے اور غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھ کر ان کے لئے تحریمیں کرتے اور نذریں دیتے ہیں اور اللہ کی تحریمات کو باقی نہیں رکھتے ان سے جہاد کرو وہ خواہ مشرکین عرب ہوں یا یہود اور نصاریٰ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یہ قتال کی پہلی وجہ ہے۔ یعنی اللہ پر، اللہ کے رسول پر اور قیامت پر ان کا ایمان نہیں۔

دوسری وجہ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وہ محرمات الٰہیہ مثلاً غیر اللہ کی نذر و نیاز کو حرام نہیں سمجھتے۔ تیسری وجہ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ (ع ۵) یہود حضرت عزیر کو اور عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نائب متصرف سمجھتے ہیں۔ چوتھی وجہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا الخ انہوں نے اپنے مولویوں، پیروں، گدی نشینوں اور حضرت مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا کارساز بنا رکھا ہے۔ پانچویں وجہ قتال یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ الخ یہود و نصاریٰ کے بہت سے علماء اور پیر و فقیر لوگوں کو اللہ کی راہ (راہِ توحید) سے روکتے اور ناجائز

ہتھکنڈوں سے لوگوں کا مال بٹورتے ہیں۔ چھٹی وجہ قتال اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا الخ اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر کی اور ان میں سے چار مہینوں کو قابلِ احترام ٹھہرایا مگر ان مشرکین نے ان میں اپنی طرف سے رد و بدل کر دیا وہ عزت والے مہینوں میں جنگ و قتال کر کے ان کی جگہ دوسرے مہینوں کو عزت والے قرار دے کر ان میں جنگ نہ کرتے۔ جن مشرکین نے اشہرِ حرم کا احترام باقی نہیں رکھا ان سے بھی قتال کرو۔

دوسرا حصّہ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ الخ (ع ۶) بیان دعوےٰ کے بعد مومنوں کے لئے ترغیب الی القتال، منافقین اور ان مومنوں کے لئے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے زجر و توبیخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں سے ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک ترغیب الی القتال ہے۔ دوسرے حصے میں صحابہ کرام کی تین اور منافقین کی چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ کی تین جماعتیں (۱) وہ مہاجرین و انصار جو جان و دل سے جنگ تبوک میں شریک ہوئے اور جہاد کیا۔ آیات ذیل میں ان کے فضائل اور ان کے لئے بشارتیں مذکور ہیں۔ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ — تا — ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (ع ۹)، لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ — تا — ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (ع ۱۱) وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ (ع ۱۲) — تا — ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (ع ۱۳) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ — تا — وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (ع ۱۴) لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ — تا — اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

(۲) وہ پانچ صحابہ کرام جو مخلص مومن تھے مگر جہاد میں شریک نہ ہوئے۔ انہوں نے اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا اور گڑگڑا کر توبہ کی۔ اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ — تا — هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (ع ۱۳) میں ان کا ذکر ہے۔

(۳) وہ تین صحابہ جو قدیم الایمان اور نہایت مخلص تھے اور سستی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی عذر نہیں تراشا۔ بلکہ اپنا قصور صاف صاف بیان کر دیا ان کو بطور تادیب پچاس دن کی ڈھیل دی اور اس کے بعد ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ان کا ذکر ان دو آیتوں میں ہے۔ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ (ع ۱۳) اور وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا — تا — اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (ع ۱۴)

منافقین کی حسب ذیل چار جماعتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۱) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی جہاد سے واپسی پر جھوٹے بہانے تراشنا شروع کئے۔ حسب ذیل مقامات میں ان کے احوال و قبائح مذکور ہیں۔ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا (ع ۶) — تا — اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ (ع ۸) فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ع ۱۱) — تا — فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ (ع ۱۱)، وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ (ع ۱۲) — تا — وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ (ع ۱۲)

(۲) وہ منافقین جو جہاد میں شریک نہ ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے کے لئے "مسجد ضرار" تعمیر کی۔ ان کا ذکر وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا (ع ۱۳) — تا — وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ (ع ۱۳) میں ہے۔

(۳) وہ منافقین جو ازراہِ نفاق جہاد میں شریک ہوئے مگر راستہ میں مسلمانوں کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کرتے رہے۔ ان کا ذکر وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ — تا — كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ (ع ۸) میں ہے۔

(۴) وہ منافقین جنہوں نے حضور علیہ السلام کی جنگ تبوک سے واپسی پر آپ کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو ان کی ناپاک سازش کی اطلاع دے دی۔ ان کا ذکر یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا — تا — مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (ع ۱۰) میں کیا گیا ہے۔ اس حصے میں ثعلبہ منافق کا واقعہ بھی مذکور ہے جس نے حضور علیہ السلام سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا تھا مگر عہد پر قائم نہ رہا۔ اس کا واقعہ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ الخ (ع ۱۰) میں مذکور ہے۔

سورت کے آخری رکوع میں سورت کے تمام مضامین کا بالاجمال اعادہ کیا گیا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ الخ میں حکم قتال کا اعادہ ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ میں ترغیب اتباع رسول کا اعادہ ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ میں مسئلہ توحید کا بیان ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا۔

حصّہ اوّل سورۂ برأت کا پہلا حصہ جو ابتداء سے لیکر رکوع ۵ کے آخر یعنی وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ تک ہے۔ اس میں تین امور مذکور ہیں (۱) اعلان برأت از مشرکین (۲) جہاد کے چار موانع کا جواب اور (۳) مشرکین سے جہاد کرنے کے وجوہ۔

ف۲ سورۂ برات سے پہلے بسم اللہ نہیں لکھی گئی اسکی مختلف وجوہ ذکر کی گئی ہیں، اقرب الی الصواب یہ ہے کہ اس سورت سے پہلے بسم اللہ نازل ہی نہیں ہوئی تھی کیونکہ بسم اللہ امان ہے اور سورۂ توبہ قتال کا حکم لیکر نازل ہوئی جیسا کہ حضرت علیؓ محمد بن حنفیہ اور سفیان بن عیینہ سے منقول ہے۔ عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ من ان البسملۃ امان وبراءۃ نزلت بالسیف ومثلہ عن محمد بن الحنفیۃ وسفیان بن عیینۃ ومرجع ذلک الی انہا لم تنزل فی ہٰذہ السورۃ کاخواتہا لما ذکر (روح ص۴۲ ج۱۰)

مسلمانوں کا مشرکین سے معاہدہ تھا مگر مشرکین اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور انہوں نے عہد توڑ ڈالا البتہ بنی ضمرہ اور بنی کنانہ اپنے عہد پر قائم رہے۔ قریش اور ان کے حلیف قبیلہ بنی بکر نے مسلمانوں کے حلیف بنی خزاعہ پر ظالمانہ حملہ کر کے ان کو نقصان پہنچایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ عہد شکن مشرکین سے معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کر دیں اور ان کو چار ماہ کی مہلت دیدیں تاکہ اس دوران میں وہ یا تو وطن سے نکل جائیں یا اسلام قبول کر لیں یا پھر جنگ کیلئے تیار ہو جائیں۔ یہ حکم شوال ۹ھ میں نازل ہوا تھا۔ اور چار مہینوں سے شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم مراد ہیں۔ اعلان برات کے بارے میں فرمایا کہ سارے ملک میں برات کا عام اعلان کر دو اور برات نامے لکھ کر ملک میں پھیلا دو تاکہ سب کو برات کا علم ہو جائے وَاَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ اَنَّکُمْ کی ضمیر منصوب پر معطوف ہے۔ ف۳ یعنی حج کے دن بھی برات کا اعلان کر دو کیونکہ حج کے موقع پر دور دراز کے لوگ آتے ہیں تاکہ جسے پہلے علم نہیں ہو سکا اسے بھی علم ہو جائے مگر موسم حج میں اعلان برات کے ساتھ چار ماہ کا ذکر نہیں کیا کیونکہ چار ماہ کا شمار تو ابتدائے نزول آیت سے ہوگا اور موسم حج تک دو ماہ گذر چکے ہوں گے۔ ف۴ اس سے وہ مشرکین مراد ہیں جو اپنے عہد پر قائم رہے اور مسلمانوں کے خلاف دشمن کی مدد نہیں کی یعنی بنی ضمرہ اور بنی کنانہ (روح) فرمایا ان کو مدت عہد گذرنے تک کچھ نہ کہو۔

سُوْرَۃُ التَّوْبَۃِ مَدَنِیَّۃٌ وَّہِیَ مِائَۃٌ وَّتِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتَّۃَ عَشَرَ رُکُوْعًا

سورۂ توبہ ف۱ مدینہ میں اتری اور اس کی ایک سو آیتیں اور سولہ رکوع ہیں ط

بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی الَّذِیْنَ عٰہَدْتُّمْ

صاف جواب ف۲ ہے اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی ان مشرکوں کو جن سے تمہارا

مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝۱ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَۃَ

عہد ہوا تھا سو پھر لو اس ملک میں چار

اَشْہُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ ۙ وَاَنَّ

مہینے اور جان لو کہ تم نہ تھکا سکو گے اللہ کو اور یہ کہ

اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ ۝۲ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ

اللہ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو اور سنا دینا ہے اللہ ف۳ کی طرف سے اور اسکے رسول

اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ

کی طرف سے لوگوں کو دن بڑے حج کے کہ اللہ الگ ہے

الْمُشْرِکِیْنَ ۙ وَرَسُوْلُہٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَہُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ۚ

مشرکوں سے اور اس کا رسول سو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے

وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ ؕ

اور اگر نہ مانو تو جان لو کہ تم ہرگز نہ تھکا سکو گے اللہ کو

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۳ اِلَّا الَّذِیْنَ

اور خوشخبری سنا دے کافروں کو عذاب دردناک کی ف۴ مگر جن سے

عٰہَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا

مشرکوں سے تم نے عہد کیا تھا پھر انہوں نے کچھ قصور نہ کیا تمہارے ساتھ

وَّلَمْ یُظَاہِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَیْہِمْ عَہْدَہُمْ

اور مدد نہ کی تمہارے مقابلہ میں کسی کی سو ان سے پورا کر دو ان کا عہد

موضح قرآن ف۱ یہ سورت برات ہے حضرت نے بیان نہیں فرمایا کہ یہ جدا سورت ہے اور سورت میں کی آیتیں ہیں سورۃ کا نشان تھا بسم اللہ نازل ہوتی اس واسطے اس پر بسم اللہ نہیں اور کسی سورۃ میں داخل بھی نہیں۔ ف۲ چھٹے برس حضرت کو مکہ کے لوگوں سے صلح ہوئی تھی اور بھی کئی فرقوں سے جو اِنَّا فَتَحْنَا میں بیان ہے اور عرب کی بہت قوموں سے صلح تھی جب کہ مکہ فتح ہوا اس سے بعد ایک برس حکم نازل ہوا کہ کسی مشرک سے صلح نہ رکھو اور یہ باب حج کے دن یعنی عید قربان کو سب حج کے قافلوں میں پکار دو کہ سب کو خبر پہنچے اور صلح کا جواب دیکر چار مہینے فرصت دو کہ اس میں خواہ لڑائی کا سرانجام کریں یا وطن چھوڑ جاویں یا مسلمان ہوں۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ سال نہم حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم علی مرتضیٰ را در موسم حج فرستاد تا عہود مشرکان را برانداز د الا چہار ماہ فرصت داد تا در امر خود تامل کنند مگر دو فرقہ بنو ضمرہ و بنو کنانہ کہ خیانت در عہد نکردہ بودند پس خدائے تعالیٰ عہد ایشاں را تا میعاد آں مقرر داشت و تا ندا کنند کہ بعد ازیں ہیچ مشرک حج نیاید و ہیچ برہنہ طواف کعبہ نکند و اوائل سورت برات برایشاں خواندہ ۱۲

ف۵ یعنی ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم گذر جائیں تو مشرکین جہاں کہیں ملیں ان کو قتل کر ڈالو یا انہیں پکڑ کر محصور کر لو اور انہیں پکڑنے کے لئے ہر مناسب کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ جاؤ۔ فَاِنْ تَابُوْا الخ مشرکین اگر گرفتار یا محصور ہونے کے بعد کفر و شرک سے توبہ کر لیں اور ایمان لا کر احکام اسلام کی بجا آوری کا عہد کر لیں تو انہیں رہا کر دو۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ جو شخص شرک و کفر سے توبہ کر کے سچے دل سے اسلام قبول کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے گذشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ یعنی

اِلٰی مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ ④ فَاِذَا
ان کے وعدہ تک بے شک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے پھر جب
انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ
گذر جائیں ف۵ مہینے پناہ کے ف۱ تو مارو مشرکوں کو
حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ
جہاں پاؤ اور پکڑو اور گھیرو
وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
اور بیٹھو ہر جگہ تاک میں پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم رکھیں
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ ؕ
نماز اور دیا کریں زکوٰۃ تو چھوڑ دو ان کا رستہ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ⑤ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ
بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان ف۲ اور اگر کوئی ف۶
الْمُشْرِكِیْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ
مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ وہ سن لے
كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ
کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اس کو اس کی امن کی جگہ یہ اس واسطے کہ وہ لوگ
لَّا یَعْلَمُوْنَ ⑥ كَیْفَ یَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِیْنَ عَهْدٌ
علم نہیں رکھتے ف۳ ف۷ کیونکر ہووے مشرکوں کے لئے عہد
عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ
اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک مگر جن لوگوں سے تم نے عہد کیا تھا
عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ
مسجد حرام کے پاس ف۳ سو جب تک وہ تم سے سیدھے رہیں

ع ۱/۷

ف۱ مراد ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم ہیں۔ رجب نہیں ۱۲

ف۲ یہ چار موانع میں سے مانع اول کا جواب ۱۲

ف۳ مراد بنی ضمرہ اور بنی کنانہ ہیں ۱۲

لمن تاب ورجع من الشرك الی الایمان ومن المعصیة الی الطاعة (خازن ج ۳ ص۵) یغفر لهم ما قد سلف ویثیبهم بایمانهم وطاعتهم (روح ج ۱۰ ص۵۲) ف۶ اشہر حرم یا مدت عہد گذر جانے کے بعد اگر کوئی مشرک آپ سے امن کا طالب ہو اور آپ کے قرب و جوار میں رہنے کا متمنی ہو تو آپ اسے امان دے دیں اور اپنے پاس رہنے دیں تاکہ اسے براہِ راست آپ کی زبان سے اللہ کا کلام سننے کا موقع مل جائے اور وہ آپ کی دعوت کو سمجھ سکے۔ اس کے بعد اسے اس کے گھر یا کسی ایسی جگہ پہنچا دیں جہاں اسے کسی قسم کا ڈر اور خطرہ نہ ہو۔ ۱۲ ف۷ یہاں سے موانع قتال کے جواب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ یعنی ایسے چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے جو مشرکین سے جہاد کرنے کی راہ میں حائل ہو سکتے تھے۔ یہ پہلے مانع کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ مشرکین سے تو مسلمانوں نے معاہدہ کر رکھا ہے پھر ان سے قتال کیونکر جائز ہو سکتا ہے تو فرمایا کہ جن مشرکین نے اپنا عہد توڑ دیا اور مسلمانوں کے خلاف دشمن کو مدد دی اللہ اور رسول کے نزدیک ان کا عہد کیونکر باقی رہ سکتا ہے ان کے نقضِ عہد کی وجہ سے معاہدہ ختم ہو گیا اس لئے نبذ عہد کا اعلان کر کے اور چار ماہ کی مہلت دیکر ان سے ڈٹ کر قتال کرو۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ الخ البتہ وہ مشرکین جو اپنے عہد پر قائم ہیں جب تک وہ عہد پر قائم رہیں ان سے اپنا عہد باقی رکھو اور ان سے کسی قسم کا تعرض مت کرو۔ اس سے مراد وہی بنی کنانہ اور بنی ضمرہ ہیں۔

موضح قرآن ف۱ جن سے وعدہ ٹھہر گیا تھا اور ان سے دغا نہ دیکھی ان کی صلح قائم رہی اور جن سے وعدہ کچھ نہ تھا ان کو فرصت ملی چار مہینے کی اور حضرت نے فرمایا دل کی خبر اللہ کو ہے ظاہر میں جو مسلمان ہو وہ سب کے برابر امان میں ہے اور ظاہر مسلمانی کی حد ٹھہرائی ایمان اور کفر سے توبہ کرنا اور نماز اور زکوٰۃ اسی واسطے جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے یا زکوٰۃ موقوف کرے تو اس سے امان اٹھ گئی۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کے منکروں کو برابر کافروں کے قتل فرمایا۔ ف۲ یعنی اتنی امان کا مضائقہ نہیں کہ کچھ پوچھنا سنا چاہے سو سن لے پھر بھی جہاں وہ نڈر ہو وہاں تک پہنچا دینا بعد اس کے سب کافروں کے برابر ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی آں چہار ماہ کہ ایشاں را فرصت دادہ بودند۔ ۱۲ ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با کفار قریش صلح کردہ بودند و ایشاں در مقام عذر آمدہ بر کشتن خلفائے آنحضرت اعانت نمودند و ایں صورت سبب فتح مکہ شد خدائے تعالیٰ برائے تبلیغ بر غزوہ فتح آیات فرستاد ۱۲ ف۳ یعنی قریش کہ در حدیبیہ با ایشاں صلح واقع شدہ بود۔ ۱۲

ﮦ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ کی علت ہے یہاں مشرکین کے خبث باطن اور فساد نیت کو ظاہر فرمایا کہ ان سے وفاء عہد کیونکہ ہو سکتا ہے اگر انہیں کبھی تم پر غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ نہ تمہاری رشتہ داری کا پاس و لحاظ کریں گے اور نہ اپنے عہد و پیمان کا ان کی چکنی چپڑی باتوں پر مت اعتماد کرو۔ ان کا باطن خبیث اور ناپاک ہے۔ **ﮧ** ثَمَنًا قَلِيْلًا سے شہوات و اہواء نفسانیہ مراد ہیں اور اشتراء، استبدال سے کنایہ ہے یعنی وہ اللہ کی آیتوں کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کی بجائے خواہشات نفسانیہ اور شہوات حیوانیہ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ يعنى انهم اعتاضوا عن اتباع آيات الله بما التهوا به من امور الدنيا الخسيسة۔ (ابن کثیر ج ۲ ص ۳۳۹) وهو اهواءهم وشهواتهم التى اتبعوها (روح ج ۱۰ ص ۵۶)

ﮨ خواہشات و شہوات کے اتباع میں ایسے اندھے ہیں کہ کسی مومن سے تعلق قرابت اور عہد کا پاس نہیں کرتے فَاِنْ تَابُوْا الخ ہاں اگر وہ صدق دل سے اسلام قبول کر لیں اور اسلامی احکام کے پابند ہو جائیں تو پھر وہ تمہارے بھائی بند ہیں اور ان کے حقوق تمہارے برابر ہیں۔ اب ان کا مال و جان محفوظ ہے۔ ان سے کسی قسم کا تعرض مت کرو

ﮩ نَكَثُوْا کی ضمیر سے اگر بنو کنانہ اور بنو ضمرہ مراد ہوں جو عہد پر قائم تھے تو اِنْ اپنے معنی موضوع لہ پر ہوگا اور اگر اس سے عہد توڑنے والے مشرکین مراد ہوں تو اِنْ بمعنی اِذَا ہوگا کیونکہ اس صورت میں نقض عہد مشکوک نہیں تھا بلکہ یقیناً واقع ہو چکا تھا اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا الخ دوسری توجیہ کا مؤید ہے۔

فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷﴾

تم ان سے سیدھے رہو بے شک اللہ کو پسند ہیں احتیاط والے ﮧ

كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ

کیونکر رہے صلح اور اگر وہ تم پر قابو پائیں تو نہ لحاظ کریں تمہاری

اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى

قرابت کا اور نہ عہد کا تم کو راضی کر دیتے ہیں اپنے منہ کی بات سے اور ان کے

قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸﴾ اِشْتَرَوْا

دل نہیں مانتے اور اکثر ان میں بد عہد ہیں بیچ ڈالے انہوں نے ﮨ

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ

اللہ کے حکم تھوڑی قیمت پر پھر روکا اس کے رستہ سے

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹﴾ لَا يَرْقُبُوْنَ

برے کام ہیں جو وہ لوگ کرتے ہیں نہیں لحاظ کرتے ﮩ

فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کسی مسلمان کے حق میں قرابت کا نہ عہد کا اور وہی ہیں

الْمُعْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ

زیادتی پر سو اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ

اور دیتے رہیں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں حکم شریعت میں ﮪ اور ہم کھول کر بیان

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ

کرتے ہیں حکموں کو جاننے والے لوگوں کے واسطے اور اگر وہ توڑ دیں ﮫ اپنی قسمیں

مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا

عہد کرنے کے بعد اور عیب لگائیں تمہارے دین میں تو لڑو

اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اس سے مراد رؤساء کفر اور پیشوایان شرک ہیں جو اطراف مکہ کے باشندے تھے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکالنے میں مشرکین مکہ کو مدد دی تھی یعنی قبل از فتح مکہ اس سے مدینہ کے یہود مراد لینا صحیح نہیں۔ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ ای لا عهد لهم یعنی ان کے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ان سے

موضح قرآن ﮨ صلح والے تین قسم فرمائے ایک جن سے مدت نہیں ٹھہری ان کو جواب دیا مگر جو مکے کی صلح میں شامل تھے جب تک وے دغا نہ کریں۔ یہ ادب ہے مکے کا اور تیسرے جن سے مدت ٹھہری اور صلح قائم رہی لیکن آخر سب مشرک عرب ایمان لے آئے ۱۲ ﮩ یعنی یہ جو فرمایا کہ بھائی ہیں حکم شرع میں اسی سے سمجھ لیں کہ جو شخص قرآن سے معلوم ہو کہ ظاہری مسلمان ہے دل سے یقین نہیں رکھتا اس کو حکم ظاہری میں مسلمان گنیں مگر معتمد اور دوست نہ پکڑیں۔

فتح الرحمٰن ﮧ یعنی تابع شہوات نفس شدند و ایمان را ترک کردند ۱۲

اَئِمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ
کفر کے سرداروں سے بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں تاکہ وہ
يَنْتَهُوْنَ ⑫ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ
باز آئیں ف۱ کیا نہیں لڑتے ایسے ۱۳ لوگوں سے جو توڑیں اپنی قسمیں
وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ
اور فکر میں رہیں کہ رسول کو نکال دیں اور انہوں نے پہلے چھیڑ
اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ
کی تم سے کیا ان سے ڈرتے ہو سو اللہ کا ڈر چاہیئے
تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑬ قَاتِلُوْهُمْ
تم کو زیادہ اگر تم ایمان رکھتے ہو لڑو ان سے ۱۳
يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ
تا عذاب دے اللہ ان کو تمہارے ہاتھوں اور رسوا کرے اور تم کو ان پر
عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ⑭ وَ
غالب کرے اور ٹھنڈے کرے دل مسلمان لوگوں کے اور
يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ
نکالے ان کے دل کی جلن اور اللہ توبہ نصیب کرے گا جس
يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑮ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ
کو چاہے گا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے کیا تم یہ گمان کرتے ہو ۱۴ ف۱ کہ
تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ
چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی معلوم نہیں کیا اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد
وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَ
کیا ہے اور نہیں پکڑا انہوں نے سوا اللہ کے اور اس کے رسول کے اور

۱۲ یہ ترغیب الی القتال ہے اور استفہام انکاری ہے۔ اور ساتھ تین وجوہ کا ذکر کر دیا گیا جو ان سے قتال کی موجب ہیں۔ اوّل نَكَثُوْۤا اَيْمَانَهُمْ کہ انہوں نے عہد شکنی کی ہے۔ دوم هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کی کوشش کی سوم وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اور انہوں نے تمہارے ساتھ جنگ کی ابتدا کی لہٰذا ان سے ضرور قتال کرو کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ جنگ کی صورت میں تمہیں مشرکین کے ہاتھوں نقصان پہنچے گا۔؟ اس کی پرواہ مت کرو بلکہ اللہ سے ڈرو اور اس کے حکم کی خلاف ورزی مت کرو۔ خالص اور پختہ ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نافع و ضار نہ سمجھو فان مقتضی ایمان المؤمن الذی یتحقق انہ لاضار ولا نافع الا اللہ تعالیٰ ولا یقدر احد علیٰ مضرۃ ولا نفع الا بمشیتہ ان لا یخاف الا من اللہ تعالیٰ (روح ج ۱۰ ص ۶۱)

۱۳ مذکورہ بالا تین وجوہ قتال میں سے ایک بھی ان سے قتال کا باعث بننے کے لیے کافی ہے چہ جائیکہ تینوں وجوہ موجود ہوں لہٰذا ان مشرکین سے قتال کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ان کو رسوا کرے گا اور ان کے مقابلے میں تمہاری مدد فرمائے گا۔ جس طرح جن مومنوں کو ان کے ہاتھوں تکلیفیں پہنچی تھیں وہ خوش ہوں گے اور ان کے دلوں کی جلن دور ہو جائے گی۔ **۱۴** یہ زجر ہے۔ خطاب مومنین سے ہے یا منافقوں سے جنہیں قتال کا حکم ناگوار محسوس ہوا۔ وَلِيْجَةً رازدار دوست۔

موضح قرآن ف۱ اگر ثابت ہو ایک کا فریب تیا ہے ہمارے دین کو وہ ذمی نہ رہا۔ ۱۲

فتح الرحمٰن یعنی تکلیف جہاد نشود۔ ۱۲

۱۵ یہ قتال کے مانع ثانی کا جواب ہے۔ مانع یہ تھا کہ مشرکین بیت اللہ کی تعمیر اور اس قسم کے دوسرے نیک اعمال بجالاتے ہیں لہٰذا ان سے قتال کیونکر روا ہے۔ فرمایا مشرکین کا کوئی عمل قبول نہیں۔ کفر و شرک کی حالت میں ان کے تمام نیک اعمال ضائع اور رائیگاں ہیں۔ لہٰذا ان کے دوسرے شر انگیز اعمال کی وجہ سے ان سے جہاد لازم ہے۔ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ الخ بیت اللہ کی تعمیر اور دوسرے اعمال صالحہ صرف انہی لوگوں سے قبول کئے جاتے ہیں جو شرک سے توبہ کریں۔ خدائے واحد پر اور آخرت پر ایمان لائیں اور تمام اعمال شریعت کے مطابق بجالائیں وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ اور صرف اللہ سے ڈرے اور معبودانِ باطلہ سے نہ ڈرے جس طرح مشرکین ڈرتے ہیں۔ کانوا یخشون الاصنام ویرجونها فارید نفی تلك الخشية عنهم (مدارک ج ۲ ص ۹۲) ۱۶ خطاب مشرکین سے ہے یعنی ایک وہ شخص ہے جو دل و جان سے ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور ایک وہ ہے جو بحالت شرک حاجیوں کو پانی پلاتا اور بیت اللہ کی تعمیر کرتا ہے یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ مومن کے تمام اعمال عند اللہ مقبول ہیں اور مشرک کے تمام اعمال مردود اور رائیگاں ہیں۔ ۱۷ یہ ان صحابۂ کرام کے لئے بشارت اخروی ہے جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں تن من دھن سے جہاد کیا ان کے حسب ذیل فضائل بیان کئے گئے۔ (۱) وہ غیر مہاجرین اور غیر مجاہدین مومنوں سے افضل ہیں۔ (۲) وہ آخرت میں کامیاب اور بامراد ہیں گے۔ (۳) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ (۴) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنات نعیم کا فیصلہ فرما دیا ہے جن کی ہر نعمت دائمی اور لازوال ہوگی اور وہ کبھی ابدالآباد ان میں رہیں گے۔ ۱۸ یہ مانع ثالث کا جواب ہے یعنی مشرکین سے جہاد کرنے میں یہ خیال ہرگز حائل نہ ہونا چاہیئے کہ ان میں تمہارے قریبی اور عزیز ترین رشتہ دار موجود ہیں۔ یاد رکھو اگر تمہارے ماں باپ اور تمہارے بھائی اور دیگر اعزہ ایمان کے مقابلے میں کفر و شرک کو ترجیح دیتے اور پسند کرتے ہیں تو تم ان

رکوع ۸ ع

لَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

مسلمانوں کے کسی کو بھیدی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کر رہے ہو

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ

مشرکین کا کام نہیں ۱۵ کہ آباد کریں اللہ کی مسجدیں

شٰهِدِيْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ

اور تسلیم کر رہے ہوں اپنے اوپر کفر کو وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ښ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

خراب گئے ان کے عمل اور آگ میں رہیں گے وہ ہمیشہ ۱۵

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

وہی آباد کرتا ہے مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت

الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا

کے دن پر اور قائم کیا نماز کو اور دیتا رہا زکوٰۃ اور نہ ڈرا سوائے

اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

اللہ کے کسی سے سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۗجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کیا تم نے کر دیا ۱۶ حاجیوں کا پانی پلانا اور مسجد حرام کا بسانا

كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ

برابر اس کے جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور لڑا

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي

اللہ کی راہ میں یہ برابر نہیں ہیں اللہ کے نزدیک اور اللہ رستہ نہیں دیتا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ

ظالم لوگوں کو جو ایمان لائے ۱۷ اور گھر چھوڑ آئے اور

وقف لازم

۱۵ مانع ثانی کا جواب یعنی ان سے قتال کیونکر کریں یہ تو نیک عمل کرتے ہیں ۱۲

۱۶ خطاب مشرکین کو ہے ۱۲

۱۷ بشارت ۱۲

فتح الرحمٰن ۱۶ تعریض است بجواب مفاخرت قریش بعمارت مسجد حرام ۱۲

جَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ
لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے
اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾
ان کے لئے بڑا درجہ ہے اللہ کے ہاں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں
يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ
خوشخبری دیتا ہے ان کو پروردگار ان کا اپنی طرف سے مہربانی کی اور رضامندی کی اور باغوں کی
لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ
کہ جن میں ان کو آرام ہے ہمیشہ کا رہا کریں ان میں مدام بے شک
اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے ف۱ ف۲ اے ایمان والو ف۱۸
لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ
مت پکڑو اپنے باپوں کو اور بھائیوں کو رفیق اگر
اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
وہ عزیز رکھیں کفر کو ایمان سے اور جو تم میں ان کی رفاقت
مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ اِنْ كَانَ
کرے سو وہی لوگ ہیں گنہگار ف۲ تو کہہ دے اگر ف۱۹
اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَ
تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور
عَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے بند ہونے
كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے

ف۱ ربع ثالث کا ۱۲

ف۱ ای النابغۃ ۱۲ وآخر آیۃ من ثمرۃ العظیم ۱۲ الکفر افراد ۱۲

سے ہرگز دوستی نہ رکھو۔ ان سے محبت وشفقت کا رشتہ توڑ لو اور اللہ کے دین کو سربلند کرنے کیلئے ان سے جہاد کرو۔ ف۱۹ یہ زجر ہے یعنی اگر ماں باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور دیگر رشتہ دار، مال و دولت، کاروبار اور مکانات تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر اللہ کے عذاب کیلئے تیار ہو جاؤ۔ یہ پہلے حکم لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے تہدید و تخویف ہے فَتَرَبَّصُوْا۔ وھٰذا امر تھدید وتخویف (خازن ج ۳ ص۵۳)، (حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ) الحسن بعقوبۃ اٰجلۃ او عاجلۃ (قرطبی ج ۸ ص۹۶)

موضح قرآن ف۱ اوپر سے نیچے تک پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس پر کہ گفتگو ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں۔ حضرت عباس نے آخر کو ہجرت کی ہے کہا حضرت علی نے اگر تم اوّل ہجرت کرتے تو جہاد میں حاضر ہوتے اور مرتبہ بلند پاتے جیسے ہم نے پائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم بھی خدا کے کام میں تھے یعنی خدمت حاجیوں کی اور آبادی مسجد الحرام کی سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کام ان کے برابر نہیں اور مشرکوں کی خدمت قبول نہیں کوئی مسلمان خدمت کرے تو قبول ہے۔

فائدہ ان آیتوں سے سمجھ کر حضرت نے مکہ سے کافروں کو نکال دیا ہمیشہ کو حکم ہوا کہ مکہ میں کافر نہ جاویں اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کر دیئے اور اس سے یہ نکلتا ہے کہ پیغمبر کی قرابت سے عمل کا درجہ بڑا ہے کہ حضرت عباس قرابت میں قریب تھے اور حضرت علی عمل میں زیادہ۔ ف۲ یعنی بعضے شخص دل سے مسلمان ہیں لیکن برادری سے توڑ نہیں سکتے کہ ظاہر مسلمان ہو جاویں ان کا حال یہاں سے سمجھو۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ بعد غزوہ فتح در ترغیب بر جہاد مشرکین و اہلِ کتاب نازل شدہ ۱۲

وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ

اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو یہاں تک کہ بھیجے

اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ۔ ف۱

ع ۳ ۸ ۹

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ

مدد کر چکا ہے اللہ تمہاری ف۲ بہت میدانوں میں اور حنین کے دن

اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـــًٔا وَّ

جب خوش ہوئے تم اپنی کثرت پر پھر وہ کچھ کام نہ آئی تمہارے اور

ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ

اور تنگ ہو گئی تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے پھر ہٹ گئے تم

مُّدْبِرِيْنَ ۝ ٢٥ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ

پیٹھ دیکر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر

وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ

اور ایمان والوں پر اور اتاریں فوجیں کہ جن کو تم نے نہیں دیکھا اور

عَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ٢٦

عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے منکروں کی

ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

پھر توبہ نصیب کریگا ف۳ اللہ اس کے بعد جس کو چاہے ف۴

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ٢٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۵ اے ایمان والو

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

مشرک ف۶ جو ہیں سو پلید ہیں سو نزدیک نہ آنے پائیں مسجد الحرام کے

منزل ۲

بشارت

۱۲ اس سے تمام حرم مراد ہے یعنی مسجد حرم و ما یتعلق بہا کیونکہ مطلب یہ ہے کہ ان کو حج نہ کرنے دو۔ تا ئید ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد

ف۲ خطاب ایمان والوں سے ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے مومنین پر اپنے انعام نصرت کا اظہار فرمایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے بہت سے مواقع پر دشمن کے مقابلے میں تمہاری مدد کی اور تمہیں فتح عطا فرمائی اس لئے تم کسی وقت بھی مشرکین سے قتال کرنے سے ہمت مت ہارو اللہ تمہارا حامی و مددگار ہے خطاب للمؤمنين خاصة و امتنان عليهم بالنصر على الاعداء التي يترك لها الغيور احب الاشياء اليه (روح ج ۱۰ ص ۲۷) حنین مکہ اور طائف کے درمیان مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ایک وادی کا نام ہے۔ یہاں فتح مکہ کے بعد ہوازن، ثقیف وغیرہ قبائل مشرکین سے مسلمانوں کی جنگ ہوئی تھی مشرکین چار ہزار تھے اور مسلمان بارہ ہزار بعض مسلمانوں نے اپنی کثرت تعداد سے خوش ہو کر کہہ دیا کہ آج ہم قلت عدد کی وجہ سے تو مغلوب نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ایک مسلمان کثرت عدد پر ناز کرے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ پر اعتماد و توکل کی گرفت اس کے دل و دماغ پر سے ڈھیلی ہو جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے محض تنبیہ کے طور پر مسلمانوں کی فتح کو شکست سے بدل دیا۔ حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ پہلے کفار کو شکست ہوئی اور بہت سا مال اور ساز و سامان چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔ یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی اموال غنیمت جمع کرنے لگ گئے۔ اس موقع پر ہوازن کا تیز انداز دستہ جو پہاڑیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا یکایک وہاں سے نکلا اور مسلمانوں پر دھاوا بول دیا اور چاروں طرف سے اس قدر تیر برسائے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع چند رفقاء دشمن کے مقابلہ میں باقی رہ گئے۔ حضرت ابوبکر، عمر، علی، عباس، ابوسفیان بن حارث، عبداللہ بن مسعود، جعفر بن ابی سفیان، ربیعہ بن حارث، فضل ابن عباس، اسامہ بن زید، ایمن بن عبید رضی اللہ عنہم تقریباً سو یا اسی نفر ثابت قدم رہے جو پہاڑوں سے زیادہ مضبوط اور مستحکم نظر آتے تھے۔ مولانا عثمانی فرماتے ہیں "یہ خاص موقع تھا جبکہ دنیا نے پیغمبرانہ صداقت و توکل اور معجزانہ شجاعت کا ایک محیر العقول نظارہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ آپ سفید خچر پر سوار تھے۔ حضرت عباس ایک رکاب اور ابوسفیان ابن الحارث دوسری رکاب تھامے ہوئے ہیں۔ چار ہزار کا مسلح لشکر پورے جوش انتقام میں ٹوٹا پڑتا ہے۔ ہر چہار طرف سے تیروں کا مینہ برس رہا ہے۔ ساتھی منتشر ہو چکے ہیں مگر رفیق اعلیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ ربانی تائید اور آسمانی سکینہ کی غیر مرئی بارش آپ پر اور آپ کے گنے چنے رفیقوں پر ہو رہی ہے جس کا اثر آخر کار بھاگنے والوں تک پہنچتا ہے۔ جدھر سے ہوازن اور ثقیف کا سیلاب بڑھ رہا ہے آپ کی سواری کا منہ اس وقت بھی اسی طرف ہے اور ادھر ہی آگے بڑھنے کے لئے خچر کو مہمیز کر رہے ہیں۔ دل سے خدا کی طرف لو لگی ہے اور زبان پر نہایت استغناء و اطمینان کے ساتھ انا النبی لا کذب ٭ انا ابن عبدالمطلب جاری ہے یعنی بیشک میں سچا نبی ہوں اور عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اسی حالت میں آپ نے صحابہ کو

موضح قرآن ف۱ آخر حکم بھیجا کہ اس ملک سے کافر باہر ہوں تب اکثر کافر مسلمان ہوئے ۱۲ ف۲ فتح مکہ کے بعد حضرت نے سنا کہ مکہ اور طائف کے بیچ کافر جمع ہیں لڑائی کو۔ حضرت ان پر چلے دس ہزار مسلمان ساتھ تھے اول سے اور دو ہزار مل گئے مکہ سے پہاڑوں کے بیچ گذار فوج کا تنگی سے تھا کم کم گذرنے لگے قوم ہوازن گرد میں چھپے تھے جب مکہ والے گذرنے لگے وے ان پر آ گرے یہ الٹے بھاگے۔ حضرت کے ساتھ والے بھی بکھر گئے۔ حضرت پیادے ہو کر جنگ کو مستعد ہوئے۔ حضرت عباس نے بلند آواز سے پکارا انصار کو اس آواز پر مہاجر و انصار پہنچے تب لڑائی ہوئی اور اللہ نے فتح دی۔ اول کسی مسلمان نے کہا تھا کہ ہم تھوڑوں کو بہت جگہ فتح ملی ہے اب تو ہم ہیں دس ہزار حق تعالیٰ نے ادب دیا تا اسباب پر نظر نہ رکھیں پھر ان کافروں

فتح الرحمٰن ف۱ در غزوہ حنین شکست گونہ بمسلمانان رو دادہ بود و بعد ازاں خدا تعالیٰ نصرت داد بجہت تذکیر نعمت ایں آیات فرستاد ۱۲ ف۲ یعنی توفیق اسلام دہد ہر کرا خواہد از کافران ۱۲

بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ

اس برس کے بعد ف١ اور اگر تم ڈرتے ٢٣ ہو فقر سے ف٢ تو آئندہ

يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

غنی کردے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا

حَكِيْمٌ ﴿٢٨﴾ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا

حکمت والا ہے ٢٤ ف٣ لڑو ان لوگوں سے جو ٢٥ ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور نہ

بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

آخرت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہیں اس کو جس کو حرام کیا اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور نہ قبول کرتے ہیں دین سچا ان لوگوں میں سے جو کہ اہل کتاب ہیں

حَتّٰي يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٢٩﴾ ع ٥ ١٠ وَ

یہاں تک کہ وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر ف٣ اور

قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ

یہود نے کہا کہ ٢٥ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح

ابْنُ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ

اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں کہتے ہیں اپنے منہ سے ف٣ ریس کرنے لگے اگلے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ڗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٣٠﴾ النصف

کافروں کی بات کی ف٤ ہلاک کرے ان کو اللہ کہاں سے پھیرے جاتے ہیں ف٥

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

ٹھہرا لیا اپنے ٢٦ عالموں اور درویشوں کو خدا اللہ کو چھوڑ کر

وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا

اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی اور ان کو حکم ٢٧ یہی ہوا تھا کہ بندگی کریں

آواز دی الیٰ عباد اللہ الیٰ انا رسول اللہ خدا کے بندو ادھر آؤ۔ یہاں آؤ کہ میں خدا کا رسول ہوں (تفسیر عثمانی) اس کے بعد حضور علیہ السلام کی ہدایت پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے صحابہ کو آواز دی جسے اللہ نے ہر ایک کے کان تک پہنچا دیا پھر کیا تھا تمام صحابہ فوراً میدان کی طرف واپس لوٹ پڑے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی کمک نازل فرمادی اور مسلمانوں کے دلوں سے خوف و ہراس کو محو کرکے انہیں سکون و اطمینان عطا فرمایا ان کی تقویت اور ہمت افزائی فرمائی اور مسلمانوں نے پلٹ کر مشرکین کے لشکر پر ایسا بھرپور حملہ کیا کہ آن واحد میں وہ مغلوب و مقہور ہو گئے۔ کچھ مقتول ہوئے کچھ اسیر ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی امداد فرمائی۔ ٢١ چنانچہ مشرکین کی فوج کے جو سپاہی قید ہوئے یا قتل سے بچ گئے تھے ان میں سے اکثریت کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور وہ مسلمان ہو کر دین اسلام کے سچے اور مخلص خادم بن گئے۔ یعنی فیهديه الى الاسلام كما فعل بمن بقى من هوازن حيث اسلموا وقدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم تائبين فمن عليهم واطلق سبيهم (خازن ج ٣ ص٦٣) ٢٢ جب کفر کی قوت ٹوٹ گئی اور سارا عرب اسلام کے زیر نگیں آ گیا تو مکہ مکرمہ کو اسلامی حکومت کا مرکز قرار دیدیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ آئندہ سال سے کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہ ہونے پائے اور انہیں حج کرنے کا بھی موقع نہ دیا جائے اَلْمَسْجِدَ الْحَرَامَ سے مسجد حرام اور ما یتعلق بہ یعنی حدود حرم مراد ہیں۔ جیسا کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ میں ہے کیونکہ معراج حضرت ام ہانی کے گھر سے ہوا تھا فلا يحجوا ولا يعتمروا كما كانوا يفعلون في الجاهلية (مدارک ج ٢ ص٩٣) وقال عطاء المراد بالمسجد الحرام الحرم وان على المسلمين ان لا يمكنوهم من دخوله (بحر ج ٥ ص٢٨) اصل مقصد مشرکین کو حج و عمرہ کرنے سے روکنا ہے اور حج کے بہت سے احکام مسجد حرام سے باہر ادا ہوتے ہیں مثلاً سعی بین الصفا والمروہ اور وقوف عرفات وغیرہ۔ اس لئے مسجد حرام سے حدود حرم مراد ہیں۔ ٢٣ یہ مانع رابع کا جواب ہے۔ نبذ عہد اور امر قتال کے بعد یہ حکم بھی آ گیا کہ آئندہ کے لئے کوئی مشرک حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکیگا۔ موسم حج میں مشرکین اموال تجارت لاتے تھے جس سے مسلمانوں کو بھی نفع پہنچتا تھا۔ غلہ اور دیگر

موضح قرآن ف١ مسجد الحرام میں مشرک کو جانا منع ہے بلکہ سارے حرم میں اور مسجد میں معاف ہے۔ اور پلیدی ان کے دل میں ہے بدن پر نہیں اور فقر سے ڈرتے ہو یعنی آمد و رفت موقوف ہوگی مشرکوں کی تو معاملات سوداگری بند ہوں گے سو اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمان کر دیا سب کاروبار جاری ہوا۔ ف٢ پہلے حکم ہوا مشرکوں سے لڑو ملک سے نکالو اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑائی کا کہ یہ بھی دین حق سے منکر ہیں اور اللہ کو اور آخرت کو جیسا چاہیے نہیں مانتے لیکن ان سے جزیہ قبول رکھا بشرطیکہ ادنیٰ اعلیٰ سب ذلیل ہو کر جزیہ دیا کریں باقی عرب کے مشرکوں سے جزیہ ہرگز قبول نہیں اور جہاں کے مشرک سے حنفی پاس قبول ہے۔ جزیہ ہر مہینے پانچ آنے یا دس یا سوا روپیہ موافق حال اور ذلیل رہنا یہ کہ سواری میں لباس میں راہ چلنے میں ہتھیار باندھنے میں مسلمانوں کی برابری نہ کریں۔ ف٣ یعنی اہل کتاب ہو کر مشرکوں کی ریس کرنے لگے۔

٢٣ یہ مانع رابع کا جواب ہے۔ مانع رابع کا ازالہ ٢٤ دفع کے بعد دعوی سورۃ انفال و توبہ علی سبیل التفصیل اور قتال کرنے کی مجبوری ١٣٥ ٣ قتال کی وجہ اول یعنی اللہ کے سوا غیروں کو متصرف فی الامور سمجھتے ہیں یعنی شرک اعتقادی کرتے ہیں ٢٥ قتال کی وجہ ثانی یعنی غیر اللہ کی نیازیں دیتے اور کھاتے ہیں ٢٥ دین حق قبول نہیں کرتے ٢٦ قتال کی تیسری وجہ یعنی حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ کو متصرف جانتے ہیں ٢٧ قتال کی چوتھی وجہ فی الامور سمجھتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے علاوہ مولویوں اور پیروں کو بھی متصرف سمجھتے ہیں

فتح الرحمٰن ف١ یعنی بسبب انقطاع سوداگران ١٢ ف٢ خدائے تعالیٰ در باب جہاد اہل کتاب دگرفتن جزیہ از ایشاں می فرماید ١٢ ف٣ یعنی اصلی ندارد ١٢ ف٤ یعنی مشرکاں کہ ملائکہ را بنات اللہ میگویند ١٢ ف٥ یعنی از راہ صواب ١٢

سامان ضرورت ان کو اسی ذریعہ سے حاصل ہوتا تھا۔ ان تمام امور کی وجہ سے مسلمانوں کو تشویش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس بات کی پرواہ نہ کرو تمہاری یہ ساری ضرورتیں میں دیگر ذرائع سے مہیا کردوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کئی طرح سے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ بارش برسا کر مدینہ منورہ کی زمینوں کو پہلے سے زیادہ زرخیز بنا دیا۔ اہل نجد، قبالہ اور جرش کو اسلام کی توفیق دی۔ اور وہ غلہ اور دیگر ضرورت کی اشیا، مختلف علاقوں اور ملکوں سے درآمد کرنے لگے۔ اور فتوحات سے اموالِ غنیمت کی صورت میں دولت و ثروت کے دروازے ان پر کھول دیئے۔ وقد انجز اللّٰہ تعالیٰ وعدہ بان ارسل السماء علیھم مدرارا ووفق اھل نجد وقبالۃ وجرش فاسلموا وحملوا الیھم الطعام وما یحتاجون

اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾

ایک معبود کی کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا وہ پاک ہے ان کے شریک بتلانے سے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ

چاہتے ہیں ۲۴ کہ بجھا دیں روشنی اللہ کی اپنے منہ سے ف۱ اور

يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٣٢﴾

اللہ نہ رہے گا بدوں پورا کئے اپنی روشنی کے اور پڑے برا مانیں کافر ف۲

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر تاکہ اس کو غلبہ دے

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ يٰٓاَيُّهَا

ہر دین پر اور پڑے برا مانیں مشرک ف۳ اے ۲۵

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ

ایمان والو بہت سے عالم اور درویش اہل

لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ

کتاب کے کھاتے ہیں مال لوگوں کے ناحق اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ

اللہ کی راہ سے اور جو لوگ گاڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور

الْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں ف۴ سو ان کو خوشخبری سنا دے

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٣٤﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

عذاب دردناک کی ف۵ جس دن کہ آگ دہکائیں گے ف۳ اس مال پر دوزخ کی

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ

پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں

۲۴ تمثیل ہے نور اللہ کی توحید
۲۵ قتال کی پانچ وجوہ
وجہ
۲۶ یعنی غیر اللہ کی نذر و نیاز کھاتے اور اللہ کی توحید سے روکتے ہیں
۲۷ علماء اور درویش
ہیں قسم اکم
۲۸ جاہ مال

الیہ فی معاشھم ثم فتح علیھم البلاد والغنائم وتوجہ الیھم الناس من کل فج عمیق (روح ج ۱۰ ص ۷۷) **۲۴** سورۂ انفال وتوبہ کا دعویٰ علیٰ سبیل التفصیل یہاں قتال کرنے کا حکم فرمایا اور تفصیل سے یہ بھی بتا دیا کہ کن لوگوں سے جہاد کرنا ہے اور ان سے جہاد و قتال کی وجوہ کیا ہیں۔

وجوہ قتال

وجہ اول لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وہ اللہ کی توحید پر ایمان نہیں لاتے اور غیر اللہ کو متصرف و کارساز سمجھتے ہیں۔ ان کی خاطر خود ساختہ تحریمیں کرتے اور ان کی خوشنودی کے لئے نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ وجہ ثانی وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حرام نہیں سمجھتے اور اس کی تحریمات کو قائم نہیں رکھتے۔ مثلاً غیر اللہ کی نذریں نیازیں کھاتے ہیں۔ **۲۵** قتال کی وجہ ثالث۔ ابن اللہ سے یہاں نسبی اور جسمانی بیٹا مراد نہیں بلکہ مراد نائب متصرف ہے۔ قال ابن عطیۃ ویقال ان بعضھم یعتقدھا بنوۃ حنو و رحمۃ (قرطبی ج ۸ ص ۱۱۷) یعنی وہ اللہ کو اس قدر پیارے ہیں کہ اس نے ان کو اختیار دے رکھے ہیں۔ یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نائب متصرف اور کارساز سمجھتے ہیں۔ يُضَاهِئُوْنَ ای یشابھون۔ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ سے ان کے آباء و اجداد مراد ہیں جن سے ان کو یہ کفریہ عقیدہ اور قول ورثہ میں ملا۔ **۲۶** قتال کی وجہ رابع۔ احبار علماء اہل کتاب۔ رھبان تارک الدنیا صوفی مراد روحانی پیشوا اور سجادہ نشین۔ یہود و نصاریٰ اپنے علماء اور پیروں فقیروں کو متصرف و کارساز سمجھ کر ان کو پکارتے اور ان کے آگے سجدے کرتے تھے۔ اور ان کو تحلیل و تحریم کے مختار مانتے تھے۔ کانوا یسجدون لھم کما یسجدون للہ والسجود لا یکون الا للہ فاطلق علیھم ذلك مجازا (بحر ج ۵ ص ۳۲) حیث اطاعوھم فی تحلیل ما حرم اللہ وتحریم ما احل اللہ کما یطاع الارباب فی اوامرھم ونواھیھم (مدارك ج ۲ ص ۹۱) **۲۷** اُمِرُوْا کی ضمیر سے وہی یہود و نصاریٰ مراد ہیں جو اِتَّخَذُوْا کے فاعل ہیں یعنی انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو رب بنا

موضح قرآن ف۱ ان کے عالم یا درویش جو اپنی عقل سے ٹھہرا دیتے وے جانتے تھے کہ یہاں ہم کو چھٹکارا ہو گیا اور وے ٹھہراتے خاطر کو یا طمع کو مگو عالم کا قول عوام کو سند ہے جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے جب معلوم کہ طمع سے کہا پھر وہ سند نہیں ۱۲ ف۲ یعنی جیسا کوئی پھونک سے چراغ بجھا دے وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جھوٹی باتوں سے دین اسلام کو نہ پھیلنے دیں ف۳ یہ دین سب سے اوپر ہے عقل کے نزدیک اور خدا کے نزدیک یعنی جو اس سے قرب ملے سو اور سے نہیں ۱۲ ف۴ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یہ کہ زکوٰۃ اور قرض اور حقدار کا حق دیتا ہے ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شبہات تقریر می کنند در ابطال دین ۱۲ ف۲ یعنی زکوٰۃ نمی دہند ۱۲ ف۳ یعنی دمیدہ شود ۱۲

لیا اور اللہ کے سوا ان کی عبادت کرنے لگے حالانکہ تورات اور انجیل میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک الٰہ کی عبادت کریں اور اللہ کے سوا کوئی متصرف و کارساز نہیں اور اس کے سوا کوئی اور پکار کے لائق نہیں۔ **۲۸** یہ ایک تمثیل ہے۔ نُوْرَ اللّٰهِ سے اللہ کی توحید یا اللہ کا دین مراد ہے۔ ای دلائلہ وحججہ علی توحیدہ (قرطبی ص۱۲۱ ج ۸) وہ شرک و کفر کے دبیز پردوں سے نورِ توحید کو چھپانا اور اس کے دلائل کی تکذیب وانکار سے شمع توحید کو بجھانے کی کوشش کر رہے تھے مگر ان کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ اللہ کا دین توحید اپنی پوری شان کے ساتھ درجۂ کمال و تمام کو پہنچ کر رہے گا۔ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ الخ اللہ تعالیٰ نے اپنا آخری رسول بھیجا ہی اس لئے ہے تاکہ تمام ادیان باطلہ پر دینِ حق کو غالب کرے اور دلائل و براہین سے سب پر اس کی برتری اور فوقیت ثابت کر دے۔ **۲۹** یہ قتال کی پانچویں وجہ ہے، یعنی یہود و نصاریٰ کے علماء اور پیر فقیر غلط اور ناجائز طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں مثلاً کتمان حق پر رشوتیں لینا اور عوام سے غیر اللہ کے نام کی نذریں نیازیں وصول کرنا وغیرہ اور عوام کو حق بات نہیں بتاتے اور مسئلہ توحید نہیں بیان کرتے بلکہ اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعت کی تعلیم دے کر ان کو اللہ کی راہ اور اس کے سچے دین توحید سے روکتے ہیں۔ علیھا جار مجرور مل کر یحمٰی کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے۔ یہ جھوٹے عالموں اور مشرک پیروں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے دولت مندوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ **۳۰**۔ یہ قتال کی چھٹی وجہ ہے۔ یعنی یہ مشرکین اللہ کی تحریمات کو قائم نہیں رکھتے۔ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے آسمانوں کی حرکت اور شمس و قمر کے دورے اس انداز سے مقرر فرمائے ہیں کہ ایک سال کے بارہ مہینے بنتے ہیں۔ ان میں سے چار ماہ عزت و حرمت والے ہیں جن میں جنگ و قتال کرنا ممنوع ہے یعنی رجب، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یعنی ان چاروں مہینوں کی حرمت کو قائم رکھنا یہ دینِ قیم ہے۔ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل ع کا دین ہے وح، مگر مشرکین سال میں اشہر حرم کی تعداد تو پوری کرتے تھے مگر ان کی تعیین کو برقرار نہیں رکھتے تھے۔ جب دشمن کی لڑائی۔ رو رہا ہوا اور ادھر اشہر حرم آ گئے تو اعلان کر دیتے کہ اس مہینے میں جنگ کر لو اور اس کی جگہ کسی دوسرے مہینے کی تعظیم کر لینا۔ چنانچہ حج کے

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ
کہا جائے گا یہ ہے جو تم نے گاڑھ کر رکھا تھا اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے
تَكْنِزُوْنَ ۳۵ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ
گاڑھنے کا ف۱ مہینوں کی گنتی ۳۰ اللہ کے نزدیک بارہ
شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
مہینے ہیں اللہ کے حکم میں جس دن اس نے پیدا کئے تھے آسمان اور زمین
مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڏ فَلَا
ان میں چار مہینے ہیں ادب کے یہی ہے سیدھا دین سو ان
تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَاۗفَّةً
میں ظلم مت کرو اپنے اوپر اور لڑو سب مشرکوں سے ہر حال میں
كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَاۗفَّةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۳۶
جیسے وہ لڑتے ہیں تم سب سے ہر حال میں اور جان لو کہ اللہ ساتھ ہے ڈرنے والوں کے ف۱
اِنَّمَا النَّسِيْۗءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
یہ جو مہینہ ہٹا دینا ہے ۳۱ سو بڑھائی بات ہے کفر کے عہد میں گمراہی میں پڑتے ہیں اس سے کافر
يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـــُٔوْا عِدَّةَ مَا
حلال کر لیتے ہیں اس مہینہ کو ایک برس اور حرام رکھتے ہیں دوسرے برس تاکہ پوری کر لیں گنتی ان
حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۭ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْۗءُ
مہینوں کی جو اللہ تعالیٰ نے ادب کے لئے ۳۲ رکھے ہیں پھر حلال کر لیتے ہیں جو مہینہ کہ اللہ نے حرام کیا بھلے کر دیئے گئے ان
اَعْمَالِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۳۷ يٰٓاَيُّهَا
کی نظر میں ان کے برے کام اور اللہ راستہ نہیں دیتا کافر لوگوں کو ف۲ ف۲ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا
ایمان والو ۳۳ تم کو کیا ہوا جب تم سے کہا جاتا ہے کہ کوچ کرو

ع ۵ / ۱۱

۲۔ قتال کی چھٹی وجہ یعنی محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال کر یہ لوگ اللہ کی تحریم کو باقی نہیں رکھتے۔ یہ زیادتی فی الکفر ہے صرف محرم اور صفر میں کرتے ہیں ۱۲

۳۔ سورت کا دوسرا حصہ۔ دعوے کی مخالفت کرنے والوں یعنی منافقین پر زجر اور مومنین کے لئے بشارت اور ترغیب الی القتال ۱۲

موضح قرآن ف۱ ہمیشہ حکم شرع میں برس ہے بارہ مہینے کا نہ کم نہ زیادہ اور دین ابراہیم میں چار مہینے حرام تھے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم، رجب کہ ان میں لڑنا حرام تھا۔ ملک عرب میں امن تھا تا لوگ دور و نزدیک کے حج و عمرہ کر سکیں۔ اب اکثر علماء پاس یہ حکم نہیں اس آیت سے بھی نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا ہے اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے ان مہینوں میں زیادہ۔ لیکن بہتر ہے کہ اگر کوئی کافر ان مہینوں کا ادب مانے تو ہم بھی اس سے ابتداء نہ کریں لڑائی کی۔ ف۲ کافروں نے ایک گمراہی نکالی تھی کہ آپس میں لڑتے اس میں آ جاتا ماہ محرم اس کو ہٹا دیتے کہتے اب کے برس صفر پہلے آیا محرم پیچھے آوے گا تو ماہ حرام میں لڑتے اس حیلہ سے یہ اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ در دین حضرت ابراہیم مقرر بود کہ در محرم و رجب و ذیقعد و ذی الحجہ بایکدیگر جنگ نکنند و اہل جاہلیت ایں حکم را تحریف کردہ گاہے صفر را محرم می ساختند و محرم را صفر و علی ہذا القیاس و ایں را نسی میگفتند خدائے تعالیٰ اصل حکم را باقی داشت بایں وجہ کہ جنگ ناحق ہیچگاہ درست نیست و دریں ماہ ہا حرمت آں مغلظ میشود و جنگ با کافراں ہمہ وقت درست است و نفی تحریف ایشاں فرمود ف۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت عسرت و گرمی ہوا متوجہ غزوہ تبوک شدند و بسیارے از صحابہ موافقت کردند و از مسلمین سہ کس بے عذر تخلف کردند توبۂ ایشاں بعد پنجاہ روز قبول افتاد و از منافقاں کلمات نفاق سر بر زد خدائے تعالیٰ در مدح ایشاں و ذم آناں و عفو ازاں سہ کس آیات فرستاد ۱۲

موقع پر مشرکین کا سردار نعیم بن ثعلبہ اور بقولے جنادہ بن عوف اونٹ پر کھڑا ہو کر اعلان کرتا کہ لوگو! امسال محرم میں لڑائی ہوگی اور اس کی جگہ صفر حرام ہوگا یعنی وہ محرم کی حرمت کو صفر پر ڈال دیتے تھے۔ اور دوسرے سال اعلان ہوتا کہ امسال محرم کی حرمت قائم ہے۔ ۳۱ النسیٔ مصدر ہے بمعنی تاخیر یعنی ایک ماہ کو اس کی مقررہ جگہ سے پیچھے شمار کرنا اور اللہ کی تحریم کو باطل کر دینا کفر و ضلالت میں اضافہ ہے اور اس طرح ان کا کفر دوہرا ہو جاتا ہے۔ ایک توحید و رسالت کے انکار کا کفر اور دوسرا اللہ کی تحریمات کو باطل کرنے کا کفر لِیُوَاطِئُوْا الخ ایک سال محرم کو حلال کرتے ہیں اور ایک سال حرام تاکہ سال میں اشہر حرم کی تعداد چار ہو جائے لیکن مہینوں کی خصوصیت کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ان العرب کانوا اذا جاء شهر حرام وهم محاربون احلوه وحرموا مکانه شهرًا اٰخر فیستحلون المحرم ویحرمون صفرًا الخ (روح ج ۱۰ ص ۹۳)

۳۲ یعنی اشہر حرم کی تعداد پوری کرنے کے لئے کسی حلال مہینے کو حرام قرار دے لیتے اور حرام مہینے کو حلال کر لیتے۔ خصوصیت ماہ کی پرواہ نہ کرتے۔ والحاصل انه کان الواجب علیهم العداة والتخصیص فحیث ترکوا التخصیص فقد استحلوا ما حرم الله تعالٰی۔ (روح) یہاں سورت کا پہلا حصہ ختم ہوا۔

حصۂ دوم

۳۳ یہاں سے سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے۔ بیان دعویٰ کے بعد اب یہاں سے منافقین پر زجر اور مومنوں کیلئے ترغیب الی القتال کا ذکر ہے۔ اِثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ یعنی جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلو تو تم زمین پر گرے پڑتے ہو۔ کیا تم آخرت کی زندگی کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو لیکن یاد رکھو دنیا کا سارا مال و متاع آخرت کے انعامات کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں فی الاٰخرة ای بدل الاٰخرة۔ ۳۴ اگر تم جہاد کے لئے نہیں نکلوگے تو اللہ تمہیں ہلاک کر کے تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم اپنے دین کی نصرت و تائید کے لئے کھڑی کر دے گا۔ اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکوگے۔ ۳۵ اس کی جزا محذوف ہے۔ ای فسینصره الله اور فقد نصره الله اس کی علت ہے جو اس کے قائم مقام ہے۔ یعنی اگر تم اس کی یعنی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جہاد سے نہیں کروگے تو اللہ اس کی مدد کرے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے جب مشرکین نے آپ کو مکہ مکرمہ سے نکلنے پر مجبور کیا گیا تھا اور سارا عرب آپ کا دشمن تھا۔ اس وقت بھی اللہ ہی نے آپ کی مدد کی تھی۔ الجواب محذوف اقیم سببه مقامه وهو مستقبل ای ان لم تنصروه فسینصره الله تعالٰی الذی قد نصره فی وقت ضرورة اشد من هذه المرة (روح ج ۱۰ ص ۹۶)

۳۶ ثَانِیَ ضمیر منصوب سے حال ہے۔ اِذْ هُمَا۔ اِذْ اَخْرَجَهُ

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ
اللہ کی راہ میں تو گرے جاتے ہو زمین پر کیا خوش ہو گئے
بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
دنیا کی زندگی پر آخرت کو چھوڑ کر سو کچھ نہیں نفع اٹھانا دنیا کی
الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ
زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا اگر تم نہ نکلوگے ۳۳ تو دیگا تم کو
عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا
عذاب دردناک اور بدلے میں لائیگا اور لوگ تمہارے سوا اور کچھ نہ
تَضُرُّوْهُ شَيْئًا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا
بگاڑ سکوگے تم اس کا اور اللہ سب چیز پر قادر ہے اگر تم نہ
تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مدد کروگے ۳۵ رسول کی تو اس کی مدد کی ہے اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ
کہ وہ دوسرا تھا دو ۳۶ میں کا جب وہ دونوں تھے غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے دل
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ
تو غم نہ کھا ۳۷ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اپنی طرف سے اس پر تسکین ۳۸
عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں ۳۹ اور نیچے ڈالی بات
الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ
کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّ
اور اللہ زبردست حکمت والا ہے ف۲ نکلو ہلکے ۴۰ اور بوجھل اور

ف۱ ای بدل الاٰخرة ۱۲
ف۲ یہ جزاء محذوف یعنی فسینصره الله کی علت ہے ۱۲
ف۳ مراد کفار ہیں ضمیر غائب کی جگہ ضمیر خطاب استعمال کی
ف۴ یعنی تھوڑے ہتھیاروں کے ساتھ نکلو
یا زیادہ ہتھیاروں کے ساتھ یعنی نہیں کہ مریض ہو یا تندرست ہو ضرور نکلو کیونکہ آیت آ رہی ہے ۱۲

مُوضح قرآن ف۱ یہاں سے مذکور ہے جنگ تبوک کا جب اسلام غالب ہوا اور عرب میں پھیلا شام کے رئیس تھے قوم غسان تابع شاہ روم کے اس فکر میں لگے کہ شاہ روم کو اس طرف لاویں اور جنگ مچاویں حضرت کو یہ خبر ہوئی آپ ہی ان پر قصد کیا اور خط لکھا روم کے شاہ کو دین اسلام کی دعوت دی۔ اس پر ثابت ہوئی حضرت کی نبوت لیکن قوم نے رفاقت نہ کی وہ بھی اسلام سے محروم رہا۔ جب شام والوں نے خبر پائی حضرت کے ارادے کی شاہ روم سے ظاہر کیا۔ اس نے مدد کا ذمہ نہ لیا ان لوگوں نے اطاعت کی لیکن مسلمان نہ ہوئے۔ پھر عنقریب حضرت کی وفات ہوئی بعد اس کے حضرت عمر کی خلافت میں تمام ملک شام فتح ہوا اس جنگ میں دشمن قوی نظر آیا اور سفر دراز دیکھا اور اسباب کم منافق لگے بہانے لانے حضرت نے سب کو رخصت دی۔ جب اللہ کے فضل سے غالب و منصور پھر آئے تب منافق فضیحت ہوئے۔ اس سورت میں اکثر منافقوں کی باتیں بیان ہوئی ہیں۔ ف۲ رفیق غار ابوبکر صدیق رضؓ ہیں ہجرت میں فقط یہی تھے حضرت کے ساتھ اور اصحاب بعضے پہلے نکل

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ابوبکر صدیق رضؓ ۱۲ ف۲ یعنی درحالیکہ اسباب و حشم بسیار داد دید یا بجز قدر ضروری بدست شما نباشد و باین توجیہ آیت محکم باشد غیر منسوخ ۱۲

سے بدل البعض ہے اور غار سے غار ثور مراد ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضؓ نے ہجرت کے وقت تعاقب کرنے والے مشرکین سے چھپ کر تین دن بسر کئے تھے۔ اِذْ یَقُوْلُ یہ اِذْ اَخْرَجَہٗ سے بدل ثانی ہے۔ لِصَاحِبِہٖ صاحب سے یہاں ابوبکر صدیق رضؓ مراد ہیں۔ اس پر امت کا اجماع ہے اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت سے منکر ہے وہ کافر ہے۔ من انکران یکون ابوبکر رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فھو کافر لانہ انکر نص القرآن (قرطبی ج ۸ ص ۱۴۶)

۳۷ھ حضرت انس رضؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ذکر فرمایا کہ جب میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں تھا اور مشرکین اِدھر اُدھر سے ہمیں تلاش کر رہے تھے تو ان کے پاؤں مجھے نظر آ رہے تھے۔ میں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ان میں سے کوئی نیچے نگاہ کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا۔ تو اس پر آپؐ نے فرمایا اے ابوبکر غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے ابوبکر! ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا نگہبان، حامی اور ناصر اللہ ہو۔ یا ابا بکر ما ظنك باثنين الله تعالیٰ ثالثهما (روح ج ۱۰ ص ۹۷)

جب دونوں حضرات غار کے اندر داخل ہو گئے تو حکم خداوندی سے مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا اور کبوتری نے وہاں انڈے دیدیئے۔ جب مشرکین آپ کے تعاقب میں وہاں پہنچے تو جالا اور انڈے دیکھ کر واپس ہو گئے اور غار کے اندر جھانک کر بھی نہ دیکھا۔

۳۸ھ سَكِيْنَتَہٗ میں ضمیر مجرور صاحب کی طرف راجع ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی مطمئن تھے لیکن حضرت ابوبکر کو ڈر محسوس ہوا کہ کہیں مشرکین کے ہاتھوں حضور علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے تو حضور علیہ السلام کے خطاب لَا تَحْزَنْ الخ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے دل پر سکون و طمانیت نازل فرما دی علی ابی بکر۔ ابن العربی۔ قال علماؤنا و ھوالاقوی، لانہ خاف علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من القوم فانزل اللہ سکینتہ علیہ بتامین النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسکن جأشہ وذھب روعہ وحصل الامن (قرطبی ج ۸ ص ۱۴۸)

۳۹ھ جنود سے فرشتوں کے لشکر مراد ہیں جنہوں نے مشرکین کی تعاقب کرنے والی پارٹیوں کے رخ اور ان کی نظریں پھیر دیں تاکہ وہ حضور علیہ السلام اور ابوبکر رضؓ کو دیکھ نہ سکیں۔ یا اس سے جنگ بدر، احزاب اور حنین میں فرشتوں کا نازل کرنا مراد ہے۔ ھم الملائکۃ صرفوا وجوہ الکفار وابصارھم عن ان یروہ او ایدہ بالملائکۃ یوم بدر والاحزاب وحنین (مدارک ج ۲ ص ۹۷)

جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ
لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں یہ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا
بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے اگر مال ۴۱ھ ہوتا
قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ
نزدیک اور سفر ہلکا تو وہ لوگ ضرور تیرے ساتھ ہو لیتے لیکن لمبی نظر آئی
عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ۭ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا
ان کو مسافت اور اب قسمیں کھائیں گے اللہ کی کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم ضرور
مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ
چلتے تمہارے ساتھ وبال میں ڈالتے ہیں اپنی جانوں کو ۴۲ھ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ
لَكٰذِبُوْنَ ۝۴۲ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى
جھوٹے ہیں اللہ بخشے تجھ کو ۴۳ھ کیوں رخصت دیدی تو نے ان کو یہاں تک کہ
يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۴۳
ظاہر ہو جاتے تجھ پر سچ کہنے والے اور جان لیتا تو جھوٹوں کو
لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
نہیں رخصت مانگتے تجھ ۴۴ھ سے وہ لوگ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر
اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
اس سے کہ لڑیں اپنے مال اور جان سے اور اللہ خوب جانتا ہے
بِالْمُتَّقِيْنَ ۝۴۴ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
ڈر والوں کو رخصت وہی مانگتے ہیں ۴۵ھ تجھ سے جو نہیں ایمان لائے
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ
اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور شک میں پڑے ہیں دل ان کے سو وہ اپنے شک ہی میں

ع ۵ ۶ ۱۲

یہ ایک خاص واقعہ پر تنبیہ ہے عام نہیں
فاذن لمن شئت (نحل) یعنی اس خاص واقعہ میں ... اسی قصہ الواقعہ

۴۰ھ خِفَافًا کم ہتھیاروں کے ساتھ وَّثِقَالًا زیادہ ہتھیاروں کے ساتھ مطلب یہ ہے کہ ہتھیاروں اور سامان کی قلت و کثرت کو مت دیکھو۔ ہتھیار کم ہوں یا زیادہ ہر حال میں جہاد کے لئے ضرور نکلو یہ مطلب نہیں کہ مریض ہو یا نہ ہو ضرور نکلو۔ کیونکہ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى سے ضعفاء اور مرضیٰ مستثنیٰ ہیں۔ **۴۱ھ** اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ عَرَضًا قَرِيْبًا یعنی مال غنیمت آسانی سے ہاتھ آ سکتا اور سفر متوسط ہوتا تو وہ ضرور آپ کے ساتھ جاتے لیکن مسافت زیادہ اور با مشقت تھی اس لئے وہ ساتھ نہ گئے۔ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ الخ جہاد سے آپ کی واپسی پر وہ آپ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھائیں گے کہ ان میں جہاد کی استطاعت نہ تھی اگر استطاعت ہوتی تو ضرور جہاد میں شریک ہوتے۔ یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے۔ **۴۲ھ** جہاد کیلئے جانے سے پہلے

فتح الرحمن **۴۱ھ** یعنی بسوگند دروغ۔

يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ
بھٹک رہے ہیں اور اگر وہ چاہتے ٤٥ نکلنا تو ضرور تیار کرتے کچھ
عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ
سامان اس کا لیکن پسند نہ کیا اللہ نے ان کا اٹھنا سو روک دیا ان کو اور
قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَوْ خَرَجُوْا
حکم ہوا کہ بیٹھے رہو ساتھ بیٹھنے والوں کے ف۱ اگر نکلتے ٤٦
فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَا۟اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ
تم میں تو کچھ نہ بڑھاتے تمہارے لئے مگر خرابی اور گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر
يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ
بگاڑ کروانے کی تلاش میں ف۲ اور تم میں بعضے جاسوس ہیں ان کے ف۳
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ
اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو ٤٧ وہ تلاش کرتے رہے ہیں بگاڑ کی
مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ
پہلے سے اور الٹتے رہے ہیں تیرے کام یہاں تک کہ آپہنچا سچا وعدہ
وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اور غالب ہوا حکم اللہ کا اور وہ ناخوش ہی رہے اور بعضے ان میں ٤٨
يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ
کہتے ہیں مجھ کو رخصت دے اور گمراہی میں نہ ڈال ف۴ سنتا ہے وہ تو گمراہی میں
سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٩﴾
پڑ چکے ہیں اور بے شک دوزخ گھیر رہی ہے کافروں کو ٤٩
اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ
اگر تجھ کو پہنچے ٥٠ کوئی خوبی تو وہ بری لگتی ہے ان کو اور اگر پہنچے

بعض منافقین نے جھوٹے بہانوں سے جہاد میں شریک نہ ہونے کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت مانگی آپ نے ان کے بہانے صحیح مان لئے اور ان کو اجازت دیدی حالانکہ ان کے تمام بہانے جھوٹے تھے اور انہوں نے طے کر لیا تھا کہ جہاد میں نہ جانے کی اجازت مانگو اگر اجازت دے دیں تو بہتر اور اگر اجازت نہ دیں تب بھی جہاد میں شرکت مت کرو۔ حضور علیہ السلام کے اجازت دے دینے سے ان بدنیتی اور منافقت پر پردہ پڑ گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے نہایت لطیف عتاب فرمایا کہ ہم نے آپ کی یہ لغزش معاف تو کردی مگر آپ نے ان کو تخلف کی اجازت کیوں دی؟ آپ ان کو اجازت نہ دیتے تو روانگی کے وقت ان کے جھوٹ کا پول کھل جاتا اور آپ کو معلوم ہو جاتا کہ ان میں مخلص کون ہے اور منافق کون۔ قال مجاھد ھؤلاء قوم قالوا نستأذن فی الجلوس فان اذن لنا جلسنا وان لم یؤذن لنا جلسنا (قرطبی ج ۸ ص۱۵۵) یہ تنبیہ خاص واقعۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی عام نہیں ہے بقرینہ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ (نور) ٤٤ اس میں مخلصین صحابہ کا ذکر ہے اور مراد خاص واقعہ ہے یعنی اس خاص موقع پر مخلص مؤمنین اپنے مال و جان سے جہاد میں شریک ہونے سے چھٹی نہیں مانگتے۔ البتہ اگر وہ کسی دوسرے موقع پر اپنے کسی ذاتی کام کے لئے اجازت چاہیں تو آپ جسے مناسب سمجھیں اجازت دیدیں جیسا کہ سورۂ نور میں فرمایا۔ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ الخ ٤٤ یہ بھی مذکورہ واقعہ سے مخصوص ہے اس میں جھوٹے بہانے کر کے اجازت لینے والے منافقین کا ذکر ہے۔ یعنی اس موقع پر مؤمنین مخلصین تخلف عن الجہاد کی اجازت نہیں مانگتے۔ صرف وہی لوگ اجازت مانگتے ہیں جن کا اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان نہیں اور اپنے ایمان پر مضطرب اور شک و تردد میں مبتلا ہیں یعنی منافقین تو گویا اس موقع پر اجازت مانگنا ہی نفاق کی علامت تھی۔ یَتَرَدَّدُوْنَ یقال فی العرف رددہ فتردد یعنی پہلی بات کی طرف واپس لوٹنا (صراح) تحیر یعنی حیران ہونا اس کا لغوی معنی نہیں۔ لغوی معنی تو پہلا ہی ہے۔ البتہ معنی ثانی اس کو لازم ہے۔ یتحیرون لان التردد دیدن المتحیر کما ان الثبات دیدن المستبصر (مدارک ج ۲ ص۹۸) ٤٥ یہ بھی ان کی منافقت کی دلیل ہے کہ انہوں نے وسعت کے باوجود جہاد کے لئے کوئی سامان تیار نہیں کیا تھا۔ اگر نیک نیتی سے ان کا ارادہ جہاد میں شریک ہونے کا ہوتا تو وہ جہاد کے لئے کچھ سامان تو تیار کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کو پسند اور منظور ہی نہ تھا کہ وہ جہاد میں شریک ہوں اس لئے اس نے ان کے دلوں سستی ضعف اور بزدلی ڈال دی تاکہ وہ جہاد میں شریک ہی نہ ہوں۔ انبعاث جہاد کے لئے اٹھنا فثبط۔ ان کو بٹھا دیا اور بوجہ مہر جباریت ان کے دلوں سے جہاد کا شوق چھین لیا۔ ٤٦ خبالًا یعنی فساد اور خرابی وَلَا۟اَوْضَعُوْا۔ لا نافیہ نہیں بلکہ لام ابتدائیہ برائے تاکید ہے۔ یبغون۔ اوضعوا کی ضمیر سے حال ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ منافقین تمہارے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے تو تمہیں فائدہ پہنچانے کی بجائے اپنی شرارتوں سے فساد اور خرابی ہی بپا کرتے اور چغلی کے ذریعے تمہارے درمیان پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے یعنی ولاسرعوا فیکم بالنمیمۃ ... بینکم

اپہلی بات یعنی ترغیبی طرف واپس ہوتے ہیں ... معنی لغت میں ... ہیں ... تحیر ... تفعیل ... لام ... برائے تاکید ہے ... یعنی ... ۱۲ ... لام ابتدائیہ ... ۱۲ ... نافیہ نہیں ۱۲ ... اوضعوا کے ... فاعل سے حال ہے ... ۱۲ شرارتی ... الفضائل ... ۱۲

الوصول ۱۲۔ مر ... یعنی ... رومیوں کی عورتوں کا حسن دیکھ کر مجھ سے زنا ہو جائے ۱۲

موضح قرآن ف۱ گھوڑے دوڑاتے تمہارے اندر یعنی فتنہ اٹھانے کی کوشش کرتے۔ ف۲ ایک منافق جد بن قیس بہانہ لایا کہ روم کی عورتیں خوبصورت ہیں اس ملک میں جا کر بدی میں گرفتار ہوں گا۔ رخصت دو کہ سفر میں نہ جاؤں لیکن مدد خرچ کروں گا مال سے۔

فتح الرحمٰن ف۱ وایں تصویر است القاء عزم تخلف را در خاطر ایشاں ۱۲ ف۲ یعنی سعی در فتنہ می کنند ۱۲ ف۳ یعنی سخن ایشاں قبول می کنند ۱۲ ف۴ یعنی مراد بلاد روم میرید کہ جمال زنان دیدہ مفتون خواہم شد۔

بالقاء النمیمۃ (خازن ج ۳ ص۱۰۶) وَفِیۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ یعنی کچھ منافقین تم میں رہ کر اپنے اکابر اور سرداروں کے لئے جاسوسی کا کام کرتے ہیں اور تمہارے پوشیدہ راز ان تک پہنچاتے ہیں۔ ۴۷ یعنی اس سے پہلے وہ ہر طرح سے آپ کی مخالفت کر چکے ہیں اور وہ کونسا حیلہ ہے جو انہوں نے آپ کی مخالفت میں استعمال نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہر کوشش کو ناکام اور ان کے ہر حیلہ کو باطل کر دیا اور دین حق کو ان کے باطل پر غلبہ عطا فرما دیا۔ ۴۸ جد بن قیس منافق نے ازراہ شرارت حضور علیہ السلام سے کہا کہ میں ایک عاشق مزاج آدمی ہوں اس لئے آپ مجھے جہاد سے چھٹی دیدیں کیونکہ میں رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر صبر نہیں کر سکوں گا اور فتنے میں پڑ جاؤں گا۔ یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے جس میں رومیوں سے جنگ تھی۔ اَلَا فِی الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا کہ وہ اس فتنے سے تو ڈرتا ہے مگر وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ منافقت اور مخالفت رسول کی وجہ سے وہ اس سے کہیں بڑے فتنے میں گر چکے ہیں جس کا انجام کہ انہیں جہنم میں ڈالا جائیگا جس کی آگ ان کو چاروں طرف سے اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ قال الجد قد عرف قومی انی مغرم بالنساء وانی اخشی ان رایت بنات بنی الاصفر الا اصبر عنهن فلا تفتنی و اذن لی فی القعود الخ (قرطبی ج ۸ ص۱۵۸) ۴۹ حسنۃ سے فتح و نصرت اور غنیمت مراد ہے اور مصیبۃ سے شدت اور وقتی شکست مراد ہے یعنی اگر آپ کو دشمن پر فتح حاصل ہو اور مال غنیمت ہاتھ آجائے تو وہ دل ہی دل میں کڑھتے اور بہت ناخوش ہوتے ہیں اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچ جائے تو کہتے ہیں ہم اچھے رہے کہ حزم اور احتیاط سے کام لیا اور ایسے موقع پر شامل ہی نہیں ہوئے اور گپیں ہانکنے کے بعد خوش خوش اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں اس سے بھی وہی منافقین مراد ہیں جو جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ ۵۰ آپ فرمادیں خیر و شر اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور وہی ہمارا کارساز اور ہمارا مالک و مختار ہے اور جو اس نے ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا اور ہمارا بھروسہ اللہ پر ہے اور مؤمن کی شان ہے کہ وہ اللہ پر ہی بھروسہ رکھیں وحق المؤمنین ان لا یتوکلوا علی غیر اللہ (مدارک ج ۲ ص۹۹) ۵۱ یعنی جب آپ جہاد سے واپس آئیں تو ان منافقین سے فرمائیں کہ ہمارے بارے میں تمہیں دو باتوں میں سے ایک ہی بات کی توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی آسمانی عذاب سے ہلاک کر دے یا تم ہمارے ہاتھوں قتل ہو جاؤ اس لئے تم ہمارے انجام کا انتظار کرو اور ہم تمہارے انجام کا انتظار کرتے ہیں۔ اِحۡدَی الۡحُسۡنَیَیۡنِ یعنی فتح یا شہادت ۵۲ طَوۡعًا یعنی بلا الزام اور کَرۡهًا بالالزام کیونکہ منافقین رضائے الٰہی کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ منافقین میں چونکہ قبول اعمال کی شرط یعنی ایمان خالص مفقود ہے اس لئے ان کا کوئی عمل از قسم نفاق وغیرہ خدا کے یہاں قبول نہیں ہوگا۔ ۵۳ یہ ان منافقین کے صدقات قبول نہ ہونے کی وجہ ہے یعنی اگرچہ وہ بظاہر نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور خرچ بھی کرتے مگر ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہے۔ ان کے دل کفر و نفاق سے ملوث ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نماز خشوع و خضوع اور مستعدی سے نہیں پڑھتے اور خرچ بھی کرتے ہیں تو بے دلی کے ساتھ اور مجبوراً کرتے ہیں۔ اور اس سے ان کا مقصد اللہ

مُصِیۡبَةٌ یَّقُوۡلُوۡا قَدۡ اَخَذۡنَاۤ اَمۡرَنَا مِنۡ قَبۡلُ وَیَتَوَلَّوۡا

کوئی سختی تو کہتے ہیں ہم نے تو سنبھال لیا تھا اپنا کام پہلے ہی ۴۹ اور پھر کر جائیں

وَّهُمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۵۰﴾ قُلۡ لَّنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

خوشیاں کرتے تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ ۵۰ پہنچیگا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے

لَنَا ۚ هُوَ مَوۡلٰىنَا ۚ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾

ہمارے لئے وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ بھروسہ کریں مسلمان

قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَی الۡحُسۡنَیَیۡنِ ؕ وَ

تو کہہ دے تم کیا امید کرو گے ہمارے ۵۱ حق میں مگر دو خوبیوں میں سے ایک کی ۲ اور

نَحۡنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمۡ اَنۡ یُّصِیۡبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ

ہم امیدوار ہیں تمہارے حق میں کہ ڈالے تم پر اللہ کوئی عذاب

مِّنۡ عِنۡدِهٖۤ اَوۡ بِاَیۡدِیۡنَا ۫ۖ فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ

اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سو منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ

مُّتَرَبِّصُوۡنَ ﴿۵۲﴾ قُلۡ اَنۡفِقُوۡا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا لَّنۡ

منتظر ہیں کہہ دے کہ مال خرچ کرو ۵۲ خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز

یُّتَقَبَّلَ مِنۡكُمۡ ؕ اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ﴿۵۳﴾ وَ

قبول نہ ہوگا تم سے بے شک تم نافرمان لوگ ہو ۱ اور

مَا مَنَعَهُمۡ اَنۡ تُقۡبَلَ مِنۡهُمۡ نَفَقٰتُهُمۡ اِلَّاۤ اَنَّهُمۡ

موقوف نہیں ہوا ۵۳ قبول ہونا ان کے خرچ کا مگر اسی بات پر کہ وہ

كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوۡلِهٖ وَلَا یَاۡتُوۡنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمۡ

منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور نہیں آتے نماز کو مگر

كُسَالٰی وَلَا یُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا وَهُمۡ كٰرِهُوۡنَ ﴿۵۴﴾

ہارے جی سے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے

ر یعنی جب اپنی مجلس سے واپس ہوتے ہیں۔ جنگ سے واپس ہونا مراد نہیں کیونکہ وہ جنگ میں گئے ہی نہیں ۱۲ یعنی جب جنگ سے واپس آئیں ۱۲ آپ کی طرف سے زد و کوب کے بغیر

اس سے اللہ کی رضا مراد نہیں بلکہ منافقین کا یہ کہنا کہ اللہ کی رضا کے لئے خرچ نہیں ۱۲

موضح قرآن ف وہ جو مدد خرچ دینے لگا تھا سو جواب ملا کہ بے اعتقاد کا مال قبول نہیں۔ ۱۲

فتح الرحمٰن ۱ یعنی پنہاں باعداء موافقت کردہ ایم یا از سفر تخلف نمودہ ایم ما را ہیچ باک نیست ۱۲ ۲ یعنی فتح یا شہادت ۱۲

کی رضا حاصل کرنا نہیں ہوتا۔ ۵۵ ان کے مال واولاد کی کثرت ان کے حق میں بہتر نہیں۔ یہ ان کو اس لئے دیئے گئے ہیں تاکہ ان کے ذریعے دنیا ہی میں اللہ ان کو مبتلائے عذاب کردے ان کے دلوں میں مال اور اولاد کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے اس لئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم اور جہاد وغیرہ میں ان کی اولاد کا قید ہو جانا ان کے لئے ایک دنیوی عذاب ہے۔ ۵۵ یعنی جب آپ جنگ سے فارغ ہو کر واپس مدینہ پہنچیں گے تو یہ منافقین جھوٹی قسمیں کھا کھا کر آپ کو یقین دلانے کی کوشش کریں گے کہ وہ مخلص مومن اور آپ کے سچے تابعدار رہیں مگر یاد رکھئے ان لوگوں کا آپ کی جماعت سے کوئی تعلق نہیں یہ محض ڈر اور خوف کی وجہ سے آپ کی خوشامد کرتے اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ لَوْ يَجِدُوْنَ الخ اگر قتل وقید سے بچنے کے لئے انہیں کوئی جائے پناہ مل جائے یا وہ پہاڑوں کی غاروں میں اور زمین کی سرنگوں میں چھپ کر جان بچا سکیں تو وہ دوڑ کر ان کمین گاہوں میں جا چھپیں اور آپ کی خوشامد کرنے اور اسلام ظاہر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کریں۔ ومعنی الآیۃ انھم کارھون من مصاحبتکم اشد الکراھۃ لو یجدون مخلصا منکم لفارقوکم (مظہری ج ۴ ص ۲۲۹)

۵۶ اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم صدقات میں انصاف نہ کرنے کا طعن دھرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ہوازن سے حاصل شدہ اموالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ایک منافق معتب بن قشیر نامی بول اٹھا کہ یہ تقسیم انصاف پر مبنی نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا "اگر اللہ اور اس کا رسول انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون انصاف کرے گا"۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی۔ اصل بات یہ تھی کہ یہ لوگ محض جان ومال کے ڈر اور مالِ غنیمت کے لالچ کی وجہ سے اسلام کا اظہار کرتے تھے۔ اگر ان کو وافر مال مل جاتا تو

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا
سو تو تعجب نہ کر ۵۵ ان کے مال اور اولاد سے یہی

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
چاہتا ہے اللہ کہ ان کو عذاب میں رکھے ان چیزوں کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں وف

وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۵۵ وَيَحْلِفُوْنَ
اور نکلے ان کی جان اور وہ اس وقت کافر ہی رہیں وف اور قسمیں کھاتے ہیں ۵۵

بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ
اللہ کی کہ وہ بے شک تم میں ہیں اور وہ تم میں نہیں ولیکن وہ لوگ

يَّفْرَقُوْنَ ۝۵۶ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ
ڈرتے ہیں تم سے اگر وہ پائیں کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا

مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝۵۷ وَمِنْهُمْ
سر گھسانے کو جگہ تو الٹے بھاگیں اسی طرف رسیاں توڑاتے اور بعضے ان میں ۵۶

مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا
وہ ہیں کہ تجھ کو طعن دیتے ہیں خیرات بانٹنے میں سو اگر ان کو ملے اس میں سے

رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝۵۸
تو راضی ہوں اور اگر نہ ملے تو جبھی وہ ناخوش ہو جاویں

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ
اور کیا اچھا ہوتا اگر ۵۷ وہ راضی ہو جاتے اسی پر جو دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ
اور کہتے کافی ہے ہم کو اللہ وہ دے گا ہم کو اپنے

فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝۵۹ ع
فضل سے اور اس کا رسول ہم کو تو اللہ ہی چاہیئے

ع ۷ / ۱۳

ا اذا رجعت الیھم ۱۲ ای من الغنائم ۱۲ ای لفظ الشدۃ ۱۲ یہ لفظ مختص کے ساتھ مختص ... غیر اللہ سے ... کا اطلاق نہیں ... ای من الغنائم ... الی بیوتی کا اطلاق ... اللہ سیاق ... اور غیر اللہ سے ... الاسباب ۱۲

خوش رہتے اور اگر نہ ملتا یا کم ملتا تو ناراض ہو کر اس قسم کی باتیں بنانے لگتے ۵۷ یہ پوری آیت جزء شرط میں ہے اور جواب شرط محذوف ہے ای لکان خیرا لھم یعنی جو کچھ اللہ کے رسول نے مال غنیمت سے ان کو دیا تھا اگر وہ اس پر قانع ہو جاتے اور کہتے ہمیں مال کی ضرورت نہیں۔ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اللہ ہمیں اپنے فضل وکرم سے مالدار کردے گا۔ اور اللہ کا رسول آئندہ کسی موقع پر ہمیں صدقات سے یا غنائم سے دے کر ہماری یہ کمی پوری کر دیگا اور ہمیں مال ودولت کی پرواہ نہیں ہمیں تو اللہ کی رضا چاہئے اور بس تو یہ چیز ان کے حق میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہوتی۔ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ میں رسول کے دینے سے مال غنیمت میں سے دینا مراد ہے (کما فی المظہری ج ۴ ص ۲۳۰ والمدارک ج ۲ ص ۱۰۲ والخازن ج ۳ ص ۱۱۸ وابن جریر وابن کثیر وغیرھا) اس سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غائبانہ حاجات میں دینا مراد نہیں جیسا کہ اہل بدعت کا خیال ہے حدیث میں جو انما انا قاسم وارد ہے اس سے قاسم للعلم او الغنائم مراد ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی تعجب کرکہ بے دین کو اللہ نے نعمت کیوں دی بے دین کے حق میں اولاد اور مال وبال ہے کہ ان کے پیچھے دل پریشان ہے اور ان کی فکر سے چھوٹنے نہ پاویں مرتے دم تک تا توبہ کرے یا نیکی پکڑے ۱۲

فتح الرحمان ف۱ یعنی جمع مال وحفظ اولاد وتاسف بر آنچہ فوت شود ۱۲

ف۵۸ انما الصدقات الخ یہاں صدقات کے مصارف اور مستحقین کا ذکر فرمایا مقصد یہ ہے کہ خدا کا پیغمبر صدقات (زکوٰۃ اور غنیمت کا خمس وغیرہ) کو ان کے مستحقین پر ہی تقسیم کرتا ہے اور آپ پر بے انصافی کا الزام غلط ہے۔ نیز جو لوگ صدقات کے مستحق نہیں ہیں ان کا طمع ختم ہو جائے۔ صدقات کے مستحقین کی آٹھ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ الفقراء فقیر وہ ہے جس کے پاس بقدر کفایت کچھ مال ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ والعٰملین علیہا۔ صدقات وصول کرنے والے۔ ان کو صدقات ہی سے حق الخدمت ادا کیا جائے۔ والمؤلفۃ قلوبھم۔ ابتدائے اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض با اثر اور با ثروت نو مسلموں کو صدقات سے دیا کرتے تھے تاکہ ان کے دلوں میں اسلام سے لگاؤ اور الفت جاگزیں ہو جائے۔ اب مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہو چکا ہے بشرطیکہ وہ اغنیاء ہوں۔ اگر نو مسلم فقراء ہوں تو تالیف قلب کیلئے صدقات میں سے ان کو دینا جائز ہے۔ وفی الرقاب مکاتب غلام کی اعانت کرنا مراد ہے۔ والغارمین جن پر قرض ہو۔ وفی سبیل اللہ۔ فقراء، مجاہدین، وہ حجاج جن کا زادِ سفر ختم ہو چکا ہو اور طالبانِ علومِ دین مراد ہیں۔ وابن السبیل وہ مسافر جس کے پاس دورانِ سفر میں زادِ راہ ختم ہو جائے۔ **ف۵۹** ومنھم الذین الخ یہ منافقین کی ایک شرارت کا ذکر ہے کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بد زبانی اور طعن و تشنیع سے ایذا دیتے تھے ھو اُذُنٌ یہ منافقوں کا قول ہے یعنی یہ نبی تو کان ہے جس طرح کان ہر بات سنتا ہے اسی طرح یہ ہر سنی سنائی بات کو مان لیتا ہے۔ قل اذن خیر لکم اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اس کے جواب میں فرما دیں کہ اللہ کا پیغمبر تو صرف سچی باتوں کو مانتا ہے۔ یعنی صرف اللہ اور مومنوں کی باتوں کو۔ اور پیغمبر ایمان والوں کے لئے رحمت ہے جو شخص ایمان کا اظہار کرتا ہے وہ اس کا ایمان قبول کر لیتا ہے۔ اور رحمت و شفقت کی وجہ سے اس کے پوشیدہ راز نہیں کھولتا۔ یا مخلص مؤمنین مراد ہیں اور ان کے لئے آپ کے رحمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے ذریعے ان کو کفر سے نجات ملی۔ اور ہدایت کی راہ ہاتھ آئی جس سے ان کو دین و دنیا کی سعادتیں نصیب ہوئیں۔ ای وھو رحمۃ للذین اٰمنوا منکم ای اظھروا الایمان ایھا المنافقون حیث یقبل ایمانکم

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ

زکوٰۃ جو ہے **ف۵۸** سو وہ حق ہے مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور زکوٰۃ کے کام پر

عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَ

جانیوالوں کا اور جن کا دل پرچانا منظور ہے **ف۱** اور گردنوں کے چھڑانے میں اور

الْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً

جو تاوان بھریں اور اللہ کے رستے میں **ف۲** اور راہ کے مسافر کو ٹھہرایا ہوا ہے

مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۰﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ

اللہ کا اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے **ف۱** اور بعضے ان میں

يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ

بدگوئی کرتے ہیں نبی کی **ف۵۹** اور کہتے ہیں کہ یہ شخص تو کان ہے **ف۳** تو کہہ کان ہے

خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ

تمہارے بھلے کے واسطے یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مسلمانوں کی بات کا اور

رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

رحمت ہے ایمان والوں کے حق میں تم میں سے اور جو لوگ بدگوئی کرتے ہیں

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ

اللہ کے رسول کی ان کے لئے عذاب ہے دردناک **ف۲** قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی

لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ

تمہارے آگے تاکہ تم کو راضی کریں **ف۶۰** اور اللہ کو اور اس کے رسول کو بہت ضرور ہے راضی کرنا

اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ

اگر وہ ایمان رکھتے ہیں **ف۳** کیا وہ جان نہیں چکے کہ جو کوئی

يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

مقابلہ کرے اللہ سے اور اس کے رسول سے تو اس کے واسطے ہے دوزخ کی آگ

الثلثۃ

۱ یعنی جو کچھ کہ لوگ کہیں اس کو مان لیتا ہے۔ ۲ یعنی صرف سچی باتیں مانتا ہے اور صرف اللہ اور مومنوں کی باتیں مانتا ہے۔ ۳ تخویف اخروی

موضح قرآن **ف۱** جس پاس مال نہ ہو وہ مفلس ہے گو کہ حاجت چلی جائے جیسے ہر روز کے محنتی اور محتاج جس کی حاجت بند نہ ہو۔ اور زکوٰۃ کے عامل یعنی پاویں موافق خرچ کے اور دل جن کا پرچانا ہے وہ لوگ تھے کہ طمع پر مسلمان ہوئے لیکن سردار قوم تھے ان کے طفیل سچے مسلمان بھی ہوئے اب علماء ان کو نہیں گنتے اور گردن چھڑانی غلام کی آزادی پابندی کی۔ اور تاوان دار جو قرض کے برابر نہ رکھتا ہو اور اللہ کی راہ یعنی جہاد کا خرچ اور مسافر جو بے خرچ ہو اگرچہ گھر میں سب کچھ موجود رکھتا ہو۔ ۱۲ منہ رح **ف۲** منافق حضرت کو طعن کرتے تھے کہ یہ شخص کان ہی رکھتا ہے حضرت اپنے وقار سے جھوٹے کا جھوٹ پہچانتے تو بھی نہ پکڑتے تغافل کرتے وہ بیوقوف جانتے کہ انہوں نے سمجھا نہیں سو اللہ نے فرمایا کہ یہ خو نبی کی تمہارے حق میں بہتر ہے نہیں تو اول تم پکڑے جاؤ۔ ۱۲ منہ رح **ف۳** کسی وقت حضرت ان کی دغا بازی پکڑتے تو مسلمانوں کے روبرو قسمیں کھاتے کہ ہمارے دل میں بری نیت نہ تھی تاکہ ان کو راضی کر کر اپنی طرف کریں۔ نہ جانا کہ یہ فریب بازی خدا اور رسول کے ساتھ کام نہیں آتی۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن **ف۱** یعنی ضعیف الاسلام ۱۲۔ **ف۲** یعنی جہاد ۱۲ **ف۳** یعنی ہر چہ کسی گوید قبول میکند ۱۲۔

خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾ يَحْذَرُ
سدا رہے اس میں یہی ہے بڑی رسوائی ڈرا کرتے ہیں

الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ
منافق اس بات سے کہ نازل ہو مسلمانوں پر ف۶۱ ایسی سورت کہ جتا دے ان کو

بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ
جو ان کے دل میں ہے تو کہہ دے ٹھٹھے کرتے رہو اللہ کھول کر رہے گا

مَا تَحْذَرُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا
اس چیز کو جس کا تم کو ڈر ہے اور اگر تو ان سے پوچھے ف۶۲ تو وہ کہیں گے ہم تو

كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ
بات چیت کرتے تھے اور دل لگی تو کہہ کیا اللہ سے اور اسکے حکموں سے اور اسکے رسول سے

كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ
تم ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ ف۶۳ تم تو کافر ہو گئے

بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ
اظہار ایمان کے پیچھے ف۱ اگر ہم معاف کر دینگے تم میں سے بعضوں کو

نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾ ع
تو البتہ عذاب بھی دینگے بعضوں کو اس سبب سے کہ وہ گنہگار تھے ف۱

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ ۘ
منافق مرد اور منافق عورتیں ف۶۴ سب کی ایک چال ہے

يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ
سکھائیں بات بری اور چھڑائیں بات بھلی اور بند رکھیں

أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ
اپنی مٹھی کو بھول گئے اللہ کو سو وہ بھول گیا انکو تحقیق منافق وہی ہیں

ع ۱۴ وقف لازم

ف۱ ان منافقین پر جو بطور نفاق جہاد کے لئے نکلے اور راستے میں مخالفت کی باتیں کرتے تھے۔ ف۲ یعنی اخلاص ایمان لانے کی توفیق دیدی۔ ف۳ منافقین کے حالات کا بیان ہے یعنی تخویف اخروی۔

الظاھر ولا یکشف اسرارکم ولا یفعل بکم ما یفعل بالمشرکین او ھو رحمۃ للمؤمنین حیث استنقذھم من الکفر الی الایمان ویشفع لھم فی الاٰخرۃ بایمانھم فی الدنیا (مدارک ج ۲ ص۱۰۲) ف۶۰ یحلفون باللہ الخ لکم اور لیرضوکم میں ضمیر خطاب مؤمنین سے کنایہ ہے۔ منافقین مومنین کے سامنے قسمیں کھا کھا کر اپنی برأت کرتے اور ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتے اللہ نے فرمایا اگر واقعی وہ مومن ہوتے تو ان کا فرض تھا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ایسا انہوں نے کیا نہیں تو صرف مسلمانوں کو خوش کرنے سے کیا حاصل۔ الم یعلموا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ف۶۱ یحذر المنفقون الخ ان منافقوں کو یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ مبادا ان کے بارے میں آیتیں نازل ہو جائیں اور ان کے دلی نفاق اور کفر و عناد کو ظاہر کر کے ان کو ذلیل و رسوا کر دیں قل استھزءوا یہ امر تہدیدی ہے مخرج ای مظھر، ما تحذرون سے ان کا نفاق مراد ہے جس کے ظاہر ہو جانے کا انکو ڈر تھا یعنی اسلام اور پیغمبر اسلام کا تمسخر اڑالو کہاں تک اڑاؤ گے آخر اللہ تعالٰے تمہارے دلی کفر و نفاق اور عناد کو ظاہر کر ہی دے گا۔ ف۶۲ ولئن سألتھم الخ اس میں ان منافقین کا ذکر ہے جو از روئے نفاق غزوۂ تبوک میں شریک ہوئے مگر دوران سفر میں بھی شرارت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا راستے میں کچھ منافقین حضور علیہ السلام کے آگے آگے جا رہے تھے آپس میں کہہ رہے تھے کہ یہ شخص (حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ تھا) ملک شام کے محلات اور روم کے قلعے فتح کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالٰے نے وحی سے اس گفتگو کی آپ کو اطلاع دیدی آپؐ نے ان کو روک کر فرمایا تم یہ باتیں کر رہے تھے تو صاف مکر گئے اور کہنے لگے نہیں یا نبی اللہ ہم تو محض دل لگی کی خاطر ادھر ادھر کی باتیں کر رہے تھے تاکہ سفر آسانی سے کٹ جائے۔ ان کا یہ جواب صریح جھوٹ تھا اس لئے اس کو کوئی وقعت نہ دے کر اللہ نے فرمایا۔ ان سے کہو، ظالمو! تم اللہ اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگی اور استہزا کرتے ہو ف۶۳ لا تعتذروا الخ یہ تہدید و توبیخ ہے۔ یعنی اے منافقین غلط عذر اور جھوٹے بہانے مت کرو۔ تم نے اظہار ایمان کے بعد استہزاء اور تمسخر سے اپنا کفر ظاہر کر دیا ہے اگر ہم ایک جماعت کو توبہ کی وجہ سے معاف کر دینگے تو دوسری جماعت کو ضرور عذاب دینگے کیونکہ وہ مجرم ہیں اور انہوں نے اپنے جرم سے توبہ نہیں کی۔ ان تمسخر کرنے والے منافقوں میں سے جنہوں نے توبہ کر لی اور مخلصانہ ایمان لے آئے ان کو معاف کر دیا گیا جیسا کہ مخشی بن حمیر نے صدق دل سے ایمان قبول کر لیا اور نفاق سے تائب ہو گیا۔ اللہ نے اس کو جنگ یمامہ میں شرکت کی توفیق دی اور شہادت نصیب فرمائی اور جنہوں نے توبہ نہیں کی وہ مبتلائے عذاب ہوں گے۔ ف۶۴ المنفقون والمنفقت الخ یعنی یہ منافقین آپس میں ایک دوسرے سے متحد ہیں ان سب کا مقصد ایک ہے اور ان کے عزائم باہم متفق ہیں ان کے احوال ایمان والوں کے احوال سے سراسر مختلف ہیں۔ وہ برے کاموں (کفر و عصیان) کی لوگوں کو ترغیب دیتے اور نیک کاموں (ایمان و اطاعت) سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں۔ نسوا اللہ فنسیھم۔ نسیان سے ترک مراد ہے۔ یعنی منافقین نے اللہ کے احکام کی پیروی ترک کر دی تو اللہ تعالٰے نے بھی ان کو اپنی

موضح قرآن ف۱ جو کوئی دین کی باتوں میں ٹھٹھا کرے اگرچہ دل سے منکر نہ ہو وہ کافر ہوا نہیں تو منافق البتہ ہوا دین کی بات میں ظاہر و باطن باادب رہنا ضرور ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی ایمان زبانی خود۔ ۱۲

الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

نافرمان ف وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کو اور

الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ هِیَ حَسْبُهُمْۚ

منافق کو دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں ۶۵ وہی بس ہے ان کو

وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ﴿۶۸﴾ كَالَّذِیْنَ

اور اللہ نے انکو پھٹکار دیا اور ان کے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا جس طرح تم سے

مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا

اگلے لوگ زیادہ تھے تم سے زور سے اور زیادہ رکھتے تھے مال

وَّاَوْلَادًاؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ

اور اولاد پھر فائدہ اٹھا گئے اپنے حصہ سے پھر فائدہ اٹھایا تم نے

بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

اپنے حصہ سے جیسے فائدہ اٹھا گئے تم سے اگلے

بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْاؕ اُولٰٓئِكَ

اپنے حصہ سے اور تم بھی چلتے ہو انہیں کی سی چال وہ لوگ

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِۚ وَاُولٰٓئِكَ

مٹ گئے ان کے عمل دنیا میں اور آخرت میں اور وہی لوگ

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ

پڑے نقصان میں کیا پہنچی نہیں ان کو خبر ان لوگوں کی جو ۶۶

قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ۬ وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَ

ان سے پہلے تھے قوم نوح کی اور عاد کی اور ثمود کی اور قوم ابراہیم کی اور

اَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ

مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں پہنچے انکے پاس ان کے رسول

ر خبر مبتدا محذوف یعنی انتم ۲ تم بھی اور لہو کی طرح شبہات میں داخل ہوئے ۳ تخویف دنیاوی

والتفات از خطاب بسوئے غیبت مراد کفار و منافقین ہیں

توفیق اور رحمت سے محروم کر دیا غفلوا عن ذکرہ و ترکوا طاعتہ (فنسیھم) فترکھم اللہ من توفیقہ وھدایتہ فی الدنیا ورحمتہ فی الاٰخرۃ وترکھم فی عذابہ (مظہری ج ۴ ص ۲۶۲)

۶۵ وعد اللہ الخ یہ منافقین اور کفار کے لئے تخویف اخروی ہے کالذین من قبلکم ای انتم ایھا الکفار کالذین من قبلکم فاستمتعوا بخلاقھم جو دنیوی عیش وتلذذ ان کے لئے مقدر تھا اس سے انہوں نے فائدہ اٹھایا اور جو تمہارے لئے مقدر تھا اس سے تم نے فائدہ اٹھایا۔ و خضتم کالذی خاضوا اور جس طرح وہ باطل شبہات اور لہو ولعب میں منہمک ہو گئے اسی طرح تم منہمک ہوئے۔ اولٰئک حبطت اعمالھم الخ دنیا اور آخرت میں انکے اعمال اکارت گئے اور ان پر وہ کسی اجر و ثواب کے مستحق نہ ٹھہرے اور دنیا اور آخرت کا خسارہ اٹھایا۔ اے کفار! بالکل اسی طرح تمہارے اعمال بھی بے نتیجہ اور ضائع ہوں گے اور آخرت میں خائب و خاسر ہو گے۔ **۶۶** الم یاتھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے اور ضمیر غائب سے کفار و منافقین مراد ہیں یعنی کفار و منافقین کو اقوام سابقہ کے حالات سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے کہ کس طرح ان کو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا۔ فما کان اللہ لیظلمھم الخ یعنی اللہ نے ان کو ہلاک کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ظالم تھے اور ضد و انکار کی وجہ سے انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔

موضح قرآن ف یعنی بے اعتقاد کی صلاحیت کیا معتبر ہے اس کو فاسق ہی گنئے۔ ۱۲ منہ

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

صاف حکم لے کر سو اللہ تو ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ اپنے اوپر

اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ

آپ ظلم کرتے تھے اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

ایک دوسرے کی مددگار ہیں ۶۶ سکھلاتے ہیں نیک بات اور

يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

منع کرتے ہیں بری بات سے اور قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ

زکوٰۃ اور حکم پر چلتے ہیں اللہ کے اور اس کے رسول کے وہی لوگ ہیں جن پر رحم کریگا

اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا وعدہ دیا ہے اللہ نے ایمان والے مردوں

وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں رہا کریں

فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ

انہی میں اور ستھرے مکانوں کا رہنے کے باغوں میں اور رضامندی

مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾ يٰٓاَيُّهَا ع ۹ ۱۵

اللہ کی ان سب سے بڑی ہے یہی ہے بڑی کامیابی اے

النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

نبی لڑائی کر کافروں سے ۶۸ اور منافقوں سے اور تندخوئی کر ان پر

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾ يَحْلِفُوْنَ

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے ۶۹ قسمیں کھاتے ہیں

---

۶۶ والمؤمنون والمؤمنات الخ منافقین کے مقابلہ میں مؤمنین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں یعنی وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور ہمدرد ہیں۔ نیک کاموں کی ترغیب دیتے اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔ نماز قائم کرتے، زکوٰۃ دیتے، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اولٓئک سیرحمھم اللہ — تا — ذلک ھو الفوز العظیم مؤمنین کے لئے بشارتِ اخروی ہے۔

۶۸ یایھا النبی جاھد الخ اس آیت میں کفار اور منافقین سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔ کافروں سے جہاد بالسیف اور منافقوں سے جہاد بالحجۃ والدلیل مراد ہے یعنی دلائل و براہین سے ان کے شبہات، اعتراضات اور مطاعن کا جواب دو حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا۔ منافقین اطرافِ مدینہ کے ساتھ جہاد بالسیف کرو اور جو منافقین مدینہ منورہ میں ہیں ان سے جہاد باللسان یعنی دلائل سے جہاد کرو تاکہ لوگ یہ الزام نہ لگائیں کہ پیغمبر مسلمانوں کو مروا رہا ہے۔ قال ابن عباس امر بالجھاد مع الکفار بالسیف ومع المنافقین باللسان وشدۃ الزجر والتغلیظ (قرطبی ج ۸ ص ۲۰۴)

فتح الرحمٰن ۶۸ یعنی بسیف۔ ۱۲

۶۹ یحلفون باللہ الخ اس آیت میں دو قصوں کی طرف اشارہ ہے۔ غزوۂ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس میں آپ نے ان منافقین کا ذکر کیا جو جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے آپ نے ان کو رجس اور ناپاک فرمایا۔ یہ سنکر ایک منافق جلاس بن سوید کہنے لگا اگر محمد سچ کہتا ہے تو ہم تو گدھوں سے بھی بدتر ہیں۔ یہ بات ایک مخلص مومن عامر بن قیس نے سن لی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا آپ نے جلاس کو بلا کر پوچھا تو اس نے قسم کھا کر انکار کر دیا کہ اس نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد قالوا کلمۃ الکفر بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی کا قول ہے جو سورۂ منافقین میں مذکور ہے۔ یعنی لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منها الاذل۔ دوسرا قصہ وھموا بما لم ینالوا میں مذکور ہے۔ غزوۂ تبوک میں منافقین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا۔ راستہ میں ایک گھاٹی پر بارہ آدمی مقرر کر دئے تاکہ جب آپ وہاں سے گذریں تو اچانک حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبرئیل علیہ السلام آپ کو اس پروگرام کی اطلاع دیدی۔ ۷۰ وما نقموا الخ آخر ان منافقین کو اسلام اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت اور عناد کیوں ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کو کیا ناراضگی ہے کیا ان کو یہ بات ناپسند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے ان کو مالدار بنا دیا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ اور رسول کے تو ان پر احسانات اور انعامات ہی ہیں جن کی موجودگی میں ان کو سر اطاعت و تسلیم خم کر دینا چاہیئے تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اس وقت یہ منافقین نہایت تنگدستی کی زندگی بسر کر رہے تھے آپ کی تشریف آوری اور اموالِ غنیمت کی کثرت سے ان کی زندگی خوشحال ہو گئی۔ جلاس بن سوید مذکور کا ایک قریبی رشتہ دار قتل ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ہزار روپیہ خونبہا کے طور پر دلایا جس سے وہ مالدار ہو گیا۔ انھم کانوا حین قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فی ضنک من العیش لا یرکبون الخیل ولا یحوزون الغنیمۃ فاستغنوا بالغنائم وقتل للجلاس مولی فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدیتہ اثنی عشر الفا فاستغنی (مدارک ج ۲ ص ۱۰۴۔ قرطبی ج ۸ ص ۲۰۷) حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین کو غنی کر دینے سے یہی مراد ہے یعنی مالِ غنیمت سے ان کو غنی کر دیا اس سے مافوق الاسباب غائبانہ طور پر غنی کرنا مراد نہیں۔ کذا فی المدارک وابن جریر وابن کثیر۔ ۷۱ فان یتوبوا الخ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جلاس نے کہا۔ یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توبہ کی گنجائش دی ہے بیشک

بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا

اللہ کی کہ ہم نے نہیں کہا ۶۹ اور بیشک کہا ہے انہوں نے لفظ کفر کا اور منکر ہو گئے

بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا

مسلمان ہو کر اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی اور یہ سب کچھ اسی

اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ

کا بدلہ تھا کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ نے اور اس کے رسول نے وا اپنے فضل سے ۷۰ سو اگر

يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ

توبہ کر لیں تو بھلا ہے ان کے حق میں ۷۱ اور اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا ان کو

اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ

اللہ عذاب دردناک دنیا اور آخرت میں اور نہیں ان کا

فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۷۴ وَمِنْهُمْ مَّنْ

روئے زمین پر کوئی حمایتی اور نہ مددگار ف اور بعضے ان میں وہ ہیں

عٰهَدَ اللّٰهَ لَىِٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ

کہ عہد کیا تھا اللہ سے اگر دیوے ہم کو اپنے فضل سے تو ہم ضرور خیرات کریں اور

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۷۵ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ

ہو رہیں ہم نیکی والوں میں ۷۲ پھر جب دیا ان کو

فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶

اپنے فضل سے تو اس میں بخل کیا اور پھر گئے ٹلا کر

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ

پھر اس کا اثر رکھ دیا نفاق ان کے دلوں میں جس دن تک کہ وہ اس سے ملیں گے اس وجہ سے

اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝۷۷ اَلَمْ

کہ انہوں نے خلاف کیا اللہ کا جو وعدہ اس سے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ بولتے تھے جھوٹ کیا وہ

موضح قرآن ف ۱ اکثر منافق پیچھے بیٹھ کر اہانت کرتے پیغمبر کی اور دین کی۔ پھر پکڑے جاتے تو قسمیں کھاتے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ سورۂ منافقون میں بھی یہ ذکر آوے گا اور یہ جو فرمایا کہ فکر کیا تھا جو نہ ملا یا یہ مراد ہے کہ لشکر میں خانہ جنگی ہوئی تھی۔ اس میں لگے اغوا کرنے کہ مہاجر و انصار میں پھوٹ ڈالیں۔ حضرت نے اصلاح کر دی۔ سورۂ منافقوں میں آوے گا یا یہ مراد ہے کہ بارہ شخص نے سفر میں آدھی رات کو جمع ہو کر چاہا کہ حضرت پر ہاتھ چلاویں۔ ایک صحابی ساتھ تھے۔ حذیفہ نے ان کو فرمایا ان کو مار و تب آگے سے بھاگے۔ حذیفہ سب کو پہچانتے تھے پر ظاہر کرنا حکم نہ تھا۔ ۱۲۔

ف ۱ مترجم گوید وایں نوعی از تحکم است۔ واللہ اعلم ۱۲

میں نے مذکورہ بالا الفاظ کہے تھے اور جھوٹی قسم کھائی تھی اس لئے اب میں اس گناہ اور نفاق سے توبہ و استغفار کرتا ہوں اور صدق دل سے ایمان لاتا ہوں چنانچہ آپ نے اسکی توبہ منظور فرمائی اور اس نے بھی آخری دم اخلاص کا ثبوت دیا۔ وان یتولوا الخ یہ نفاق پر قائم رہنے والوں کے لئے دنیوی اور اخروی تخویف ہے ۔ ۵ ومنھم من الخ اس آیت میں ثعلبہ بن حاطب نامی منافق کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہت سی دولت عطا فرمائے آپ نے فرمایا۔ اے ثعلبہ وہ تھوڑا سا مال جس کے تم حقوق ادا کر سکو اس کثیر مال سے بہتر ہے جس کے حقوق ادا کرنے سے تم قاصر رہو۔ ثعلبہ نے اصرار کیا اور کہا مجھے اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا اگر اس نے مجھے دولت دی تو میں اس میں سے تمام حقوق واجبہ ادا کروں گا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ ثعلبہ نے چند بکریاں خریدیں اللہ نے ان میں اس قدر برکت ڈالی اور وہ اس قدر بڑھیں کہ اسے مدینہ سے باہر جنگل میں بسیرا کرنا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نہ صرف مسجد نبوی میں پنجوقتہ نمازیں ادا کرنے سے محروم ہو گیا بلکہ نمازِ جمعہ سے بھی غیر حاضر رہنے لگا۔ جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے اس کے پاس دو محصل بھیجے جنہیں اس نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ یہ زکوٰۃ تو جزیہ ہے۔ ابھی جاؤ میں سوچوں گا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ جب ثعلبہ کو آیتوں کا پتہ چلا تو مالِ صدقہ لیکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کا صدقہ قبول نہ کیا اور فرمایا اللہ نے مجھے تیرا صدقہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ فاعقبھم نفاقا اعقب کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ یا بخل جو بخلوا میں ضمناً مذکور ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نفاق کو جاگزیں کر دیا۔ یا بخل کی وجہ سے اس کے دل میں نفاق ڈال دیا۔ کیونکہ اس نے اللہ سے جو وعدہ کیا وہ پورا نہ کیا ای اعقبھم اللہ نفاقا فی قلوبھم وقیل ای اعقبھم البخل نفاقا (قرطبی ج ۸ ص ۲۱۴) بما میں با سببیہ ہے ای بسبب اخلافھم ما وعدوا اللہ من التصدق والصلاح وکونھم کاذبین (مدارک ج ۲ ص ۱۰۵) ۳ الم یعلموا الخ تخویف اخروی ہے۔ ۴ الذین یلمزون الخ اس میں

واعلموا ۱۰ — ۴۴۷ — التوبۃ ۹

يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

جان نہیں چکے کہ اللہ جانتا ہے ان کا بھید ۳ اور ان کا مشورہ اور یہ کہ اللہ

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ

خوب جانتا ہے سب چھپی باتوں کو ف وہ لوگ جو طعن کرتے ہیں ان مسلمانوں پر جو

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ

دل کھول کر ۴ خیرات کرتے ہیں اور ان پر جو نہیں رکھتے

اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ۭ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۡ

مگر اپنی محنت کا ف پھر ان پر ٹھٹھے کرتے ہیں اللہ نے ان سے ٹھٹھا کیا ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ

اور ان کے لئے عذاب دردناک ہے ف۲ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ ۵

لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ

ف۲ اگر ان کے لئے ستّر بار بخشش مانگے تو بھی ہرگز نہ بخشے گا

اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَ

ان کو اللہ یہ اس واسطے کہ وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور

اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ

اللہ رستہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو ف۳ خوش ہو گئے پیچھے رہنے والے

بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ

اپنے بیٹھ رہنے سے جدا ہو کر رسول اللہ سے ۶ اور گھبرائے اس سے

يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ

کہ لڑیں اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی

اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ

راہ میں اور بولے کہ مت کوچ کرو گرمی میں تو کہہ دوزخ کی آگ

ع ۱۰ / ۱۶

منزل ۲

موضح قرآن ف۱ ایک منافق تھا ثعلبہ حضرت سے دعا چاہی کہ مجھ کو کشائش ہو فرمایا کہ تھوڑا جس کا شکر ہو سکے بہتر ہے بہت سے کہ غفلت لاوے پھر آیا لگا عہد کرنے کہ اگر مجھ کو مال ہو بہت خیرات کروں اور غفلت میں نہ پڑوں حضرت نے دعا کی اسکو بکریوں میں برکت ملی یہاں تک کہ مدینے کے جنگل سے کفایت نہ ہوتی نکل کر گاؤں میں جا رہا جمعہ و جماعت سے محروم ہوا حضرت نے پوچھا کہ ثعلبہ کیا ہوا لوگوں نے حال بیان کیا۔ فرمایا ثعلبہ خراب ہوا۔ پھر زکوٰۃ دینے کا وقت ہوا سب دینے لگے اس نے کہا یہ جو مال بھرنا گویا جزیہ دینا۔ بہانہ کر ٹال دیا پھر حضرت پاس مال زکوٰۃ لایا حضرت نے قبول نہ کیا۔ بعد حضرت کے ابوبکرؓ و عمرؓ بھی اپنی خلافت میں اس کی زکوٰۃ نہ لیتے خلافت حضرت عثمانؓ میں مر گیا۔ ۱۲ منہ ف۲ ایکبار حضرت نے تقید کی خیرات پر عبدالرحمٰن بن عوف چار ہزار درہم لائے اور لوگ لانے لگے۔ عاصم چار سیر جو لائے عبدالرحمٰن نے کہا آٹھ ہزار میں رکھتا تھا نصف اپنے رب کو قرض دیتا ہوں اور نصف حق عیال کا عاصم نے کہا مزدوری کر کر آٹھ سیر جو لایا ہوں نصف خیرات کرتا ہوں اور نصف حق عیال کا۔ منافق آپس میں کہنے لگے۔ عبدالرحمٰن کو منظور ہے نمود اپنی اور عاصم اپنے تئیں زور آوری سے ملاتا ہے خیرات والوں میں ۱۲ منہ ف۳ یہاں سے فرق نکلتا ہے بے اعتقاد کا اور گنہگار کا۔ گناہ ایسا کونسا ہے کہ پیغمبر کے بخشانے سے نہ بخشا جاوے اور بے اعتقاد کو پیغمبر کی ستر استغفار فائدہ نہ کرے اب جو بے اعتقاد لوگ بھروسا کریں پیغمبر کی شفاعت کا ذکر یں دلیل

ہے مثلاً آدمی سے بدکام ہو یا نماز روزہ نہ ہوا اور وہ شرمندہ ہے اور نادم ہے تو وہ گنہگار ہے اور جو کوئی بدکام کو عیب نہ جانے اور فرض خدا کو کرنا نہ کرنا برابر سمجھے اور کرنے والوں کو طعن کرے وہ بے اعتقاد ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بمزدوری چیزی پیدا می کنند و صدقہ می دہند۔ ۱۲ ف۲ یعنی ہر دو صورت یکسانست ۱۲۔

ان منافقین کا ذکر ہے جو خوشی خوشی صدقہ وخیرات کرنے والے مسلمانوں کو طعنے دیتے تھے الذین موصول مع صلہ مبتدا ہے۔ اور سخر اللہ منھم خبر ہے جو مسلمان بہت سا مال صدقہ کرتے منافقین
ان پر ریا کاری کا الزام لگاتے اور جو غریب تھے اور دن بھر محنت ومشقت سے تھوڑا بہت کما کر صدقات میں حصہ لیتے ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ بھلا اللہ کو اس کی کیا ضرورت ہے سخر اللہ منھم
تخویف اخروی ہے یعنی اللہ ان کو تمسخر اور استہزاء کی سزا دیگا یعنی انہ سبحانہ وتعالے جازاھم علی سخریتھم ثم وصف ذلک وھو قولہ سبحانہ وتعالے (ولھم عذاب
الیم) یعنی فی الآخرۃ (خازن ج ۳ ص ۱۳۵) ۵ؔ استغفر لھم الخ یہ تمام منافقین کا انجام ہے کہ ان کی ہرگز بخشش نہیں ہوگی اگرچہ اللہ کا رسول ستر بار بھی اللہ سے ان کے لئے معافی

اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا یَفْقَهُوْنَ ﴿٨١﴾ فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا
سخت گرم ہے ۴ؔ اگر ان کو سمجھ ہوتی سو وہ ہنس لیویں تھوڑا

وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَاِنْ
اور روویں بہت سا ۵ؔ بدلہ اس کا جو وہ کماتے تھے وطؔ سو اگر

رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ
پھر لے جائے تجھ کو اللہ ۶ؔ کسی فرقہ کی طرف ان میں سے پھر اجازت چاہیں تجھ سے

لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّ لَنْ
نکلنے کی وٓ تو تو کہہ دینا کہ تم ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ

تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّكُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ
لڑو گے میرے ساتھ ہو کر کسی دشمن سے تم کو پسند آیا بیٹھ رہنا پہلی

مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ ﴿٨٣﴾ وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى
بار سو بیٹھے رہو پیچھے رہنے والوں کے ساتھ فٓ اور نماز نہ پڑھ ۸ؔ

اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
ان میں سے کسی پر جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑا ہو اس کی قبر پر وہ

كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٨٤﴾
منکر ہوئے اللہ سے اور اس کے رسول سے اور وہ مر گئے نافرمان

وَ لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ
اور تعجب نہ کر ۹ؔ ان کے مال اور اولاد سے اللہ تو یہی

اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ
چاہتا ہے کہ عذاب میں رکھے ان کو ان چیزوں کے باعث دنیا میں اور نکلے ان کی جان

وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ وَ اِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا
اور اس وقت تک کافر ہی رہیں اور جب نازل ہوتی ہے ۱۰ؔ کوئی سورت کہ ایمان لاؤ

* آپ نے کہا اللہ نے فرمایا اگر تم ستر بار ان کے لئے بخشش مانگو تو بھی نہیں معاف کروں گا۔

مانگے کیونکہ ان کے دلوں میں کفر ونفاق ہے اگرچہ بظاہر وہ ایمان کے دعویدار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ منوا لینا پیغمبر علیہ السلام کے اختیار میں نہیں استغفر امر بمعنی خبر ہے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو اس کا بیٹا جو مخلص مؤمن تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے باپ کے لئے استغفار کی درخواست کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں آپ کو ان کے لئے استغفار سے منع کر دیا گیا۔ صحیح مسلم میں ہے جب ابن ابی مر گیا تو حضور علیہ السلام اس کا جنازہ پڑھنے لگے تو حضرت عمر نے آپ کا دامن تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ نے تو آپ کو اس کا جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا ہے* اور میں اس کیلئے ستر سے بھی زیادہ بار استغفار کروں گا شاید اللہ اسے معاف کر دے (مدارک، قرطبی، بحیرہ، امام رازی) علامہ خازن ابن عباس سے ناقل ہیں کہ جب منافقین کے بارے میں مذکورہ بالا آیتیں نازل ہوئیں اور مسلمانوں پر ان کا نفاق ظاہر ہو گیا اس وقت منافقین نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ ان کے لئے اللہ سے استغفار کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی قال ابن عباس رضی اللہ عنھما ان عند نزول الآیۃ الاولی فی المنافقین قالوا یا رسول استغفر لنا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ساستغفر لکم واشتغل بالاستغفار لھم فنزلت ھذہ الآیۃ فترک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الاستغفار (کبیر ج ۴ ص ۵۰۰) ۶ؔ فرح المخلفون الخ المخلفون باب تفعیل ہے۔ یعنی ان کو اللہ نے پیچھے چھوڑ دیا اور جہاد میں شریک ہونے کی ان کو توفیق نہ دی۔ ای خلفھم اللہ وثبطھم (قرطبی ج ۸ ص ۲۱۶) حضرت شیخ نے فرمایا ای المخلفون بقھر اللہ اس سے وہ منافقین مراد ہیں جو جنگ تبوک میں عمداً شریک نہ ہوئے مقعد مصدر میمی ہے جو منافقین غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے وہ بہت خوش تھے کہ شدت گرما میں وہ سفر کی تکلیفوں اور صعوبتوں سے بچ گئے اور انہوں نے اللہ کی راہ میں مال وجان سے جہاد کرنے کو ناپسند کیا۔ وقالوا لا تنفروا فی الحر منافقوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا انہوں نے مؤمنوں کو بد دل کرنے کی غرض سے ان سے کہا کہ گرمی میں مت جاؤ اور اپنے گھروں میں آرام کرو۔ قال بعضھم لبعض او قالوا للمؤمنین تثبیطاً (مدارک ج ۲ ص ۱۰۶) ۷ؔ قل نار جھنم الخ اللہ تعالے نے حضور علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ ان آرام وراحت کے دلدادگان سے فرما دیں جہنم کی آگ جو آخرت میں ان کا ٹھکانا ہوگی دنیا

موضح قرآن فٓ یہ جو فرمایا کہ اگر پھر لے جاوے اللہ کسی فرقے کیطرف اس واسطے کہ آیت نازل ہوئی سفر میں وہ منافق تھے مدینہ میں اور فرقہ فرمایا اس واسطے کہ بعضے منافق پیچھے مر گئے اور سب بیٹھے والے منافق نہ تھے۔ بعضے مسلمان بھی تھے کہ ان کی تقصیر معاف ہوئی۔ ۱۲ منہ

فتح الرحمن فٓ مراد خبر است یعنی در دنیا خواہند خندید و در آخرت خواہند گریست ۱۲۔ وٓ یعنی برائے احراز غنائم ۱۲

کی اس گرمی سے کہیں زیادہ سخت اور شدید ہوگی **ف۷۸** فلیضحکوا الخ امر بمعنی خبر ہے۔ منافقین جہاد میں شریک نہ ہوکر بہت خوش ہیں اور ہنس رہے ہیں لیکن دنیا کی یہ خوشی اور ہنسی اس افسوس اور رونے کے مقابلے میں بہت کم ہے جو آخرت میں ان کے حصے میں آئیں گے۔ اخبار عن عاجل امرھم واٰجلہ من الضحک القلیل فی الدنیا والبکاء الکثیر فی الاخری (روح ج ۱۰ صلا) **ف۷۹** فان رجعک الخ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔ منافقین کی شرارتوں اور ان کی عداوت اور دشمنی کو واشگاف کرنے کے بعد حضور علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ لوگ اس لائق ہی نہیں ہیں کہ آپ کی صحبت میں رہیں لہٰذا جب آپ بخیر و عافیت مدینہ واپس پہنچ جائیں اور اس کے بعد کوئی جنگ درپیش ہو اور منافقین اس میں شریک ہونے کے لئے آپ سے اجازت مانگیں تو آپ ان کو غزوہ میں شریک ہونے کی ہرگز اجازت نہ دیں اور صاف فرما دیں کہ اب کبھی بھی تم ہمارے ساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ بس اب گھروں ہی میں بیٹھے رہو **ف۸۰** ولا تصل علیٰ احد الخ اگر ان منافقین میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوکر اس کیلئے دعائے مغفرت کریں کیونکہ وہ اگرچہ بظاہر مسلمان ہیں لیکن دل سے پکے کافر ہیں نہ خدا پر ان کا ایمان ہے نہ رسول پر اور وہ اسی کفر پر مر رہے ہیں **ف۸۱** ولا تعجبک الخ اس کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ (۵۴) ص۴۴۱ **ف۸۲** واذا انزلت الخ یہ منافقین کی منافقت کی واضح علامت ہے کہ جب جہاد کا حکم نازل ہوتا ہے تو وہ مالی طاقت اور جسمانی قدرت کے باوجود جہاد سے جی چراتے اور آپ کے پاس آکر اجازت مانگتے ہیں کہ انہیں جہاد کی شمولیت سے مستثنیٰ کر دیا جائے اور گھروں میں رہنے دیا جائے وہ جہاد میں شریک ہوکر جرأت و شجاعت کے جوہر دکھانے کے بجائے بزدلوں کی طرح مدینہ میں عورتوں کے ساتھ رہنا پسند کرتے ہیں اور یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ ان کے دل ایمان سے خالی اور اللہ اور رسول کی محبت سے تہی ہیں۔ ان کے دلوں پر انکی بداعمالیوں کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اور وہ جہاد کے دینی اور دنیوی منافع سمجھنے سے قاصر ہیں۔ **ف۸۳** لکن الرسول الخ یہاں سے لیکر ذلک الفوز العظیم تک حضور علیہ السلام کے ساتھ مال و جان سے جہاد کرنے والے صحابۂ کرام اور مخلص مومنین کی فضیلت اور ان کے لئے اخروی بشارت مذکور ہے **ف۸۴** وجاء المعذرون الخ یہاں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا جو واقعی معذور تھے اور اپنا عذر بیان کرکے حضور علیہ السلام سے تخلف عن الجہاد کی اجازت لیتے تھے اور اس سے بنی غفار کے لوگ مراد ہیں ثم بین تعالیٰ حال ذوی الاعذار فی ترک الجہاد الذین جاءوا رسول اللہ

بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا
اللہ پر اور لڑائی کرو اس کے رسول کے ساتھ ہوکر جو تجھ سے رخصت مانگتے ہیں مقدور
الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾
والے ان کے اور کہتے ہیں ہم کو چھوڑ دے کہ رہ جائیں ساتھ بیٹھنے والوں کے
رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى
خوش ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ اور مہر کر دی گئی ان کے
قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ
دل پر سو وہ نہیں سمجھتے لیکن رسول ف۸۳ اور
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ
جو لوگ ایمان لائے ہیں ساتھ اس کے وہ لڑے ہیں اپنے مال اور جان سے
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ؗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۸۸﴾
اور انہی کے لئے ہیں خوبیاں اور وہی ہیں مراد کو پہنچنے والے
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
تیار کر رکھے ہیں اللہ نے ان کے واسطے باغ کہ بہتی ہیں ان کے نیچے
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۸۹﴾ ع وَجَآءَ
رہا کریں ان میں یہی ہے بڑی کامیابی اور آئے
الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ
بہانے کرنے والے ف۸۴ گنوار تاکہ ان کو رخصت مل جائے اور
قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ
بیٹھ رہے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ سے اور اس کے رسول سے اب پہنچے گا
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۰﴾ لَيْسَ عَلَى
ان کو جو کافر ہیں ان میں عذاب دردناک نہیں ہے ف۸۵

ع ۱۱ / ۱۷

جہاد سے پیچھے رہنے والوں کو عورتوں کی مانند قرار دیا منافقین کے مقابلے میں مومنین کے حالات کا بیان
مع بشارت اخروی

صلے اللہ علیہ وسلم یعتذرون الیہ ویبینون لہ ماھم فیہ من العنف وعدم القدرۃ علے الخروج الخ (ابن کثیر ج ۲ ص۳۸) وقعد الذین کذبوا الخ لیکن منافقین نے پوری دیدہ دلیری سے کام لیا اور کسی قسم کا کوئی عذر و بہانہ پیش کئے بغیر ہی جہاد میں شریک نہ ہوئے اور گھروں میں بیٹھ رہے سیصیب الذین کفروا الخ یہ ان کے لئے تخویف اخروی ہے **ف۸۵** لیس علی الضعفاء الخ یہاں ان عذروں کا بیان ہے جن کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہونے والے واقعی معذور ہیں الضعفاء یعنی بوڑھے، بچے اور عورتیں نیز لنگڑے اور اندھے بھی اس میں شامل ہیں ولا علے الذین لا یجدون ما ینفقون پہلے ان لوگوں کا ذکر تھا جو جسمانی طاقت کے فقدان کی وجہ سے معذور تھے یہاں مالی استطاعت نہ ہونے کا عذر بیان کیا گیا یعنی جن لوگوں کے پاس سامان جنگ اور سفر خرچ کے لئے روپیہ نہیں وہ بھی معذور ہیں یعنی الفقراء العاجزین عن اھبۃ الغزو والجہاد فلا یجدون

الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى

ضعیفوں پر اور نہ مریضوں پر اور نہ

الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا

ان لوگوں پر جن کے پاس نہیں ہے خرچ کرنے کو کچھ گناہ جب کہ

نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ

دل سے صاف ہوں اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ نہیں ہے نیکی والوں پر الزام کی

سَبِیْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۱﴾ وَّلَا عَلَى الَّذِیْنَ

کوئی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور نہ ان لوگوں پر کہ ۵۸۶

اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ

جب تیرے پاس آئے تاکہ تو ان کو سواری دے تو نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں

اَحْمِلُكُمْ عَلَیْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُهُمْ تَفِیْضُ مِنَ

کہ تم کو اس پر سوار کردوں تو الٹے پھرے اور ان کی آنکھوں سے بہتے تھے

الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ اِنَّمَا

آنسو اس غم میں کہ نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں راہ

السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ

الزام کی تو ان پر ہے ۵۸۷ جو رخصت مانگتے ہیں تجھ سے اور وہ

اَغْنِیَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ یَّكُوْنُوْا مَعَ

مالدار ہیں خوش ہوئے اس بات سے کہ رہ جائیں ساتھ

الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

پیچھے رہنے والیوں کے اور مہر کردی اللہ نے انکے دلوں پر

فَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾

سو وہ نہیں جانتے۔

یعنی اللہ کی توحید بیان کرنے اور پیغمبر کی اطاعت کرنے

مراد یہی گرفت کا راستہ

۵۸۶ ولا علی الذین الخ اسی طرح ان لوگوں پر بھی تخلف عن الجہاد کی وجہ سے گناہ نہیں جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ان کے لئے سواری کا انتظام فرمائیں لیکن سواری نہ ہونے کی وجہ سے وہ مایوس ہوکر زار و قطار رونے لگے اس لئے کہ وہ جہاد میں شریک نہیں ہوسکیں گے اور اس کے اجر سے محروم ہوجائیں گے۔ ۵۸۷ انما السّبیل الخ گرفت اور الزام کا راستہ ان منافقین پر ہے جو طاقتور اور دولتمند ہونے کے باوجود محض آرام طلبی کی خاطر جہاد میں شریک نہیں ہونا چاہتے۔ وہ اسقدر بزدل اور پست ہمت ہیں کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے رہنا پسند کرتے ہیں۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر جھوٹے بہانے بناکر اجازت مانگتے ہیں۔ وطبع اللہ الخ اللہ نے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کردی ہے کہ وہ جہاد کے دنیوی اور اخروی فوائد کو نہیں سمجھ سکتے۔ (فھم لا یعلمون) مافی الجہاد من الخیر فی الدنیا والاٰخرۃ (خازن ج ۳ ص ۱۱۱)

۵۸۸ یعتذرون الیکم الخ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے ہے یعنی جب آپ لوگ غزوۂ تبوک سے واپس مدینہ پہنچیں گے تو منافقین تمہارے پاس آکر جہاد میں شریک نہ ہونے کے بارے میں بہانے پیش کریں گے قل لا تعتذروا یعنی واپسی پر جب وہ عذر پیش کریں تو آپ فرما دیں کہ بہانے مت بناؤ۔ ہم تمہاری باتوں پر یقین نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصل حقیقت سے آگاہ فرما دیا ہے اور تمہارے دل کے پوشیدہ رازوں پر مطلع کر دیا ہے لان اللہ تعالیٰ قد انبانا بالوحی بما فی ضمائرکم من الشر و الفساد (روح ج ۱۱ ص۲) ۵۸۹ وسیری اللہ عملکم الخ یہاں اعمال سے مراد وہ اعمال ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں منافقین کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال تو ظاہر ہو چکے ہیں اور عنقریب تمہارے آئندہ اعمال کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر پر اور تمام مؤمنین پر ظاہر فرما دیگا اور سب کو معلوم ہو جائیگا کہ تم نے اپنا رویہ تبدیل کر لیا ہے یا نہیں۔ ای اتتیبون عما انتم علیہ ام تثبتون علیہ (روح) **فائدہ**۔ بعض لوگ اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر صبح و شام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اس طرح آپ ہر امتی کے تمام احوال سے باخبر رہتے ہیں۔ اور اس کی تائید میں وہ مسند بزار کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں آیا ہے۔ تعرض علی اعمالکم حسنہا وسیئہا الخ لیکن یہ استدلال سراسر باطل اور غلط ہے۔ اول اس لئے کہ اس سے تمام مفسرین نے حضور علیہ السلام کے زمانے میں منافقین کے اعمال مراد لئے ہیں اور کسی نے بھی اس سے عرض اعمال کو ثابت نہیں کیا۔ روح المعانی کا حوالہ پہلے گذر چکا ہے۔ امام بغوی اور علامہ خازن ج ۳ ص۱۱۲ میں لکھتے ہیں یعنی فی المستانف اتتوبون من نفاقکم ام تقیمون علیہ۔ حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں ای سیظہر اعمالکم فی الدنیا (ج ۲ ص۳۸۲) تو معلوم ہوا کہ اس آیت میں خطاب صرف زمانۂ نبوی کے منافقین سے ہے ساری امت مراد نہیں۔ نیز منافقین کے صرف وہی اعمال مراد ہیں جو وہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی موجودگی میں کرتے تھے ان کے تمام اعمال مراد نہیں اور جو حدیث پیش کی جاتی ہے حقیقت میں وہ روایت بالمعنی ہے۔ اصل حدیث وہی ہے جو صحیح مسلم ج ۱ ص۲۰۷ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ذر رضؓ سے مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں عرضت علی اعمال امتی حسنہا وسیئہا فوجدت فی محاسن اعمالہا الاذی یماط عن الطریق ووجدت فی مساوی اعمالہا النخاعۃ تکون فی المسجد ولا تدفن یعنی میرے سامنے میری امت کے اعمال پیش کئے گئے اور اس سے بالاتفاق عرض اجمالی مراد ہے یعنی آپ کے سامنے نیک اور برے اعمال کی فہرستیں پیش کی گئیں کہ نیکی کے اعمال کونسے ہیں اور گناہ کے کام کونسے بعض لوگ عرضت علی اجور امتی الخ سے عرض اعمال پر استدلال کرتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد ص۶۶ اور ترمذی ج ۲ ص۱۱۵ میں حضرت انس رضؓ کی روایت سے منقول ہے لیکن یہ استدلال بھی درست نہیں۔ اول اسلئے کہ اس سے بھی عرض اجمالی مراد ہے۔ دوم یہ روایت منقطع ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں مطلب راوی جو حضرت انس رضؓ سے روایت کرتا ہے انسے اسکا سماع ثابت نہیں۔ قال محمد (بن اسمٰعیل البخاری) ولا اعرف للمطلب بن عبد اللہ بن حنطب سماعا من احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ علاوہ ازیں اگر مضارع مجہول کا صیغہ ہی صحیح مان لیا جائے تو بھی اس سے انکا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عرض مستلزم علم نہیں جیسا کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب نے فرمایا:۔ الا تری الی قولہ تعالیٰ (ثم عرضہم علی الملئکۃ) فکان عرضا وقال تعالیٰ (وعلم ادم الاسماء کلہا) فکان ھذا تعلیما فالعرض اخر والتعلم اخر (فیض الباری ج ۴ ص۳۰۸) لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ عرض مستلزم علم ہے تو اس سے بہت سی آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کو رد کرنا پڑیگا۔ مثلاً قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء اس بات سے لاعلمی ظاہر کرینگے کہ مشرکین انکی وفات کے بعد انکی عبادت کیا کرتے تھے فکفی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (پ۱۱، سورۂ یونس ع ۳) اسی طرح صحیح بخاری ج ۲ ص۹۶۵ میں ہے حضور نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ۭ قُلْ

بہانے لائیں گے ۵۸۸ تمہارے پاس جب تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تو کہہ

لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ

بہانے مت بناؤ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہاری بات ہم کو بتا چکا ہے اللہ

اَخْبَارِكُمْ ۭ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ

تمہارے احوال اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام ۵۸۹ اور اس کا رسول پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

تم لوٹائے جاؤ گے طرف اس جاننے والے چھپے اور کھلے کی سو وہ بتائے گا تم کو

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۹۴ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا

جو تم کر رہے تھے اب قسمیں کھائیں گے ۵۹۰ اللہ کی تمہارے سامنے جب

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ۭ

تم پھر کر جاؤ گے ان کی طرف تاکہ تم ان سے درگذر کرو سو تم درگذر کرو ان سے

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا

بیشک وہ لوگ پلید ہیں اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے بدلہ ان کے

يَكْسِبُوْنَ ۹۵ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ

کاموں کا وہ لوگ قسمیں کھائیں گے تمہارے سامنے ۵۹۱ تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ سو اگر

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ

تم راضی ہو گئے ان سے تو اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان

الْفٰسِقِيْنَ ۹۶ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّ

لوگوں سے ف ۱ گنوار بہت سخت ہیں کفر میں ۵۹۲ اور نفاق میں اور

اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰي

اسی لائق ہیں کہ نہ سیکھیں وہ قاعدے جو نازل کئے اللہ نے

موضح قرآن ف یعنی جس شخص کا احوال معلوم ہو کہ منافق ہے اس کی طرف سے تغافل روا ہے لیکن دوستی اور یگانگی روا نہیں۔ ۱۲ منہ رح **فتح الرحمن** ف ۱ یعنی بہ نسبت اہل شہر ہا ۱۲۔

اور جو دعا بر ضص صریح بھی نہیں ہے اگر اس سے عرضِ اعمال کا فرضی عقیدہ ثابت کیا جائے اور اس کے مقابلہ میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ وصریحہ کو ترک کر دیا جائے، تو یہ کہاں کا انصاف ہے **۹۰ف** سیحلفون
باللہ الخ اس میں بھی ان منافقین کا ذکر ہے جو بغیر کسی عذر کے جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے یعنی جب آپ واپس لوٹ کر ان کے پاس پہنچیں گے تو وہ قسمیں کھا کھا کر اپنی سچائی اور معذوری
بیان کریں گے تاکہ آپ ان سے درگذر کریں فاعرضوا عنھم تم ان سے منہ موڑ لینا کیونکہ وہ نہایت ناپاک لوگ ہیں اور تمہاری صحبت و مجلس کے لائق نہیں ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ
ان کے اپنے ہی اعمال کی سزا ہوگی۔ **۹۱ف** یحلفون لکم الخ وہ قسمیں اس لئے کھائیں گے تاکہ تم لوگ ان سے راضی ہو جاؤ۔ لیکن یاد رکھو یہ لوگ خدا کے سخت نافرمان اور باغی ہیں۔ اگر تم ان

رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ
اپنے رسول پر اور اللہ سب کچھ جانتے والا حکمت والا ہے **ف۱** اور بعضے **۹۳ف** گنوار ایسے ہیں
مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ
کہ شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو تاوان اور انتظار کرتے ہیں تم پر
الدَّوَاۗىِٕرَ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ السَّوْءِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
زمانہ کی گردشوں کا **۹۴ف** ان ہی پر آئے گردش بری اور اللہ سننے والا
عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
جاننے والا ہے اور بعضے گنوار وہ ہیں **۹۵ف** کہ ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ
قیامت کے دن پر اور شمار کرتے ہیں اپنے خرچ کرنے کو نزدیک ہونا اللہ سے
وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ
اور دعا لینی رسول کی سنتا ہے وہ ان کے حق میں نزدیکی ہے داخل کریگا انکو
اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ
اللہ اپنی رحمت میں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو لوگ قدیم ہیں
الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ
۹۶ف سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنیوالے اور جو
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا
ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے
عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ
اس سے اور تیار کر رکھے ہیں واسطے انکے باغ کہ بہتی ہیں نیچے ان کے نہریں
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ
رہا کریں انہی میں ہمیشہ یہی ہے بڑی کامیابی **ف۲** اور بعضے

ع ۱۲ ۱

۱۔ مقابلہ میں مومنین اعراب کو اجر اور بشارت اخروی ۔ ۲۔ مہاجرین و انصار کیلئے بشارت ۔ ۳۔ مدینہ کے منافقین کے شدت نفاق کا بیان۔

سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ ان سے کبھی راضی نہیں ہوگا۔ اور صرف
تمہاری رضامندی سے انہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا ای رضاکم
لا ینفعھم نفعا لان اللہ تعالٰی ساخط علیھم ولا اثر
لرضا احد مع سخطہ تعالٰی (روح ج ۱۱ ص۸) **۹۲ف**
الاعراب اشد الخ یہاں جنگل اور دیہات میں رہنے والوں
کے احوال کا ذکر کیا گیا ہے ان میں جو کافر اور منافق ہیں وہ کفر و
نفاق میں شہریوں کی نسبت زیادہ سخت ہیں اور خدا کے احکام و
حدود سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں۔ **۹۳ف** ومن الاعراب الخ
منافقین اعراب میں سے کچھ ایسے ہیں جو جہاد یا صدقات خیرات
میں خرچ کی ہوئی رقم کو محض تاوان سمجھتے ہیں کیونکہ وہ جو کچھ خرچ
کرتے ہیں ثواب کی نیت سے اور رضائے الٰہی کے لئے خرچ
نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کے خوف یا ریاکاری کے لئے خرچ
کرتے ہیں والمعنی ان من الاعراب من یعتقد ان الذی
ینفقہ فی سبیل اللہ غرامۃ لانہ لا ینفق ذلک الا
خوفا من المسلمین او مراءۃ لھم ولم یرد بذلک
الانفاق وجہ اللہ وثوابہ (خازن ج ۳ ص۱۱۳) **۹۴ف** و
یتربص بکم الخ اور وہ منافقین اعراب اس انتظار میں
رہتے ہیں کہ تم حوادث زمان اور مصائب دوران میں مبتلا
رہو۔ لیکن مصیبت اور رنج میں وہ خود مبتلا ہیں۔ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر جو بھی آرام و راحت اور فتح
و ظفر کا موقع آتا ہے وہ ان بدخواہوں کے لئے مصیبت سے
کم نہیں ہوتا۔ **۹۵ف** ومن الاعراب من یؤمن الخ یہاں
ان دیہات والوں کی تعریف فرمائی جو مخلص مومن تھے۔ ان کا
حال یہ تھا کہ وہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالٰی
کے تقرب اس کی رضا اور اللہ کے رسول کی دعا کا ذریعہ سمجھتے ہیں
الا انھا قربۃ لھم بے شک وہ ان کے لئے قرب خداوندی
کا ذریعہ ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعتقاد کی تصدیق
ہے۔ سیدخلھم اللہ الخ یہ بشارت اخروی ہے۔
۹۶ف والسبقون الاولون الخ یہ مہاجرین و انصار اور انکے
نقش پر چلنے والوں کے لئے بشارتِ اُخروی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ان کی طبع میں بے حکمی اور غرض ڈھونڈنی اور جاہلی پیدا ہے سو اللہ حکمت والا ہے ان سے وہ کام مشکل بھی نہیں چاہتا اور وہ درجے بلند بھی نہیں دیتا ۱۲ منہ
ف۲ جنگ بدر تک جو مسلمان ہوئے ہیں وہ قدیم ہیں۔ اور باقی ان کے تابع۔ ۱۲ منہ رح

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ

تمہارے گرد کے ۹۷ گنوار منافق ہیں اور بعضے لوگ

الْمَدِيْنَةِ ؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ قف لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ

مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ

ہم کو وہ معلوم ہیں ان کو ہم عذاب دینگے دوبارہ ۹۸ پھر وہ لوٹائے جائیںگے

اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ

بڑے عذاب کی طرف ف۱ اور بعضے لوگ ہیں کہ اقرار کیا انہوں نے اپنے گناہوں کا ۹۹

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ

ملایا انہوں نے ایک کام نیک اور دوسرا بد قریب ہے کہ اللہ

يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ

معاف کرے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے لے

اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ

ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے اور دعا دے

عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۳﴾

ان کو بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۲

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ

کیا وہ جان نہیں چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے

وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

اور لیتا ہے زکوٰتیں اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ہے ف۳

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَ

اور کہہ کہ عمل کئے جاؤ ۱۰۰ پھر آگے دیکھے گا اللہ تمہارے کام کو اور اس کا رسول اور

مع عند المتقدمین ۱۲ وقف منزل

۹۷ ومن حولکم الخ یہ مدینہ منورہ اور اس کے گرد نواح کے منافقین کا ذکر ہے۔ لا تعلمھم نحن نعلمھم اس میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ وہ نفاق اور اخفاء حال میں اس قدر ماہر اور چابکدست ہیں کہ آپ کو ان کے نفاق کا علم تک نہیں لیکن اللہ ان کو خوب جانتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو کلی غیب کا علم نہیں تھا یعنی انھم بلغوا من المھارۃ فی النفاق والتنوق فی مراعاۃ التقیۃ والتحامی عن مواقع التھمۃ الٰی حیث یخفی علیک مع کمال فطنتک وصدق فراستک حالھم (روح ج ۱۱ ص ۱۲) ۹۸ سنعذبھم الخ یہ منافقین کے لئے تخویف دنیوی واخروی ہے۔ دو دفعہ کے عذاب سے دنیا میں قتل یا قید و بند یا ظہور نفاق سے ذلت و رسوائی کا اور مرنے کے بعد قبر کا عذاب مراد ہے اور عذاب عظیم آخرت کا عذاب ہے (خازن معالم وغیرہ) ۹۹ واٰخرون اعترفوا الخ یہ ان پانچ صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی، جو مخلص مومن تھے مگر غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہوئے۔ بعد میں سخت نادم ہوئے اور اپنے کو ستونوں سے باندھ لیا اور گڑگڑا کر توبہ کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔ خذ من اموالھم الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے صدقات قبول کرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ اب ان کی توبہ قبول ہوجانے کے بعد آپ کو حکم ملا کہ آپ ان کے صدقات قبول کریں اور ان کے حق میں دعا فرمائیں۔ کیونکہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث آرام و سکون ہے۔ بعض مفسرین نے ان کی تعداد دس، آٹھ اور چھ ذکر کی ہے (قرطبی) ۱۰۰ وقل اعملوا الخ اس سے مراد وہی اعمال ہیں جو وہ حضور علیہ السلام کی زندگی میں کرتے تھے۔ یعنی تم کام کئے جاؤ اللہ کا رسول اور مومنین تمہارے اعمال و اقوال کو دیکھ کر فیصلہ کریں گے کہ تم نے سچی توبہ کی ہے یا جھوٹی۔

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں بھی تکلیف پر تکلیف پاویں گے۔ پھر آخرت میں پکڑے جاویں گے۔ وہ منافق کوئی اندھا ہوا کوئی کوڑھی۔ کسی کے بدن میں پیپ پڑی۔ ۱۲ منہ رح ف۲ یعنی جیسے بعضوں پر عتاب ہوا کہ ہمیشہ ان کی زکات لینی موقوف ہوئی ان پر عتاب نہیں۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی رسول بے اختیار ہے جس کے حق میں اللہ نے جو فرمایا وہ ادا کرتا ہے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی درمیان مسلمانان ذلیل شوند و در اموال و اولاد آفات ببینند۔ ۱۲۔

ف١٠١ واخرون مرجون الخ اس میں ان تین مخلص صحابہ کا ذکر ہے جو قدرت کے باوجود محض سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں شریک نہ ہوئے اور حضور علیہ السلام کی واپسی پر کوئی معذرت نہ کی بلکہ ذرا تاخیر سے اپنے قصور کی معافی مانگی اور سچی توبہ کی۔ ان کی توبہ کچھ دن تاخیر سے قبول ہوئی۔ مذکور الصدر پانچ صحابہ نے بلا تاخیر توبہ کی مگر یہ تینوں توبہ میں پیچھے رہے اس لئے قبولیت میں بھی تاخیر ہوئی۔ والفرق بین القسم الثانی وبین ھٰذا الثالث ان اولٰئک سارعوا الی التوبۃ وھؤلاء لم یسارعوا الیھا قال ابن عباس رضی اللہ عنھما انزلت ھٰذہ الآیۃ فی کعب بن مالک ومرارۃ بن الربیع وھلال بن امیۃ (کبیر ج ۴ ص ۳۵۰) **ف١٠٢** والذین اتخذوا الخ یہاں ان منافقین کا ذکر ہے جنہوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے، کفر کو تقویت دینے، مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور دشمنان اسلام کو پناہ دینے کی خاطر مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی۔ ضرارًا، کفرًا، تفریقًا اور ارصادًا چاروں اتخذوا الخ کے مفعول لہ ہیں۔ **ف١٠٣** لمن حارب اللہ الخ جنگ حنین میں مشرکین کو شکست ہوئی تو ان کا ایک سرغنہ ابو عامر شام کی طرف بھاگ گیا اور منافقین مدینہ کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف قیصر روم سے فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس لئے تم مسجد کے نام پر ایک عمارت بنالو تاکہ اس میں بیٹھ کر اطمینان سے اسلام کے خلاف جنگی منصوبہ بندی کر سکو۔ نیز اس کی طرف سے جو قاصد آیا کرے وہ اسی عمارت میں ٹھہر سکے۔ چنانچہ انہوں نے ابو عامر کے ایما پر مسجد بنالی اور حضور علیہ السلام سے اس میں نماز پڑھنے کی درخواست کی تاکہ آپ کی تشریف آوری سے ان کے نفاق پر پردہ پڑ سکے اسوقت آپ غزوۂ تبوک کیلئے جا رہے تھے اس لئے آپ نے واپسی پر ان کی مسجد میں نماز پڑھنے کا وعدہ فرما لیا۔ واپسی پر آپ کو وعدہ یاد آیا تو اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو اصل حقیقت حال سے مطلع کر کے اس مسجد میں جانے سے روک دیا۔ (روح وغیرہ) **ف١٠٤** لا تقم فیہ الخ یعنی یہ مسجد خانۂ خدا نہیں اس میں آپ نماز نہ پڑھیں بلکہ اسے مسمار کرا دیں کیونکہ اس کی بنیاد خدا ورسول اور اسلام کی مخالفت پر رکھی گئی ہے۔ لمسجد اسس الخ بلکہ وہ مسجد جس کی بنیاد خوف خدا پر رکھی گئی وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں اس سے مسجد قبا مراد ہے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۭ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
مسلمان اور تم جلد لوٹائے جاؤگے اس کے پاس جو تمام چھپی اور کھلی چیزوں سے واقف ہے
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ
پھر وہ جتا دیگا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف اور بعضے اور لوگ ہیں کہ انکا کام ڈھیل میں ہے
لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ
حکم پر اللہ کے ف١٠١ یا وہ ان کو عذاب دے اور یا ان کو معاف کرے اور اللہ
عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا
سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف٢ اور جنہوں نے بنائی ہے ف١٠٢ ایک مسجد ضد پر
وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ
اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے کو مسلمانوں میں اور گھات لگانے کو اس شخص
حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ
کی جو لڑ رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے پہلے سے ف١٠٣ اور وہ قسمیں کھائیں گے کہ
اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٧﴾
ہم نے تو بھلائی ہی چاہی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں
لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَي التَّقْوٰى
تو نہ کھڑا ہو اس میں کبھی ف١٠٤ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد دھری گئی پرہیزگاری پر
مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ
اول دن سے وہ لائق ہے کہ تو کھڑا ہو اس میں اس میں ایسے لوگ ہیں جو
يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿١٠٨﴾
دوست رکھتے ہیں پاک رہنے کو اور اللہ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو
اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ
بھلا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی ف١٠٥ اللہ سے ڈر پر اور اسکی رضامندی پر

موضح قرآن ف یعنی جن جہاد میں قصور ہوا تو آگے اور جہاد ہوں رسول کے روبرو اور خلیفوں کے تب کام کریو ۱۲ منہ ف٢ وہ کئی فرقے مذکور ہوئے ایک منافق جھوٹے بہانے کرنے ایک گنوار غرض کا وقت تاکتے ایک گنوار صاف دل سے رفیق اور ایک جنہوں نے اپنا گناہ مان لیا ان کو معاف فرمایا مگر جو قدیم یاروں میں تین شخصوں نے اپنا گناہ مانا تھا ان کو ادب دینے کو پچاس دن ڈھیل میں رکھا۔ اس بیچ میں حضرت اور سب مسلمان ان سے کلام نہ کرتے اور ان کی عورتیں جدا ہو گئیں جب ان کے دل خوب پشیمان ہوئے تب معافی نازل ہوئی وہ آیت آگے ہے یہ ذکر ان کا فرمایا۔ ۱۲ منہ رح ف٣ حضرت مکہ سے ہجرت کر آئے تو مدینہ سے باہر اترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا بعد چند روز کے شہر میں جگہ پکڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی اس محلہ میں جہاں نماز پڑھتے تھے وہاں کے لوگوں نے مسجد بنا رکھی اور جماعت قائم رہی۔ مسجد قبا کر کے مشہور ہے حضرت اکثر ہفتہ کے دن وہاں جاتے اور نماز پڑھتے۔ اس محلے میں بسنے منافقوں نے چاہا کہ اور مسجد بناویں پہلوں کی ضد پر اور اپنی جماعت جدا ٹھہراویں اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام کی ضد سے نکل گیا تھا اس کو نفاق سے بلا کر وہاں سردار اور امام کریں حضرت سے چاہا کہ ایک بار اول آپ وہاں نماز پڑھیں تو ہم جماعت قائم کریں حضرت کو ان کی دغا معلوم نہ تھی وعدہ کیا کہ جنگ تبوک سے ہم پھر یگے تو اول وہاں نماز پڑھ کر شہر میں داخل ہوں گے حق تعالیٰ نے پہلے خبردار کر دیا اور مسجد قبا کے لوگوں کی تعریف کی۔ آدمی خبردار رہے کہ ظاہر بعضی عبادت ہے اور نیت اس میں نفسانیت ہے اس کا یہ حال ہے۔

فتح الرحمٰن ف١ جماعت از منافقان مسجدی ساختہ بودند بہ نیت فاسد تا تفریق مسلمین باشد و کمینگاہ کافران، خدا تعالیٰ بانہدام آں امر فرمود ۱۲

خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ

وہ بہتر ہے یا جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی کنارہ پر ایک کھائی کے

فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾

پھر اس کو لیکر ڈھے پڑا دوزخ کی آگ میں اور اللہ راہ نہیں دیتا ظالم لوگوں کو ۱۰۵ ف۱

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ

ہمیشہ رہے گا اس عمارت سے جو انہوں نے بنائی تھی ۱۰۶ ف۲ شبہ ان کے دلوں میں مگر

اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿١١٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ

جب ٹکڑے ہو جائیں ان کے دل کے اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے ف۲ اللہ نے

ع ۱۳ / ۲

اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ

خرید لی ۱۰۷ مسلمانوں سے ان کی جان اور اور ان کا مال اس قیمت پر

لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ

کہ ان کے لئے جنت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور

يُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ

مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمہ پر سچا توریت اور انجیل

وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے زیادہ سو خوشیاں کرو

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾

اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے اور یہی ہے بڑی کامیابی

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ

وہ توبہ کرنیوالے ہیں بندگی کرنے والے شکر کرنیوالے بے تعلق رہنے والے

الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ

رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے نیک بات کا اور

ل۱ ای بنا من معفان مخلوق ... بیان بنا مسجد ...

ل۲ منافقین کے مقابلہ میں صحابہ کے اوصاف کا بیان ل۳ سبب نفاق۔

۱۰۵ افمن اسس الخ اس میں مسجد قبا کے بانیوں کی تعریف اور ان کے لئے بشارت ہے اور مسجد ضرار کے بانیوں کی مذمت اور ان کے لئے تخویف ہے فانھار بہ میں با تعدیہ کے لئے ہے۔ مسجد قبا والوں نے چونکہ اس کی بنیاد خوف خدا اور اللہ کی رضا جوئی پر رکھی تھی۔ اس لئے وہ ان کے لئے دخول جنت کا باعث بنی۔ اس کے برعکس مسجد ضرار والوں نے اس کی بنیاد جہنم کے کنارے پر یعنی کفر و نفاق اور شر و فساد پر رکھی اس لئے وہ ان کو جہنم میں لے گری۔ ای من اسس بنیانہ علی الاسلام خیر ام من اسس بنیانہ علی الشرك والنفاق (قرطبی ج۸ ص۲۸۵)

۱۰۶ لا یزال بنیانھم الخ ریبۃ سے شک و نفاق مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضؓ سے منقول ہے (روح قرطبی) مسجد ضرار بنا کر منافقین بہت خوش ہوئے لیکن جب حضور علیہ السلام نے اسے گرا دینے کا حکم صادر فرمایا تو اس سے ان کا کفر و نفاق اور زیادہ ہو گیا اس طرح مسجد ضرار دینی فائدے کا باعث ہونے کے بجائے ان کے دلوں میں زیادتی نفاق کا سبب بنی اور اب ان کے دلوں کو نفاق کی بیماری سے کبھی نجات نہیں مل سکے گی الّا یہ کہ ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بے حس اور بے شعور کر دیا جائے لا یزال ھدمہ سبب شك و نفاق زائد علی شکھم و نفاقھم لما غاظھم من ذلك و عظم علیھم (مدارك ج۲ ص۱۱۲) ۱۰۷ ان اللہ اشترٰی الخ یہاں سے لیکر وبشر المؤمنین تک اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کرنیوالوں، اللہ کے احکام و حدود کی پابندی کرنے والوں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بجالانیوالوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔

موضح قرآن ف۱ یعنی بے انصافی کی شامت سے عمل نیک بھی چاہیں تو بن نہیں آتا۔ ف۲ یعنی اس عمل بد کا اثر یہ ہوا کہ ہمیشہ ان کے دل میں نفاق رہے گا۔ نفاق کو فرمایا شبہ۔

فتح الرحمٰن ف۱ عمارت ساختن بر اساس تقوی کنایت است از اخلاص در اعمال و عمارت ساختن بر کنارہ رود خوردہ کنایہ است از ریا و عجب در اعمال۔ ۱۲ ف۲ یعنی مسجد ضرار ۱۲

۱۱۳ ماکان للنبی الخ یعنی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کے بعض رشتہ دار بھی بحالت شرک مر چکے ہوں یا زندہ ہوں لیکن ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہو توان کے لئے دعاو استغفار کرنا بھی ممنوع ہے اور مہر جباریت لگ جانے سے پہلے ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنے کی اجازت ہے۔ مہر جباریت کا علم انبیاء علیہم السلام کو وحی کے ذریعہ ہوجاتا تھا لیکن انقطاعِ وحی کے بعد یہ حکم ہے کہ مشرک جب تک زندہ رہے اس کے لئے ہدایت کی دعا کرنا چاہیئے۔ اور اگر بحالت شرک مر جائے تو اس کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔

الـتَّـٰٓئِبُونَ ... النَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُونَ لِحُدُودِ اللّٰهِ ۗ وَ
منع کرنے والے بری بات سے اور حفاظت کرنیوالے ان حدود کے جو باندھیں اللہ نے اور
بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا
خوشخبری سنادے ایمان والوں کو ف۱ لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو
اَنْ يَّسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوٓا اُولِي قُرْبٰى
کہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگرچہ وہ ہوں قرابت والے
مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۳﴾
جب کہ کھل چکا ان پر کہ وہ ہیں دوزخ والے
وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيمَ لِاَبِيهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ
اور بخشش مانگنا ف۲ ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ
وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ
وعدہ کر چکا تھا اس سے پھر جب کھل گیا ابراہیم پر کہ وہ دشمن ہے اللہ کا تو اس سے
مِنْهُ ۚ اِنَّ اِبْرٰهِيمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
بیزار ہو گیا بے شک ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل کرنیوالا ف۳ اور اللہ ایسا نہیں کہ
لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا
گمراہ کرے کسی قوم کو ف۱ جب کہ ان کو راہ پر لا چکا جب تک کھول نہ دے ان پر جس سے انکو
يَتَّقُونَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ
بچنا چاہیئے ف۲ بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف۳ اللہ ہی کی
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَمَا لَكُمْ
سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں جلاتا ہے اور مارتا ہے اور تمہارا کوئی نہیں
مِّنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ
اللہ کے سوا حمایتی اور نہ مددگار اللہ مہربان

۱۱۴ وماکان استغفار ابراهیم الخ یہ سوال مقدر کا جواب ہے جو ماقبل سے ناشی ہے سوال یہ ہے کہ جب پیغمبر کے لئے اور مومنوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے حق میں استغفار کریں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر کیلئے کیوں استغفار کیا تھا جیسا کہ قرآن میں ہے واغفر لابی انہ کان من الضالین (شعراء ع ۵) تو اس کا جواب فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کا استغفار اس وعدے کی بنا پر تھا جو انہوں نے بوقت رخصت باپ سے کیا تھا۔ جیسا کہ سورہ مریم رکوع ۳ میں ہے قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا۔ لیکن جب ان پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ان کا باپ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے دل پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے اور اب وہ کبھی ایمان نہیں لائے گا تو اس کے لئے استغفار ترک کردیا اور اس سے برات اور بیزاری کا اعلان فرمادیا۔ یعنی ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبل العلم تھی جب ان کو اصل حقیقت معلوم ہوگئی تو پھر اس کے لئے دعا نہیں مانگی۔ یا مطلب یہ ہے کہ جب وہ زندہ تھا تو اسکی ہدایت کی دعا کرتے تھے اور جب وہ شرک پر مر گیا تو ان پر واضح ہوگیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس لئے پھر اس کے لئے مغفرت کی دعا نہیں کی ای مستمر علی عداوتہ تعالٰی وعدم الایمان بہ وذلک بان اوحی الیہ علیہ السلام انہ مصر علی الکفر واخرج ابن جریر وابن المنذر وجماعۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ان ذلک التبین کان بموتہ کافرا والیہ ذھب قتادۃ قیل والانسب بوصف العداوۃ ھو الاول (روح ج ۱۱ ص ۳۵) **۱۱۵** وماکان اللہ الخ اللہ تعالٰی منکرین کے دلوں پر صرف اسی صورت میں مہر جباریت لگاتا اور ان کو عذاب میں صرف اسی وقت مبتلا کرتا ہے جب کہ ہدایت کی راہ خوب واضح کردے اور نیکی اور بدی کو کھول کر بیان کردے۔ اور منکرین جان بوجھ کر محض ضد وعناد کی وجہ سے انکار کریں۔ وماکان اللہ لیوقع الضلالۃ فی قلوبہم بعد الھدی حتی یکون منہم الامر الذی بہ یستحق العذاب (کبیر ج ۴ ص ۵۵۷) ان اللہ لہ ملک السموٰت الخ زمین و آسمان کا مالک اور ان میں مختار و متصرف صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی کسی کا ناصر و یار و مددگار ہے

موضح قرآن ف۱ بے تعلق رہنا روزہ ہے یا ہجرت۔ یا دل نہ لگانا دنیا کے مزوں میں اور حدیں تھامنی یہ کہ بغیر حکم شرع کوئی کام نہ کریں۔ ۱۲ منہ ف۲ قرآن میں جو ذکر ہوا کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کی بخشش مانگی شاید حضرت کے دل میں بھی آیا تھا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اپنے قرابت والوں کے حق میں دعا کریں یہ منع آیا معلوم ہوا کہ مشرک بخشا نہیں جاتا۔ ۱۲ منہ ف۳ یعنی اسی واسطے تم

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در حساب گمراہاں نمی شمارد قومی را۔ ۱۲ ف۲ یعنی تا پیغامبر نیاید و تبلیغ نکند معذور دارند۔ ۱۲

۱۱۱ لقد تاب الله الخ توبہ سے یہاں اللہ کی خصوصی مہربانی اور اس کی خاص عنایت و توفیق مراد ہے جس کی بدولت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر جہاد کی صعوبتیں اور مشقتیں اٹھا کر کامل درجۂ طاعت سے اکمل درجہ پر پہنچ گئے۔ وقد یکون (التوبۃ من اللہ علی عبدہ) رجوعاً من حالۃ طاعۃ الی اکمل منہا وھذہ توبتہ فی ھذہ الآیۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانہ رجع بہ من حالۃ قبل تحصیل الغزوۃ وتحمل مشاقہا الی حالۃ بعد ذلک اکمل منہا الخ (بحر ج ۵ ص۱۰۸) اور مہاجرین و انصار پر اللہ کی توبہ سے یہ مراد ہے کہ شدت گرما اور مشاقِ سفر کے پیشِ نظر بعض مسلمانوں کے دلوں میں غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کا وسوسہ آنے کا اندیشہ تھا لیکن

اللہ علی النبی والمہجرین والانصار الذین
ہوا اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو
اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ
ساتھ رہے نبی کے مشکل کی گھڑی میں بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ۱۱۲
قلوب فریق منہم ثم تاب علیہم انہ بہم
دل پھر جائیں بعضوں کے ان میں سے پھر مہربان ہوا ان پر بیشک وہ ان پر
رءوف رحیم ﴿۱۱۷﴾ وعلی الثلثۃ الذین خلفوا
مہربان ہے رحم کرنے والا ف۱ اور ان تین شخصوں پر ۱۱۳ جن کو پیچھے رکھا تھا
حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت و
یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے اور
ضاقت علیہم انفسہم وظنوا ان لا ملجا من
تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں اور سمجھ گئے کہ کہیں پناہ نہیں
اللہ الا الیہ ثم تاب علیہم لیتوبوا ان اللہ ہو
اللہ سے مگر اسی کی طرف پھر مہربان ہوا ان پر تاکہ وہ پھر آئیں ف۲ بیشک اللہ ہی ہے
التواب الرحیم ﴿۱۱۸﴾ یایہا الذین امنوا اتقوا
مہربان رحم والا ف۳ اے ایمان والو ڈرتے رہو
اللہ وکونوا مع الصدقین ﴿۱۱۹﴾ ما کان لاہل
اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے ف۳ نہ چاہیے مدینہ
المدینۃ ومن حولہم من الاعراب ان یتخلفوا
والوں کو ۱۱۴ اور ان کے گرد کے گنواروں کو کہ پیچھے رہ جائیں
عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسہم عن نفسہ
رسول اللہ کے ساتھ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ رسول کی جان سے

اللہ نے دستگیری فرما کر ان کے دلوں کو سکون و اطمینان اور صبر و استقلال کی دولت سے مالا مال کر دیا اور وہ خوشی خوشی جہاد میں شریک ہوئے ساعۃ العسرۃ سے غزوۂ تبوک مراد ہے۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کو شدت گرما، قلت زاد و راحلہ اور دیگر تکلیفوں کی وجہ سے مشقتوں اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا کانوا فی شدۃ من الظہر وفی شدۃ من الزاد وفی شدۃ من الماء وفی شدۃ زمان من حمارۃ القیظ ومن الجدب والقحط ومن ہنا قیل لتلک الغزوۃ غزوۃ العسرۃ ولجیشہا جیش العسرۃ (ر وح باختصار ج ۱۱ ص۴۴) ۱۱۲ کاد یزیغ الخ یعنی قریب تھا کہ ایک فریق کے دلوں میں وسوسہ پیدا ہو جاتا اس تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ وسوسہ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ وسوسہ سے پہلے ہی اللہ نے دستگیری کی اور ان کو استقامت عطا فرما دی توبتہ علیہم ان تدارک قلوبہم حتی لم تزغ (قرطبی ج ۸ ص۲۸۰) ۱۱۳ وعلی الثلثۃ الخ اس سے وہی تینوں صحابی مراد ہیں جن کا واٰخرون مرجون لامر اللہ الخ (ع ۱۳) میں پہلے ذکر ہو چکا ہے انہوں نے فوری طور پر معذرت نہیں کی تھی اس لئے قبولِ توبہ میں تاخیر ہوئی۔ تاخیر توبہ کی وجہ سے وہ اس قدر بے چین اور مضطرب ہے کہ زمین باوجود وسعت و پہنائی ان پر تنگ ہوگئی لیکن ان کا ایمان تھا کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی چارہ ساز اور پناہ دہندہ نہیں اس لئے اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ ۱۱۴ ما کان لاہل المدینۃ الخ یہ زجر و تنبیہ ہے یعنی مسلمانوں کو یہ روا نہیں کہ وہ جہاد میں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جائیں اور اپنے مال و جان اور اولاد کو آپ پر مقدم سمجھیں۔ کیونکہ توحید کی دولت انہیں حضور علیہ السلام ہی کی بدولت حاصل ہوئی ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ خود تو آرام و راحت میں رہیں اور پیغمبر علیہ السلام تکلیف و مشقت میں ہوں۔ ای لا یرضوا لانفسہم بالخفض والدعۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المشقۃ (قرطبی ج ۸ ص۲۹۰)

موضح قرآن ف۱ مہاجر اور انصار کو معاف کیا دل کے خطروں سے اور دوبار فرمایا مہربان ہوا پھر مہربان ہوا ۱۲ منہ رح ف۲ مہاجرین و انصار کے ساتھ وہ تین شخص بھی داخل ہوئے پچاس دن میں ان پر سخت حالت گذری کہ موت سے بدتر۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یہ تین شخص سچ کہنے سے بخشے گئے نہیں تو منافقوں میں ملتے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمن ف۱ یعنی بمقام قرب۔ ۱۲

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ

یہ اس واسطے کہ ۱۱۵ جہاد کرنیوالے نہیں پہنچتی ان کو پیاس اور نہ محنت اور نہ بھوک

فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَّغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا

اللہ کی راہ میں اور نہیں قدم رکھتے کہیں جس سے کہ خفا ہوں کافر اور نہ

يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ

چھینتے ہیں دشمن سے کوئی چیز مگر لکھا جاتا ہے ان کے واسطے اسکے بدلے نیک عمل

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُونَ

بیشک اللہ نہیں ضائع کرتا حق نیکی کرنیوالوں کا اور نہ خرچ کرتے ہیں

نَفَقَةً صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً وَّلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا

کوئی خرچ چھوٹا اور نہ بڑا اور نہ طے کرتے ہیں کوئی میدان مگر

كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾

لکھ لیا جاتا ہے انکے واسطے تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ بہتر اس کام کا جو کرتے تھے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ

اور ایسے تو نہیں مسلمان ۱۱۶ کہ کوچ کریں سارے ف۱ سو کیوں نہ نکلا

مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَ

ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور

لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ ع ۱۵

تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹ کر آئیں انکی طرف تاکہ وہ بچتے رہیں ف۱ ف۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ

اے ایمان والو ۱۱۷ لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافروں سے اور

لْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ و الربع

چاہیے کہ ان پر معلوم ہو تمہارے اندر سختی اور جانو کہ اللہ ساتھ ہے ڈر والوں کے ف۲ اور

ماقبلہا سے ربط: ترغیب بتعلیم توحید و مسئلہ جہاد و فضائل

سورت کا اعادہ، سبیل الرجال سے اعادہ و تعمیم سورت

۱۱۵ ذلك بانهم الخ تا۔ احسن ما كانوا يعملون۔ یہ ماقبل کی علت ہے اور اس میں نہایت بلیغ انداز میں جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب ہے۔ ظَمَأٌ پیاس نَصَبٌ تکلیف و مشقت مَخْمَصَةٌ بھوک ولا ینالون من عدو نیلا دشمن سے قتل و ہزیمت اٹھاتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں جہاد کے سفر میں اور عین معرکہ کارزار میں انہیں جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف ہوتی ہے، جہاد میں جو چھوٹی بڑی رقم وہ خرچ کرتے ہیں اور جتنا فاصلہ وہ طے کرتے ہیں وہ سب ان کے اعمالنامہ میں اعمال صالحہ کے عنوان سے درج کیے جاتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ ان کو بہت اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ ۱۱۶ وما كان المؤمنون الخ جملہ معترضہ ہے اور اس سے مسئلہ توحید اور مسئلہ جہاد کی تعلیم کی ترغیب دینا مقصود ہے یعنی مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ توحید و مسئلہ جہاد کی تعلیم حاصل کرے اور پھر اپنی قوم میں واپس جا کر ان کو ان مسائل کی تعلیم دے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس حد تک علم دین حاصل کرنا کہ قوم کا معلم اور پیشوا بن سکے ہر مسلمان پر فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ البتہ جن احکام کا بجالانا ہر فرد پر فرض ہے ان کا علم سیکھنا بھی ہر فرد پر فرض عین ہے ۱۱۷ یا ایها الذین آمنوا الخ یہ دعوائے سورت یعنی حکم قتال کا اعادہ ہے۔ الذین یلونکم جو تمہارے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ غلظة شدت و درشتی۔ یعنی مشرکین کے ساتھ جرأت و شجاعت اور صبر و استقلال کا ایسا مظاہرہ کرو کہ تمہارا رعب و جلال ان کے دلوں پر چھا جائے مقصد یہ ہے کہ مسلمان یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر قوم میں سے چاہیے کہ بعضے لوگ پیغمبر کی صحبت میں رہیں تا علم دین سیکھیں اور پچھلوں کو سکھا دیں۔ اب پیغمبر موجود نہیں لیکن علم دین موجود ہے۔ طلب علم فرض کفایہ ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ سختی معلوم کریں یعنی قوت جنگ یا سختی یعنی معاملت میں بے رخی پس کافر سے الفت و ملائمت نہ کرے مگر جب دیکھے کہ دین کا راغب ہے۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بطلب علم ۱۲ ف۲ یعنی طلب علم دین فرض کفایہ است۔ ۱۲

ف۱۱۸ واذا ما انزلت الخ منافقین بطورِ استہزاء آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے فاما الذین اٰمنوا الخ بشارت برائے مؤمنین واما الذین فی قلوبھم مرض الخ زجر برائے منافقین مرض سے ضد و عناد مراد ہے یعنی ان کے دلوں میں انابت الی اللہ (اللہ کی طرف رجوع) نہیں۔ رِجْسٌ گندگی مراد نفاق ہے قرآن کی آیتوں کے نزول کے ساتھ ساتھ ان کے کفر و نفاق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر نازل ہونیوالی آیت کو جھٹلاتے ہیں ف۱۱۹ اولا یرون انھم یفتنون الخ یہ زجر ہے۔ یہ زجر اس سے بھی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ ہر سال نہیں ایک یا دو بار ضرور مبتلائے بلیات کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں اور آئندہ کے لئے شر و فساد سے باز آجائیں مگر وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔ ہر سال جہاد کے موقع پر ایک دو بار ضرور ان کو ابتلاء پیش آتا ہے۔ جس میں ان کی شرارتیں کھل کر سامنے آجاتی ہیں اور قرآن میں ان کو وضاحت سے ذکر کیا جاتا ہے۔ جس سے انہیں انتہائی ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے والمعنی اولا یرون انھم یختبرون بالجھاد مع رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیعاینون ما ینزل علیہ من الاٰیات لاسیما الاٰیات الناعیۃ علیھم قبائحھم (روح ج ۱۱ ص۵۲) ف۱۲۰ واذا ما انزلت الخ تبلیغِ وحی کے وقت منافقین کے حال کا بیان ہے۔ جب ان کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں جن سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ موقع پا کر یہاں سے بھاگ نکلیں چنانچہ موقع ملتے ہی چل دیتے ہیں۔ یعنی ان کا مقصد ہر نازل ہونے والی آیت کی ہنسی اور اس کا مذاق اڑانا ہے اس لئے وہ اس مجلس سے جلد از جلد بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ف۱۲۱ لقد جاءکم الخ یہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب ہے ما عنتم میں ما مصدریہ ہے یعنی تمہارا مشقت میں پڑنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرتا ہے بالمؤمنین — رؤف رحیم مؤخر سے متعلق ہے۔ ف۱۲۲ فان تولوا الخ آخر میں مسئلہ توحید کا اعادہ ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا۔

اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ

جب نازل ہوتی ہے ف۱۱۸ کوئی سورت تو بعضے ان میں کہتے ہیں کس کا تم میں سے زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ

سو جو لوگ ایمان رکھتے ہیں ان کا زیادہ کر دیا اس سورت نے ایمان اور وہ خوش وقت ہوتے ہیں اور

اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ

جن کے دل میں مرض ہے سو ان کے لئے بڑھا دی گندگی پر گندگی اور

مَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ

وہ مرنے تک کافر ہی رہے ف کیا نہیں دیکھتے ف۱۱۹ کہ وہ آزمائے جاتے ہیں ہر برس میں

مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ

ایک بار یا دو بار ف۱ پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت پکڑتے ہیں ف۲ اور

اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ

جب نازل ہوتی ہے ف۱۲۰ کوئی سورت ف۲ تو دیکھنے لگتا ہے ان میں ایک دوسرے کی طرف کہ کیا دیکھتا ہے تم کو

مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

کوئی مسلمان پھر چل دیتے ہیں پھیر دیئے ہیں اللہ نے دل ان کے اس واسطے کہ وہ لوگ ہیں

يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

کہ سمجھ نہیں رکھتے ف۳ آیا ہے تمہارے پاس ف۱۲۱ رسول تم میں کا

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

بھاری ہے اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے حریص ہے تمہاری بھلائی پر ایمان والوں پر

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ

نہایت شفیق مہربان ہے ف۴ پھر بھی اگر منہ پھیریں ف۱۲۲ تو کہہ دے کہ کافی ہے مجھ کو اللہ کسی

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾

کی بندگی نہیں سوائے اسکے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا ف۵ ف۳

ع ۱۶ / ۵

(حاشیہ) ۱۲۴ اعادہ بشارت برائے مومنین ۱۲۵ اعادہ زجر برائے منافقین ۱۲۶ یعنی ضحک از آیات ۱۲۷ اعادہ ترغیب بہ اتباع رسول و مسئلہ توحید ... حکم دیا گیا ہے۔

موضح قرآن ف۱ کلام اللہ جس مسلمان کے دل کے خطرہ سے موافق پڑتا وہ کہتا کہ مجھ کو اس نے ایمان زیادہ کیا۔ یہی لفظ بولتے منافق جب ان کو بیان کرتا لیکن مسلمان کہتے خوش دلی سے اور منافق کہتے شرمندگی سے پھر تو بھی صدق نہ لاتے چاہتے آگے سے اور زیادہ اپنا عیب چھپاویں۔ یہی ہے گندگی پر گندگی۔ عیب دار کو لازم ہے کہ نصیحت سنکر چھوڑ دیئے نہ یہ کہ اس ناصح سے چھپانے لگے۔ ۱۲ منہ رح ف۲ اکثر جنگ و جہاد کے وقت منافق معلوم ہو جاتے تھے۔ ۱۲ منہ رح ف۳ یعنی کلام اللہ میں جہاں عیب آئے منافقوں کے وہ آپس میں دیکھتے ہیں کہ مجلس میں کسی نے ہم کو پرکھا نہ ہو۔ پھر شتاب اٹھ جاتے ہیں ۱۲ منہ رح ف۴ تلاش رکھتا ہے تمہاری یعنی چاہتا ہے کہ امت میری زیادہ ہوتی رہے۔ ۱۲ منہ رح

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بامرض و مصائب ۱۲ ف۲ یعنی سورتیکہ در وے بیانِ نفاقِ ایشاں باشد ۱۲ ف۳ یعنی چنانچہ قادر است عرش را نگاہ میدارد مرا نیز نگاہ میدارد از شر کافراں و منافقاں ۱۲

سورۂ توبہ میں آیاتِ توحید اور اسکی خصوصیات

برآءۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عاھدتم من المشرکین ○ (ع ۱) مشرکین سے بیزاری کا اعلان

ماکان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ ــــ تا ــــ فعسی اُولٰٓئک ان یکونوا من المھتدین ○ (ع ۳) تعمیر مسجد اور اس کے علاوہ کوئی نیک عمل مشرکین سے قبول نہیں۔

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام ــــ تا ــــ واللہ لایھدی القوم الظلمین ○ (ع ۳) مشرکین کے نیک اعمال مومنوں کے نیک اعمال کے مقابلہ میں بالکل بے وقعت ہیں۔

اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئًا وّضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ○ (ع ۴) مومنوں کو ہر وقت اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور کثرتِ عدد پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔

ولا یحرمون ما حرّم اللہ ورسولہ ولا یدینون دین الحق۔ یعنی غیر اللہ کی نیازوں کو حرام نہیں سمجھتے۔

وقالت الیھود عزیز ابن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ ــــ تا ــــ قٰتلھم اللہ انّٰی یؤفکون ○ (ع ۵) یہود و نصاریٰ پیغمبروں کو اللہ کے جزو سمجھتے اور ان کو حاضر و ناظر سمجھ کر حاجات میں پکارتے تھے۔

اتّخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ ــــ تا ــــ سبحٰنہ عمّا یشرکون ○ (ع ۵) وہ پیغمبروں کے علاوہ اپنے مولویوں اور پیروں کو بھی اللہ کے سوا حاجت روا سمجھتے تھے۔

یٰایّھا الذین اٰمنوا ان کثیرًا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ ط اکثر مولوی اور پیر غیر اللہ کی نیازیں کھاتے اور اللہ کی توحید سے روکتے ہیں۔

انما النسیٓءُ زیادۃ فی الکفر ــــ تا ــــ واللہ لایھدی القوم الکفرین ○ (ع ۵) اپنی طرف سے کئی قسم کی تحریمات مقرر کر رکھی تھیں۔

ولو انھم رضوا ما اٰتٰھم اللہ ورسولہ ــــ تا ــــ انا الی اللہ راغبون ○ (ع ۷) یعنی جو ان کو اللہ کی عنایت اور پیغمبر علیہ السلام کے مالِ غنیمت وغیرہ کو تقسیم کرنے سے ملا اس پر وہ راضی ہو جاتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔

وما نقموآ اِلّآ اَن اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ (ع ۱۰) یعنی اللہ نے اپنی عنایت سے اور پیغمبر نے مالِ غنیمت وغیرہ سے۔

وسیری اللہ عملکم ورسولہ ــــ تا ــــ فینبئکم بما کنتم تعملون ○ (ع ۱۲) منافقین جو اعمال پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کرتے تھے، آپ ان کو دیکھتے تھے۔

ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق قف لا تعلمھم نحن نعلمھم ط (ع ۱۳) معلوم ہوا کہ پیغمبر علیہ السلام غیب دان نہ تھے۔

وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمؤمنون ط وہی اعمال مراد ہیں جو پیغمبر علیہ السلام اور مؤمنوں کے سامنے منافقین کرتے تھے۔

ماکان للنّبیّ والذین اٰمنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربٰی من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم ○ (ع ۱۴) شرک پر مر جانے کے بعد ان کے لئے استغفار جائز نہیں، ممنوع ہے۔

فان تولّوا فقل حسبی اللہ ــــ تا ــــ وھو ربّ العرش العظیم ○ (ع ۱۶) یہ وہ مسئلہ توحید ہے جس کی خاطر جہاد کا حکم دیا گیا اور صحابہ کو فضیلت و شان ملی اور منافقین پر زجریں نازل ہوئیں۔

(آج مورخہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ ساڑھے دس بجے دن سورۂ توبہ کی تفسیر ختم ہوئی)

(فالحمد للہ اوّلاً وّاٰخرًا وّالصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہ دائمًا ابدًا وّعلٰی جمیع عبادہ الصّٰلحین لیلًا وّنھارًا۔)

سُورۂ یونس علیہ السّلام [۱]

ربط باقی سورتوں کی طرح سورۂ یونس کو ما قبل کے ساتھ دو طرح کا ربط ہے۔ اوّل ربط اسمی۔ سورۂ توبہ میں فرمایا فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ (توبہ ع ۱) اور سورۂ یونس میں فرمایا فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ۔ ع ۱۰) یعنی اب توبہ کرنے، ایمان لانے اور اعمال صالحہ بجالانے کا وقت ہے۔ اس لئے ایمان لے آؤ۔ ورنہ جب ہمارا عذاب آگیا تو پھر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا یہ صرف قومِ یونس علیہ السلام تھی جس نے عذاب خداوندی دیکھ کر ایمان قبول کرلیا اور اس وقت کے ایمان لانے سے ان کو فائدہ پہنچ گیا۔ دوم ربط معنوی۔ اس کی دو تقریریں ہیں (۱) قرآن مجید میں نفی شرک کے سلسلہ میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور متصرف نہیں۔ دوم یہ کہ اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اس سے پہلی سورتوں میں مسئلہ توحید کے ہر پہلو کو تفصیل سے بیان کردیا گیا۔ اور دلائلِ عقلی و نقلی اور وحی سے ثابت کردیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز، متصرف و مختار اور مستحق نذر و نیاز نہیں۔ اب سورۂ یونس میں مشرکین کے اس خیالِ باطل کا رد فرمایا کہ اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب ہو جو اس کی مرضی کے خلاف اپنی بات منوا سکے۔

(۲) سورۂ بقرہ میں حسبِ ذیل مضامین خصوصیت سے مذکور ہوئے۔ (۱) توحید (۲) رسالت (۳) جہاد (۴) انفاق اور (۵) امورِ انتظامیہ و امورِ مصلحہ اس کے بعد سورۂ آلِ عمران میں ان مضامین میں سے توحید کے ایک پہلو یعنی نفی شرکِ اعتقادی رسالت، جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کیا گیا۔ پھر سورۂ نساء میں سورۂ بقرہ کے ایک مضمون (امورِ انتظامیہ مع امورِ مصلحہ) کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔ جو دو احکام رعیت اور دو احکامِ سلطانیہ۔ اس کے بعد سورۂ مائدہ اور انعام میں مسئلۂ توحید کے دونوں پہلوؤں یعنی (نفی شرکِ اعتقادی کے ساتھ نفی شرکِ فعلی کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا۔ سورۂ مائدہ میں دعویٰ کی وضاحت پر اور سورۂ انعام میں دلائل عقلیہ پر زیادہ زور دیا گیا اور اس کے بعد سورۂ اعراف میں نفی شرکِ فعلی اور نفی شرکِ اعتقادی پر زیادہ تر دلائل نقلیہ ذکر کئے گئے۔ اس کے بعد انفال اور توبہ میں قَاتِلُوْهُمْ سے مشرکین کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا اور جہاد فی سبیل اللہ کے تفصیلی احکام بیان کئے گئے۔ یہاں تک سورۂ بقرہ کے تمام مضامین تفصیل اور دلائل کے ساتھ مذکور ہوچکے۔ البتہ مسئلہ توحید کا صرف ایک پہلو باقی رہ گیا۔ یعنی نفی شفاعتِ قہری۔ اب سورۂ یونس میں شفاعت قہری کی نفی پر عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور مختارِ مطلق ہے۔ اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں اور اس کے فیصلے کے سامنے کوئی ملک مقرب اور کوئی نبی مرسل اور کوئی ولی مکرم دم نہیں مار سکتا نفی شفاعت قہری کا مضمون سورۂ یونس سے لیکر سورۂ کہف تک چلا گیا ہے۔

خلاصہ سورۂ یونس میں تین جگہ دعوائے سورت مذکور ہے۔ اوّل اجمالاً مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ الخ (ع ۱) یعنی اللہ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں۔ اور آخرت میں جن انبیاء وصلحاء علیہم السّلام کو شفاعت کی اجازت ملے گی صرف وہی شفاعت کرسکیں گے۔ اللہ کے اذن کے بغیر کسی کو لب کشائی کی اجازت و جرأت نہ ہوگی۔ دوم ضمناً وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (ع ۲) سوم تفصیلاً قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (ع ۱۱) اس دعویٰ پر گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دلائل عقلیہ میں سے ایک نفی شرک فی العلم پر، ایک نفی شرکِ فعلی پر اور آٹھ نفی شرک فی التصرف پر دال ہیں اور ان میں ایک دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ دلائل کے درمیان تین جگہ دلائل کا ثمرہ مذکور ہوا ہے اور ساتھ ساتھ حسب مواقع زجریں، بشارتیں، تخویفیں اور شکوے مذکور ہیں۔

دلائل عقلیہ

پہلی عقلی دلیل اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (ع ۱) ساری کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لئے اس پر کسی کا زور اور دباؤ نہیں چل سکتا۔ اس دلیل کے ضمن میں دعوائے سورت بھی اجمالاً مذکور ہے۔ اور آخر میں ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ دلیل کا ثمرہ ہے۔ یعنی وہ اللہ جو صفات مذکورہ سے متصف ہے وہ تمہارا معبود اور کارساز ہے اس لئے صرف اسی کو پکارو لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی اور وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ الخ تخویف اخروی ہے۔

دوسری عقلی دلیل هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ــــ تا ــــ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ۔ سارے جہان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ سارا نظام شمسی اسی کے اختیار و تصرف میں ہے اور وہی نظام عالم میں مدبر و متصرف ہے لہٰذا صرف اسی کو پکارو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا الخ تخویفِ اخروی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ بشارت اخروی ہے۔ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ الخ (ع ۲) زجر ہے۔ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ الخ تخویف دنیوی۔ جس طرح پہلی قوموں نے ہمارے انبیاء علیہم السّلام کی تکذیب کی اور اس کی پاداش میں مبتلائے عذاب ہوئے اسی طرح اگر تم میرے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاؤ گے اور دعوائے توحید کا انکار کرو گے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا الخ شکوہ ہے۔ مشرکین نے کہا یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے کیونکہ اس میں ہمارے معبودوں کی توہین ہے البتہ تم کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کرلو تو ہم مان لیں گے۔ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ۔ جواب شکویٰ ہے۔ قرآن میں رد و بدل کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ میں وہی کچھ کہہ سکتا ہوں جو اللہ کی طرف سے وحی ہو

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۔ زجر ہے ۔

تیسری عقلی دلیل وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ ــــ تا ــــ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ اصل میں یہ زجر ہے بصورت شکوٰی۔ لیکن دعوائے سورت پر عقلی دلیل بھی ہے اور اس کے ضمن میں دعوائے سورت بھی مذکور ہے ۔ مشرکین ایسے عقل کے اندھے ہیں کہ وہ اللہ کے سوا ایسے معبودوں کو پکارتے ہیں جن کے اختیار میں نہ نقصان پہنچانا ہے نہ نفع دینا اور پھر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ان کے سفارشی ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سفارش کرنے یا نفع ونقصان پہنچانے کا کوئی اختیار نہیں سونپا ۔ وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ شکوٰی ہے فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ الخ جواب شکوٰی ہے ۔

چوتھی عقلی دلیل ھُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ــــ تا ــــ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ (ع ۳) جب بحر و بر میں وہی کارساز ہے اور دریاؤں اور سمندروں میں جب ان کی کشتیاں ہولناک موجوں میں گھر جاتی ہیں تو وہ اپنے تمام خیالی کارسازوں اور سفارشیوں کو بھول کر صرف خدائے واحد کو پکارتے ہیں ۔ جب دریاؤں اور سمندروں میں اللہ تعالیٰ بلا شرکت غیرے ان کی مدد کرتا ہے تو دوسرے موقعوں پر وہ ان کی مدد کیوں نہیں کر سکتا ؟ وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ الخ بشارت اخروی ہے ۔ وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ الخ تخویف اُخروی ۔ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا الخ یہ تخویف اخروی ہے اور دلائل ماقبل کا ثمرہ بھی یعنی دنیا میں تم جن کو خدا کے یہاں سفارشی سمجھ کر پکارتے ہو قیامت کے دن وہ خود کہیں گے مَا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ اور اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ یعنی ہم تو تمہاری دعا اور پکار سے بالکل بے خبر تھے ۔ سفارش تو درکنار، ہمیں تو تمہاری پکار کا ہی علم نہیں تھا

پانچویں عقلی دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ــــ تا ــــ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ (ع ۴) جب تم خود تسلیم کرتے ہو کہ خالق و رازق، ساری کائنات کا مالک و مختار اور مدبر عالم اللہ تعالیٰ ہی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں ڈرتے اور شرک کیوں نہیں چھوڑتے ہو ۔ فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ ۔ یہ ثمرۂ دلیل ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ان مذکورہ صفات سے متصف ہے وہی تمہارا معبود برحق اور کارساز حقیقی ہے لہٰذا حاجات و مشکلات میں صرف اسی کو پکارو ۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰہُ شکوٰی ہے قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّثْلِہٖ جواب شکوٰی ہے ۔ مشرکین کہتے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس سے قرآن بنا کر اللہ کے ذمہ لگا دیتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جواب دینے کا حکم دیا : اگر میں ایسا قرآن اپنے پاس سے بنا سکتا ہوں تو تم بھی کم از کم ایسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ کیونکہ تم بھی اہل زبان ہو اور اپنی امداد کے لئے اپنے تمام حامیوں کو بھی بلا لو ۔ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُوْنَ اِلَیْکَ (ع ۵) زجر ہے وَیَوْمَ یَحْشُرُھُمْ کَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْا تخویف اخروی ہے ۔ وَاِمَّا نُرِیَنَّکَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُھُمْ تخویف دنیوی وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْوَعْدُ شکوٰی ہے ۔ قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا جواب شکوٰی ہے ۔ تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ عذاب کب آئے گا حالانکہ مجھے تو اپنے نفع و نقصان کا بھی علم نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ علم الٰہی میں عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ اپنے مقررہ وقت پر ضرور آئیگا ۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰکُمْ عَذَابُ اللّٰہِ ۔ زجر مع تخویف دنیوی ۔ وَیَسْتَنْۢبِـُٔوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ شکوٰی قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ جواب شکوٰی وَلَوْ اَنَّ لِکُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ الخ (ع ۶) تخویف دنیوی ہے ۔

چھٹی عقلی دلیل اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ــــ تا ــــ ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ (ع ۶) زمین و آسمان اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالیٰ ہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے پھر اس کے ساتھ اوروں کو کیوں پکارتے ہو ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ الخ یہ ترغیب الی القرآن ہے

ساتویں عقلی دلیل قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ ــــ تا ــــ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ۔ اس دلیل سے شرک فعلی کی نفی مقصود ہے ۔ جب ہر چیز کا مالک و خالق اللہ تعالیٰ ہے اور وہی زمین و آسمان سے تمہاری روزی کا انتظام کرتا ہے ۔ یہ غلے میوے، پھل اور چوپائے تمہارے لئے اسی نے پیدا کئے ۔ پھر تم نے اپنی مرضی سے ان کو حلال و حرام کرنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ نے تمہیں اس کی کوئی اجازت نہیں دی ۔

آٹھویں عقلی دلیل وَمَا تَکُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْہُ ــــ تا ــــ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (ع ۷) یہ دلیل نفی شرک فی العلم پر قائم کی گئی ہے ۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ الخ بشارت اخروی ۔ وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ تسلیہ برائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔

نویں عقلی دلیل اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ۔ تمام انبیاء و اولیاء اور ملائکہ کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے مِلک اور تصرف میں ہیں اور سب اس کے محتاج اور نیاز مند ہیں ۔ پھر تم ان کو کیوں پکارتے ہو ۔ وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ الخ زجر برائے مشرکین ۔

دسویں عقلی دلیل ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ مُبْصِرًا الخ (ع ۷) اس کا ماحصل گذشتہ دلائل کے ضمن میں گذر چکا ہے ۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۔ شکوٰی ۔ مشرکین کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دنیا میں اپنا نائب بنا رکھا ہے اور انہیں کچھ اختیارات سونپ رکھے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس قول کا یہاں رد فرمایا ۔ قرآن شریف میں جہاں کہیں شفاعت قہری کی نفی کی گئی ہے وہاں مشرکین کے اس قول کا رد بھی فرمایا گیا ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ؕ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ (ع ۱۴) سُبْحٰنَہٗ ؕ ھُوَ الْغَنِیُّ الخ پانچ وجوہ سے شکوٰی کا جواب ہے ۔ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ الخ زجر مع تخویف اخروی ۔ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ نُوْحٍ الخ (ع ۸) تخویف دنیوی کا ایک تفصیلی نمونہ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ رُسُلًا الخ تخویف دنیوی کا ایک اجمالی نمونہ ۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِھِمْ مُّوْسٰی وَھٰرُوْنَ ــــ تا ــــ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (ع ۹) تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ۔ فَاِنْ کُنْتَ فِیْ شَکٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الخ زجر ہے ۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ الخ (ع ۱۱) مسئلہ توحید کو ماننے اور حق کو قبول کرنے کی ترغیب ۔

دلیل وحی

وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ الخ سورت کے اختتام پر دلیل وحی لائی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ دعوائے توحید اور اسکے دلائل جو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائے ہیں میں صرف انہی کا اتباع کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے شرک کے حق میں کوئی دلیل نازل نہیں کی اس لئے شرک کی تمام انواع واقسام باطل ہیں وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے یعنی آپ پر جو وحی نازل کی گئی ہے آپ اس کی پیروی کریں اور مسئلہ توحید کی واشگاف تبلیغ فرمائیں اور مشرکین کی طرف سے آنے والی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر واستقلال کا دامن تھامے رہیں اور آپ کے عزم وثبات میں تزلزل اور پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے۔ آخر کار فیصلہ آپ ہی کے حق میں ہوگا مشرکین ذلیل وخوار اور مغضوب ومقہور ہوں گے۔ اور آپ اور آپ کی جماعت اپنے موقف میں کامیاب اور دنیا وآخرت میں کامران و سرخرو ہوں گے۔

مختصر خلاصہ

دعوائے سورت :۔ نفی شفاعت قہری۔ یہ دعویٰ سورت میں تین جگہ مذکور ہے۔ پہلے اجمالاً (مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ) پھر دلیل کے ضمن میں (وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ) اور تیسری بار تفصیلاً (قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ الآية) اس دعوے کے ثبوت میں گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔ دس دلائل عقلیہ میں سے ساتویں دلیل نفی شرک فعلی اور آٹھویں نفی شرک فی العلم کے لئے ہے اور باقی نفی شرک فی التصرف کے لئے ہیں۔ ان میں پانچویں دلیل علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے۔ تینوں جگہوں میں دلائل کا ثمرہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سورت میں موقع بموقع خصوصی زجریں، شکوے، تخویفیں اور بشارتیں بھی مذکور ہیں۔

ٹ الٓـر۔ یہ حروف مقطعات میں سے ہے اس کی صحیح مراد صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ ٣ تلك الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس سورت میں مسئلہ توحید پر زیادہ تر دلائل عقلیہ ذکر کئے گئے ہیں۔ اس لئے ابتداء سورت میں بطور تمہید تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ سے اس طرف اشارہ فرمایا۔ قرآن مجید کی جن سورتوں کی ابتداء میں کتاب کی صفت حکیم آئی ہے ان سورتوں میں زیادہ زور دلائل عقلیہ کے بیان پر دیا گیا ہے اور جن کی ابتداء کتاب کی صفت مبین وارد ہوئی ہے۔ ان سورتوں میں زیادہ تر دلائل نقلیہ مذکور ہیں۔ سورۂ لقمان کے شروع میں فرمایا۔ الٓمّٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ سورۂ لقمان میں اگرچہ ایک دلیل نقلی بھی مذکور ہے مگر زیادہ زور دلائل عقلیہ پر دیا گیا ہے۔ اسی لئے کتاب کی صفت حکیم لائی گئی ہے۔ سورۂ زخرف کی ابتداء

سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّتِسْعُ اٰيَاتٍ وَّاَحَدَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورہ یونس مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ایک سو نو آیتیں ہیں اور گیارہ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ① اَكَانَ لِلنَّاسِ

ٹ ٣ یہ آیتیں ہیں پکی کتاب کی کیا لوگوں کو ٤

عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ

تعجب ہوا کہ وحی بھیجی ہم نے ایک مرد پر ان میں سے یہ کہ ڈر سنا دے ٥ لوگوں کو

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ

اور خوشخبری سنا دے ایمان لانے والوں کو کہ ان کے لئے پایہ سچا ہے اپنے

رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ②

رب کے یہاں کہنے لگے منکر ٦ بیشک یہ تو جادوگر ہے صریح

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

تحقیق تمہارا رب اللہ ہے ٧ جس نے بنائے آسمان اور زمین

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ

چھ دن میں ٨ پھر قائم ہوا ٩ عرش پر تدبیر کرتا

الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ

ہے کام کوئی سفارش نہیں کرسکتا ١٠ مگر اس کی اجازت کے بعد وہ

اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ

اللہ ہے رب تمہارا ١١ سو اس کی بندگی کرو کیا تم دھیان نہیں کرتے ف اسی کی طرف

مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

لوٹ کر جانا ہے تم سب کو ١٢ وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا کرتا ہے اول بار

المنزل ٣

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ٹ تمہید مع ترغیب الی القرآن ١٢ ٣ زجر ٤ استفہام انکاری ہے ٥ تخویف اخروی ١٢ ٦ بشارت اخروی ١٢ ٧ شکوی ١٢ ٨ توحید پر پہلی عقلی دلیل ٩ دعوی سورت یعنی نفی شفاعت قہری بھی بالاجمال ذکر ١٠ دوسری دلیل مذکور ہے ١١ مابعد کے لئے تمہید ہے ١٢

میں فرمایا حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ یعنی کتاب کی صفت مبین فرمائی کیونکہ اس سورت میں زیادہ تر نقلی دلائل مذکور ہیں سورۂ شعراء کے شروع میں بھی الکتاب کی صفت مُبِیْن وارد ہوئی ہے کیونکہ اس میں دلائل نقلیہ ہی مذکور ہیں صرف رکوع ١ میں دلیل عقلی کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں ترغیب کا پہلو یہ ہے کہ یہ آیتیں ایسی کتاب کی ہیں جو ہر چیز کی حقیقت ٹھیک ٹھیک بیان کرتی ہے اور جس کی تمام باتیں حکمت پر مبنی ہیں اس لئے انہیں توجہ سے سنو اور ان پر عمل کرو۔ ٤ اَكَانَ لِلنَّاسِ الخ یہ زجر ہے اور ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رض کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو رسالت و نبوت سے سرفراز فرمایا تو مشرکین عرب نے اس پر تعجب کیا کہ اللہ تعالیٰ تو بڑی بلند و بالا شان کا مالک ہے اس لئے اس کا رسول بشر کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ قالوا اللہ اعظم من ان یکون رسولہ بشرًا فانزل اللہ تعالٰی (اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا) استفہام انکار للتعجب (خازن ومعالم ج ٣ ص ١٧٤ ومظہری ج ٥ ص ٣) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس تعجب پر انکار فرمایا کیونکہ تمام انبیاء سابقین بھی بشر ہی تھے اس لئے آخری رسول کا بشر ہونا بھی کوئی انوکھی اور تعجب کی بات نہیں۔ و کل واحد من ھٰذہ الامور لیس بعجب لان الرسل المبعوثین الی الامم لم یکونوا الا بشرًا مثلھم (مدارک ج ٢ ص ١١١) ٥ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ یہ تخویف اخروی ہے اور وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ بشارت اخروی ہے۔ اَنَّ لَهُمْ ای بان لھم۔ حرف جار مقدر ہے قَدَمَ صِدْقٍ وہ اعمال صالحہ جو وہ پہلے بھیج چکے ہیں، یا اس سے مراد بہت اونچا مقام اور بلند رتبہ ہے جس پر وہ فائز ہوں گے۔ قال مجاھد الاعمال الصالحۃ التی قدموھا (ابن کثیر ج ٢ ص ٤٠٦ وخازن ج ٣ ص ١٧٤) وقال عطاء ای مقام صدق لا زوال لہ ولا بؤس فیہ یعنی منزلۃ رفیعۃ یسبقون الیھا ویقیمون فیھا (مظہری ج ٥ ص ٣) ٦ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ یہ شکویٰ ہے۔ ھٰذَا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے مشرکین مکہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی خارق عادت امور دیکھے اور آپ کی زبان مبارک سے کلام مجید سنا تو آپ کو جادوگر کہنا شروع کر دیا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز جادوگر نہیں ہیں مگر اس کے باوجود وہ آپ پر یہ جھوٹا الزام لگاتے تھے۔ یہ ان کے عجز کی واضح دلیل ہے۔ جب ایک شخص اپنے مدمقابل کی باتوں کا کوئی معقول جواب دینے سے عاجز ہو جاتا ہے تو اپنی خفت مٹانے اور رسوائی چھپانے کے لئے اوچھے ہتھیاروں پر اتر آتا ہے۔ یہی حال مشرکین مکہ کا تھا کہ وہ قرآن کا مثل پیش کرنے سے عاجز ہو گئے مگر حضور علیہ السلام کو (عیاذًا باللہ) جادوگر کہنے لگے۔ وھو دلیل عجزھم واعترافھم بہ وان کانوا کاذبین فی تسمیتہ سحرًا (مدارک ج ٢ ص ١١١) یعنی یہ کلام تو جادو ہے اس لئے ہم اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں۔

موضح قرآن ف جتنی دیر لگے چھ دن کو اتنی میں بنائے آسمان و زمین اور اس ملک کا دربار ٹھہرایا عرش پر سب کام کی تدبیر وہاں سے ہو۔ ١٢

۷ اِنَّ رَبَّكُمُ الخ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر رسول ہونے پر وہ اس قدر حیران اور متعجب ہیں آخر وہ کہتا کیا ہے اور اللہ کے پاس سے پیغام کیا لایا ہے اس کی بات تو غور سے سنو وہ جو کچھ کہتا ہے عقل و فطرت کے عین مطابق اور حکمت و دانائی پر مبنی ہے۔ یہ توحید (نفی شرک فی التصرف) پر پہلی دلیل عقلی ہے یعنی تمہارا کارساز تو وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے چھ دن میں زمین و آسمان کو پیدا کیا اور پھر سارے عالم کا نظام کار اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ زمین و آسمان کی حکومت تنہا اسی کے قبضہ میں ہے اور وہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے۔ اس نے نظامِ عالم کا کوئی شعبہ کسی کے اختیار و تصرف میں نہیں دے رکھا۔ ۸ فی ستۃ ایام زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کی تفصیل سورۂ حم سجدہ ع ۲ میں مذکور ہے۔ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ دو دن میں زمین پیدا کی وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَاتَهَا فِیْٓ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ اور دو دن میں پہاڑ پیدا کیے اور زمین میں مختلف خاصیتیں اور قوتیں ودیعت فرمائیں۔ اس طرح زمین کی پیدائش ہر لحاظ سے چار دن میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ ساتوں آسمانوں اور پورے نظامِ شمسی کی تخلیق دو دن میں مکمل ہوئی اس طرح زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سارے عالم کو آنِ واحد میں بھی پیدا کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ بالتدریج پیدا کیا تاکہ ہر ہر چیز کی تخلیق میں اس کی قدرت کاملہ اور صنعت بے مثال کا اظہار ہو۔ ۹ ثُمَّ اسْتَوٰی الخ حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ استواء علی العرش حکومت و سلطنت سے کنایہ ہے یعنی زمین و آسمان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کی حکومت و سلطنت اور سارا نظامِ عالم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس نے نظامِ عالم کا کوئی اختیار کسی کے حوالے نہیں کیا۔ تفصیل سورۂ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ (۶۳) ص۳۶۶ ۱۰ مامن شفیع الخ یہ دعوائے سورت یعنی نفی شفاعت قہری کی بالاجمال صراحت ہے۔ جب زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اسی کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر کون ہے جو اس کے سامنے دم مار سکے اور اس سے اپنی بات منوا سکے۔ یہاں دنیا اور آخرت میں شفاعت قہری کی نفی ہے اور آخرت میں شفاعت بالاذن کا اثبات ہے۔ مشرکین کا خیال تھا کہ وہ جن بزرگان خدا کو پکارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے تمام کام کرا دیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہاں اس شفاعت کی نفی فرما دی البتہ آخرت میں اللہ کے اذن سے شفاعت ہوگی اور وہ صرف ان گناہ گاروں کے لئے ہوگی جو دنیا سے ایمان لیکر رخصت ہوئے۔ مشرکوں کے حق میں کوئی شفاعت نہیں ہوگی۔ مسئلہ شفاعت کی مزید تحقیق سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکی ہے حاشیہ (۵۰۱) ص۱۲۵ ۱۱ ذٰلِكُمُ اللہ الخ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ اور نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو مذکورہ بالا صفات سے متصف ہے وہی تمہارا کارساز ہے اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور صرف اسی کو پکارو۔ اس کی پکار اور عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ذلکم العظیم الموصوف بما وصف به ... (فاعبدوہ) وحدوہ ولا تشرکوا به بعض خلقه من انسان او ملك فضلا عن جماد لا یضر ولا ینفع (مدارک ج ۲ ص۱۱۱) ۱۲ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ الخ یہ مابعد کے لئے تمہید ہے۔ مشرکین اگر مسئلہ توحید مان لیں تو ان کا فائدہ ہے کیونکہ ماننے والے اور نہ ماننے والے سب آخرت میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ لام برائے عاقبت ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ بالقسط یعنی انصاف کے ساتھ۔ حرف جار لیجزی سے متعلق ہے۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ نہ ماننے والوں کے لئے تخویف اخروی ہے۔ ۱۳ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الخ یہ نفی شرک فی التصرف پر دوسری عقلی دلیل ہے، خبر معرفہ ہونے کی وجہ سے مفید حصر ہے یعنی صلہ میں جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان سب کا فاعل صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور کوئی نہیں۔ نظامِ شمسی نظامِ عالم کا سب سے اہم حصہ ہے۔ اس لئے یہاں خصوصیت

ثم يعيده ليجزي الذين امنوا وعملوا
پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور کئے تھے
الصلحت بالقسط والذين كفروا لهم
کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو
شراب من حميم وعذاب اليم بما كانوا
پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب دردناک اس لئے کہ
يكفرون ④ هو الذي جعل الشمس ضياء و
کفر کرتے تھے وہی ہے جس نے بنایا ۱۳ سورج کو چمکتا اور
القمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنين
چاند کو چاندنا اور مقرر کیں اس کے لئے منزلیں تاکہ پہچانو گنتی برسوں کی
والحساب ما خلق الله ذلك الا بالحق يفصل
اور حساب یوں ہی نہیں بنایا اللہ نے یہ سب کچھ مگر تدبیر سے ۱۴ ظاہر کرتا ہے
الايت لقوم يعلمون ⑤ ان في اختلاف الليل
نشانیاں ان لوگوں کے لئے جن کو سمجھ ہے البتہ بدلنے میں ۱۵ رات
والنهار وما خلق الله في السموت والارض
اور دن اور جو کچھ پیدا کیا ہے اللہ نے آسمانوں اور زمین میں
لايت لقوم يتقون ⑥ ان الذين لا يرجون
نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو ڈرتے ہیں البتہ جو لوگ ۱۶ امید نہیں رکھتے
لقاءنا ورضوا بالحيوة الدنيا واطمانوا بها و
ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور
الذين هم عن ايتنا غفلون ⑦ اولئك ماوىهم
جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا ہے

ربط توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲

۲ دلیل ثانی کا تتمہ ہے ۱۲

۳ تخویف اخروی ۱۲

سے اس کا ذکر کیا گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو پیدا کیا اور ان کو روشنی عطا فرمائی اور چاند کے دورے کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ اس کے دورے سے مہینوں اور سالوں کی تعداد معلوم ہوسکے ۔ ماہِ رمضان، ذی الحجہ اور دیگر مہینوں، اور دنوں کی تعیین ہوسکے جن سے اسلامی احکام متعلق ہیں نیز دنیوی کاروبار اور معاملات کے اوقات کا اندازہ ہوسکے ۔ سورج کو ضیاء اور چاند کو نور فرمایا کیونکہ لفظ نور عام ہے اور ضیاء خاص ہے یعنی نور کا سب سے قوی فرد بالفاظ دیگر روشنی کی کامل اور تام کیفیت کا نام ضوء ہے بعض نے کہا ہے ذاتی روشنی کو ضوء اور مستعار روشنی کو نور کہا گیا ۔ والنور اعم من الضوء فانہ اقوی افراد النور وقیل ما بالذات ضوء وما بالعرض نور (مظہری ج ۵ ص۹) فالنور اسم لاصل ھٰذہ الکیفیۃ والضوء اسم لھٰذہ الکیفیۃ اذا کانت کاملۃ تامۃ قویۃ فلھٰذا اخص الشمس بالضیاء لانھا اقوی واکمل من النور وخص القمر بالنور لانہ اضعف من الضیاء الخ (خازن ج ۳ ص۱۷۱) **۱۴** لفظ الحق مختلف معنوں کیلئے آتا ہے (۱) بمعنی سچائی اور صداقت، باطل کے مقابلہ میں جیسا کہ فرمایا بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ (انبیاء ع۲) (۲) کبھی لہو اور عبث کے مقابلے میں آتا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ۝ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ الاٰیۃ (دخان ع۲) یہاں دونوں معنوں کا احتمال ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، شمس و قمر اور سارا نظام کائنات سب سے بڑی سچائی (توحید) کے ساتھ پیدا کیا ہے اور یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر شاہدِ عدل ہے ۔ اگر با بمعنی لام ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ حق و صداقت کے اظہار اور بیان کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔ ای لبیان الحق و الباطل (ابن عباس ص۱۳۱) دوسرے احتمال پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ ساری کائنات محض عبث اور بے فائدہ پیدا نہیں کی گئی بلکہ اس کے پیدا کرنے میں بہت حکمتیں اور فائدے ہیں سب سے اہم و اعظم فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ بندگانِ خدا اس کارخانۂ عالم کی ہر چیز میں غور و فکر کریں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کی قدرت کاملہ اور حکمتِ تامہ پر استدلال کریں ۔ یعنی للحق واظھار قدرتہ و دلائل وحدانیتہ ولم یخلق ذلك باطلاً ولا عبثاً (خازن ج ۳ ص۱۷۱) **۱۵** یہ دلیل ثانی کا تتمہ ہے یعنی رات دن کی آمد و رفت اور زمین و آسمان کی ساری مخلوقات میں اللہ تعالیٰ کی توحید پر بہت بڑی دلیل ہے مگر ان لوگوں کے لئے جو بنظر انصاف ان میں سوچ بچار کریں، ان کے دلوں میں انابت و اطاعت کا جذبہ ہو اور ضد و عناد سے دور ہوں (لَاٰیٰتٍ) لعلامات لوحدانیۃ الرب (لِقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ) یطیعون (ابن عباس ص۱۳۱)

اَلنَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
آگ بدلہ اس کا جو کماتے تھے البتہ جو لوگ ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ
کام کئے اچھے ۱۶ ہدایت کرے گا ان کو رب ان کا ان کے ایمان سے بہتی ہیں
مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۹﴾ دَعْوٰىهُمْ
ان کے نیچے نہریں باغوں میں آرام کے ان کی دعا
فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ
اس جگہ یہ کہ ۱۸ پاک ذات ہے تیری یا اللہ اور ملاقات ان کی سلام اور
اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَ
خاتمہ ان کی دعا کا اس پر کہ سب خوبی اللہ کو جو پروردگار سارے جہان کا ف۱ اور
لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ
اگر جلدی پہنچا دے اللہ لوگوں کو ۱۹ برائی جیسے کہ جلدی مانگتے ہیں وہ بھلائی ف۲
لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ
تو ختم کر دی جائے ان کی عمر سو ہم چھوڑے رکھتے ہیں ان کو جن کو امید نہیں
لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ
ہماری ملاقات کی ان کی شرارت میں سرگرداں ف۲ اور جب ۲۰ پہنچے انسان کو
الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا
تکلیف پکارے ہم کو پڑا ہوا یا بیٹھا یا کھڑا پھر جب ہم کھول دیں ۲۱
عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ
اس سے وہ تکلیف چلا جائے گویا کبھی نہ پکارا تھا ہم کو کسی تکلیف پہنچنے پر اسی طرح ۲۲
زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ
پسند آیا ہے بے باک لوگوں کو جو کچھ کر رہے ہیں اور البتہ ۲۳

ع ۱ / ۶

۱۶ بشارت اخروی ۱۲

۱۸ یعنی تمام صفات ربوبیت ۱۲ / ۲۰ زجر سوم ۱۲

۲۱ شکوہ ۱۲

۲۲ یعنی المشرکین ۱۲ / ۲۳ تخویف دنیوی ۱۲

۱۶ تخویف اخروی برائے منکرین قیامت و مسئلہ توحید ۔ مسئلۂ توحید اور قیامت کو دلائل واضحہ سے ثابت کرنے کے بعد نہ ماننے والوں کو عذابِ آخرت کی تخویف فرمائی ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارتِ اخروی برائے مؤمنین ۔ **۱۷** اس پر بظاہر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب وہ ایمان بھی لے آئے اور نیک کام بھی کرنے لگے تو ہدایت یافتہ تو وہ ہوئے پھر يَهْدِيْهِمْ کا

موضح قرآن ف۱ اول عجائب نعمتیں دیکھ کر کہیں گے پاک ذات یعنی سبحان اللہ پھر اس کی لذت پاکر کہیں گے الحمد للہ اور جنت میں طور ملاقات یہی ہے السلام علیک جو دنیا میں مسلمان کرتے ہیں ۱۲ **ف۲** یعنی آدمی چاہتا ہے کہ نیکی کا بدلہ شتاب ملے یا نیک دعا، شتاب بر آوے ۔ سو اگر حق تعالیٰ شتاب کرے تو اپنی بدی کے وبال سے فرصت نہ پاویں مگر دونوں میں تحمل ہے، تا نیک لوگ تربیت پاویں اور بدلوگ غفلت میں پڑے رہیں ۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی و نعمت مبید ہد ۱۲

کیا مطلب ؟ اس لئے یَھْدِیْھِمْ سے ایمان وعمل صالح پر ثابت قدم رکھنا اور استقامت عطا کرنا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے مخلصانہ ایمان کی بدولت ان کو صراط مستقیم اور ایمان پر ثابت قدم رکھیگا ای یسددھم بسبب ایمانھم للاستقامۃ علی سلوک الطریق السدید المؤدی الی الثواب (مدارک ج ۲ ص۱۱۱) یا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی بدولت آخرت میں ان کو جنت کی راہ دکھائے گا اور وہ سیدھے جنت میں داخل ہوں گے ۔ قال مجاھد یھدیھم علی الصراط الی الجنۃ یجعل لھم نورًا یمشون بہ (خازن ج ۳ ص۱۶۱ و مظہری ج ۵ ص۱۱) ف۱۸ دعوٰی کے معنی قول اور کلام کے ہیں یعنی جنت میں اہل جنت کا کلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس ہی ہوگا ای قولھم وکلامھم (خازن ج ۳ ص۱۶۱) یا دعوٰی بمعنی دعاء ہے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ یعنی اے اللہ تو پاک ہے اس سے کہ تیرے سامنے کوئی شفیع غالب ہو وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ جنت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا مسئلہ توحید ماننے کی وجہ سے آج آخرت کے عذاب سے امن و سلامتی کی تمہیں خوشخبری دی جاتی ہے یا مطلب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو امن و سلامتی کا تحیہ پیش کریں گے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یعنی صفات کارسازی اور صفات الوہیت اللہ تعالیٰ ہی سے مختص ہیں اور عبادت اور پکار کے لائق وہی ہے ۔ اہل جنت جب جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت شان ملاحظہ کریں گے اور جنت کی گوناگون نعمتیں دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور تعظیم و تمجید بجا لائیں گے ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی طرف سے سلام کا تحفہ ملیگا ۔ اس پر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کریں گے ۔ (مظہری ملخصًا) اول کلامھم التسبیح واٰخرہ التمجید فیبتدئون بتعظیم اللہ وتنزیھہ ویختمون بالشکر والثناء علیہ الخ (مدارک ج ۲ ص۱۱۱) ف۱۹ یہ زجر ہے اِسْتِعْجَالَهُمْ منصوب بنزع خافض ہے اس سے پہلے کاف تشبیہ مقدر ہے ای کاستعجالھم بعض دفعہ مشرکین اللہ تعالیٰ سے عذاب کی دعائیں کرنے لگتے کہ اے اللہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کا دین سچے ہیں تو ہمیں آسمان سے پتھر برسا کر یا کسی دوسرے عذاب سے ہلاک کردے اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (انفال ع۴) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس طرح لوگ خیر اور بھلائی مانگنے میں عجلت کرتے ہیں اور انہیں بھلائی دی جاتی ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ان کے شر اور عذاب کے مطالبے کو بھی پورا کردیتا تو کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ ناگہانی عذاب سے تباہ و برباد کئے جا چکے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ بطور استدراج

اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ

ہم ہلاک کر چکے ہیں جماعتوں کو تم سے پہلے جب ظالم ہو گئے حالانکہ آئے تھے انکے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي

رسول ان کے کھلی نشانیاں اور ہرگز نہ تھے ایمان لانے والے یوں ہی سزا دیتے ہیں ہم

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ

قوم گنہگاروں کو پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں

مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى

ان کے بعد تاکہ دیکھیں تم کیا کرتے ہو اور جب پڑھی جاتی ہیں

عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

ان کے سامنے آیتیں ہماری واضح تو کہتے ہیں وہ لوگ جن کو امید نہیں ہم سے ملاقات کی

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۭ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ

لے آ کوئی قرآن اس کے سوا یا اس کو بدل ڈالو تو کہہ دے میرا کام نہیں کہ

اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

اس کو بدل ڈالوں اپنی طرف سے میں تابعداری کرتا ہوں اسی کی جو حکم آئے

اِلَيَّ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

میری طرف میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کی بڑے دن کے عذاب سے ف۱

قُلْ لَّوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ڮ

کہہ دے اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا اس کو تمہارے سامنے اور نہ وہ تم کو خبر کرتا اس کی

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

کیونکہ میں رہ چکا ہوں تم میں ایک عمر اس سے پہلے کیا پھر تم نہیں سوچتے ف۲

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ

پھر اس سے بڑا ظالم کون جو باندھے اللہ پر بہتان یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو

ف۱ شکوٰی ہے ۱۲
ف۲ جواب شکوٰی ہے ۱۲
ف۳ یہ ماقبل کی دلیل ہے ۱۲ ف۴ زجر ہے فا تفریعیہ ہے ۱۲

ان کو مہلت دیتا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی نافرمانی اور اس کے احکام سے سرکشی کرلیں اور آخر ان کو شدید ترین عذاب میں مبتلا کیا جائیگا ۔ يَعْمَهُوْنَ ای یلعبون او یتحیرون ۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے جن کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کے راہ راست پر آنے کا کوئی امکان نہیں ۔ ف۲۰ یہ شکوٰی ہے ۔ انسان کیا احسان فراموش ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے واضح نشان دیکھ کر اور اس کی بے حساب نعمتیں ملاحظہ کرکے پھر بھی عقل و فکر سے کام نہیں لیتا اور اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے ۔ حالانکہ جب کبھی اس پر کوئی بہت بڑی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے تمام خود ساختہ معبودوں کو بھول کر ہر حالت میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا ہے ۔ مشرکین عرب اپنی معمولی حاجات و مشکلات کے لئے تو اپنے معبودان باطلہ کو

موضح قرآن ف اس قرآن کا پند و نصیحت تو پسند کرتے اور بتوں کا باطل ہونا نہ مانتے تو کہتے اتنا بدل ڈال تو یہ کلام ہم سب قبول کرلیں ۔۱۲ ف۲ یعنی اپنی طرف سے میں بناتا تو چالیس برس کی عمر میں بناتا یا اس قسم کا خیال رکھتا ۔۱۲

پکارتے تھے مگر جب کسی شدید ترین مصیبت میں مبتلا ہو جاتے تو سب کو چھوڑ چھاڑ کر صرف رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم جل جلالہ کو پکارتے اور اس کی دہائی دیتے حضرت شیخ رح فرماتے ہیں وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے رہتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہیں مانوگے تو اللہ تمہیں المناک عذاب سے ہلاک کر دے گا اس لئے جب وہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں میں سفر کرتے اور تند و تیز ہواؤں سے خوف ناک موجیں کشتیوں کو ڈانواں ڈول کر دیتیں تو فوراً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بات یاد آجاتی اور وہ سمجھنے لگتے کہ شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا، وہ اب آپہنچا ہے اس لئے خالصۃً اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ جیسا کہ سورۂ یونس ہی میں ہے جَآءَتۡهَا رِيۡحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الۡمَوۡجُ مِنۡ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ اُحِيۡطَ بِهِمۡ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ الخ (ع ۳) اور سورۂ انعام رکوع ۴ میں ارشاد ہے قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُ اللّٰهِ اَوۡ اَتَتۡكُمُ السَّاعَةُ اَغَيۡرَ اللّٰهِ تَدۡعُوۡنَ‌ۚ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۞ بَلۡ اِيَّاهُ تَدۡعُوۡنَ فَيَكۡشِفُ مَا تَدۡعُوۡنَ اِلَيۡهِ اِنۡ شَآءَ وَتَنۡسَوۡنَ مَا تُشۡرِكُوۡنَ۔ اور سورہ انعام ہی میں ہے قُلۡ مَنۡ يُّنَجِّيۡكُمۡ مِّنۡ ظُلُمٰتِ الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ تَدۡعُوۡنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفۡيَةً‌ ۚ لَئِنۡ اَنۡجٰٮنَا مِنۡ هٰذِهٖ لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيۡنَ (ع ۸) مشرکین کا عقیدہ تھا کہ سارے عالم کا نظام تدبیر امور عظام اور حوادث شدیدہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رح فرماتے ہیں وعقیدہ اثبات خدائی تعالیٰ وآنکہ خدا خالق آسمان و زمین است و مدبر حوادث عظام و قادر بر ارسال رسل و مجازاۃ عباد بر اعمال ایشاں و مقدر حوادث عظام است و قادر قبل از وقوع آن . . . . درمیان ایشاں (مشرکین) ثابت بود (الفوز الکبیر باب اول فصل اوّل)

۲۱ لیکن جب ہم نے اس سے مصیبت دور کر دی تو وہ پھر سے اپنی پہلی راہ شرک پر گامزن ہو گیا اور اپنی تکلیف و مصیبت کو اس طرح بھول گیا کہ گویا اسے کوئی تکلیف آئی ہی نہ تھی جس کے دفع کے لئے اس نے خدا کو پکارا تھا۔ ای مضی واستمر علی ما کان علیہ قبل ونسی حالۃ الجھد والبلاء (روح ج ۱۱ ص۸۹) والمعنی انہ استمر علی حالتہ الاولیٰ قبل ان یمسہ الضر ونسی ما کان فیہ من الجھد والبلاء والضیق والفقر (خازن ج ۳ ص۱۴۵) **۲۲** المسرفین یعنی مشرکین وہ جو مشرکانہ اعمال و افعال بجالاتے ہیں شیطان ان کے دلوں میں ان کی اچھائی کا تصور بٹھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار سے اعراض کرنے مصیبت دور ہو جانے کے بعد پھر سے اپنے معبودان باطلہ کی پکار کو وہ بہت اچھا کام خیال کرتے ہیں۔ (مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ) من الاعراض عن الذکر والدعاء والانہماک فی الشہوات (روح) **۲۳** تخویف دنیوی تخوف بذلک کفار مکہ (خازن) جو لوگ ایمان نہیں لاتے۔ توحید کا انکار کرتے اور رسالت و قیامت کی تکذیب کرتے ہیں وہ دنیا کی زندگی اور یہاں کی عیش و طرب پر مطمئن نہ ہوں اور یہ خیال نہ کریں کہ ان کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ ان سے پہلے قوم نوح اور عاد و ثمود وغیرہ کا حشر ان کو اچھی طرح معلوم ہے ان کے پاس اللہ کے پیغمبر توحید کا پیغام لیکر آئے اور واضح اور روشن دلائل سے مسئلہ توحید کو بیان کیا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا اور ماننے پر تیار نہ ہوئے تو ہم نے ان کو شدید ترین عذابوں سے نیست و نابود کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوۡا یعنی جب انہوں نے اللہ کی توحید کا انکار کرکے اور اس کے پیغمبروں کو جھٹلا کر شرک کرنا شروع کر دیا۔ لَمَّا ظَلَمُوۡا یعنی لما اشرکوا (خازن ومدارک ج ۳ ص۱۱۹) ای کفروا واشرکوا (قرطبی ج ۸ ص۳۱۷) كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡقَوۡمَ الۡمُجۡرِمِيۡنَ مجرموں سے ایسا سلوک کرنا ہماری سنت جاریہ ہے لہٰذا اگر مشرکین مکہ نے بھی عاد و ثمود کی طرح تکذیب کی اور شرک و کفر پر اڑے رہے تو ان کا بھی وہی حشر ہوگا یعنی کما اھلکنا الامم الخالیۃ لما کذبوا رسلھم کذلک نھلککم ایھا المشرکون بتکذیبکم محمدا صلی اللہ علیہ وسلم (خازن ج ۳ ص۱۴۶) **۲۴** اقوام گذشتہ کے بعد اب تمہاری باری ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اپنا آخری پیغمبر پیغام توحید دے کر بھیجا ہے تاکہ تمہاری بھی آزمائش ہو جائے کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ بھی حسب سابق معاملہ ہوگا۔ ماننے والے جزائے خیر کے مستحق ہوں گے اور منکرین عذاب شدید کے سزاوار۔ **۲۵** قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ۔ یہ شکوی ہے یعنی جب مشرکین کو ہمارا پیغمبر ہماری آیات بینات پڑھ کر سناتا ہے جن میں دلائل توحید اور رد شرک کا بیان ہوتا ہے اور جن میں ان کے معبودان باطلہ کی بے بسی اور بیچارگی کا ذکر ہوتا ہے تو وہ بول اٹھتے ہیں یہ قرآن تو ہم ماننے سے رہے البتہ اگر اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اسی میں ترمیم کر ڈالو الغرض قرآن میں ہمارے معبودوں کی توہین و تحقیر کا مضمون نہ ہو اور نہ اس میں حشر و نشر کا ذکر ہو تو ہم اسے بسر و چشم قبول کرنے کو تیار ہیں (وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتُنَا) الدالۃ علی حقیۃ التوحید وبطلان الشرک . . . . ای ائت بکتاب اٰخر نقرؤہ لیس فیہ ما نستبعدہ من البعث والحساب والجزاء وما نکرھہ من ذم الھتنا ومعایبھا والوعید علی عبادتھا (ابو السعود ج ۴ ص۸۰) اَوۡ بَدِّلۡهُ بان تجعل مکان اٰیۃ عذاب اٰیۃ رحمۃ وتسقط ذکر الاٰلھۃ وذم عبادتھا (مدارک ج ۲ ص۱۲۰) **۲۶** ضمیر کی جگہ موصول کو رکھ کر ان کے قول کی علت بیان کرنا مقصود ہے۔ نیز اس طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے اتنی بڑی بات اس لئے کہی کہ ان کے دلوں میں قیامت کے عذاب کا کوئی کھٹکا نہیں۔ وضع الموصول موضع الضمیر اشعاراً بعالیۃ ما فی حیز الصلۃ للعظیمۃ المحکیۃ عنھم وانھم انما اجترؤا علیھا لعدم خوفھم من عقابہ تعالیٰ یوم اللقاء (ابو السعود ج ۴ ص۷۹) **۲۷** یہ جواب شکوی ہے کوئی دوسرا قرآن لانے یا اسی قرآن میں ترمیم کرنے کا مجھ سے مطالبہ تو اس طرح کرتے ہیں کہ قرآن نازل کرنا میرے اختیار میں ہے یا میں اپنی مرضی سے قرآن لا سکتا ہوں حالانکہ مجھے ان باتوں کا اختیار نہیں میں تو صرف انہی احکام کی پیروی کرتا ہوں جو ذریعہ وحی میرے پاس اللہ کی طرف سے آتے ہیں میں اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر میں اس کے احکام کی خلاف ورزی کروں اور اس کی کتاب کے احکام میں رد و بدل کروں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ انی اخشی من اللہ ان خالفت امرہ او غیرت احکام کتابہ او بدلتہ فعصیتہ بذلک ان یعذبنی بعذاب عظیم فی یوم تذہل کل مرضعۃ عما ارضعت (خازن ج ۳ ص۱۴۹) **۲۸** یعنی سب کچھ اللہ کے اختیار و مرضی سے ہے میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو مجھے نہ بھیجتا اور میں تم کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر نہ سناتا اور میری وساطت سے اللہ تعالیٰ تمہیں قرآن کی خبر نہ دیتا۔ والمعنی ان الامر کلہ منوط بمشیتہ تعالیٰ ولیس لی منہ شیء قط (ابو السعود ج ۴ ص۸۰) یعنی لو شاء اللہ لم ینزل علی ھذا القراٰن ولم یأمرنی بقراءتہ علیکم (خازن)

۲۹ یہ ماقبل کی دلیل ہے۔ نزول قرآن سے پہلے میں تم میں ایک طویل عرصہ یعنی چالیس برس رہ چکا ہوں میری امانت و دیانت تم بخوبی جانتے ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں نے کسی سے لکھنا پڑھنا بھی نہیں سیکھا تو معلوم ہوا کہ اب میں جو قرآن تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ میرا خود ساختہ نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے حکم سے پیش کرتا ہوں ای من قبل القراٰن تعرفوننی بالصدق والامانۃ لا اقرأ ولا اکتب ثم جئتکم بالمعجزات (قرطبی ج ۸ ص۳۲۲) اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ تو کیا اب بھی تم نہیں سوچتے اور نہیں سمجھتے کہ یہ قرآن اور اس میں مذکور مسئلہ توحید میری اختراع نہیں بلکہ یہ سب کچھ من جانب اللہ ہے۔ **۳۰** یہ زجر ہے۔ فا تفریعیہ ہے یعنی جب دلائل عقلیہ قاہرہ سے شرک کی نفی اور ممانعت

ثابت ہوگئی تو اس کے بعد بھی جو شخص شرک نہ چھوڑے اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے یعنی ایک طرف تو شرک کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ اس کے فعل سے خوش ہے اور اللہ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو پکارنے کی اجازت دی ہے ایسا شخص یا وہ جو قرآن کے من جانب اللہ ہونے اور دلائل توحید کو جھٹلاتا ہے ان سے بڑھ کر دنیا میں کون ظالم ہوسکتا ہے۔ یعنی فزعم ان لہ شریکا وولدا ۔ ۔ ۔ کذب باٰیاتہ یعنی جحد بکون القراٰن من عند اللہ وانکر دلائل التوحید (معالم وخازن ج ۳ صـ ۱۸۹) استفہام انکاری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان سے بڑا ظالم کوئی نہیں استفہام بمعنی الجحد ای لا احد اظلم ممن افترٰی الخ (قرطبی) **۳۱ھ** یہ زجر ہے بطور شکویٰ اور توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت اور پکار صرف ایسی ذات کے لئے جائز ہے جس کے اختیار و تصرف میں مخلوق کا نفع و نقصان ہو اور ایسی ذات سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ مشرکین جن کو نافع و ضار سمجھ کر پکارتے ہیں وہ بالکل عاجز و بے بس ہیں۔ نفع و ضر ان کے اختیار میں نہیں۔ لہٰذا ان کی عبادت و پکار بھی جائز نہیں۔ یہاں دعوائے سورت بھی ضمناً مذکور ہے یعنی مشرکین اپنے معبودانِ باطلہ کو عند اللہ شفیع غالب سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اختیار نہیں دیا۔ **۳۲ھ** یہ مشرکین کی طرف سے اپنے فعل شرک کے ارتکاب کے لئے معذرت ہے۔ یعنی ہم اللہ کے جن نیک اور برگزیدہ بندوں کو پکارتے ہیں انہیں مستقل بالذات نافع و ضار یا متصرف و مختار نہیں سمجھتے بلکہ ان کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ وہ اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اور اللہ سے ہمارے کام کرا دیتے ہیں اس لئے ہم ان کو پکارتے ہیں۔ ای تشفع لنا عند اللہ فی اصلاح معاشنا فی الدنیا (قرطبی ج ۸ صـ ۳۲۲) یعنی دنیا میں خوشحالی اور معاشی فارغ البالی ہمیں انہی معبودوں کی سفارش کے صدقے حاصل ہوتی ہے۔ سفارش سے دنیوی سفارش مراد ہے کیونکہ مشرکین آخرت کے قائل ہی نہ تھے۔ بعض کے نزدیک آخرت میں شفاعت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر بفرضِ محال قیامت آگئی تو ہمارے معبود ہمیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لیں گے جیسا کہ نضر بن حارث نے کہا تھا قیامت کے دن میرا معبود لات میری سفارش کرے گا۔ عن النضر بن الحارث اذا کان یوم القیامۃ یشفع لی اللات (ابو السعود ج ۴ صـ ۵۰۸) مشرکین عرب اللہ کے جن برگزیدہ اور نیک بندوں کو پوجتے اور پکارتے تھے ان میں کچھ تو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور کچھ اولیاء کرام۔ انہوں نے ان بزرگوں کے بت بنا کر عبادتخانوں میں نصب کر رکھے تھے اور بظاہر عبادت کا برتاؤ انہی بتوں سے کرتے تھے۔ انہی کے آگے سجدے کرتے۔ انہی کے سامنے نذریں نیازیں رکھتے۔

إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٧﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ
بیشک بھلا نہیں ہوتا گنہگاروں کا ف۱ اور پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا ۳۱ھ
اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ
اس چیز کی جو نہ نقصان پہنچا سکے ان کو نہ نفع اور کہتے ہیں ۳۲ھ یہ تو
شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا
ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس تو کہہ کیا اللہ کو بتلاتے ہو ۳۳ھ جو اس کو
يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ
معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک ہے اور برتر ہے
عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿١٨﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً
اس سے جس کو شریک کرتے ہیں ف۲ اور لوگ جو ہیں ۳۴ھ سو ایک ہی امت
وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ
ہیں پیچھے جدا جدا ہوگئے اور اگر نہ ایک بات پہلے ہو چکتی تیرے رب کی
لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٩﴾ وَيَقُولُونَ
تو فیصلہ ہو جاتا ان میں جس بات میں کہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں ۳۵ھ
لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۖ فَقُلْ إِنَّمَا
کیوں نہ اتری اس پر ایک نشانی اس کے رب سے سو کہہ دے کہ ۳۶ھ
الْغَيْبُ لِلَّهِ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ
غیب کی بات اللہ ہی جانے سو منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ
الْمُنتَظِرِينَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّن
انتظار کرتا ہوں ف۳ اور جب چکھائیں ہم لوگوں کو مزا اپنی رحمت کا ۳۷ھ
بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِي آيَاتِنَا ۚ
بعد ایک تکلیف کے جو ان کو پہنچی تھی اسی وقت بنانے لگیں حیلے ہماری قدرتوں میں ف۱

موضح قرآن ف۱ یعنی اگر میں بناتا ہوں تو مجھ سا ظالم نہیں اور میں جو سچا ہوں تو جھٹلانے والوں پر یہی بات ہے ۱۲ ف۲ جو مشرک ہے سو یہی کہتا ہے کہ اللہ ایک ہے کہ اللہ ایک ہے اور یہ شریک اس کی طرف سے ہم پر مختار ہیں سو فرمایا کہ اگر اس نے مختار کئے ہوتے تو آپ ان سے منع کیوں کرتا اور جو کہیں کہ ہمارے دین میں منع نہیں کیا تم کو منع کیا ہوگا تو اگلی آیت میں اس کا جواب ہے کہ دین اللہ کا ایک ہے جب لوگ بہک گئے ہیں پھر ان کو بتا دیا ہے اعتقاد میں کچھ فرق نہیں۔ اور جو کہیں کہ اگر تم سچے ہوتے تو ہم پر دنیا میں عذاب آتا اس کا جواب بھی آگے ہے کہ فیصلے کا دن آتا ہے ۱۲ ف۳ یعنی اگر کہیں کہ ہم کیونکر جانیں کہ تمہاری بات سچ ہے فرمایا کہ آگے دیکھو حق تعالیٰ اس دین کو روشن کرے گا۔ اور مخالف ذلیل ہوں گے سو ویسا ہی ہوا۔ سچ کی نشانی ایک بار کافی ہے اور ہر بار مخالف ذلیل ہوں تو فیصلہ ہو جاوے فیصلہ کا دن دنیا میں نہیں۔ ۱۲

فتح الرحمن ف۱ یعنی بکفرانِ نعمت ۱۲

اور انہی کے روبرو کھڑے ہو کر اور گڑ گڑا کر حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے دعائیں کرتے تھے مگر اس سے ان کا مقصد ان بے بس بتوں اور بے جان مجسموں کو معبود اور کارساز سمجھنا ہرگز نہ تھا بلکہ یہ بت تو محض توجہ کی یکسوئی کے لئے بطور قبلہ تھے ان کا مقصد یہ تھا جب وہ ان انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے بتوں کی عبادت و تعظیم بجالائیں گے تو وہ اکابران سے خوش ہو کر خدا کے یہاں ان کی سفارش کرینگے انھم وضعوا ھٰذہ الاصنام علی صور انبیاءھم واکابرھم و زعموا انھم متی اشتغلوا بعبادۃ ھٰذہ التماثیل فان اولٰئک الاکابر یشفعون لھم عند اللہ تعالیٰ (ابو السعود ج ۳ صـ۳۰۸) مشرکین کا بتوں سے برتاؤ بعینہ ایسا ہی تھا جیسا کہ آجکل کے قبر پرستوں کا قبروں سے ہے۔

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا
کہہ دے کہ اللہ سب سے جلد بنا سکتا ہے حیلے تحقیق ہمارے فرشتے لکھتے ہیں حیلہ بازی
تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾ هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ
تمہاری ف۱ وہی تم کو پھراتا ہے ۲۱ جنگل اور دریا میں
حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ
یہاں تک کہ جب تم بیٹھے کشتیوں میں اور لیکر چلیں وہ لوگوں کو اچھی ہوا سے
وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ
اور خوش ہوئے اس سے آئی کشتیوں پر ہوا تند اور آئی ان پر موج
مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا
ہر جگہ سے اور جان لیا انہوں نے کہ وہ گھر گئے پکارنے لگے
اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ
اللہ کو خالص ہو کر اس کی بندگی میں اگر تو نے بچا لیا ہم کو
هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا
اس سے تو بیشک ہم رہیں گے شکر گزار پھر جب بچا لیا ان کو اللہ نے لگے
هُمْ يَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ
شرارت کرنے اسی وقت زمین میں ناحق سنو لوگو ۲۳
اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؗ
تمہاری شرارت ہے تمہی پر نفع اٹھالو دنیا کی زندگانی کا
ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٣﴾
پھر ہمارے پاس ہے تم کو لوٹ کر آنا پھر ہم بتا دیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے ۲۴
اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
دنیا کی زندگانی کی وہی مثل ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے

۲۱ توحید پر یہ بھی عقلی دلیل ہے ۱۲

۲۳ دنیا کی حقارت اور دنیا کی ناپائیداری کا بیان ۱۲۰

۲۴ حقارت دنیا کی مثال ۱۲

آجکل بہت سے لوگ قبروں کی عبادت و تعظیم بجالاتے ہیں قبروں کو سجدے کرتے اور ان پر نذریں منتیں چڑھاتے ہیں اس سے انکا مقصود قبروں کی عبادت و تعظیم نہیں ہوتا بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس طرح قبروں والے ہم سے خوش ہو کر اللہ کے یہاں ہماری سفارش کرینگے۔ امام رازی رحہ نے مشرکین عرب اور اپنے زمانے (ساتویں صدی) کے مشرکین کے فعل کا موازنہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انھم وضعوا ھٰذہ الاصنام والاوثان علی صور انبیآئھم واکابرھم و زعموا انھم متی اشتغلوا بعبادۃ ھٰذہ التماثیل فان اولٰئک الاکابر تکون شفعاء لھم و نظیرہ فی ھٰذا الزمان اشتغال کثیر من الخلق بتعظیم قبور الاکابر علی اعتقاد انھم اذا عظموا قبورھم فانھم یکونون شفعاء لھم عند اللہ (کبیر ج ۳ صـ۹۱۸) امام ابو السعود حنفی اور امام رازی شافعی کے اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ آیت پتھر کے بے جان ٹھاکروں کے بارے میں نہیں بلکہ انبیاء، اولیاء اور ملائکہ علیہم السلام کے بارے میں ہے۔ ۳۳ یہ مشرکین کے مذکورہ دعوٰی کا جواب ہے یعنی زمین و آسمان میں اللہ کے یہاں کوئی شفیع غالب نہیں۔ اگر ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا اور کتب سابقہ میں اس کا ذکر ہوتا مگر تم (اے مشرکین عرب) اللہ تعالیٰ کو ایک ایسی بات بتانا چاہتے ہو جس کو وہ نہیں جانتا کیونکہ سرے سے اس کا وجود ہی نہیں۔ اتخبرون اللہ ان لہ شریکا فی ملکہ او شفیعا بغیر اذنہ واللہ لا یعلم لنفسہ شفیعا فی السمٰوات و لا فی الارض لانہ لا شریک لہ فلذلک لا یعلمہ (قرطبی ج ۸ صـ۳۲۲) سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ ان شرکاء اور شفعاء سے پاک ہے جن کو وہ اللہ کے شریک اور اس کے یہاں سفارشی ٹھہراتے ہیں۔ ۳۴ فَاخْتَلَفُوْا کے بعد کا مضمون مقدر ہے ای بعث اللہ النبیین الخ بقرینۂ سورۂ بقرہ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ الخ اور سورۂ بقرہ میں فَبَعَثَ سے پہلے فَاخْتَلَفُوْا مقدر ہے بقرینۂ آیت زیر تفسیر جیسا کہ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں گذر چکا ہے (صـ۱۰۱ حاشیہ نمبر ۴۰۵) لوگوں کے امت واحدہ ہونے اور پھر مختلف گروہوں میں بٹ جانے کا مضمون قرآن مجید میں کئی جگہوں میں مذکور ہے۔ دنیا میں سب سے پہلے توحید تھی اور تمام لوگ توحید پر متفق تھے کیونکہ توحید دین فطرت ہے۔ اسکے بعد بد عمل اور بے دین لوگوں نے توحید میں اختلاف کیا اور محض ضد کی وجہ سے مسئلہ توحید کی حقانیت کو جانتے ہوئے اس کا انکار کیا۔ اس اختلاف کو مٹانے اور مسئلہ توحید کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا۔ قرآن مجید کی اس موضوع پر متعدد آیتوں کو یکجا کرنے سے حسب ذیل امور واضح طور سے معلوم ہوتے ہیں (۱)

موضح قرآن ف۱ یعنی سختی کے وقت آدمی کی نظر اسباب سے اٹھ کر اللہ پر رہتی ہے۔ جب کام بن گیا لگا اسباب پر رکھنے سو ڈرتا نہیں کہ پھر اللہ ایک اسباب کھڑا کر دے اسی تکلیف کا اس کے ہاتھ میں سب اسباب تیار ہیں ایک اسی کی صورت آگے بیان فرمائی۔

فتح الرحمٰن ف۱ بعد ازاں خدائے تعالیٰ بیان می فرماید کیفیت مکر و کفران نعمت ۱۲

(۱) اختلاف کن لوگوں نے کیا؟ غلط کار اور باغی عالموں نے (۲) اختلاف کب کیا گیا؟ جب آیات بینات سے توحید کو واضح کر دیا گیا اور اختلاف کرنیوالوں کو مسئلہ توحید کی سچائی کا پورا پورا علم ہوگیا یعنی علماء سوء نے جان بوجھ کر عمدًا اور قصدًا توحید میں اختلاف ڈالا۔ (۳) اختلاف کیوں پیدا کیا گیا؟ علماء سوء نے محض ضد و عناد اور دنیوی ریاست کی وجہ سے مسئلہ توحید کے مقابلے میں شرک کا محاذ کھولا اور توحید سے اختلاف کیا۔ پہلی بات سورۂ بقرہ میں مذکور ہے وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ (بقرہ ع ۲۶) یہاں اختلاف کو اہلِ علم کی جماعت میں منحصر کیا گیا۔ دوسری بات کو سورۂ آلِ عمران اور شوریٰ میں ذکر کیا گیا۔ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ (آل عمران ع ۲) وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ (شوریٰ ع ۲) ان دونوں آیتوں میں اہل کتاب کے اختلاف و تفرق کو مسئلہ توحید کا علم ہو جانے کے بعد کی حالت میں منحصر کر کے واضح کیا گیا ہے کہ اختلاف جہالت و نادانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ دیدہ و دانستہ محض ضد و عناد اور راہِ حق سے بغاوت کی بناء پر تھا۔ تیسری بات ان تینوں آیتوں میں لفظ بَغْيًا، اخْتَلَفَ اور تَفَرَّقُوْا کا مفعول لہٗ ہے جو ان کے اختلاف و تفرق کی علت بیان کر رہا ہے۔ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تفسیر سورۂ آلِ عمران ص۱۴۷ حاشیہ ۲۸۔ **۳۵** یہ شکویٰ ہے اٰیۃ یعنی ان کا منہ مانگا معجزہ۔ مشرکین اگرچہ بڑے بڑے معجزے دیکھ چکے اور توحید کے واضح دلائل و براہین سن چکے تھے مگر ضد و عناد اور انتہائی سرکشی کی بناء پر ان میں غور و فکر نہ کیا اور مزید معجزہ لانے کا مطالبہ کر دیا۔ ارادوا اٰیۃ من الاٰیات التی اقترحوها کانهم لفرط العتو والفساد ونهایة التمادی فی المکابرة والعناد لم یعدوا البینات النازلة علیه علیه السلام من جنس الاٰیٰت واقترحوا غیرها مع انه قد انزل علیه من الاٰیات الباهرة والمعجزات المتکاثرة الخ (ابو السعود ج ۴ ص۲۰) مشرکین کہتے مکہ کے پہاڑوں کو ہمارے لئے سونا بنا دو یا کم از کم تمہارا گھر ہی سونے کا ہو یا ہمارے فلاں فلاں باپ دادا کو زندہ کرو وغیرہ وغیرہ ای معجزة غیر هٰذه المعجزة فیجعل لنا الجبال ذهبًا ویکون له بیت من زخرف ویحیی لنا من مات من اٰبائنا (قرطبی ج ۸ ص۳۲۳) **۳۶** یہ جواب شکویٰ ہے یعنی معجزہ لانا تو درکنار مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی اور معجزہ میرے ہاتھوں پر ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ کب ظاہر ہوگا۔ یہ تو غیب کی بات ہے اور علم غیب ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ مجھے اس کا کوئی علم نہیں اور نہ وہ میرے بس کی بات ہے اور نہ معجزہ اپنے اختیار سے ظاہر کرنا جیسا کہ تم چاہتے ہو نبوت و رسالت کے لوازم میں سے ہے والمعنٰی ان ما اقترحتموه وزعمتم انه من لوازم النبوة وعلقتم ایمانکم بنزوله من الغیوب المختصة بالله تعالیٰ لا وقوف لی علیه (ابو السعود ج ۴ ص۲۰) لہٰذا تم اپنے مطلوبہ معجزے کا انتظار کرتے رہو اور میں بھی منتظر ہوں کہ آیات بینات کے انکار و جحود اور بے جا مطالبے کی اللہ تعالیٰ تمہیں کیا سزا دیتا ہے۔ **۳۷** یہ زجر ہے انسان کی ناشکری اور احسان فراموشی کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ تکلیف و مصیبت دور کر کے اسے راحت و خوشحالی سے ہمکنار کر دیتا ہے تو وہ شکر بجا لانے کے بجائے اللہ کی آیتوں میں حیل و حجت کرنے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو اللہ کا کلام ہی نہیں ای مکروا باٰیاتنا بدفعها وانکارها (مدارک ج ۲ ص۱۲۱) قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا یعنی اللہ تعالیٰ ان کے جحود و انکار پر ان کو بہت جلد عذاب دے سکتا ہے۔ مشرکین نے اللہ کی نعمتوں کے مقابلے میں اس کی آیات کے انکار کی تدبیر سوچی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کی سزا دینے کی ایک نہایت ہی لطیف تدبیر نکالی کہ کراماً کاتبین کو ان کے تمام برے بھلے اعمال کی ڈائری لکھنے پر مامور فرما دیا اور اس کے مطابق انہیں پوری پوری سزا دی جائے گی۔ اور اس طرح وہ سر محشر ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ان رسل الله یکتبون مکرهم ویحفظونه وتعرض علیهم ما فی بواطنهم الخبیثة یوم القیٰمة ویکون ذلك سببًا للفضیحة التامة والخزی والنکال نعوذ بالله تعالیٰ منه (کبیر ج ۴ ص۵۰۰) **۳۸** یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے جَرَيْنَ بِهِمْ یہاں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے یعنی پہلے مشرکین کو ضمیر خطاب سے مخاطب فرمایا اس کے بعد ضمیر خطاب کی جگہ ضمیر غائب استعمال فرمائی۔ جب مشرکین سمندروں اور دریاؤں میں سفر کرتے اور ہوا کا رخ موافق ہوتا تو بہت خوش ہوتے لیکن اگر ان کی کشتیاں طوفانِ باد و باراں میں گھر جاتیں تو نہایت خلوص سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیتے اور معبودانِ باطلہ کو بھول جاتے اور ساتھ ہی یہ بھی عہد کرتے کہ اے اللہ! اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے اور صرف تیری ہی عبادت کریں گے۔ اور ہر کام میں تجھے ہی پکارا کریں گے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیاں صحیح سلامت کنارے لگا دیتا تو وہ پھر شرک کرنے لگتے۔ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ ای دعوه وحده وترکوا ما کانوا یعبدون (قرطبی ج ۸ ص۳۲۵) مشرکین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے کہ اگر مسئلہ توحید نہ مانو گے تو اللہ کا عذاب آئے گا جو تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ جب وہ دریاؤں کی غضبناک موجوں میں گھر جاتے تو انہیں خیال آتا شاید جس عذاب سے پیغمبر ڈراتا تھا وہ عذاب آگیا اس لئے خالِصًا اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے۔ **۳۹** یہ تنبیہ ہے اور اس سے دنیا کی تحقیر اور بے وقعتی کا بیان مقصود ہے مَتَاعَ الْحَيٰوةِ منصوب بنزع خافض ہے ای فی متاع الحیٰوة الخ جس دنیا پر تم مغرور ہو کر حق کو نہیں مانتے ہو وہ بہت حقیر اور بالکل ناپائیدار ہے۔ اس چندروزہ دنیا میں تم اللہ کی نافرمانی کر کے اپنی جانوں پر ظلم و زیادتی کر لو آخر قیامت کے دن میرے سامنے آؤ گے جہاں اپنے کئے کی سزا پاؤ گے۔ **۴۰** یہ دنیا کی حقارت اور اس کی ناپائیداری کی تمثیل ہے۔ اِخْتَلَطَ زیادہ اور گنجان ہو گئی زُخْرُفَهَا زیور یعنی سرسبز و شاداب کھیتوں اور بوقلموں پھولوں کی وجہ سے زمین مانند عروس خوبصورت ہو گئی۔ وَازَّيَّنَتْ۔ یہ ما قبل کی تفسیر ہے كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ گویا کہ کل گذشتہ اس کا نام و نشان تک نہ تھا جس طرح بارش برسنے کے بعد زمین سرسبز و شاداب اور رنگا رنگ پھولوں سے مزین اور بارونق ہو جاتی ہے لیکن جونہی کوئی بیماری آفت آئی بس لہلہاتے کھیتوں اور باغوں کا ستیاناس ہو گیا اور ایسے تباہ ہوئے کہ ان کا نام و نشان تک نہ رہا گویا کہ یہاں کچھ تھا ہی نہیں بالکل یہی حال اس کارگاہ عالم کا ہے اس کی چہل پہل، زینت و آرائش اور رونق و زیبائش بالکل ناپائیدار اور چندروزہ ہے۔ اس لئے دنیا کی عیش و عشرت میں منہمک ہو کر اللہ کی توحید اور آخرت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

۲۴؎ بشارت اخروی ہے دار السلام سے مراد جنت ہے لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا خبر مقدم اَلْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ معطوف علیہ مع معطوف مبتدا مؤخر زِیَادَۃٌ سے دیدار الٰہی مراد ہے قَتَرٌ سیاہی اور بے رونقی یعنی جن لوگوں نے چند روزہ دنیا پر دین کو ترجیح دی اور پورے اخلاص کے ساتھ توحید و رسالت کو مانا اور شعائر اسلام کی پیروی کی ان کیلئے آخرت میں جنت کا حتمی وعدہ ہے، ان کو ان کے تمام اعمال کی جزا ملیگی اور سب سے بڑا انعام جو انہیں وہاں ملے گا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ جیسا کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ (وزیادۃ) رؤیۃ الربّ عزوجل کذا عن ابی بکر وحذیفۃ وابن عباس وابی موسیٰ الاشعری وعبادۃ ابن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۳) قیامت کے دن بدکاروں کی طرح ان کے چہرے سیاہ اور بے رونق نہیں ہوں گے اور نہ ذلت و رسوائی ہی کا انہیں سامنا ہوگا۔ بلکہ وہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے شاہانہ ٹھاٹھ اور خسروانہ آن بان سے ۲۴؎ تخویف اخروی برائے مشرکین۔ جن لوگوں نے لذات دنیا میں منہمک ہو کر حق کو ٹھکرا دیا، بداعمالیوں اور مشرکانہ افعال میں زندگیاں بسر کردیں آخرت میں ان کا بہت برا حال ہوگا۔ میدان حشر میں ذلیل و رسوا ہونگے اور ان کے چہرے اس قدر سیاہ ہوں گے گویا کہ ان کے چہروں پر اندھیری رات کی تاریکی کی تہیں جمی ہوئی ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے اور ہمیشہ جہنم کے عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ الخ یعنی کانما البست وجوھھم سوادا من اللیل المظلم (خازن ج ۳ ص ۱۶۷)

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَ

پھر رلا ملا نکلا اس سے سبزہ زمین کا جو کہ کھائیں آدمی اور

الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا

جانور یہاں تک کہ جب پکڑی زمین نے رونق

وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ

اور مزین ہوگئی اور خیال کیا زمین والوں نے کہ یہ ہمارے ہاتھ لگے گی ناگاہ

اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا

پہنچا اس پر ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر کر ڈالا اسکو کاٹ کر ڈھیر

كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ

گویا کل یہاں نہ تھی آبادی اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں نشانیوں کو

لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ

ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں ف۱ اور اللہ بلاتا ہے سلامتی کے گھر کی طرف ۲۴؎

وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ

اور دکھاتا ہے جسے چاہے راستہ سیدھا جنہوں نے

اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ

کی بھلائی ان کے لئے ہے بھلائی اور زیادتی ف۲ اور نہ چڑھے گی ان کے منہ پر

قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

سیاہی اور نہ رسوائی وہ ہیں جنت والے وہ اسی میں

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ

رہا کریں گے اور جنہوں نے کمائیں برائیاں ۲۴؎ بدلا ملے برائی کا

بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

اس کے برابر اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی کوئی نہیں ان کو اللہ سے

۲۴؎ بشارت اخروی ۱۲ — ۲۴؎ یعنی جنت۔

۲۴؎ تخویف اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی روح آسمان سے بدن میں آئی بدن میں مل کر نوت پکڑی پھر کام کئے انسانی اور حیوانی جب ہر سبز میں پورا ہوا اور اس کے متعلقوں کو اس پر بھروسہ ہوا ناگہاں موت آپہنچی۔۔۔ ہمارا حکم پہنچا یعنی پک کر زرد ہوگئی پھر کٹی یا کوئی فوج آپڑی کہ کچی کاٹ ڈالی یعنی موت ناگہاں آتی ہے۔

فتح الرحمٰن ف۲ یعنی رؤیت خدا تعالیٰ ۱۲

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرہ دلیل مَكَانَكُمْ سے پہلے فعل ناصب محذوف ہے آی الزموا مذکورہ بالا دلائل سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مشرکین جن معبودانِ باطلہ کی عبادت کرتے اور جن کو عنداللہ شفیع غالب خیال کرتے ہیں وہ محض عاجز و درماندہ ہیں اور ان کے اختیار میں کسی کا نفع وضرر نہیں یہاں بطور نتیجہ اور ثمرہ آخرت کا منظر پیش کیا گیا کہ دیکھو جن کو تم متصرف و کارساز اور سفارشی سمجھتے ہو قیامت کے دن وہ تمہارے کام تو کیا آئیں گے یا تمہاری سفارش تو کیا کریں گے بلکہ وہ تو سرے سے تمہاری عبادت اور پکار ہی کا انکار کردیں گے اور میدانِ حشر میں علی رؤسِ الاشہاد خدا کی قسم کھا کر اعلان کریں گے کہ وہ تمہاری عبادت اور پکار سے بالکل بے خبر تھے اور انہیں اس بات کا قطعاً کوئی علم نہیں کہ کون ان کی قبر پر آیا، کس نے ان کی قبروں پر سجدے کئے، کون ان کے نام کی نذریں منتیں دیتا رہا اور کون انہیں حاجت روائی کے لئے پکارتا رہا۔ اس سے سماعِ موتی کی نفی مفہوم ہے کما لا یخفی علی من لہ ادنیٰ فہم وتدبر ۴۴ شرکاء سے یہاں فرشتے، پیغمبر اور اولیاء اللہ مراد ہیں جن کے مجسمے بنا کر مشرکین انکی عبادت کرتے ہیں یا جن مردانِ حق کی قبروں پہ جا کر انکو پکارتے ہیں قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب طلبی ہوگی کہ کیا یہ لوگ دنیا میں تمہیں پکارتے تھے اور کیا تم نے انہیں اس بات کی تعلیم دی تھی یا ان مشرکانہ افعال کا ان کو حکم دیا تھا تو وہ صاف انکار کریں گے "بارے خدایا! ہم نے انکو شرک کی تعلیم ہرگز نہیں دی، نہ اس پر راضی تھے بلکہ ہمیں تو ان کے مشرکانہ افعال کا علم بھی نہیں قیل المراد بالشرکاء الملئکۃ والمسیح فانہم ما امروا بہا ولا رضوا بہا (مظہری ج ۵ ص ۲۴) والمراد بالشرکاء قیل الملئکۃ وعزیر والمسیح وغیرھم ممن عبدوہ من اولی العلم الخ (ابو السعود ج ۴ ص ۸۲۲) یہ مضمون قرآن مجید میں اور کئی جگہوں میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ سورۃ الفرقان ع ۲ میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان نیک لوگوں سے فرمائے گا جن کی دنیا میں عبادت کی گئی ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِیْلَ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا اور انہیں شرک کی تعلیم دی تھی یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے تو نیک لوگ جواب دیں گے سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ اے اللہ تو ہر شرک سے پاک ہے ہم نے دنیا میں اپنی ذات کیلئے تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں بنایا تو اوروں کو ہم کیونکر شرک کی راہ پر ڈال سکتے تھے اسیطرح ایک جگہ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ہے وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ (سباع ۵) ۴۵ یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان تَبْلُوْا آزمائیگا، جان لے گا یا چکھ لے گا مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ جن معبودانِ باطلہ کو انہوں نے کارساز

عَاصِمٍ ۚ كَأَنَّمَآ أُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ
بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے ہیں ان کے چہرے اندھیری رات
الَّيْلِ مُظْلِمًا ۚ أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا
کے ٹکڑوں سے وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں
خٰلِدُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ
رہا کریں گے اور جس دن جمع کریں گے ہم ان سب کو ۴۳ پھر
نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنتُمْ وَ
کہیں گے شرک کرنے والوں کو کھڑے ہو اپنی اپنی جگہ تم اور
شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَآؤُهُم
تمہارے شریک پھر تڑا دیں گے ہم آپس میں ان کو اور کہیں گے ان کے شریک ۴۴
مَّا كُنتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿٢٨﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا
تم ہماری تو بندگی نہ کرتے تھے سو اللہ کافی ہے شاہد
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِينَ ﴿٢٩﴾
ہمارے اور تمہارے بیچ میں ہم کو تمہاری بندگی کی خبر نہ تھی ف
هُنَالِكَ تَبْلُوا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوٓا إِلَى
وہاں جانچ لے گا ۴۵ ہر کوئی جو اس نے پہلے کیا تھا اور رجوع کریں گے
اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا
اللہ کی طرف جو سچا مالک ہے ان کا اور جاتا رہے گا ان کے پاس سے جو
يَفْتَرُونَ ﴿٣٠﴾ قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَآءِ وَ
جھوٹ باندھا کرتے تھے تو پوچھ کون روزی دیتا ہے تم کو ۴۶ آسمان سے اور
الْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصٰرَ وَمَن
زمین سے یا کون مالک ہے کان ۴۷ اور آنکھوں کا ف۱ اور کون

النصف

۴۳ تخویف اخروی مع بیان ثمرہ دلیل نقلی ۱۲

ع ۱۰ / ۳

۴۶ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ۱۲

اور سفارشی سمجھ رکھا تھا وہ سب غائب ہوں گے اور کوئی بھی ان کے کام نہ آسکے گا۔ (مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ) من ان الٰہتہم تشفع لہم او ما کانوا یدعون انہا اٰلہۃ (ابو السعود ج ۴ ص ۴۲۳) انہم کانوا یدعون فیما یعبدونہ انہم شفعاء وان عبادتہم مقربۃ الی اللہ تعالیٰ فنبہ تعالیٰ علی ان ذلک یزول فی الاٰخرۃ ویعلمون ان کل ذلک باطل افتراء واختلاق (کبیر ج ۴ ص ۸۳۸) ۴۶ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم یعنی ایسے عقلی امور کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے جو فریق مخالف یعنی مشرکین کے نزدیک مسلّم ہیں اور فریق مخالف انکو مانتا ہے۔ یہ دلیل ایسے چھ امور پر مشتمل ہے جن کو مشرکین تسلیم کرتے تھے یہ دلیل سابقہ دلیلوں سے بطور ترقی ہے یعنی یہ ایسے امور ہیں کہ مخالف بھی ان کا اقرار کرتے ہیں۔ کما قیل اصح الشہادات

موضح قرآن ف جتنے مشرک ہیں اپنے خیال کو پوجتے ہیں یا شیطان کو اور نام کرتے ہیں نیکوں کا وہ اس کام سے بیزار ہیں آخرت میں معلوم ہوگا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی خالق گوش وچشم باشد ۱۲

مایشھد بہ الاعداء جب کافران باتوں کو مانتے اور اللہ تعالیٰ کی مذکورہ صفات کا اقرار کرتے ہیں توپھر انہیں اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات کارسازی کو بھی مان لینا چاہیئے کہ وہی مالک ومختار اور متصرف وکارساز ہے۔ اول زمین وآسمان سے تمام بنی آدم بلکہ تمام جاندار مخلوق کی روزی کا انتظام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ دوم سننے کی قوت بھی اللہ ہی نے سب کو عطا کی ہے۔ سوم اسی طرح دیکھنے کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے اور وہ ان دونوں قوتوں کو سلب کر لینے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ چہارم بے جان انڈے اور نطفہ سے جاندار بچہ پیدا کرنا اور پنجم جاندار یعنی انسان اور پرندے سے بے جان نطفہ اور انڈا پیدا کرنا اسی کا کام ہے۔ یا میت سے مراد کافر ہے کیونکہ وہ ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے مردہ ہے اور حیؒ سے مراد مؤمن جو دولت ایمان کی برکت سے زندہ جاوید ہے یا حی سے مراد کھیتی اور میت سے مراد زمین ہے ای النبات من الارض والانسان من النطفۃ والسنبلۃ من الحبۃ والطیر من البیضۃ والمؤمن من الکافر (قرطبی ج ۸ ص ۳۳۵) حق بات یہ ہے کہ یہ جملہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے ان تمام اشیاء کو شامل ہے۔ ششم زمین وآسمان کا سارا کاروبار اور نظام عالم اسی کی تدبیر سے چل رہا ہے تدبیر عالم میں وہ یکتا و یگانہ ہے اور اس میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ یعنی جب تم یہ ساری باتیں جانتے اور مانتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف کرتے ہو تو پھر شرک سے کیوں نہیں بچتے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز اور متصرف علی الاطلاق کیوں نہیں مانتے ہو افلا تتقون الشرک فی العبودیۃ اذا اعترفتم بالربوبیۃ (مدارک ج ۲ ص ۱۲۴) مشرکین مکہ کا عقیدہ تو یہ تھا کہ مذکورہ بالا امور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہیں اور ان کے مزعومہ معبودوں میں ان کاموں کی طاقت نہیں یعنی انھم یعترفون ان فاعل ھذہ الاشیاء ھو اللہ تعالیٰ (خازن ج ۳ ص ۱۹۸) یعنی لایقدرون علی اسناد ھذہ الامور الی ما یدعونہ الٰھۃ لظھور بطلانہ (مظہری ج ۵ ص ۲۵) مگر آجکل کے مشرک ان سے بھی بازی لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اعتراف کیا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی مدبر عالم نہیں مگر چودہویں صدی کے ایک مدعی اسلام نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو برملا مدبر عالم کا خطاب دیا ہے ؎

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

(حدائق بخشش حصہ اول)

۴۷ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ رازق کون ہے اور مالک سمع وبصر کون ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ تو پھر اسی کو پکارو اوروں کو کیوں پکارتے ہو۔ اَمَّنْ میں ام منقطعہ ہے (رضی) اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلی بات غلط ہے اور اس سے اعراض کیا گیا ہے بلکہ ایک امر سے دوسرے امر کی طرف انتقال مراد ہے یعنی بتاؤ تمہیں روزی کون دیتا ہے اچھا اسے رہنے دو ایک اور بات بتاؤ کہ مالک سمع وبصر کون ہے۔ ۴۸ یہ دلیل مذکور کا ثمرہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو صفات بالا سے متصف ہے وہی تمہارا کارساز ہے نہ وہ جنہیں تم نے بنا رکھا ہے ای ھذا الذی یفعل ھذہ الاشیاء ھو ربکم الحق لا ما اشرکتم معہ (قرطبی ج ۸ ص ۳۳۵) فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ یعنی مسئلہ واضح ہو جانے کے بعد پھر کس وجہ سے حق سے پھرے جا رہے ہو اَلَّذِیْنَ فَسَقُوْٓا فسق سے درجہ کاملہ یعنی کفر مراد ہے اور جملہ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ حَقَّتْ کَلِمَةُ رَبِّكَ کا بیان ہے جو لوگ مسئلہ توحید کی اس قدر وضاحت کے بعد بھی نہ مانیں اور ضد وعناد سے کفر پر اڑے رہیں ایسے لوگوں کے بارے میں خداوند تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ مہر جباریت کی وجہ سے انہیں ایمان کی توفیق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ۴۹ اس سورت میں زجروں کے بیان پر خاص

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو
الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ
زندہ سے ۴۷ اور کون تدبیر کرتا ہے کاموں کی سو بول اٹھیں گے کہ اللہ
فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (۳۱) فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ
تو تو کہہ پھر ڈرتے نہیں ہو سو یہ اللہ ہے ۴۸ رب تمہارا
الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى
سچا پھر کیا رہ گیا سچ کے پیچھے مگر بھٹکنا سو کہاں سے
تُصْرَفُوْنَ ۝ (۳۲) كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى
لوٹے جاتے ہو اسی طرح ٹھیک آئی بات تیرے رب کی ان
الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (۳۳) قُلْ هَلْ
نافرمانوں پر کہ یہ ایمان نہ لائیں گے ف۱ پوچھ کوئی ہے
مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ
تمہارے شریکوں میں ۴۹ جو پیدا کرے خلق کو پھر دوبارہ زندہ کرے
قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى
تو کہہ اللہ پہلے پیدا کرتا ہے پھر اس کو دہرائے گا سو کہاں سے
تُؤْفَكُوْنَ ۝ (۳۴) قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ
پلٹے جاتے ہو پوچھ کوئی ہے تمہارے شریکوں میں جو
يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ۭ اَفَمَنْ
راہ بتلائے صحیح تو کہہ اللہ راہ بتلاتا ہے صحیح تو اب جو
يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ
راہ بتائے ۵۰ صحیح اس کی بات ماننی چاہیئے یا اس کی جو آپ نہ پائے راہ

موضح قرآن ف۱ یعنی اللہ نے ازل سے ان کی قسمت میں یقین نہیں لکھا اور سبب اس کا بے حکمی ان کی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی حیوان را از نطفہ ونطفہ را از حیوان ۱۲

طور سے زور دیا گیا ہے یہاں سے خصوصی زجروں کا آغاز ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تو مشرکین نے صفات مذکورہ کا اعتراف کر لیا اب فرمایا ان سے پوچھو بھلا تمہارے مزعومہ معبودوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوق کو پیدا کر سکے اور پھر موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کر سکے قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ الخ یا کوئی ایسا ہے کہ ہدایت الی الحق اس کے اختیار میں ہو هل من شرکائکم الذین جعلتموا انداداً لله احد یهدی الی الحق مثل هدایة الله تعالیٰ (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵) فرمایا ضد و عناد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اگر وہ جواب نہ دیں تو آپ خود ہی اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے سب کو پیدا کیا اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا اور ہدایت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے۔ ۵۰ اب تم ہی بتاؤ جو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اور

اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۣ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَمَا
مگر جب کوئی اس کو راہ بتلائے سو کیا ہو گیا تم کو کیسا انصاف کرتے ہو اور وہ
يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ۭ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ
اکثر چلتے ہیں محض اٹکل پر ۵۱ سو اٹکل کام نہیں دیتی
الْحَقِّ شَيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَا
حق بات میں کچھ بھی اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور وہ
كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
نہیں ۵۲ یہ قرآن کہ کوئی بنالے اللہ کے سوا اور لیکن
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ
تصدیق کرتا ہے اگلے کلام کی اور بیان کرتا ہے ان چیزوں کو جو تم پر لکھی گئیں
لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
جس میں کوئی شبہ نہیں پروردگار عالم کی طرف سے کیا لوگ کہتے ہیں کہ
افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ
یہ بنا لایا ہے ۵۳ تو کہہ دے تم لے آؤ ۵۴ ایک ہی سورت ایسی اور بلا لو جس کو
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾
بلا سکو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو
بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ
بات یہ ہے کہ ۵۵ جھٹلانے لگے جس کے سمجھنے پر انہوں نے قابو نہ پایا اور ابھی آئی نہیں
تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ
اس کی حقیقت ۵۶ اسی طرح جھٹلاتے رہے ان سے اگلے سو دیکھ لے
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ
کیسا ہوا انجام گنہگاروں ف اور بعضے ان میں یقین کریں گے

تمہید شکوی ۱۲

شکوی

جواب شکوی ۱۲

ہدایت و ضلالت جس کے اختیار میں ہے اس کی پیروی اور عبادت بہتر ہے یا ان کی جو کسی کو ہدایت دینا تو درکنار خود بھی ہدایت نہیں پا سکتے۔ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ان عاجز معبودوں کی عبادت و پکار سے تمہیں کیا ملتا ہے اور تم اپنے لئے کیسا باطل فیصلہ کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کر رہے ہو۔ ۵۱ مشرکین میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو محض ظن و تخمین کی پیروی کرتے اور بطور رسم و رواج دوسروں کی دیکھا دیکھی غلط راستے پر چلتے ہیں۔ ۵۲ یہ شکوے کیلئے تمہید ہے۔ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے کسی غیر کا افترار نہیں۔ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ یہ قرآن کے افترار نہ ہونے کی پہلی وجہ ہے یعنی یہ قرآن تو کتب سابقہ کے مضامین کی تصدیق کرتا ہے وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ یہ دوسری وجہ ہے۔ یہ قرآن شرائع اسلام اور فرائض و احکام کی تفصیل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔ تبیین ما کتب و فرض من الاحکام والشرائع من قوله کتاب الله علیکم (مدارک ج ۲ ص ۱۲۵) ۵۳ یہ شکوی ہے مشرکین نے کہا تھا کہ یہ قرآن محمد خود بناتا ہے اور خدا کے ذمہ لگا دیتا ہے۔ یقول هٰؤلاء المشرکون افتری محمد هٰذا القراٰن واختلقه من قبل نفسه (خازن ج ۳ ص ۱۹۰) ۵۴ یہ جواب شکوی ہے۔ اگر یہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے تو تم بھی اہل لسان ہو اپنے سب ہم مسلک فصحاء و بلغا کو اکٹھا کر لو اور اپنے مزعومہ معبودوں سے بھی امداد حاصل کر لو اور قرآن جیسی فصیح و بلیغ صرف ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ۔ اکثر مفسرین نے آیت کی تفسیر میں یہی تقریر کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تم ایسی فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام بنا کر لے آؤ۔ اس طرح ایسا بلیغ کلام لانے سے ان کے عجز کا اظہار مقصود ہے لیکن اس پر شبہ ہوتا ہے کہ مقابلہ ہمیشہ فصحاء اور بلغاء سے نہیں ہوتا اس لئے مناسب یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہو کہ تم ایسی ایک سورت بنا کر لے آؤ جو قرآن کی طرح عقلی، نقلی اور وحی کے دلائل پر مشتمل ہو۔ اس لئے اعجاز قرآن کو صرف ایک پہلو میں منحصر نہ کرنا چاہئے بلکہ قرآن مجید ہر پہلو سے معجز ہے جیسا کہ علامہ تفتازانی نے تلویح شرح توضیح میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں اختلفوا فی جهة اعجاز القراٰن مع الاتفاق علی کونه معجزا فقیل انه ببلاغته وقیل باخباره عن المغیبات وقیل باسلوبه وقیل بصرف الله تعالیٰ العقول عن المعارضة الخ (تلویح ص ۱۸) ۵۵ انہوں نے قرآن کے مضامین میں غور و فکر نہیں کیا نہ ان کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کی ہے اس لئے یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کی تکذیب کسی معقول سبب پر مبنی ہو اور انہوں نے قرآنی مضامین میں کوئی شبہ پایا ہو بلکہ وہ محض ضد و عناد کی بنا پر تکذیب کر رہے ہیں۔ یعنی ان کلامهم وانکارهم للقراٰن لیس مبنیا علی التحقیق والتفکر (مظہری ج ۵ ص ۲۸) ۵۶ یہ جملہ حالیہ ہے یعنی ابھی تک ان کو وعید کا مصداق (عذاب) نہیں آیا۔ حاصل یہ کہ قرآن کے مقابلہ میں سورت بنا کر لانا تو درکنار ان میں اتنا عقل و فہم کہاں وہ تو ایک ایسی بات کی تکذیب کر رہے ہیں جس کے بطلان کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور ابھی ان کو اس تکذیب کی سزا نہیں ملی وہ پہلے لوگوں کا

موضح قرآن ف اس کی حقیقت نہیں آئی یعنی جو وعدہ ہے اس قرآن میں وہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔

حال نہیں دیکھتے کہ تکذیب کی ان کو کیا سزا ملی کَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ مشرکین امم سابقہ نے بھی یہی کیا تھا۔ فکر و تدبر کے بغیر ہی محض عناداً پیغام خداوندی کی تکذیب کر دی
كذبوا رسلهم قبل النظر فى معجزاتهم وقبل تدبرها عنادًا وتقليدًا للآباء (مدارک ج ۲ ص ۱۲۶) پھر ان کا جو انجام ہوا وہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ ۵۷ ان میں کچھ
لوگ تو ایسے ہیں جو دل سے قرآن یا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں مگر از راہ عناد اس کا اقرار و اظہار نہیں کرتے اور کچھ ایسے ہیں جو دل سے بھی نہیں مانتے ای يصدق به فى نفسه
ويعلم انه حق ولكن يعاند بالتكذيب (وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ) لا يصدق به ويشك فيه (مدارک) ۵۸ یہ زجر ہے۔ یعنی اگر حجت قائم کر دینے کے باوجود مشرکین آپ کی تکذیب
پر اصرار کریں اور نہ ماننے پر اڑ جائیں یہاں تک کہ آپ ان کے
ایمان سے مایوس ہو جائیں تو آپ ان سے صاف فرما دیں
میں تمہیں ماننے پر مجبور نہیں کرتا تم اپنی راہ پہ چلو، میں اپنی راہ
پر گامزن ہوں، تم اپنے عمل تکذیب و اشراک کی سزا پاؤ گے، میں
اپنے عمل تبلیغ و انذار اور طاعت و عبادت کی جزا پاؤں گا۔ ہر
ایک کے ساتھ اس کے اعمال کے مطابق برتاؤ کیا جائے گا۔
لى ثواب عملى فى التبليغ والانذار والطاعة
لله تعالى (وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ) اى جزاءه من الشرك
(قرطبی ج ۸ ص ۳۴۶) ۵۹ یہ بھی زجر ہے۔ منکرین میں سے کچھ ایسے
بھی ہیں جو ظاہری کانوں سے تو آپ کی باتیں اور آپکی تلاوت سنتے
ہیں مگر ان کے دلوں میں انابت نہیں اور یہ باتیں ان کے دلوں میں
نہیں اترتیں۔ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ الخ یہ استفہام انکاری ہے
اور الصُّمُّ (بہروں) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے
مہر جباریت کی بنا پر ماننے کی استعداد سلب کر لی گئی ہو اور اس
کے ساتھ وہ عقل و فکر سے بھی محروم ہوں یعنی جن لوگوں کے دلوں پر
مہر لگ چکی ہے ان کو راہ راست پر لانا آپ کے اختیار میں نہیں۔
وجعلهم كالصم للختم على قلوبهم والطبع عليها
اى لا تقدر على هداية من اصمه الله عن سماع
الهدى (قرطبی ج ص) ۶۰ اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں
جو ظاہری آنکھوں سے آپکی طرف دیکھتے اور آپکی صداقت اور نبوت
کے دلائل واضحہ کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر دل سے آپکی تصدیق نہیں کرتے
کیونکہ مہر جباریت کی وجہ سے ان کی بصیرت معطل ہو چکی ہے اور ان کی
مثال ان اندھوں کی سی ہے جو ظاہری آنکھوں کے ساتھ ساتھ اندرونی
بصیرت یعنی عقل و فراست سے بھی محروم ہوں اس لئے ان کے
راہ راست پر آنے کی اب کوئی امید نہیں یعنی انهم فى اليأس
من ان يقبلوا ويصدقوا كالصم والعمى الذين لا
عقول لهم ولا بصائر (مدارک ج ۲ ص ۱۲۶) ۶۱ جملہ
ماقبل کی علت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں عقل و بصیرت
اور ہدایت سے محروم کر کے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں

(حاشیہ: ۲ زجر ۱ — ۳ زجر ۲ — ۴ علت برائے ۳ — ۴ تخویف اخروی ۳ — ۵ تخویف دنیوی ۳)

بِهٖ ۭ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ
قرآن کا اور بعضے یقین نہ کریں گے ۵۸ اور تیرا رب خوب جانتا ہے
بِالْمُفْسِدِيْنَ ۝۴۰ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَ
شرارت والوں کو اور اگر تجھ کو جھٹلائیں ۵۹ تو کہہ میرے لئے میرا کام اور
لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْۗـــــُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا
تمہارے لئے تمہارا کام تم پر ذمہ نہیں میرے کام کا اور مجھ پر
بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝۴۱ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ
ذمہ نہیں جو تم کرتے ہو ۱ اور بعضے ان میں ۵۹ کان رکھتے ہیں
اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴۲
تیری طرف کیا تو سنائے گا بہروں کو اگرچہ ان کو سمجھ نہ ہو
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ
اور بعضے ان میں ۶۰ نگاہ کرتے ہیں تیری طرف کیا تو راہ دکھائے گا اندھوں کو اگرچہ
كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۴۳ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَـيْـــًٔـا
وہ سوجھ نہ رکھتے ہوں ۲ اللہ ۶۱ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر کچھ بھی
وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۴۴ وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ
لیکن لوگ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں ۳ اور جس دن ان کو جمع کریگا
كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ
گویا نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن ۶۲ ایک دوسرے کو
بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا
پہچانیں گے بیشک خسارے میں پڑے جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملنے کو اور نہ آئے وہ
مُهْتَدِيْنَ ۝۴۵ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُھُمْ
راہ پر ۴ اور اگر ہم دکھائینگے ۶۳ تجھ کو کوئی چیز ان وعدوں میں سے جو کئے ہم نے ان سے

ع ۹ ۴

پر ظلم کیا ہے کیونکہ جب دلائل و براہین سے حق ان پر واضح ہو گیا تو انہوں نے اسے تسلیم نہ کیا، اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عقل و خرد سے کام نہ لیا اور جان بوجھ کر عمداً قصداً محض ضد و عناد کی وجہ سے اس کا انکار کیا
اس لئے یہ ان کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے کہ انہیں قبول ہدایت کی توفیق سے محروم کر دیا گیا۔ اى لعدم استعمال مشاعرهم فيما خلقت له واعراضهم عن قبول الحق وتكذيبهم للرسل
وترك النظر فى الادلة (روح ج ۱۱ ص ۱۲۶) ۶۲ یہ تخویف اخروی ہے جو لوگ حق بات کو سننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے انہیں آخرت کے عذاب سے خبردار رہنا چاہیئے۔ یوم کا عامل

موضح قرآن

ف ۱ یعنی اگر جھوٹ پہنچاؤں حکم اللہ کا تو میں گنہگار ہوں تم نہیں اور اگر میں سچ لاؤں پھر نہ کرو تو گناہ تم پر ہے تو ماننے میں تمہارا نقصان نہیں کسی طرح۔ ف ۲ یعنی کان لگتے ہیں
یا نگاہ کرتے ہیں اس توقع پر کہ ہمارے دل میں تصرف کر دیں جیسا بعضوں پر ہو گیا سو یہ بات اللہ کے ہاتھ ہے۔ ف ۳ یعنی بعضوں کے دل میں اثر نہیں دینا سو ان کی تقصیر ہے
کہ دل صاف کر کے نہیں سنتے ف ۴ یعنی قبر میں رہنا اس دن ایک گھڑی بھر معلوم ہو گا۔

يتعارفون ہے دقولہ (يتعارفون) يجوزان يكون متعلقاً بيوم نحشرهم كبير ج ۱۷ ص۱۰۳ طبع جديد) كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْا سے پہلے يَقُوْلُوْنَ محذوف ہے یعنی جب ہم ان کو قبروں سے اٹھائیں گے تو وہ کہیں گے گویا کہ عالم برزخ میں ہم صرف ایک گھڑی ٹھہرے ہیں اور میدان حشر میں وہ ان لوگوں کو پہچانیں گے جنہیں دنیا میں پہچانتے تھے۔ کفار و مشرکین جب آخرت کے شدید ترین اور دردناک عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو عالم برزخ کا عذاب اس کے مقابلے میں انہیں آرام وراحت معلوم ہوگا اور وہ برزخی قیام کے زمانے کو ساعاتِ راحت کی طرح بہت قلیل سمجھیں گے۔ بعض مفسرین نے دنیا میں قیام کی قلت مراد لی ہے قال ابن عباس فی قبورهم وقال الضحاك فی الدنیا . . . . يستقصرون مدة لبثهم فی الدنیا والقبور لهول مايرون الخ

اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى
یا وفات دیں تجھ کو سو ہماری ہی طرف ہے ان کو لوٹنا پھر اللہ شاہد ہے ان
مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ
کاموں پر جو وہ کرتے ہیں ف۱ اور ہر فرقہ کا ایک رسول ہے ۶۴ پھر جب پہنچا ان
رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾
کے پاس رسول ان کا فیصلہ ہوا ان میں انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا ف۲ ف۲
وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤٨﴾
اور کہتے ہیں ۶۵ کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو
قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ
تو کہہ ۶۶ میں مالک نہیں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا مگر جو چاہے
اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا
اللہ ہر فرقہ کا ایک وعدہ ہے ۶۷ جب آپہنچے گا ان کا وعدہ پھر نہ
يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قُلْ
پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے تو کہہ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا
بھلا دیکھو تو ۶۸ اگر آپہنچے تم پر عذاب اس کا راتوں رات یا دن کو تو کیا کریں گے
يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ
اس سے پہلے گنہگار ف۳ کیا پھر جب ۶۹ عذاب واقع ہو چکا
اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾
تب اس پر یقین کروگے اب قائل ہوئے اور تم اسی کا تقاضا کرتے تھے ف۴ ف۲
ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ
پھر کہیں گے گنہگاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا

۱ تخویف دنیوی ۲ تخویف دنیوی ۳ شکوی ۱۲ ۴ جواب شکوی ۱۲

(مظہری ج ۵ ص۳۱) ۶۳ تخویف دنیوی ہے۔ منکرین اور معاندین کو ذلیل و رسوا کرنے کا ہم نے آپ سے جو وعدہ کر رکھا ہے اسکی بعض صورتیں اگر ہم دنیا ہی میں ظاہر کر دیں اور آپ کو دکھا دیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں اور اگر دنیا میں ان کی سزا اور رسوائی کی تمام صورتوں کے ظہور سے قبل ہی ہم آپ کو وفات دیدیں تو انکی مزید ذلت و رسوائی آپ میدان حشر میں مشاہدہ فرمالیں گے۔ ای واما نرینك بعض الذی نعدهم فی الدنیا فذلك اونتوفینك قبل ان نریكه فنحن نریكه فی الاٰخرة (مدارك ج ۲ ص۱۲۷) ثم الله الخ میں ثمّ تراخی کیلئے نہیں بلکہ محض تعقیب ذکری کیلئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں حاضر و ناظر ہے قیامت کی کیا خصوصیت ہے یا ثم بمعنی واؤ ہے یا شہادت سے مراد اس کا لازم ہے یعنی جزا و سزا دینا اس صورت میں ثمّ تعقیب زمانی کیلئے ہوگا هی علی الاول للتراخی الرتبی وعلی الثانی علی الظاهر (روح ج ۱۱ ص۱۲۹) ۶۴ تخویف دنیوی ہے۔ تمام امم سابقہ کا بالاجمال ذکر کر دیا کہ ہم نے ہر قوم میں اپنا رسول بھیجا جس نے ان کو پیغام حق سنایا اور دعوت توحید دی لیکن جب انہوں نے انکار کیا تو عین عدل و انصاف کے مطابق ان کو تہس نہس کر دیا گیا۔ اے مشرکین مکہ! تم بھی سن لو نہ مانو گے تو اقوام سابقہ کا سا حشر ہوگا۔ ۶۵ یہ شکوی ہے۔ مشرکین مکہ فرط انکار اور ضد و عناد کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے کہ جس عذاب یا قیامت سے تو ہمیں ڈراتا ہے وہ کہاں ہے اور کب آئے گا اسے جلدی لاؤ۔ یرید کفار مكة لفرط انكارهم واستعجالهم العذاب ای متی العقاب او متی الساعة التی یعدنا محمد (قرطبی ج ۸ ص۳۴۹) ۶۶ یہ جواب شکوی بر سبیل ترقی ہے یعنی تم مجھ سے عذاب یا قیامت لانے کا مطالبہ کرتے ہو یہ تو بہت بڑی بات ہے میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔ ہر چیز کا مالک و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لئے عذاب لانا میرے بس کی بات نہیں لما استعجلوا النبی صلی الله علیه وسلم بالعذاب قال الله له قل لهم یا محمد لا املك لنفسی ضرا ولا نفعا ای لیس ذلك لی ولا لغیری (قرطبی) ای لا اقدر علی شیٔ منهما بوجه من الوجوه (روح ج ۱۱ ص۱۳۰)۔ اور اِلَّا مَا شَآءَ استثناء منقطع ہے یعنی میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی مختار نہیں البتہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے ای ولکن ماشاء الله من ذلك كائن فكيف املك لكم الضر وجلب العذاب (مدارك ج ۲ ص۱۲۸) ۶۷ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ جس عذاب اور قیامت کا تم سے وعدہ کیا جا چکا ہے اس کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ مقررہ وقت پر لامحالہ آکر رہے گا اس میں تخلف محال ہے اور نہ اس میں تقدم و تاخر ممکن ہے جب عذاب اپنے وقت سے نہ پہلے آسکتا ہے

موضح قرآن ف۱ یعنی غلبۂ اسلام کچھ حضرت کے روبرو ہوا اور باقی ان کے خلیفوں سے۔ ف۲ عمل بد آگے سے ہوتے ہیں لیکن رسول کے پہنچنے پر سزا ملتی ہے ف۳ یعنی بچاؤ کر نہ سکو گے پھر پوچھنے کا کیا فائدہ۔ ف۴ یعنی عذاب آئے پر ایمان لانا کب قبول ہوگا۔ اس واسطے پوچھو تو بھی عبث ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی رسل واتباع ایشان نجات یابند و کافران ہلاک شوند ۱۲ ف۲ یعنی باستہزا و تکذیب ۱۲

نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے تو پھر تمہارے مطالبے پر وقت سے پہلے میں کیسے لا سکتا ہوں؟ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ جملہ ستینافیہ ہے یا اِذَا جَآءَ پر معطوف ہے لیکن لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ پر معطوف نہیں کیونکہ جب معین وقت آجائے تو پھر اس پر تقدم ممکن نہیں اس لئے نفی تقدم کا کوئی فائدہ باقی نہیں رہتا (روح) حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ اذا کی جزا محذوف ہے فَاِذا جاء اجلهم يعذبون جب ان کے عذاب کی اجل آپہنچے گی اس وقت وہ مبتلائے عذاب ہو جائیں گے اور اس میں تقدم و تاخر نہیں ہوگا یعنی عذاب اپنے وقت معین سے نہ پہلے آئے گا نہ اس سے پیچھے۔ **۶۸** زجر مع تخویف دنیوی بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا منصوب علی الظرفیۃ ہیں ای فی وقت بیات او فی نہار۔ مَاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ۔ مَاذَا بمعنی ای شیئ ہے مشرکین بہت عجلت کرتے اور عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں اگر رات یا دن میں جبکہ وہ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اچانک ہی اللہ کا عذاب آجائے تو یہ مجرم اور بدکردار لوگ جلدی کرکے اس سے بچاؤ کیلئے کیا حیلہ یا تدبیر عمل میں لائیں گے؟ استفہام انکاری ہے یعنی اس سے بچنے کا کوئی حیلہ نہیں کرسکیں گے تو پھر اس کا وقت پوچھنے سے کیا فائدہ۔ یا مطلب یہ ہے کہ عذاب کونسی خوشی کی چیز ہے جسکے جلدی آنے کا مجرمین مطالبہ کرتے ہیں اس صورت میں استفہام تعجب کے لئے ہوگا کہ ان مجرمین پر تعجب ہے کہ وہ کیسی خوفناک اور ہلاکت خیز چیز کو جلدی طلب کر رہے ہیں (روح و موضح قرآن) **۶۹** یہاں تقدیم و تاخیر ہے اصل میں یوں تھا ءَ اِذَا مَا وَقَعَ ثُمَّ اٰمَنْتُمْ اور ثم استبعاد کے لئے ہے یعنی تم عذاب کو اس طرح جلدی مانگتے ہو گویا جب عذاب آجائے گا تو پھر تم ایمان لے آؤ گے یہ بات تو پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز اور بعید از عقل ہے۔ ءَ اِذَا ما وقع العذاب وحل بكم حقيقة اٰمنتم به ... وجئ بثم دلالة على زيادة الاستبعاد (روح ج ۱۱ ص ۱۳۴) **۷۰** اس سے پہلے یقال مقدر ہے اور اس کے بعد اٰمنتم یعنی جب عذاب آگیا اور منکرین عذاب دیکھ کر ایمان لے آئے تو ان سے کہا جائے گا کہ اب عذاب دیکھ کر ایمان لاتے ہو اور ایسے ایمان سے نفع کی امید رکھتے ہو حالانکہ تم اس عذاب کو بطور استہزاء و تمسخر جلدی مانگتے تھے یہ توبیخ و تہدید کے طور پر کہا جائے گا۔ اٰلْئٰنَ تومنون ترجون الانتفاع بالايمان مع انكم كنتم قبل ذلك به تستعجلون على سبيل السخرية والاستهزاء (کبیر ج ۷ ص ۵۱۰) **۷۱** یہ شکوی ہے۔ منکرین آپ سے پوچھتے ہیں کہ واقعی عذاب یا قیامت کا آنا حق ہے۔ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ الخ یہ جواب شکوی ہے میرے پیغمبر آپ ان کے جواب میں فرما دیں کیوں نہیں مجھے اپنے رب کی قسم وہ حق ہے اور اس کا وقوع ناگزیر ہے اور تم اس کے لانے والے کو عاجز نہیں پاؤ گے اور نہ خود کو اس سے بچا سکو گے۔ **۷۲** تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مشرکین عذاب الٰہی سے بچنے کی آرزو کریں گے یہاں تک کہ اس دن اگر دنیا کی ساری دولت اور زر و جواہر کے خزانے ان کے قبضہ میں ہوں تو عذاب سے بچنے کیلئے وہ سب کچھ فدیہ میں دینے کو تیار ہوں گے۔ وَاَسَرُّوا اور قیامت کے دن وہ عذاب کو دیکھ کر دنیا کی بداعمالیوں پر پچھتائیں گے اور سخت پشیمان اور آزردہ ہوں گے اور اپنی پشیمانی کو چھپانے کی کوشش کریں گے مگر وہ چھپی نہ رہیگی۔ یا اَسَرُّوا بمعنی اَظْهَرُوا ہے کیونکہ یہ لفظ اضداد میں سے ہے وفی القاموس ایضًا اسره كتمه واظهره (روح ج ۱۱ ص ۱۳۶) یعنی قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر وہ سخت پچھتائیں گے اور اپنی بداعمالیوں پر ندامت اور پشیمانی کا اظہار کریں گے **۷۳** یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے اور یہ نفی شرک فعلی کے لئے تمہید ہے جو اگلی دلیل میں مذکور ہے زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی ہے، ہر چیز اس کے تصرف و ملک اور اس کی قدرت کے تحت ہے۔ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ الخ وہ ایسا قادر و متصرف ہے کہ موت و حیات بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ جب وہی مالک و مختار اور متصرف ہے تو پھر اسکی پیدا کی ہوئی اور اسکی مملوکہ اشیاء میں سے غیروں کے حصے کیوں مقرر کرتے ہو؟ اور

موضح قرآن ف ا یعنی بھاگ کر عاجز نہ کر سکو گے۔

هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ

وہی بدلا ملتا ہے جو کچھ کماتے تھے اور تجھ سے خبر پوچھتے

اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ

ہیں کیا سچ ہے یہ بات ۷۱ تو کہہ البتہ قسم میرے رب کی یہ سچ ہے اور تم

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي

تھکا نہ سکو گے وا ۷۲ اور اگر ہو ہر شخص گنہگار کے پاس ۷۲ جتنا کچھ ہے

الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا

زمین میں البتہ دے ڈالے اپنے بدلے میں اور چھپے چھپے پچھتائیں گے جب

رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ

دیکھیں گے عذاب اور ان میں فیصلہ ہوگا انصاف سے اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

ظلم نہ ہوگا سن رکھو اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان اور

الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

زمین میں ۷۳ سن رکھو وعدہ اللہ کا سچ ہے پر بہت لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

نہیں جانتے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

اے لوگو ۷۴ تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور

شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ

شفاء دلوں کے روگ کی اور ہدایت اور رحمت

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ

مسلمانوں کے واسطے کہہ اللہ کے فضل سے اور اس کی مہربانی سے ۷۵ سو اسی پر

وقف النبی ۔ وقف النبی علیہ السلام

مر شکوی ۳

مر توبیخ بر بجی نفی کی دلیل ۳

مر تنبیہ الی ... انذار

امیروں کے لئے تحریمات کیوں کرتے ہو؟ لہٰذا تمہاری خود ساختہ تحلیل و تحریم بے جا ہے۔ اَلَآ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ الخ جب وہی مالک و مختار ہے تو وہ اپنا وعدہ پورا کرنے پر بھی قادر ہے اس لئے جو وعدہ بھی اس نے کیا ہے خواہ منکرین کے لئے عذاب کا یا مؤمنین کیلئے ثواب کا وہ لامحالہ پورا ہو کر رہے گا۔ ۷۴ یہ ترغیب الی القرآن ہے۔ اللہ کی طرف سے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب آچکی ہے جو سراپا ہدایت و رحمت ہے، نصیحت و حکمت سے لبریز اور تمام روحانی بیماریوں کے لئے پیغام شفا ہے وہ توحید، دیگر عقائد حقہ اور احکام شرعیہ بیان کرتی اور شرک و بدعت اور اعمال جاہلیہ سے روکتی ہے۔ اس لئے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکی ہدایات پر عمل کرو۔ تاکہ شرک و بدعت اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو جاؤ۔ ۷۵ فَضۡل سے مراد قرآن اور رحمت سے توفیق ایمان و اسلام مراد ہے

فَلۡیَفۡرَحُوۡا ؕ ہُوَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۵۸﴾ قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ

ان کو خوش ہونا چاہیئے یہ بہتر ہے ان چیزوں سے جو جمع کرتے ہیں تو کہہ بھلا دیکھو تو ۷۶

مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ فَجَعَلۡتُمۡ مِّنۡہُ

اللہ نے جو اتاری تمہارے واسطے روزی پھر تم نے ٹھہرائی اس میں سے

حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلۡ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمۡ اَمۡ عَلَی اللّٰہِ

کوئی حرام اور کوئی حلال کہہ کیا اللہ نے حکم دیا تم کو یا اللہ پر

تَفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۹﴾ وَ مَا ظَنُّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی

افترا کرتے ہو ۷۷ اور کیا خیال ہے ۷۸ جھوٹ باندھنے والوں کا

اللّٰہِ الۡکَذِبَ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوۡ فَضۡلٍ

اللہ پر قیامت کے دن اللہ تو فضل کرتا ہے

عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۶۰﴾ ع وَ مَا

لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے اور نہیں

تَکُوۡنُ فِیۡ شَاۡنٍ وَّ مَا تَتۡلُوۡا مِنۡہُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ وَّ لَا

ہوتا تو کسی حال میں ۷۹ اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن اور نہیں

تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا کُنَّا عَلَیۡکُمۡ شُہُوۡدًا اِذۡ

کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تمہارے پاس جب

تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡہِ ؕ وَ مَا یَعۡزُبُ عَنۡ رَّبِّکَ مِنۡ مِّثۡقَالِ

تم مصروف ہوتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ

ذَرَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ وَ لَاۤ اَصۡغَرَ مِنۡ

بھر زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ چھوٹا

ذٰلِکَ وَ لَاۤ اَکۡبَرَ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَاۤ اِنَّ

اس سے اور نہ بڑا جو نہیں ہے کھلی ہوئی کتاب میں یاد رکھو جو

یا دونوں سے مراد قرآن ہی ہے اس آیت میں نہایت تاکید اور اہتمام سے قرآن کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے خوش ہونے کا حکم دیا گیا ہے اس آیت کی فصاحت و بلاغت کا کمال یہ ہے کہ لفظی تکرار کے بغیر اس میں معنوی تکرار اور تاکید موجود ہے چنانچہ یہاں تین بار اس کی تاکید ہے (۱) بِفَضۡلِ اللّٰہِ کا متعلق محذوف ہے اصل میں تھا بِفَضۡلِ اللّٰہِ وَ بِرَحۡمَتِہٖ فَلۡیَفۡرَحُوۡا (۲) فَبِذٰلِکَ فا اس پر دلالت کر رہی ہے کہ بِذٰلِکَ کا متعلق محذوف ہے جو بقرینہ ما بعد لیفرحو ہے (۳) فَلۡیَفۡرَحُوۡا جملہ ہے جس کا متعلق بِذٰلِکَ مقدر ہے اس طرح فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا دو مستقل جملے ہوں گے اور اصل کلام یوں ہو گا فَبِذٰلِکَ لِیَفۡرَحُوۡا فَبِذٰلِکَ لِیَفۡرَحُوۡا پہلے جملہ سے فَلۡیَفۡرَحُوۡا اور دوسرے جملہ سے بِذٰلِکَ محذوف ہو گا فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا میں ظرف کی فعل پر تقدیم مفید حصر ہے اسی ہی کے ساتھ انہیں خوش ہونا چاہئے نہ کسی دوسری کتاب یا دنیوی مال و منال سے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دیگر مفسرین نے صرف دو جملے بنائے ہیں ایک بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا دوم فَبِذٰلِکَ فلیفرحوا امام رازی فرماتے ہیں وتقدیرہ بفضل اللہ وبرحمتہ فلیفرحوا ثم یقول مرۃ اُخری (فبذلک فلیفرحوا) والتکرار للتاکید (کبیر ج ۱۷ ص ۱۱۱) کذا فی الروح والمدارک۔ ۷۶ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی شرک فعلی ہی کی نفی مقصود ہے اور یہ چھٹی دلیل سے متعلق ہے جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور ان میں وہی متصرف و مختار ہے تو اب تم بتاؤ اللہ نے رزق کی جو انواع و اقسام تم کو عطا فرمائی ہیں ان میں تم نے اپنی مرضی سے تحلیل و تحریم کیوں کی ہے؟ کیا اللہ نے تم کو اسکی اجازت دی ہے یا تم اپنے فعل کو اللہ کی طرف منسوب کر کے اس پر بہتان تراشی کرتے ہو۔ مشرکین بعض اوقات اپنے مشرکانہ افعال کو اللہ کی طرف منسوب کر کے کہہ دیتے تھے کہ اللہ نے ہمیں ان کا حکم دیا ہے اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنَا بِہَا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ پر سراسر افترا ہے۔ مشرکین اپنے معبودوں کی خوشنودی کے لئے کئی قسم کے چوپائے نامزد کر کے چھوڑ دیتے اور کھیتوں اور غلوں سے

عقلی دلیل ۳

بھی اپنے معبودوں کا حصہ مقرر کر دیتے ان چوپایوں (سائبہ بحیرہ وغیرہ) اور غلہ کے حصوں کا استعمال حرام قرار دیدیتے بعض مادہ جانوروں کے بارے میں وہ اعلان کر دیتے کہ ان سے زندہ بچہ پیدا ہو تو وہ مردوں کے لئے حلال ہو اور عورتوں کیلئے حرام ہے اور اگر مردہ پیدا ہو تو سب کے لئے حلال جیسا کہ اسکی تفصیل سورۂ مائدہ (ع ۱۴ پ ۷) میں گذر چکی ہے۔ یہاں مشرکین کو اسی خود ساختہ تحلیل و تحریم پر سرزنش فرمائی۔ فَجَعَلۡتُمۡ مِّنۡہُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا وحراما قال مجاھد ھو ما حکموا بہ من تحریم البحیرۃ والسائبۃ والوصیلۃ والحام وقال الضحاک ھو قول اللہ تعالیٰ وَ جَعَلُوۡا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الۡحَرۡثِ وَ الۡاَنۡعَامِ نَصِیۡبًا (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۵، معالم ج ۳ ص ۱۹۵) ای فبعضتموہ وقسمتموہ الی حرام وحلال وقلتم (ہٰذِہٖۤ اَنۡعَامٌ وَّ حَرۡثٌ حِجۡرٌ) (مَا فِیۡ بُطُوۡنِ ہٰذِہِ الۡاَنۡعَامِ خَالِصَۃٌ لِّذُکُوۡرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤی اَزۡوَاجِنَا) الی غیر ذلک (روح ج ۱۱ ص ۱۴۲) ۷۷ یہ تخویف و تہدید ہے یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ مفعول فیہ ہے ظَنُّ کا یعنی یوم قیامت کے بارے میں ان افترا کرنے والے مشرکین کا کیا گمان ہے کہ میں انکے ساتھ کیا کرنے والا ہوں۔

توضیح قرآن ف ۱ سورۂ مائدہ و انعام میں اس کا ذکر ہو چکا۔

کیا میں ان کو چھوڑ دوں گا اور ان سے مؤاخذہ نہیں کروں گا؟ ایحسبون انه لا یؤاخذهم ولا یجازیهم علی اعمالهم فهو استفهام بمعنی التوبیخ والتقریع والوعید العظیم لمن یفتری علی الله الکذب (خازن ج ۳ ص ۱۹۵) استفہام برائے توبیخ و تہدید ہے۔ ۷۸ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے شرک فی العلم کی نفی مقصود ہے مِنْ قُرْاٰنٍ میں مِنْ بیانیہ ہے قرآن، منہ کی ضمیر مجرور کا بیان ہے۔ وَلَا تَعْمَلُوْنَ الخ یہ خاص سے عام کی طرف ترقی ہے اِعلم انه تعالیٰ خصص الرسول فی اول هٰذه الاٰیة بالخطاب فی امرین ثم اتبع ذلك بتعمیم الخطاب مع کل المکلفین الخ (کبیر ج ۲، ص ۱۲) اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ یعنی جب تم اپنے کاموں میں منہمک ہوتے ہو۔ حاصل یہ کہ اے پیغمبر آپ کوئی بھی کام کریں مثلاً قوم کو اللہ کا قرآن پڑھ کر سنا رہے ہوں، آپ کی اور آپ کی تلاوت کی کیا خصوصیت ہے تم سب لوگ جو کام بھی کرتے ہو جب تم اس میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے ہر فعل سے ہر وقت اور ہر جگہ باخبر رہتے اور علم و قدرت کے اعتبار سے ہر جگہ حاضر و ناظر رہتے ہیں۔ وَمَا یَعْزُبُ یہ تخصیص کے بعد اور تعمیم ہے یعنی صرف بندوں کے اعمال و افعال پر ہی منحصر نہیں بلکہ زمین و آسمان کا ایک ذرہ بلکہ اس سے بھی اگر کوئی قلیل اور حقیر مقدار ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہیں ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم محیط میں موجود ہے۔ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ سے لوح محفوظ یعنی علم الٰہی مراد ہے یعنی اللوح المحفوظ مع علم الله تعالیٰ به (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۶) جب علم محیط اور کل اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام غیر اللہ سے علم غیب کی نفی متحقق ہو گئی لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کارساز اور متصرف بھی کوئی نہیں۔ کیونکہ کارساز اور متصرف وہی ہو سکتا ہے جو عالم الغیب ہو۔ ۷۹ یہ بشارت اخروی ہے اولیاء اللہ یعنی اللہ کے دوستوں کی آخرت میں یہ شان ہوگی کہ میدان حشر میں اہوال قیامت سے جب اور لوگ گھبرا جائیں گے خوف و ہراس سے محفوظ رہیں گے اور جب اور لوگ دنیا میں عملی کوتاہی پر حسرت و افسوس کریں گے اس وقت کوئی غم اور افسوس ان کے دامنگیر نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کو عبث اور لایعنی امور میں صرف نہیں کیا بلکہ ایام زندگی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت اور اسکی رضا جوئی میں صرف کیا۔ لاخوف علیهم فی الاٰخرة من عقاب الله لان الله تعالیٰ رضی عنهم فامنهم من عقابه ولا هم یحزنون علی ما فاتهم من الدنیا (ابن جریر ج ۱۱ ص ۱۳۲) ۸۰ یہ اولیاء اللہ کی نشانیاں ہیں جن سے انہیں بآسانی پہچانا جا سکتا ہے یہاں اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کی دو صفتیں بیان فرمائی ہیں جو تمام صفات ولایت کی جامع ہیں (۱) اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس سے اعتقاد صحیح کی طرف اشارہ ہے یعنی ان کے تمام عقائد کتاب و سنت کے مطابق ہوں اور ان میں شریعت سے سرمو انحراف نہ ہو (۲) وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ اور وہ متقی ہوں یعنی ان کے تمام اعمال و اخلاق شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہوں۔ کتب عقائد میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے ولی الله من یکون اٰتیا بالاعتقاد الصحیح المبنی علی الدلیل ویکون اٰتیا بالاعمال الصالحة علی وفق ما وردت به الشریعة (کبیر ج ۲، ص ۱۱۰) ۸۱ اولیاء اللہ کے لئے دنیا اور آخرت میں جنت کی خوشخبری ہے اور اللہ کی طرف سے پختہ وعدہ ہے دنیا میں خوشخبری سے مراد وہ بشارتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہیں مثلاً یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ (توبہ ع ۳) اور وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ الخ (بقرۃ ع ۳) قال الحسن هی ما بشرهم الله تعالیٰ فی کتابه من جنته وکریم ثوابه بقوله یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ الخ (قرطبی ج ۸ ص ۳۵۸) یا دنیا میں خوشخبری سے مراد رؤیائے صالحہ ہے جیسا کہ حدیث مرفوع میں واقع ہے هی الرؤیا الصالحة یراها المسلم او یریٰ له (مدارک ج ۲ ص ۱۳۹) اور آخرت میں خوشخبری سے مراد یہ ہے کہ موت کے بعد یا قبروں سے نکلنے کے بعد فرشتے انکو جنت

اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۷۹

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی

جو لوگ کہ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ۸۰ ان کے لئے ہے خوشخبری ۸۱

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ

دنیا کی زندگانی میں ۸۲ اور آخرت میں بدلتی نہیں اللہ کی باتیں ۸۳

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ

یہی ہے بڑی کامیابی اور رنج مت کر ان کی بات سے ۸۴

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۚ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَآ اِنَّ

اصل میں سب زور اللہ کے لئے ہے وہی ہے سننے والا جاننے والا یاد رکھو

لِلّٰهِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ۗ وَمَا یَتَّبِعُ

اللہ کا ہے جو کوئی ہے آسمانوں میں اور جو کوئی ہے زمین میں ۸۵ اور یہ جو پیچھے پڑے

الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ۚ اِنْ

ہیں ۸۶ اللہ کے سوا شریکوں کو پکارنے والے سو یہ

یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ

کچھ نہیں مگر پیچھے پڑے ہیں اپنے خیال کے ۸۷ اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہی ہے

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ

جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ چین حاصل کرو اس میں اور دن دیا

مُبْصِرًا ۚ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا

دکھلانے والا ۸۸ بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں کہتے ہیں

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۚ هُوَ الْغَنِیُّ ۚ لَهٗ مَا فِی

ٹھہرا لیا ہے اللہ نے بیٹا ۸۹ وہ پاک ہے ۹۰ وہ بے نیاز ہے اسی کا ہے جو کچھ ہے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر دیار صالحہ ۱۲

کی بشارت دیں گے۔ ۸۲ اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں ردوبدل نہیں ہوسکتا کلمات سے اقوال مراد ہیں خواہ احکام واخبار ہوں یا مواعید یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اٹل ہیں ان میں ترمیم وتبدیل نہیں ہوسکتی مثلاً توحید ہے جو ناقابل تبدیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف ناممکن ہے۔ ای لاتغییر لاقوالہ التی من جملتہا مواعیدہ الخ (روح ج ۱۱ ص ۱۵۲) ۸۳ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے، اِنَّ الْعِزَّةَ الخ یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی اے میرے پیغمبر آپ مشرکین کی ایذارسانی اور ان کے توہین آمیز سلوک سے دل برداشتہ اور غمگین نہ ہوں اس سے وہ آپ کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیں گے کیونکہ عزت وذلت تو اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں عزت وآبرو دینے کا فیصلہ کرچکا ہے۔ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وہی ہربات کو سننے اور جاننے والا ہے اور کوئی نہیں۔ اس سے مقصود شرک فی العلم کی نفی ہے گویا یہ دلیل نہم کا مقدمہ ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے۔ ۸۴ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے جس سے شرک فی التصرف کی نفی مقصود ہے دلیل ششم میں فرمایا تھا ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا تم اپنی طرف سے تحریم وتحلیل نہ کرو یہاں فرمایا زمین وآسمان کی تمام ذوی العقول مخلوق جن وبشر اور فرشتے سب اللہ تعالیٰ کے مملوک ومحکوم اور اس کے عاجز بندے ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ہربات کو سننے اور جاننے والا نہیں اس لئے ان میں سے کوئی بھی دعاء اور پکار کے لائق نہیں۔ جو لوگ اللہ کے نیک بندوں کو حاجات ومشکلات میں پکارتے ہیں ان کے بارے میں ان کا اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں اور ان کی تمام باتوں کو سنتے اور جانتے ہیں اس لئے پہلے اعلان کردیا گیا کہ ہربات کو سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ ۸۵ یہ زجر ہے اَلَّذِيْنَ مع صلہ يَتَّبِعُ کا فاعل ہے اور يَدْعُوْنَ کا مفعول محذوف ہے ای شرکاء اور شرکاء جو مذکور ہے وہ يَتَّبِعُ کا مفعول ہے یعنی جو لوگ اللہ سے ورے اور شرکاء کو پکارتے ہیں حقیقت میں وہ اللہ کے شرکاء کو نہیں پکارتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے شریک فی الربوبیت کا تو وجود ہی محال ہے۔ وما یتبعون حقیقۃ الشرکاء وان کانوا یسمونہا شرکاء لان شرکۃ اللہ فی الربوبیۃ محال (مدارک ج ۲ ص ۱۳۰) ۸۶ اصل بات یہ ہے کہ مشرکین اپنے ظن وتخمین سے بندگان خدا کو خدا کے شریک سمجھتے ہیں اور پھر اپنے ظن فاسد اور خیال باطل کی پیروی کرتے ہوئے حاجات میں ان کو پکارتے ہیں حالانکہ فی الواقع اللہ تعالیٰ کا شریک نہ موجود ہے نہ اس کا وجود ممکن ہے۔ ۸۷ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ ہی کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اس نے رات کو تمہارے آرام کے لئے اور دن کو تمہارے کاروبار کے لئے بنایا تو کیا پھر اس کے سوا کوئی اور کارساز یا متصرف ومختار ہوسکتا ہے؟ معطوف علیہ میں جَعَلَ کا مفعول ثانی محذوف ہے اصل میں تھا جعل لکم اللیل

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ

آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں نہیں تمہارے پاس کوئی سند

بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ

اس کی کیوں جھوٹ کہتے ہو اللہ پر جس بات کی تم کو خبر نہیں کہہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾

جو لوگ باندھتے ہیں ۸۸ اللہ پر جھوٹ بھلائی نہیں پاتے

مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ

تھوڑا سا نفع اٹھا لینا دنیا میں پھر ہماری طرف ہے ان کو لوٹنا پھر چکھائیں گے ہم ان کو

الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَاتْلُ

سخت عذاب بدلا ان کے کفر کا اور سنا

عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ

ان کو حال نوح کا ۸۹ جب کہا ۹۰ اپنی قوم کو اے قوم اگر بھاری ہوا ہے

عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ

تم پر میرا کھڑا ہونا اور نصیحت کرنا اللہ کی آیتوں سے تو میں نے اللہ پر

تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ

بھروسہ کیا اب تم سب مل کر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے شریکوں کو پھر نہ رہے تم

اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾

کو اپنے کام میں شبہ پھر کر گذرو میرے ساتھ اور مجھ کو مہلت نہ دو ف

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا

پھر اگر منہ پھیرو گے تو میں نے نہیں چاہی تم سے مزدوری ۹۱ میری مزدوری ہے

عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ

اللہ پر اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں فرماں بردار پھر اس کو جھٹلایا

ع ۱۰ ۔ ۱۲ ۔ وقف لازم

۱۸ چوتھا عنوان ۱۲ ۔ ۱۹ پانچواں عنوان ۱۲ ۔ ۲۰ زجر مع تخویف اخروی ۱۲ ۔ ۲۱ تخویف دنیوی ۔ ۲۲ پہلا تفصیل نمونہ ۱۲

مظلمًا لتسکنوا فیہ یعنی اس نے رات کو تاریک بنایا تاکہ تم اس میں آرام وسکون حاصل کرو۔ اور معطوف میں مفعول ثانی کا متعلق محذوف ہے۔ ای والنہار مبصرًا لتبصروا فیہ اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم دیکھ سکو اور معاش وغیرہ کا انتظام کرسکو۔ (مدارک وروح) معطوف علیہ میں متعلق کا ذکر معطوف میں اس کے حذف کا قرینہ ہے علیٰ ہذا معطوف میں مفعول ثانی کا ذکر معطوف علیہ میں اس کے مقدر ہونے پر قرینہ ہے یہ ایجاز اور بلاغت بھی قرآن کا اعجاز ہے۔ ۸۸ یہ شکویٰ ہے۔ وَلَدًا سے مراد حقیقی بیٹا نہیں بلکہ اس سے مراد نائب ومتصرف ہے جیساکہ اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا کی تعبیر سے ظاہر ہے یعنی اللہ نے بیٹا بنالیا والاتخاذ صریح فی التبنی (روح ج ۱۱ ص ۱۵۵) یہود ونصاریٰ حضرت مسیح وعزیر علیہما السلام کو خدا کے بیٹے اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بایں معنیٰ نہیں کہتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صلبی اولاد ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح محبوب ہیں جس طرح بیٹے باپ کو محبوب ہوتے ہیں، جس طرح باپ اپنے پیارے بیٹوں اور اپنی چہیتی بیٹیوں کی ہربات مانتا

موضح قرآن ف یعنی سمجھانے سے برا مانتے ہو تو جو کرسکو میرا کر ڈالو

ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے محبوب اور برگزیدہ بندوں کی کوئی بات رد نہیں فرماتا نیز اللہ کے نیک بندے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں اللہ تعالیٰ نے بعض مافوق الاسباب امور میں ان کو اختیارات عطا فرما دئیے ہیں۔ **۸۹** جواب شکوی ہے مشرکین کے مذکورہ بالا قول باطل کو پانچ عنوانوں سے رد کیا گیا ہے (۱) سُبْحٰنَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اس عیب سے مبرا ہے کہ اسے بیٹے کی ضرورت ہو۔ (۲) هُوَ الْغَنِيُّ وہ بے نیاز ہے اور بیٹے کی ضرورت احتیاج کی دلیل ہے (۳) لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وہ ساری کائنات کا مالک و مختار ہے اس لئے اسے بیٹے اور نائب کی حاجت نہیں (۴) اس قول باطل پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ دعوی بلا دلیل باطل اور ناقابل تسلیم ہے (۵) اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تم اللہ تعالیٰ کی طرف ایک ایسی

فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ
سو ہم نے بچا لیا اسکو اور جو اس کے ساتھ تھے کشتی میں اور ان کو قائم کر دیا جگہ پر
وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ
اور ڈبا دیا ان کو جو جھٹلاتے تھے ہماری باتوں کو سو دیکھ لے کیسا ہوا
عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ (۷۳) ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا
انجام ان کا جن کو ڈرایا تھا پھر بھیجے ہم نے نوح کے بعد **۹۱** کتنے پیغمبر
اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
ان کی قوم کی طرف پھر لائے ان کے پاس کھلی دلیلیں سو ان سے یہ نہ ہوا کہ ایمان لے آئیں
بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ
اس بات پر جس کو جھٹلا چکے تھے پہلے سے اسی طرح ہم مہر لگا دیتے ہیں دلوں پر
الْمُعْتَدِيْنَ (۷۴) ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ
زیادتی والوں کے پھر بھیجا ہم نے ان کے پیچھے **۹۵** موسیٰ اور
هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا
ہارون کو فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس اپنی نشانیاں دے کر پھر تکبر کرنے لگے
وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ (۷۵) فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ
اور وہ تھے لوگ گنہگار پھر جب پہنچی ان کو **۹۶** سچی بات
مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ (۷۶) قَالَ
ہمارے پاس سے کہنے لگے یہ تو جادو ہے کھلا کہا
مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ
موسیٰ نے کیا تم یہ کہتے ہو حق بات کو جب وہ پہنچے تمہارے پاس کیا یہ جادو ہے
وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ (۷۷) قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا
اور نجات نہیں پاتے جادو کرنے والے بولے **۹۷** کیا تو آیا ہے کہ ہم کو پھیر دے اس رستے سے

۱ تخویف دنیوی کا اجمالی نمونہ ۲

۲ تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ۳

بے دلیل بات منسوب کرتے ہو جو سراسر تمہاری جہالت اور نادانی پر مبنی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا نائب متصرف نہیں بنا رکھا۔ **۹۰** زجر مع تخویف اخروی۔ ایسے لوگ جو اللہ کی طرف ایسی من گھڑت باتیں منسوب کرتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پائیں گے نہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے۔ ای لا یفوزون ولا یأمنون (قرطبی ج ۸ ص ۳۶۱) مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا الخ یہ بھی تخویف اخروی ہے۔ **۹۱** یہ تخویف دنیوی کا پہلا تفصیلی نمونہ ہے۔ قوم نوح علیہ السلام کا حال دیکھ لو انہوں نے ہمارے پیغمبر کے حکم کی تعمیل نہ کی اور اس کی طرف سے دی گئی دعوت توحید کو قبول نہ کیا تو ہم نے ان کو نیست و نابود کر دیا اگر تم نے بھی نہ مانا تو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا امرہ علیہ السلام ان یذکرھم اقاصیص المتقدمین ویخوفھم العذاب الالیم علی کفرھم (قرطبی) **۹۲** فَاَجْمِعُوْا جملہ انشائیہ اِنْ شرطیہ کی جزا ہے اور شُرَكَآءَكُمْ کا ناصب محذوف ہے ای ادعوا شرکاءکم کیونکہ شرکاءکم، اجمعوا کے تحت داخل نہیں ہو سکتا اسلئے لفظ اجماع بروزن افعال آرار جمع کرنے اور باہمی اتفاق رائے کرنے کے لئے مستعمل ہے لیکن افراد کو جمع کرنے کیلئے مستعمل نہیں۔ غُمَّةً پوشیدہ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے خطاب کر کے فرمایا اگر تم میں میرا ٹھہرنا اور اللہ کی توحید بیان کرنا تمہیں ناگوار ہے تو مجھے اس کی ذرہ بھر پروا نہیں میرا اعتماد اور بھروسہ اللہ پر ہے اگر تم مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہتے تو سب باہم مل کر مشورہ کر لو اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو بھی بلا لو اور پھر ایک واضح فیصلہ کر لو اور پھر ایک لمحہ کی مہلت دیئے بغیر میرے ساتھ جو کرنا چاہتے ہو کر لو اللہ کی مہربانی سے تم میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکو گے۔ **۹۳** اگر تم نہیں مانتے ہو تو میرا اس میں کیا نقصان ہے میں تبلیغ توحید پر تم سے کوئی اجرت تو نہیں مانگتا کہ تمہارے نہ ماننے سے مجھے مالی نقصان کا اندیشہ ہو میں تو محض اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے تمہیں تبلیغ کرتا ہوں۔ فَكَذَّبُوْهُ لیکن وہ لوگ تکذیب پر اڑے رہے آخر ہم نے ان کو غرق کر دیا اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کو طوفان سے بچا لیا۔ اب دیکھ لو نہ ماننے والوں کا انجام کیسا ہوتا ہے۔ **۹۴** یہ تخویف دنیوی کا اجمالی نمونہ ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ہم نے اور بہت سے رسول بھیجے جو توحید کے واضح دلائل لے کر اپنی قوموں کے پاس آئے مگر انہوں نے ضد و عناد سے کام لیا اور انکار و جحود پر اڑ گئے۔ كَذَّبُوْا بِهٖ میں ضمیر مجرور کا مرجع مَا ہے اور مَا سے شریعت کے وہ تمام عقائد و اعمال اور اصول و فروع مراد ہیں جو ہر پیغمبر لے کر اپنی امت کے پاس آیا وما موصولۃ والمراد بہا جمیع الشرائع التی جاء بہا کل رسول اصولہا وفروعہا (روح ج ۱۱ ص ۱۶۲)۔ یعنی ان کے پاس اللہ کے پیغمبر آئے اور انہوں نے پہلی بار پیغام توحید اور دیگر شرائع کا انکار کر دیا تو پھر انکار پر ہی ڈٹے رہے پیغمبروں کے بار بار سمجھانے اور واضح دلائل پیش کرنے کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا یا كَذَّبُوْا کی ضمیر سے قوم نوح مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جس پیغام توحید کو قوم نوح نے ان سے پہلے جھٹلا دیا تھا اب یہ اس کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے التقدیر بما کذب بہ قوم نوح من قبل (قرطبی ج ۸ ص ۳۶۵)۔ كَذٰلِكَ اي لذلك۔ یعنی جو لوگ کفر و انکار اور تکذیب و تردید میں حد سے گذر جائیں اور ضد و عناد پر اتر آئیں ان کے دلوں پر ہم ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مہر جباریت لگا دیتے اور ان سے توفیق ایمان

سلب کر لیتے ہیں۔ **۹۵** یہ تخویف دنیوی کا دوسرا تفصیلی نمونہ ہے، حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اسکی قوم کے پاس آیات بینات اور دلائل و معجزات دیکر بھیجا گیا مگر فرعون اور اس کی قوم
جو حکومت و دولت کے نشہ میں بدمست تھے پیغام حق اور دعوت توحید کو ٹھکرا دیا اور اللہ کے پیغمبر کے ساتھ مجادلہ و مکابرہ پر اتر آئے آخر جب اللہ نے ان کے مطالبہ کے مطابق ان پر اپنی حجت قائم کر دی
تو بھی وہ ایمان نہ لائے اور تکذیب و انکار پر مُصر رہے جس کا انجام انہوں نے اپنی عبرتناک تباہی کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ **۹۶** جب قوم فرعون کے پاس ہمارے پیغمبر معجزات لے کر پہنچے تو
انہوں نے معجزات کو جادو قرار دیا اور ان کے من جانب اللہ ہونے سے انکار کیا وَقَالَ مُوْسٰى الخ ان کے اس قول باطل کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اللہ کے دئیے ہوئے معجزات کو
جو سراپا حق ہیں جادو کہہ رہے ہو کیا یہ معجزے جادو ہیں جو پوری تحدی اور چیلنج کے ساتھ تمہارے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں حالانکہ جادو گروں میں ایسی جرأت و جسارت کہاں کہ وہ اس طرح تحدی کریں اور پھر کامیاب بھی ہو جائیں کیونکہ جادو ایک فریب ہے جو چل نہیں سکتا۔ یعنی حاصل السحر تمویہ و تخییل وصاحب ذلك لا یفلح (خازن ج ۳ ص ۲۲۳) **۹۷** برسر اقتدار لوگوں کو ہمیشہ اپنا وقار و اقتدار بحال رکھنے کی فکر دامن گیر رہتی ہے اور وہ اپنے ملک میں اٹھنے والی ہر تنظیم کا اسی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیتے ہیں کہ یہ تنظیم ان کے اقتدار کے لئے کس قدر مفید یا نقصان رساں ہے فرعون نے بھی محسوس کر لیا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی دعوت توحید قبول کر لی گئی تو اسکی خدائی اور ربوبیت ختم ہو جائیگی۔ بات تحفظ اقتدار کی تھی مگر فرعون اور قوم فرعون نے مذہب کی آڑ میں دعوت توحید کی مخالفت کی اور کہا کیا تو ہمیں ہمارے آباء و اجداد کے دین سے منحرف کرنے آیا ہے اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ عَمَّا، مَا موصولہ سے مراد دین ہے۔ الْكِبْرِيَاءُ بڑائی، سرداری اور حکومت۔ **۹۸** آخر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے مقابلے کی ٹھان لی اور ملک کے تمام ماہر جادوگروں کو بلانے کے احکام جاری کر دئیے فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ الخ ملک کے نامی گرامی جادوگر جمع ہو گئے جب مقابلے کیلئے آمنے سامنے ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو مکر و فریب لائے ہو پیش کرو فَلَمَّآ اَلْقَوْا الخ جب انہوں نے اپنے جادو کی لاٹھیاں اور رسیاں زمین پر ڈال دیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ تو محض جادو اور مکر و فریب ہے جو ابھی باطل ہوا چاہتا ہے، تم لوگ میرا مقابلہ کر کے دعوت توحید کو روکنا اور شرک کو پھیلنے کا موقع دینا چاہتے ہو جو سراسر فساد فی الارض ہے اور اللہ تعالیٰ فسادیوں کے منصوبوں کو ناکام بناتا ہے وَيُحِقُّ الْحَقَّ اور واضح دلائل و براہین سے توحید کو غالب اور برتر فرماتا ہے۔ اس کے بعد اندماج ہے یعنی پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی جو ان کی تمام لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گئی یہ دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ ریز ہو گئے الخ

وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي
جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اور تم دونوں کو سرداری مل جائے
الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ
اس ملک میں اور ہم نہیں ہیں تم کو ماننے والے اور بولا
فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَآءَ
فرعون **۹۸** لاؤ میرے پاس جو جادوگر ہو پڑھا ہوا پھر جب آئے
السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿٨٠﴾
جادوگر کہا اس کو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو
فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ
پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ بولا کہ جو تم لائے ہو سو جادو ہے اب
اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨١﴾
اللہ اس کو بگاڑتا ہے بے شک اللہ نہیں سنوارتا شریروں کے کام کو
وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٨٢﴾ ع
اور اللہ سچا کرتا ہے حق بات کو اپنے حکم سے اور پڑے بُرا مانیں گنہگار
فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى
پھر کوئی ایمان نہ لایا موسیٰ پر **۹۹** مگر کچھ لڑکے اس کی قوم کے
خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ
ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اس کے سرداروں سے کہ کہیں ان کو بچلا نہ دے اور
فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٨٣﴾
فرعون چڑھ رہا ہے ملک میں اور اس نے ہاتھ چھوڑ رکھا ہے
وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ
اور کہا موسیٰ نے **۱۰۰** اے میری قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر

ع ۸ ۱۲ ۱۳

۹۹ مِنْ قَوْمِهٖ کی ضمیر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ فرعون اور اس کی قوم اسرائیلیوں کو ایذائیں دیتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت بنی اسرائیل کے لئے فرعون کی غلامی سے نجات کا پیغام بھی اپنے اندر رکھتی تھی اس لئے وہ دل سے ان کے حامی تھے مگر فرعون اور اس کی قوم کے ڈر سے وہ علانیہ ان کی حمایت نہیں کر سکتے تھے مگر اس کے باوجود کچھ نوجوانوں نے ہمت کر کے ایمان کا اظہار کر دیا اور علانیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر آگئے۔ **۱۰۰** جب بنی اسرائیل فرعون اور فرعونیوں کے مظالم و شدائد سے تنگ آ گئے اور ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکوی کیا کہ آپ کی آمد سے پہلے اور اس کے بعد ہم یکساں طور پر فرعون کی طرف سے مصائب و آلام میں مبتلا ہیں کیا ہم ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا (اعراف ع ۱۵) اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو تسلی دی کہ جب تم اللہ پر ایمان لا چکے ہو تو اللہ پر بھروسہ کرو اور تسلیم و رضا سے کام لو اللہ تمہاری مدد کرے گا، تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے اس کے تمام مقبوضات کو تمہارے قبضہ میں دیدے گا۔ پھر تمہارا ابھی پتہ چل جائے گا کہ تم کس ڈگر پر چلتے ہو۔

۱۰۱ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلقین پر صبر واستقامت اور توکل علی اللہ کا عہد کرلیا اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں اس مشرک اور فاسق وفاجر قوم سے نجات عطا فرما اور ہمیں ان کے ہاتھوں ذلت ورسوائی سے بچا۔ ۱۰۲ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے قبل بنی اسرائیل اپنی مسجدوں میں عبادت کرتے تھے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مبعوث ہوکر توحید کی دعوت دی تو فرعون اسرائیلیوں پر برہم ہوگیا اور ان کے تمام عبادت خانے گرادئے اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو حکم دے دو وہ شہر میں اپنے کچھ گھروں کو عبادت کیلئے مخصوص کرلیں اور انہی میں عبادت بجا لائیں اور نماز قائم کریں اور ساتھ ہی ان کو فرعون سے نجات کی خوشخبری بھی سنادیں (قرطبی ومظہری) ۱۰۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معجزات ظاہرہ اور دلائل قاہرہ سے دعوت توحید کو واضح اور الم نشرح کردیا مگر قوم جحود وانکار اور ضد وعناد پر مُصر رہی اور وہ ان کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو اب ان کے لئے بد دعا کی اور بد دعا کرنے کی وجوہات بھی بیان کردیں کہ اے اللہ تو نے ان کو دنیوی مال متاع اور شان وشوکت عطا کی ہے اور وہ حب مال وجاہ کی وجہ سے تیری توحید کو نہیں مانتے۔ اے اللہ جن اموال کی وجہ سے وہ مغرور رہیں ان کو تباہ وبرباد کردے اور ان کے دلوں پر مہر لگادے کہ وہ ایمان کی طرف راغب نہ ہو سکیں کیونکہ اب تیری سنت جاریہ کے مطابق وہ اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگادی جائے اور ان سے توفیق ایمان سلب کرلی جائے۔ ای اجعلها قاسیة واطبع علیها حتی لا تنشرح للایمان کما هو قضیة شأنهم (روح ج ۱۱ ص ۱۷۱) رَبَّنَا لِيُضِلُّوا میں رَبَّنَا کا اعادہ بُعدِ عہد کی وجہ سے ہے۔ ۱۰۴ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول دعا کی خوشخبری سنائی گئی کہ تمہاری دعا قبول ہوچکی ہے لیکن ابھی چند دن صبر واستقامت سے کام لینا ہوگا وَلَا تَتَّبِعٰنِّ الخ اللہ پر بھروسہ رکھو وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے امور واحکام کی حکمتوں اور مصلحتوں سے بے خبر ہوتے ہیں وہ اللہ کے وعدوں کے بارے میں طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں اور صبر واستقامت کے بجائے عجلت اور بے صبری کا اظہار کرتے ہیں اے موسیٰ وہارون ایسے بے خبر لوگوں کی سی کوئی حرکت تم سے ہرگز سرزد نہ ہونے پائے۔ وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ

تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ

بھروسہ کرو اگر ہو تم فرمانبردار۔ تب وہ بولے ہم نے اللہ پر

تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ

بھروسہ کیا اللہ اے رب ہمارے نہ آزما ہم پر زور اس ظالم قوم کا اور

نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ

چھڑا دے ہم کو مہربانی فرما کر ان کافر لوگوں سے اور حکم بھیجا ہم نے

اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّ

موسیٰ کو اللہ اور اس کے بھائی کو کہ مقرر کرو اپنی قوم کے واسطے مصر میں سے گھر اور

اجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ

بناؤ اپنے گھر قبلہ رو اور قائم کرو نماز اور خوشخبری دے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ

ایمان والوں کو ف ۱ اور کہا موسیٰ نے اللہ اے رب ہمارے تونے دی ہے

فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

فرعون کو اور اس کے سرداروں کو رونق اور مال دنیا کی زندگی میں

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

اے رب اس واسطے کہ بہکاویں تیری راہ سے اے رب مٹا دے ان کے مال

وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

اور سخت کردے ان کے دل کہ نہ ایمان لائیں جب تک دیکھ لیں عذاب

الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَ

دردناک ف ۲ فرمایا قبول ہوچکی دعا تمہاری اللہ سو تم دونوں ثابت رہو

لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَجٰوَزْنَا

مت چلو راہ ان کی جو ناواقف ہیں ف ۳ اور پار کر دیا ہم نے

موضح قرآن ف ۱ جب فرعون کا ہلاک ہونا نزدیک پہنچا تب حکم ہوا کہ اپنی قوم ان میں شامل نہ رکھو اپنا محلہ جدا بساؤ کہ آگے ان پر آفتیں پڑنی ہیں یہ قوم آفت میں شریک نہ ہوں ف ۲ سچے ایمان کی ان سے امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے اس میں عذاب تھم جاتا کام فیصل نہ ہوتا دعا اس واسطے مانگی کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لاویں دل ان کے سخت رہیں تا عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو۔ ف ۳ یعنی شتابی نہ کرو حکم کی راہ دیکھو۔

فتح الرحمن ف ۱ یعنی مساجد البیت بناکنند ۱۲

بِبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱلۡبَحۡرَ فَأَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ وَ
بنی اسرائیل کو دریا سے پھر پیچھا کیا انکا فرعون نے اور
جُنُودُهُۥ بَغۡيٗا وَعَدۡوًاۖ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَدۡرَكَهُ ٱلۡغَرَقُ
اس کے لشکر نے شرارت سے اور تعدی سے یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا
قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱلَّذِيٓ ءَامَنَتۡ بِهِۦ
بولا یقین کر لیا میں نے کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر کہ ایمان لائے
بَنُوٓاْ إِسۡرَٰٓءِيلَ وَأَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿٩٠﴾ ءَآلۡـَٰٔنَ
بنی اسرائیل اور میں ہوں فرمانبرداروں میں اب یہ کہتا ہے
وَقَدۡ عَصَيۡتَ قَبۡلُ وَكُنتَ مِنَ ٱلۡمُفۡسِدِينَ ﴿٩١﴾
اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور رہا گمرا ہوں میں ف۱
فَٱلۡيَوۡمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنۡ خَلۡفَكَ
سو آج بچائے دیتے ہیں ف۱ ہم تیرے بدن کو ف۲ تاکہ ہووے تو اپنے پچھلوں کے واسطے
ءَايَةٗۚ وَإِنَّ كَثِيرٗا مِّنَ ٱلنَّاسِ عَنۡ ءَايَٰتِنَا لَغَٰفِلُونَ ﴿٩٢﴾
ع ٩ / ١٤
نشانی اور بے شک بہت لوگ ہماری قدرتوں پر توجہ نہیں کرتے ف۲
وَلَقَدۡ بَوَّأۡنَا بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ مُبَوَّأَ صِدۡقٖ وَ
اور جگہ دی ہم نے بنی اسرائیل کو ٹھکانہ پسندیدہ جگہ اور
رَزَقۡنَٰهُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ فَمَا ٱخۡتَلَفُواْ حَتَّىٰ
کھانے کو دیں ستھری چیزیں سو ان میں پھوٹ نہیں پڑی یہاں تک
جَآءَهُمُ ٱلۡعِلۡمُۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِي بَيۡنَهُمۡ يَوۡمَ
کہ پہنچی ان کو خبر بے شک تیرا رب ان میں فیصلہ کرے گا قیامت
ٱلۡقِيَٰمَةِ فِيمَا كَانُواْ فِيهِ يَخۡتَلِفُونَ ﴿٩٣﴾ فَإِن
کے دن جس بات میں کہ ان میں پھوٹ پڑی ف۳ سو اگر

ا؎ جب اللہ کے وعدے کے مطابق بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کا وقت آگیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم سے بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر راتوں رات شہر سے روانہ ہو گئے جب فرعون کو پتہ چلا تو وہ بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ ان کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا۔ بنی اسرائیل جب دریا کے کنارے پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا ڈالا تو اس میں بارہ راستے بن گئے اسرائیلی بخیریت پار ہو گئے ان کے پیچھے فرعون بھی مع لاؤ لشکر دریا میں گھس گیا اللہ نے پانی کو روانی کا حکم دیدیا اور فرعون مع قوم غرق ہو کر ہلاک ہو گیا۔ قَالَ اٰمَنْتُ الخ جب فرعون ڈوب رہا تھا تو اس نے اپنے ایمان کا اعلان کیا کہ میں اس اللہ پر ایمان لے آیا جس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لا چکے ہیں۔ فرعون کا ایمان عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد تھا اس لئے قبول نہ ہوا۔ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ الخ جب ایمان لانے اور اللہ کی عبادت وطاعت کا وقت تھا اس وقت تو نے انکار کیا اور اللہ کی نافرمانیاں کیں اور شرک پھیلا کر دنیا کو شر و فساد سے بھر دیا اس لئے اب ایمان لانے سے کیا فائدہ۔ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ یہ نجوۃ (اونچی جگہ) سے ماخوذ ہے یعنی آج ہم تیری لاش کو اونچی جگہ ڈالیں گے تاکہ تو باقیماندہ لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا نشان بن جائے نلقیك بنجوة من الارض (مدارك ج ۲ ص ۱۳۲) یہ مطلب نہیں کہ تیری لاش کو قیامت تک محفوظ رکھوں گا ۱۰۵؎ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ان کے صبر و استقامت کی بدولت بہت بڑے بڑے انعامات فرمائے ان کو فرعون کی غلامی سے نجات دی اور ملک شام اور مصر ان کے قبضہ میں دیدیئے اور نعم کی فراخی عیش سے ان کو متمتع کیا مگر انہوں نے انعامات الٰہی کی قدر نہ کی، ان کا شکر ادا نہ کیا اور جس دین توحید کی خاطر انہیں یہ سب کچھ ملا تھا اسکی حفاظت نہ کی بلکہ اسے بدل ڈالا۔ فَمَا اخْتَلَفُوا الخ اس کے ساتھ بَغْيًا کی قید ملحوظ ہوگی بقرینہ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ (شوریٰ ع ۲) یعنی انہوں نے دلائل و براہین سے مسئلہ توحید واضح ہو جانے کے بعد محض ضد و عناد اور بغاوت و کجروی سے اس میں اختلاف کیا۔ مزید تفصیل پہلے گذر چکی ہے ملاحظہ تفسیر سورۂ بقرہ ص ۱۰۲ حاشیہ نمبر ۴۰

موضح قرآن ف۱ یہ اللہ فرماتا ہے یعنی ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکھ کر یقین لایا اس وقت کا یقین لانا کیا معتبر۔ ف۲ وہ جیسا بے وقت ایمان لایا بے فائدہ ایسا ہی اللہ نے مرگئے پیچھے اس کا بدن دریا میں سے نکال کر ٹیلے پر ڈال دیا کہ بنی اسرائیل دیکھ کر شکر کریں اور عبرت پکڑیں۔ اسکو بدن بچنے سے کیا فائدہ؟ ف۳ یعنی ملک شام دیا کہ کوئی مخالف اُن کا نہ رہا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بر روی آب آریم نزا ۱۲ ف۲ یعنی بغیر تغیر ۱۲۔

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ زجر ہے. خطاب بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن مراد غیر رسولؐ ہے کیونکہ آپکو تو شک تھا ہی نہیں امام ثعلب اور امام مبرد فرماتے ہیں فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہر کافر سے فرمادیں اگر تجھے کوئی شک ہے الخ الخطاب للنبی صلے اللہ علیہ وسلم والمراد غیرہ ای لست فی شك ولكن غیرك شك قال ابو عمر محمد بن عبد الواحد الزاهد سمعت الامامین ثعلبا والمبرد یقولان معنی (فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ) ای قل یا محمد للكافر فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ (قرطبی ج ۸ ص۳۸۲) قرآن مجید میں مسئلہ توحید واضح دلائل و بینات سے بیان کیا گیا ہے کہ اب اس میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی لیکن جو شخص قرآن کے ان دلائل و براہین کے بعد اور اہل کتاب کے علماء ربانیین کے ایمان لے آنے کے بعد بھی اس میں شک کرے اور اسے نہ مانے تو اس کا انکار انصاف اور عقل پر مبنی نہیں ہوگا بلکہ محض ضد و عناد کی وجہ سے ہوگا۔

كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ فَسْئَلِ الَّذِیْنَ

تو ہے شک میں اس چیز سے کہ اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو

یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ

پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے ف۱ بے شک آئی ہے تیرے پاس حق بات

مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ

تیرے رب سے سو تو ہرگز مت ہو شک کرنے والا اور مت ہو

مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿٩٥﴾

ان میں جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی باتوں کو پھر تو بھی ہو جائے خرابی میں پڑنے والا

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾

جن پر ثابت ہو چکی بات تیرے رب کی وہ ایمان نہ لائیں گے ف۱۰۶

وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿٩٧﴾

اگرچہ پہنچیں ان کو ساری نشانیاں جب تک نہ دیکھ لیں عذاب دردناک ف۱

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِیْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ

سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی ف۱۰۷ کہ ایمان لاتی ف۲ پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر

یُوْنُسَ ؕ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی

یونس کی قوم جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلت کا عذاب

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ﴿٩٨﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

دنیا کی زندگی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے ان کو ایک وقت تک ف۳ اور اگر تیرا رب چاہتا ف۱۰۸

لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ

بے شک ایمان لے آتے جتنے لوگ کہ زمین میں ہیں سارے تمام اب کیا تو زبردستی کرے گا

النَّاسَ حَتّٰى یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿٩٩﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ

لوگوں پر کہ ہو جائیں با ایمان اور کسی سے نہیں ہو سکتا ف۱۰۹ کہ

ف۱۰۶ جن لوگوں کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے وہ کبھی ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ تمام دلائل ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں اور معجزات کا ان کو مشاہدہ کرا دیا جائے۔ حَتّٰى یَرَوُا الخ ان لوگوں کے ایمان لانے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ دردناک عذاب کی لپیٹ میں آجائیں مگر اس وقت کا ایمان بے سود ہوگا۔ ای عند الیأس فیؤمنون ولا ینفعهم او عند القیامة ولا یقبل منهم (مدارک ج ۲ ص۱۳۵) ف۱۰۷ بہت سی بستیاں تکذیب انبیاء و رسل علیہم السلام کی وجہ سے سزاوار عذاب ٹھہریں اور اجل معین پر عذاب سے ان کو ہلاک کر دیا گیا اگر وہ آثار عذاب کو دیکھ کر ایمان لے آتے تو ان کی نجات ہو جاتی اور ایمان سے ان کو فائدہ مل جاتا مگر کسی قوم کو یہ بات میسر نہ ہوئی البتہ قوم یونس علیہ السلام نے خوش قسمتی سے ایسا کیا جب انہوں نے آثار عذاب دیکھے تو ڈر گئے اور ایمان لے آئے تو ہم نے عذاب اٹھا کر ان کو دنیا کی ذلت و رسوائی سے بچا لیا۔ والمعنی هلا كانت قریة واحدة من القری التی اهلكناها تابت عن الكفر واخلصت فی الایمان قبل معاینة العذاب الا قوم یونس... ولكن قوم یونس لما اٰمنوا فعلنا بهم كذا وكذا (كبیر ج ۷ ص۱۶۵) ف۱۰۸ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ سب لوگ ایمان لے آئیں اور مشرکین کے مسلسل انکار پر آپ آزردہ خاطر ہوتے اللہ نے فرمایا آپ کی خوشی کیلئے اگر میں تمام لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور کرتا تو کر سکتا تھا مگر یہ میری حکمت بالغہ کے خلاف ہے اس طرح ابتلاء و امتحان کی حکمت فوت ہو جاتی یہاں جَمِیْعًا کے بعد وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ مقدر ہے بقرینہ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ (مائدہ ع ۷) ف۱۰۹ اللہ تعالیٰ کے حکم تکوینی اور اس کی مشیت و توفیق کے بغیر کوئی شخص ایمان نہیں لا سکتا اور توفیق صرف انہی لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ کی آیتوں میں عقل و فکر سے کام لیں اور ان کے دلوں میں ضد نہ ہو بلکہ انابت اور تلاش حق کا جذبہ ہو۔ الرِّجْسُ شرک کی پلیدی۔ جو لوگ عقل خداداد سے کام نہیں لیتے وہ ہمیشہ شرک

موضح قرآن ف۱ ٹھیک آئی بات یعنی ابلیس کو جو فرمایا تھا کہ تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو دوزخ میں بھروں گا۔ ف۲ یعنی دنیا میں عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس کو اس واسطے کہ ان پر حکم عذاب نہ پہنچا تھا حضرت یونس کی شتابی سے صورت عذاب کی نمودار ہوئی تھی وہ ایمان لائے پھر بچ گئے۔ اسی طرح مکے کے لوگ فتح مکہ میں ان پر فوج اسلام پہنچی قتل و غارت کو۔ لیکن ان کا ایمان قبول ہو گیا اور امان دی۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی تا ظاہر شود کہ بر انبیاء سابق نیز وحی نازل میشد ۱۲ ف۲ یعنی نزدیک نزول عذاب ۱۲۔

کی نجاست سے ملوث رہتے ہیں۔ ۱۱۰ آپ ان کو زمین و آسمان کی عجائب المخلوقات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیں مگر یہ تکوینی دلائل اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی آسمانی تعلیم ایسے لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دیتی جن سے مہر جباریت کی وجہ سے توفیق ایمان سلب کر لی گئی ہو۔ ۱۱۱ یہ تخویف دنیوی ہے۔ ضدی اور معاند لوگوں پر دلائل و آیات کا کوئی اثر نہیں ہوتا بس ان کے لئے بھی ایک راہ باقی ہے کہ گذشتہ معاند قوموں کا جو حشر ہوا یہ بھی اپنے لئے اسی انجام کا انتظار کریں لہٰذا تم بھی اس وقت کا انتظار کرو اور میں بھی اس کا انتظار کرتا ہوں تاکہ حق و باطل اور صادق و کاذب کا فیصلہ ہو جائے۔ ۱۱۲ تراخی کے لئے نہیں بلکہ تعقیب ذکری کیلئے ہے اور یہ ماننے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ ۱۱۳ یہ دعوائے سورت کا علی سبیل التفصیلی بیان ہے، جب سب کچھ کرنے والا، اور ساری کائنات کا مالک و مختار اللہ تعالےٰ ہی ہے اور وہی ہر بات سنتا اور ہر چیز کو جانتا ہے اور اس کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں تو پھر حاجات و مشکلات میں مافوق الاسباب غائبانہ صرف اسی کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو۔ فَلَآ اَعْبُدُ الخ معبودان باطلہ کے استحقاق عبادت اور ان کی الوہیت کی نفی ہے یعنی کلمہ توحید کے جزو اول لَآ اِلٰهَ کا مضمون اس میں بیان کیا گیا ہے وَلٰكِنْ اَعْبُدُ الخ یہ اِلَّا اللّٰهُ کا مضمون ہے یعنی اللہ تعالےٰ کی الوہیت کا اثبات جب تک تمام معبودان باطلہ کی نفی اور ایک اللہ کی الوہیت کا اثبات نہ کیا جائے اس وقت تک توحید کامل نہیں ہو سکتی۔ ۱۱۴ یہ اَنْ اَكُوْنَ پر معطوف ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خالصتاً دین حنیف یعنی وہ دین جو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے اس کی طرف اپنا رخ سیدھا رکھوں اور شرک کی جانب ادنیٰ میلان بھی نہ کروں۔ وَلَا تَدْعُ الخ پہلے فَلَآ اَعْبُدُ میں عبادت غیر اللہ کی نفی کی گئی عبادت کا جزو اعظم چونکہ دعا اور پکار ہے اس لئے یہاں بالاستقلال غیر اللہ کی پکار سے ممانعت فرمائی۔ یعنی تیرا نفع اور نقصان جن کے قبضہ و اختیار میں نہیں انہیں حاجات میں ہرگز نہ پکار، پکار کے لائق صرف اللہ تعالےٰ ہی ہے ہر چیز جس کے اختیار و تصرف میں ہے۔ فلا حکم الا للّٰہ ولا رجوع فی الدارین الا الی اللّٰہ (کبیر ج ۱۷ ص ۱۷۴) یہ خطاب بھی ہر انسان سے ہے اگرچہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخاطب ہیں کیونکہ آپ کی ذات سے تو غیر اللہ کو پکارنے کا ادنیٰ امکان بھی نہیں والمعنی ولا تدع ایہا الانسان من دون اللہ مالا ینفعك الخ (خازن ج ۳ ص ۲۱۵)

تُؤْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ
ایمان لائے مگر اللہ کے حکم سے اور وہ ڈالتا ہے گندگی ان پر جو
لَا يَعْقِلُونَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
نہیں سوچتے تو کہہ دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۱۱۰
وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَن قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠١﴾
اور کچھ کام نہیں آتیں نشانیاں اور ڈرانے والے ان لوگوں کو جو نہیں مانتے
فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا
سو اب کچھ نہیں جس کا انتظار کریں مگر ان ہی کے سے دن جو گذر چکے ہیں
مِن قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ
ان سے پہلے ۱۱۱ تو کہہ اب راہ دیکھو میں بھی تمہارے ساتھ
الْمُنتَظِرِينَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا
راہ دیکھتا ہوں پھر ہم بچا لیتے ہیں اپنے رسولوں کو اور ان کو جو ایمان لائے
كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ ع قُلْ يَا أَيُّهَا
اسی طرح ۱۱۲ ذمہ ہے ہمارا بچا دیں گے ایمان والوں کو کہہ دے اے
النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ
لوگو ۱۱۳ اگر تم شک میں ہو میرے دین سے تو میں عبادت نہیں کرتا
الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ
جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور لیکن میں عبادت کرتا ہوں اللہ کی
الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٤﴾
جو کھینچ لیتا ہے تم کو اور مجھ کو حکم ہے کہ رہوں ایمان والوں میں ف۱
وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ
اور یہ کہ سیدھا کر منہ اپنا دین پر حنیف ہو کر ۱۱۴ اور مت ہو

ربط تخویف دنیوی ۱۲

ع ۱۱ ۱۰ ۱۵

رد دعوائے سورت کا تفصیلی ذکر ۱۲

موضح قرآن ف۱ کھینچ لینا ہے یعنی موت دینا ہے یہ صفت سب لوگ اللہ کی سمجھتے ہیں اس واسطے یہ بتا دیا۔

۱۱۵ یہ ماقبل کے لئے بمنزلۂ دلیل ہے یعنی نفع اور نقصان تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اگر تو کسی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہو تو اس کو اللہ کے سوا دور کرنے والا کوئی نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے بہتری اور بھلائی عطا کرنے کا ارادہ فرمائے تو اسے روکنے کی کسی کو مجال نہیں وہ جسے چاہے تکلیف دے اور جس کو چاہے آرام وراحت عطا فرمائے جب نفع وضرر اس کے اختیار و تصرف میں ہے تو پھر اس کے سوا کسی اور کو مت پکارو (وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ) تقریر لما اورد فی حیز الصلة من سلب النفع من المعبودات الباطلة وتصویر (خفاجی)

الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٥﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا

شرک والوں میں ف اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ

يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ

بھلا کرے تیرا اور نہ برا پھر اگر تو ایسا کرے تو تو بھی ہو اس وقت

الظّٰلِمِينَ ﴿١٠٦﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا

ظالموں میں اور اگر پہنچا دیوے تجھ کو اللہ ۱۱۵ کچھ تکلیف تو کوئی نہیں

كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ

اس کو ہٹانے والا اس کے سوا اور اگر پہنچانا چاہے تجھ کو کچھ بھلائی تو کوئی پھیرنے والا

لِفَضْلِهِ ۚ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۚ وَهُوَ

نہیں اس کے فضل کو پہنچائے اپنا فضل جس پر چاہے اپنے بندوں میں اور وہی ہے

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

بخشنے والا مہربان کہہ دے اے لوگو ۱۱۶

جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ

پہنچ چکا حق تم کو تمہارے رب سے اب جو کوئی راہ پر آئے

فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا

سو وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا پھرے سو

يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ

بہکا پھرے گا اپنے برے کو اور میں تم پر نہیں ہوں مختار اور تو چل

مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ

اس پر جو حکم پہنچے تیری طرف ۱۱۷ اور صبر کر جب تک فیصلہ کرے اللہ

وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾

اور وہ ہے سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا

ع ۱۱ ۱۶

ما قبل کے لئے بمنزلہ دلیل ہے ۱۲

مسئلہ توحید مان لینے کی ترغیب ۱۲

توحید پر دلیل وحی ہے ۱۲ / تسلیہ برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲

۱۱۶ بہ سبحانہ الخ (روح ج ۱۱ ص ۱۹۹) یہ مسئلہ توحید مان لینے کی ترغیب ہے۔ لوگو! اللہ کی طرف سے حق تمہارے پاس آچکا ہے اور دلائل سے واضح ہو چکا ہے اس لئے اسے قبول کرلو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے جو شخص توحید اور دین حق کو قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی بھلے کا کام کرتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ انکار و جحود کا نتیجہ اور اس کا ضرر بھی خود ہی پائے گا۔ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ میرا کام تبلیغ حق ہے میں نے اپنا فریضۂ تبلیغ ادا کردیا باقی رہا تم سے منوانا تو وہ میرا کام نہیں۔

۱۱۷ یہ توحید پر دلیل وحی ہے۔ یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس چیز کی پیروی کروں جو میری طرف وحی کی گئی ہے اور مسئلہ توحید جس طرح دلائل کے ساتھ میں نے بیان کیا ہے بالکل بعینہٖ اسی طرح ذریعۂ وحی مجھ پر نازل ہوا ہے۔ وَاصْبِرْ الخ یہ آپ کے لئے تسلی ہے یعنی اتباع وحی کی وجہ سے اگر آپ کو کوئی تکلیف یا گزند پہنچے تو آپ صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کے دشمنوں کے درمیان آپ کو کامیاب و کامران اور ان کو ناکام اور ذلیل و خوار کرکے اپنا آخری فیصلہ فرمادے۔ والمعنی انہ تعالیٰ امرہ باتباع الوحی والتنزیل فان وصل الیہ بسبب ذلک الاتباع مکروہ فلیصبر علیہ الی ان یحکم اللہ فیہ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (کبیر ج ۱۷ ص ۱۷۶)

ولا یخفی ما فی ہذہ الآیات من الموعظة الحسنة وتسلیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووعد للمؤمنین والوعید للکافرین (روح ج ۱۱ ص ۲۰۲)

موضح قرآن **ف** حنیف نام ہے ابراہیم کے دین والوں کا اور عرب شرک کرتے اور آپ کو حنیف کہے جاتے۔

سورۂ یونس کی خصوصیات اور اس میں آیات توحید

۱۔ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (ع ۱) نفی شرک اعتقادی و نفی شفاعت قہری۔ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ۔ یہ اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۲۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً ــــ تا ــــ لَآيٰتٍ لِقَوْمٍ يَتَّقُونَ ○ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ــــ تا ــــ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ (ع ۲) نفی شرک فی التصرف و نفی شفاعتِ قہری جو اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۴۔ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ــــ تا ــــ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ○ (ع ۳) دنیا میں جن کو کارساز سمجھ رکھا ہے آخرت میں وہ اپنے پجاریوں کی دعا اور پکار سے لاعلمی کا اظہار کریں گے۔

۵۔ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ــــ تا ــــ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔ مشرکین مشکل ترین کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے تھے۔ یہ بھی اس سورت کی خصوصیت ہے۔

۶۔ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ ــــ تا ــــ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ○ (ع ۴) جن کو تم نے خدا کے شریک بنا رکھا ہے وہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں اس لئے الوہیت کے لائق نہیں ہیں۔

۷۔ أَلَا إِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ــــ تا ــــ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ ــــ تا ــــ أَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ ○ (ع ۶) نفی شرک فعلی، تحریمات غیر اللہ اور نذر لغیر اللہ۔ یہ سورت کی خصوصیت ہے۔

۹۔ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ ــــ تا ــــ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُبِينٍ ○ (ع ۷) نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ ــــ تا ــــ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (ع ۷) نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ قُلْ يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ ــــ تا ــــ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ (ع ۱۱) نفی شرک فی التصرف

آج بتاریخ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء بروز پنجشنبہ بوقت ۳ بجے بعد دوپہر سورۂ یونس کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔